احسن المسائل

اردو ترجمہ

کنز الدقائق

فقہ حنفی کی مشہور اور
مستند کتاب "کنز الدقائق" کا سلیس
اردو ترجمہ جس کے ساتھ عمدہ فوائد کا اضافہ
کر کے مشکل مقامات کو آسان اور
عام فہم بنایا گیا ہے۔

مترجم
مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی

ناشر:
ایچ ایم سعید کمپنی
ادب منزل، پاکستان چوک کراچی

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّيْنِ

احسن المسائل

اردو ترجمہ

کنز الدقائق

عکسی

ناشر

ایچ ایم سعید کمپنی

ادب منزل پاکستان چوک کراچی

عرضِ ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتب فقہ میں کنز الدقائق کا مقام اظہر من الشمس ہے۔ اس میں تمام ضروری مسائل کو بڑے سلیقے سے بیان کیا گیا ہے۔ عربی سے اس کا فارسی میں ترجمہ مشہور اہل قلم بزرگ مولانا شاہ اہل اللہ قدس اللہ سرہٗ نے کیا تھا۔ طلباء اور عام قاری کی سہولت کے پیش نظر مالکان مجیدی پریس کانپور نے ۱۹۲۶ء میں فارسی سے اس کا سلیس اردو میں ترجمہ کرایا جو وہاں سے متعدد بار شائع ہوتا رہا۔ چونکہ اس اردو ترجمہ کی زبان قدیم تھی اور یہ کچھ عرصہ سے نایاب بھی تھا لہٰذا اسے ضروری صحت زبان اور نئی ترتیب و تبویب کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے۔ اللہ پاک اس ناچیز کوشش کو قبول فرمائیں اور عوام کے لئے نافع بنائیں

آمین یارب العالمین

ترجمہ دیباچہ

مولانا شاہ اہل اللہ صاحب قدس اللہ سرہٗ

حمد بے حد سزاوار بارگاہ رب العزت کے لئے ہے جو تمام جہان اور اہل جہان کا پروردگار ہے۔ اور درود اس پیغمبر پر جو آدمؑ اور تمام بنی آدم سے افضل ہے۔ اس کا نام پاک محمد مختار ہے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔ بعد حمد وصلوٰۃ کے بندۂ بارگاہ کریم اہل اللہ بن شیخ عبدالرحیم (بخشے اللہ اس کو اور اس کے ماں باپ کو اور عمدہ سلوک کرے اس کے اور اس کے ماں باپ کے ساتھ) یہ کہتا ہے کہ اسلام کے عقائد درست کرلینے کے بعد سب سے زیادہ ضروری مسائل فقہ کا سیکھنا ہے اور اس باب میں سب کتابوں اور متنوں سے مشہور و معروف تر کنز الدقائق ہے جو امام ہمام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی کی تصنیف ہے مگر چونکہ اس کی عبارت مشکل ہے اور مبتدیوں کو اس سے مسائل کا سمجھنا دشوار ہے اس لئے اس کا ترجمہ فارسی زبان میں بعض ضروری فوائد کے ساتھ کیا جاتا ہے کہ طلبا اسے آسانی اور سہولت سے پڑھ سکیں توفیق اللہ ہی کی جانب سے ہے اور وہی ہر ایک امر میں رفیق اور رہنما ہے۔

فہرست

(احسن المسائل کامل)

ختم شد

کتاب الطہارت

پاکی کا بیان

طہارت کے لغوی معنی پاکیزگی کے ہیں اور اصطلاح میں حقیقی یا حکمی نجاست سے کسی جگہ کے صاف کرنے کو کہتے ہیں۔

وضو کے فرائض وضو میں فرض چار ہیں منہ دھونا[۱] یعنی پیشانی کے بالوں سے تھوڑی کے نیچے تک طول میں اور ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لو تک عرض میں اور[۲] دونوں ہاتھوں کو دونوں کہنیوں سمیت اور[۳] دونوں پیروں کو دونوں ٹخنوں سمیت دھونا اور[۴] چوتھائی سر اور ڈاڑھی کا مسح کرنا۔

فائدہ۔ فرض کے لغوی معنی اندازہ کرنے کے ہیں اور شرع میں ایسے حکم کو کہتے ہیں جسمیں کمی بیشی ہونیکا احتمال نہ ہو اس وجہ سے کہ وہ ایسی قطعی دلیل سے ثابت ہوتا ہے جسمیں کسی قسم کا شبہ نہیں یہ تعریف فرض قطعی کی ہے عملی کی نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ فرض کی یہ تعریف ذرا تفسیر کیجائے کہ جسکا کرنا لازم ہو تاکہ دونوں قسموں کو شامل ہو جائے اور جب ان تینوں اعضاء میں سے ہر ایک کا دھونا لازم یعنی فرض ہو گیا تو معلوم ہوا کہ ان میں سے کسی ایک عضو کے نہ دھونے سے وضو نہ ہوگا کیونکہ فرض کے ترک سے وہ عمل انجام نہیں پاتا اور چوتھائی سر کا مسح فرض ہونے کی بابت مغیرہ بن شعبہؓ کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشانی کے بالوں اور سر کے اگلے حصے پر مسح کیا اور یہ چوتھائی سر کے قریب قریب ہے یہ خبر واحد سے کتاب اللہ پر زیادتی نہیں ہے کیونکہ آیت مجمل ہے اور یہ حدیث اس کی تفسیر ہے اس حدیث سے امام شافعیؒ کا رد ہوتا ہے کیونکہ ان کے نزدیک مقدار فرض وہ ہے کہ جس پر مسح کا لفظ بول سکیں خواہ سر کے دو ہی بال ہوں علی ہٰذا القیاس امام مالکؒ پر بھی کیونکہ وہ سارے سر کا مسح فرض کہتے ہیں

وضو کی سنتیں اوّل دونوں ہاتھوں کو دونوں پہنچوں تک دھونا۔ بسم[۲] اللہ کہنا۔ مسواک[۳] کرنا

علیحدہ علیحدہ پانی لے کر منہ دھونا۔ ناک میں پانی ڈالنا۔ ڈاڑھی اور انگلیوں میں خلال کرنا۔ وضو کے ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھونا۔ وضو کی نیت کرنا۔ سارے سر اور دونوں کانوں کا سر کے مسح سے بچے ہوئے پانی سے ایک مرتبہ مسح کرنا اس ترتیب سے وضو کرنا جو قرآن میں مذکور ہے اور کل اعضا کو لگاتار دھونا۔

فائدہ۔ سنت اس طریقے کو کہتے ہیں جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا ہو مگر ہمیشہ نہ کیا ہو آپ نے اس کا حکم دیا ہو لیکن واجب نہ فرمایا ہو لگاتار دھونے سے مراد یہ ہے کہ اس طرح دھوئے کہ پہلا عضو خشک ہونے نہ پائے اور امام مالک رحمۃ اللہ کے نزدیک لگاتار دھونا فرض ہے۔

مستحبات وضو

ترجمہ کل اعضا کے دھونے میں داہنے عضو سے شروع کرنا اور گردن کا مسح کرنا

فائدہ۔ مستحب اس فعل کو کہتے ہیں جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عادت کے طور پر کیا ہو اور مصنف کی عبارت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وضو میں مستحب یہ دو ہی ہیں حالانکہ یہ بات نہیں ہے چنانچہ خزائن میں انھوں نے ساٹھ سے کچھ اوپر مستحب امور بیان کئے ہیں منجملہ ان کے وضو میں قبلہ رخ بیٹھنا اور پہلی مرتبہ دھونے میں اعضا کو ملنا۔ کانوں کا مسح کرتے وقت کن انگلیوں کو تر کر کے کانوں میں دینا۔ اگر کوئی عذر نہ ہو تو وقت سے پہلے وضو کر لینا اگر انگوٹھی ڈھیلی ہو تو اسے حرکت دینا اگر تنگ ہے اور اس کے نیچے پانی پہنچ جانے کا یقین ہے تو حرکت دینا مستحب ورنہ فرض ہے اور بلا ضرورت باتیں نہ کرنا اور اونچی جگہ بیٹھنا تاکہ مستعمل پانی کی چھینٹیں نہ پڑیں اور ہر عضو کو دھونے کے وقت بسم اللہ کہنا اور وضو کے بعد یہ دعا پڑھنا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ۔ وضو کے بعد وضو کا بچا ہوا پانی پی لینا وغیرہ وغیرہ اور واضح رہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ نے اصل میں گردن کے مسح کا ذکر نہیں کیا مگر مختار مذہب یہی ہے کہ یہ مستحب ہے اور محیط کی روایت میں ہے کہ فقیہ ابو جعفرؒ اسے سنت فرمایا کرتے تھے اسی سے اکثر علماء نے اخذ کیا ہے اور حلقوم کا مسح کرنا بدعت ہے لیکن گردن کا مسح سر کے ساتھ سیدھے ہاتھ سے کیا جائیگا اور الٹے ہاتھ سے کانوں کے مسح کے بعد کرنا یہ قطعاً بدعت ہے۔ اسی طرح ہر عضو کو دھوتے وقت بسم اللہ کہنا یہ صوفیاء و فقہاء کی بدعت ہے جس کا حدیث سے کوئی ثبوت نہیں) حبیب۔

نواقض وضو

ترجمہ وضو کرنیوالے کے بدن سے ناپاکی نکلنے اور منہ بھر کر قے ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے برابر ہے کہ قے پت کی ہو یا بستہ خون کی یا غذا کی یا پانی کی

ہاں بلغم یا ایسے خون کی قے ہونے سے وضو نہیں جاتا کہ جس پر تھوک غالب ہو (یعنی خون سے زیادہ تھوک ہو)
فائدہ۔ واضح رہے کہ بدن سے نکلنے والی چیزیں دو قسم کی ہیں ایک وہ کہ جو پیشاب یا پاخانہ کے راستے سے نکلے ان سے تو بالاتفاق وضو ٹوٹ جاتا ہے خواہ تھوڑی ہو یا بہت ہو دوسرے وہ جو ان کے سوا کسی اور جگہ سے نکلے مثلاً قے خون پیپ وغیرہ منہ بھر کر ہونا شرط ہے اور خون و پیپ میں زخم کے منہ سے بہ جانا شرط ہے دوسری قسم میں امام شافعیؒ کا اختلاف ہے اُن کے نزدیک ان سے وضو نہیں ٹوٹتا۔
ترجمہ۔ (قے کا) سبب (یعنی جی متلانا) کئی مرتبہ تھوڑی تھوڑی کی ہوئی قے کو جمع کر دیتا ہے۔
فائدہ۔ یعنی اگر ایک دفعہ جی متلانے سے کئی دفعہ تھوڑی تھوڑی قے اتنی ہو گئی ہے کہ اگر وہ جمع کی جائے تو اس سے منہ بھر جائے تو اس کا حکم منہ بھر کر ہونے کا ہے اس سے وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر کئی مرتبہ جی متلانے پر اُتنی قے نہیں ہوئی ہے تو اُس سے نہیں ٹوٹے گا۔ عینی
ترجمہ۔ کروٹ سے لیٹ کر سونے دونوں سرین زمین پر ٹیکا کر داہنی طرف کو پیر نکال کر سونے بیہوش یا دیوانہ اور مست ہونے اور بالغ آدمی کے نماز میں ٹھٹھا مار کر ہنسنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ سلام پھیرتے وقت ہنسے مرد و عورت کے ننگے ہو کر ملنے سے بھی (جس کو مباشرت فاحشہ کہتے ہیں) زخم میں سے کیڑا نکلنے عضو تناسل اور عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا (برابر ہے کہ شہوت سے ہو یا بغیر شہوت کے ہو)

احکام غسل

نہانے میں کلی کرنا۔ ناک میں پانی دینا اور سارے بدن کو تر کرنا فرض ہے اور بدن کو ملنا۔ اور جس کی ختنہ نہ ہو اس کو اپنے زائد چمڑے میں پانی ڈالنا فرض نہیں ہے (نہانے میں سنت یہ ہے کہ اول اپنے دونوں ہاتھ (پہنچوں تک) اور شرمگاہ دھوئے (اگرچہ اس پر ناپاکی نہ لگی ہو) اگر ناپاکی بدن پر لگ گئی ہے تو اسے بھی دھوئے پھر وضو کرے اور اس کے بعد تمام بدن پر تین دفعہ پانی بہائے۔ اگر عورت کے بالوں کی جڑیں تر ہو جائیں تو اُسے گندھے ہوئے بالوں کا کھولنا ضروری نہیں ہے نہانا اس صورت میں فرض ہوتا ہے کہ جب منی کود کر نکلے اور اس کے اپنی جگہ سے علیحدہ ہونے کے وقت شہوت (یعنی لذت) ہو قبل یا دبر میں یعنے پیشاب گاہ یا پاخانہ کی جگہ میں حشفہ غائب ہونے سے کرنے اور کرانے والے دونوں پر نہانا فرض ہو جاتا ہے (اگرچہ انزال نہ ہو) اور جب عورت حیض یا نفاس سے پاک ہو تو اس پر بھی نہانا فرض ہو جاتا ہے۔
فائدہ۔ جاننا چاہیئے کہ مرد عورت کی پاخانہ کی جگہ میں عضو تناسل داخل کرنا قطعی حرام اور ناجائز ہے لیکن اگر لوگ اس بدفعلی کے مرتکب ہو جائیں تو نہانا دونوں پر فرض ہوتا ہے برابر ہے کہ انزال ہو یا نہ ہو اور یہ آدمیوں کے ساتھ خاص ہے اگر کوئی نادان چوپائے یا مُردے کے ساتھ ایسا کر بیٹھے تو اس صورت میں بدون انزال ہوئے نہانا فرض نہیں ہوتا۔ فتح القدیر وغیرہ

ترجمہ۔ بندی اور ودی نکلنے اور بلا احتلام کے تری معلوم ہونے سے نہانا فرض نہیں ہوتا۔
فائدہ۔ بندی اس رطوبت کو کہتے ہیں جو عورت کو چھیڑنے کے وقت عضو تناسل سے نکلتی ہے اور ودی وہ ہے جو پیشاب کرنے کے بعد کسی قدر غلیظ اور نیلگوں پانی آجاتا ہے اور بلا احتلام کے تری معلوم ہونے سے مراد یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص نے خواب میں اپنے آپ کو صحبت کرتے دیکھا تھا پھر آنکھ کھلی تو اپنا بدن یا کپڑا گیلا نہ پایا تو اس پر نہانا فرض نہیں ہے خواہ عورت ہو یا مرد ہو۔ طحطاوی
ترجمہ۔ جمعہ اور عیدین (کی نمازوں) اور احرام (باندھنے) کے لئے اور (حاجیوں کو) عرفہ کے روز نہانا سنت ہے اور مردے کو اور ایسے شخص کو جو جنابت کی حالت میں مسلمان ہوا ہو نہانا واجب واجب ہے اور اگر کافر مسلمان ہوا اور وہ جنبی نہیں تھا تو اس کے لئے نہانا مستحب ہے
فائدہ۔ واجب شریعت میں اس حکم کو کہتے ہیں جو کسی ایسی دلیل سے ثابت ہوا ہو جس میں کچھ شبہ ہو اس کا ترک کرنے والا فاسق ہوتا ہے اور اس کے منکر کو کافر نہیں کہا جاتا یہ بھی ذہن نشین رہے کہ عرفہ کے روز نہانا کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ اسے مستحب یا سنت سمجھنا بدعت ہے۔ جیبیہ

پانی کے مسائل

ترجمہ۔ بارش۔ چشمہ اور دریا کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے اگرچہ کسی پاک چیز نے اس کی کسی صفت (یا کل صفات) کو بدل دیا ہو (پانی کی صفات رنگ۔ بو اور مزہ ہیں) یا بہت دنوں ٹھہرا رہنے کے سبب سے بدبودار ہوگیا ہو ہاں اس پانی سے وضو درست نہیں ہے جو بہت پتوں کے پڑنے سے یا کسی چیز میں مل کر پکنے سے بگڑ گیا ہو یا کسی درخت یا پھل سے نچوڑا ہو (مثلاً گنے کا رس ہو یا تربوز یا انگور وغیرہ کا پانی ہو) اور نہ ایسے پانی سے درست ہے کہ جس پر دوسری چیز کے اجزا غالب ہوں (جیسے ستو) اور نہ اس ٹھہرے ہوئے پانی سے جس میں پلیدی گر گئی ہو اور وہ دردہ نہ ہو اور اگر وہ دردہ ہے تو وہ بہتے پانی کے حکم میں ہے اور بہتے پانی کی تعریف یہ ہے کہ تنکے کو بہائے جائے۔
فائدہ۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر پانی قلتین ہو تو اس سے وضو کرنا جائز ہے اور قلتین پانچسو رطل کے ہوتے ہیں جس کی تخمیناً پانچ مشکیں متوسط ہوتی ہیں اور امام مالک علیہ الرحمۃ کا قول یہ ہے کہ جب تک پانی کے اوصاف ثلٰثہ میں سے کوئی وصف نہ بدلے اس سے وضو کرنا جائز ہے لیکن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے دلیلوں کا اختلاف ملاحظہ فرما کر وہ دردہ اختیار کیا ہے جس میں تمام مذاہب سے زیادہ احتیاط پائی جاتی ہے اور جو احادیث و آثار کی رو سے یقیناً پاک ہے کیونکہ بڑے بڑے حوض اور چشمے سب کے نزدیک پاک ہیں اور عامہ مشائخ نے ان کے طول اور عرض میں سے ہر ایک کی مقدار دس گز اور گہراؤ اس قدر کہ چلو بھرنے سے زمین نہ نظر آنے لگے مقرر کر دیا یعنی چاروں طرف سے دس گز ہو بعض فقہا نے لوگوں کی آسانی کے لئے اس کی پیمائش کے لئے کپڑے

کا گز فرمایا ہے جو چوبیس انگل یا فقط ساٹھ مٹھی کا ہوتا ہے بعض نے مساحتی گز فرمایا ہے جو سات مٹھی اور ایک کھڑی انگلی کا ہوتا ہے اور اگر کہیں ایسی صورت ہو کہ پانی کا طول زیادہ ہو اور عرض کم یا گہرائی زیادہ ہو اور چوڑائی کم ہو لیکن پیمائش کے حساب سے ضرب کئے جانے پر یکسر دہ در دہ ہو جاتا ہو تو ایسے پانی پر بعض روایات میں دہ در دہ پانی کا حکم لگایا گیا ہے۔ فتح القدیر وغیرہ ملخصًا۔

ترجمہ۔ پس دہ در دہ پانی سے وضو کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ اس میں پلیدی کا اثر یعنی مزہ یا رنگ یا بو معلوم نہ ہو اور اگر اس میں پلیدی کا اثر معلوم ہو گا تو وہ پانی ناپاک ہو جائیگا اور ایسے جانوروں کا پانی میں مرجانا کہ جن میں (بہتا ہوا) خون نہیں ہوتا مثلاً مچھر۔ مکھی۔ بھڑ۔ بچھو۔ مچھلی۔ مینڈک۔ کیکڑا پانی کو ناپاک نہیں کرتا۔ وہ پانی جو ثواب کے کام میں استعمال کیا گیا ہو (مثلاً اس سے وضو پر وضو کیا ہو) یا اس سے حکمی ناپاکی رفع کی ہو (مثلاً وضو ٹوٹ جانے پر اس سے وضو کیا ہو) جب یہ ایک جگہ ٹھہر جائے تو خود پاک ہے لیکن اور کسی چیز کو پاک نہیں کر سکتا۔

فائدہ۔ مستعمل پانی میں بہت اختلاف ہے اول تو اس میں کہ اختلاف پانی مستعمل کس کس چیز سے ہو جاتا ہے تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک تو حکمی ناپاکی رفع کرنے یا ثواب کے لئے استعمال کرنے سے مستعمل ہو جاتا ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک فقط ثواب کے لئے استعمال کرنے سے مستعمل ہوتا ہے دوسرا اختلاف یہ ہے کہ کس وقت ہوتا ہے تو امام صاحب کے نزدیک تو جب عضو سے جدا ہو مستعمل ہو جاتا ہے اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ جب ایک جگہ ٹھہر جائے اس وقت ہوتا ہے اور جگہ عام ہے خواہ زمین ہو یا برتن ہو یا ہتھیلی ہو مصنفؒ نے ضروریات کے خیال سے اسی کو پسند کیا ہے تیسرا اختلاف اس کے حکم میں ہے امام مالکؒ فرماتے ہیں اور یہی ایک قول امام شافعیؒ کا بھی ہے کہ یہ اور چیزوں کو بھی پاک کر دیتا ہے امام زفرؒ کا قول یہ ہے کہ اگر اس کا استعمال کرنے والا وضو سے تھا تو یہ خود بھی پاک ہے اور دوسری چیز کو بھی پاک کر سکتا ہے اور اگر بے وضو تھا تو یہ خود تو پاک ہے لیکن دوسری چیز کو پاک نہیں کر سکتا امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ مثل نجاست مغلظہ کے ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک نجاست خفیفہ کے حکم میں ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک یہ خود پاک ہے دوسری چیز کو پاک نہیں کر سکتا مصنفؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایسے مستعمل پانی میں کپڑا یا بدن بھر جائے تو اس کا دھونا ضروری نہیں ہاں اس سے دوبارہ وضو کر لینا بھی درست نہیں ہے لیکن اگر اس سے نجاست حقیقی کو دھویا جائے تو وہ پاک ہو جائیگی کیونکہ اس کے دور کرنے کے لئے شرطیہ ہے کہ بہنے والی پاک اور نجاست کو دور کرنے والی چیز ہو اور یہ تینوں وصف اس میں موجود ہیں اور اسی پر فتویٰ ہے مستخلص وغیرہ۔

ترجمہ۔ کنوئیں کے مسئلے میں تین مذہب ہیں۔ ج ح ط۔

فائدہ۔ ج نجس ہونے کی علامت ہے۔ ح بحال خود رہنے کی ط طہارۃ کی اختصار کے لئے یہ علامت معین کی گئی ہیں اس مسئلے کی صورت یہ ہے کہ ایک آدمی ڈول نکالنے کے لئے کنوئیں میں اترا اور اور وہ جنبی تھا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک پانی اور یہ آدمی دونوں نجس ہیں اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک دونوں اپنی اپنی حالت پر ہیں یعنی پانی پاک اور آدمی ناپاک اور امام محمدؒ کے نزدیک دونوں پاک ہیں حاشیہ۔

ترجمہ۔ ہر کھال دباغت دینے سے پاک ہوجاتی ہے سوائے سور اور آدمی کی کھال کے۔

فائدہ۔ یہ حکم مرے ہوئے جانور کی کھال کا ہے ورنہ ذبح کئے ہوئے جانور کی کھال بلا دباغت کے بھی پاک ہوتی ہے دباغت سے مراد یہ ہے کہ اس کا سرانڈ اور اس کی بدبو سکھانے یا کسی دوا وغیرہ سے دور کردی جائے آدمی اور مردہ جانور کے بال اور ہڈیاں پاک ہیں۔ عینی۔

کنوئیں کے احکام

کنوئیں میں نجاست گرجانے سے اس کا (سارا) پانی نکالا جائے ہاں اونٹ اور بکری کی ایک دو مینگنیوں یا کبوتر اور چڑیا کی بیٹ گرنے سے پانی نہ نکالا جائے (لیکن مرغی اور بطخ وغیرہ کی بیٹ گرنے سے پانی نکالا جائے گا) جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے (یعنی حلال ہے) ان کا پیشاب نجس ہے اور جس چیز کے نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ نجس نہیں ہے (مثلاً تھوڑی سی قے اور وہ خون جو اپنی جگہ سے تجاوز نہ کرے) اُن جانوروں کا پیشاب ہرگز نہ پینا چاہئے۔ اگر چوہا یا چوہے کی برابر اور کوئی جانور کنوئیں میں گرکے مرجائے تو اوسط درجہ کے بیس ڈول اُس میں سے نکال دیئے جائیں اور اگر کبوتر سا جانور گرکے مرگیا ہے تو چالیس ڈول اور اگر بکری سا جانور (مثلاً کتا یا آدمی) گرکے مرگیا ہے تو تمام پانی نکالا جائے۔ اگر کوئی جانور (خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو) کنوئیں میں گرکے پھول گیا یا پھٹ گیا تو اس کا سارا پانی نکالنا چاہیئے اور اگر سارا پانی نہ نکل سکے تو اس میں سے دو سو (سے تین سو تک) ڈول نکال دیئے جائیں اگر چوہا (وغیرہ) مرا۔ گلا۔ سڑا ہوا کنوئیں میں سے نکلا اور اس کے گرنے کا وقت معلوم نہیں ہے تو اس کنوئیں کو تین دن پہلے سے ناپاک قرار دیا جائے اور اگر پھولا پھٹا نہ ہو تو ایک دن رات سے۔

فائدہ۔ تین دن رات سے ناپاک قرار دیئے جانے کا یہ مطلب ہے کہ ان دنوں کی نمازیں لوٹائی جائیں یہ قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ نمازیں لوٹانا ضروری نہیں ہے یہانتک کہ یہ تحقیق ہوجائے کہ کس وقت گرا ہے اس میں فتویٰ امام محمدؒ کے قول پر ہے کہ جس وقت جانور کو کوئیں میں دیکھیں اسی وقت سے اسے ناپاک سمجھیں خواہ پھولا پھٹا ہو یا نہ ہو مسکین وغیرہ۔

ترجمہ۔ پسینہ جھوٹے (پانی وغیرہ) کی طرح ہے۔ یعنی جس کا جھوٹا پاک ہے اُس کا پسینہ بھی پاک ہے

---

[1] یعنی وہ آدمی جو اپنے بدن پر نجاست حقیقی نہ رکھتا ہو اگر نجاست حقیقی رکھتا ہو تو سب اماموں کے نزدیک کنواں ناپاک ہوجاویگا۔

اور جس کا ناپاک ہے اس کا پسینہ بھی پاک ہے) آدمی اور گھوڑے اور ان جانوروں کا جن کا گوشت کھانا درست ہے جھوٹا پاک ہے اور کتے اور سور اور درندہ چوپاؤں کا جھوٹا ناپاک ہے اور بلی اور کوچہ گرد مرغی اور پرند شکاری جانوروں اور گھروں میں رہنے والے جانوروں کا جھوٹا مکروہ (تنزیہی) ہے اور گدھے اور خچر کا جھوٹا مشکوک ہے اگر پانی نہ ملے تو اس سے وضو کرکے تیمم بھی کرلینا چاہیئے وضو اور تیمم میں سے جو بھی پہلے کرے درست ہے بخلاف نبیذ تمر کے۔

ترجمہ۔ نبیذ تمر وہ پانی ہے جس میں اتنے چھوہارے بھگو دئیے گئے کہ پانی میٹھا ہوگیا ہو لیکن رقیق اور بہتا ہوا ہو پس اگر اور پانی نہ ملے تو امام صاحب اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس سے وضو نہ کرے بلکہ تیمم کرے اسی پر فتویٰ ہے اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اس سے وضو اور تیمم دونوں کرے اور یہ اختلاف اسی صورت میں ہے کہ پانی گاڑھا اور نشہ آور نہ ہو ورنہ پھر سب کے نزدیک اس سے وضو درست نہیں ہے۔ طحطاوی۔

تیمّم کے احکام کا بیان

فائدہ۔ لغت میں تیمم کے معنے قصد کے ہیں اور شرع میں پاک مٹی کو پاکی کے قصد سے استعمال کرنے کا نام تیمم ہے۔

ترجمہ۔ اگر آدمی پانی سے ایک میل کے فاصلے پر ہو یا بیمار ہو (اور پانی کے استعمال سے بیماری بڑھنے کا اندیشہ ہو یا سردی (ایسی ہو کہ مرجانے کا اندیشہ ہو) یا دشمن یا درندے یا پیاس کا خوف ہو یا ڈول رسی نہ ہو تو وہ تیمم کرے تیمم کی صورت یہ ہے کہ زمین کی قسم سے جو چیز پاک ہو اگرچہ اس پر غبار نہ ہو تیمم کی نیت کرکے ایک دفعہ دونوں ہاتھ اس پر مار کر سارے منہ پر پھیرے اور دوسری دفعہ ہاتھ مار کر دونوں کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں پر پھیرے اگرچہ آدمی ناپاک (یعنی جنبی) یا حیض والی عورت ہو (یہی دو ضرب کافی ہیں)

فائدہ۔ شریعت میں میل ایک تہائی فرسخ کو کہتے ہیں جو چوبیس ۲۴ انگل کے گز سے چار ہزار گز کا ہوتا ہے اور زمین کی قسم سے مراد وہ چیزیں ہیں جو نہ جلیں نہ پگھلیں جیسے ریت۔ پتھر۔ سرمہ۔ چونہ وغیرہ۔ طحطاوی۔

اگر باوجود زمین کی قسم میسر ہونے کے کوئی غبار سے تیمم کرلے تب بھی جائز ہے کافر کا تیمم کرنا بیکار ہے نہ کہ اس کا وضو کرنا (کیونکہ تیمم میں نیت کرنی شرط ہے وضو میں نہیں ہے اور کافر

اپنے کفر کے باعث نیت کرنے کا اہل نہیں ہے) مرتد ہونے سے تیمم نہیں جاتا بلکہ جن چیزوں سے وضو جاتا ہے ان ہی سے تیمم بھی جاتا رہتا ہے اس قدر پانی پر قدرت ہونے سے جو اس کی حاجت (ضروری) سے بچ رہے تیمم کرنا جائز نہیں رہتا اور اگر پہلے کر لیا تھا تو وہ اس قدرت سے جاتا رہتا ہے (خواہ آدمی نماز میں ہو یا نماز سے باہر ہو) اگر کسی کو پانی ملنے کی امید ہے تو وہ نماز اخیر وقت میں پڑھے اور اگر وقت سے پہلے تیمم کر لیا تو بھی درست ہے علیٰ ہذا القیاس دو فرضوں کے لئے اور جنازہ اور عیدین کی نماز فوت ہونے کے خوف سے تیمم کر لینا جائز ہے اگرچہ نماز بناہی کے طور پر ہو ہاں جمعہ اور وقتیہ نماز کے فوت ہونے کے خوف سے تیمم کرنا درست نہیں۔

فائدہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ اور وقتیہ نمازوں کا بدل ہو سکتا ہے یعنی جمعہ فوت ہونے پر ظہر کی نماز اور وقتیہ فوت ہونے پر اسے قضا پڑھ سکتا ہے بخلاف جنازہ اور عیدین کی نماز کے کہ ان کا بدل نہیں ہو سکتا۔ بنا کی صورت یہ ہے کہ کسی نے وضو سے عید کی نماز شروع کر کے کچھ ادا کر لی تھی پھر وضو جاتا رہا اور باقی نماز اس نے تیمم سے ادا کر لی تو درست ہے۔ طحطاوی۔

ترجمہ۔ اگر کوئی اپنے اسباب میں پانی رکھ کے بھول گیا اور تیمم سے نماز پڑھ لی تو (بعد میں پانی یاد آنے پر) نماز نہ لوٹائے اگر کسی کو پانی قریب ہونے کا گمان ہو تو وہ ایک تیر بھر کے فاصلے تک پانی تلاش کرے اور اگر قریب ہونے کا گمان نہیں تو پھر تلاش کی ضرورت نہیں۔ اگر اپنے ساتھی کے پاس پانی ہے تو اس سے مانگے اگر وہ نہ دے تو تیمم کرے اور اگر وہ واجبی دام لئے بغیر پانی نہیں دیتا اور اس کے پاس دام ہیں تو یہ تیمم نہ کرے (بلکہ دام دے کر پانی لے لے اور وضو کرے) ورنہ تیمم کرے (یعنی اگر اس کے پاس دام نہیں ہیں یا وہ واجبی داموں سے پانی نہیں دیتا تو پانی نہ لے اور تیمم کرے) اگر کسی کا اکثر بدن (جس کا دھونا ضروری ہے) زخمی ہے تو وہ تیمم کرے اور اگر کم بدن زخمی ہے تو اسے دھوئے اور وضو اور تیمم دونوں جمع نہ کرے۔

فائدہ۔ یعنی یہ نہ کرے کہ کسی عضو کو دھوئے اور کسی پر تیمم کرے۔

موزوں پر مسح کرنیکے احکام

ترجمہ۔ موزوں پر مسح کرنا مرد اور عورت دونوں کے لئے درست ہے اگر جنبی نہ ہو لیکن شرط یہ ہے کہ موزوں کو ایسے وضو پر پہنا ہو جو ٹوٹنے کے وقت کامل ہو۔

فائدہ۔ اگرچہ موزے پہننے کے وقت وضو کامل نہ ہو مثلاً ایک بے وضو شخص موزے پہن کر پانی میں

گھس گیا اور پانی اس کے موزوں میں پہنچ گیا پھر اس نے اور اعضا دھو کر وضو پورا کیا اور اس کے بعد اس کا وضو ٹوٹ گیا تو اسے ان موزوں پر مسح کرنا جائز ہے کیونکہ ٹوٹنے کے وقت وضو کامل ہے اگرچہ موزے پہننے کے وقت وضو نہ تھا۔ عینی۔

مدتِ مسح

مسح کی مدت وضو ٹوٹنے کے وقت سے لیکر مقیم کے لئے ایک دن ایک رات ہے اور مسافر کے لئے تین دن تین رات' اس کی صورت یہ ہے کہ بھیگے ہوئے ہاتھ کی تین انگلیاں موزوں کے اوپر کی جانب پاؤں کی انگلیوں پر رکھ کر ایک دفعہ پنڈلی تک کھینچے (اور اگر کوئی اور پنڈلی کی طرف سے کھینچے تب بھی مسح ہو جائے گا مگر یہ مکروہ ہے)

نواقض مسح

موزوں کی زیادہ پھٹن مسح کی مانع ہے جس کی مقدار پاؤں کی تین چھوٹی انگلیوں کا ظاہر ہو جانا ہے اور اس سے کم پھٹن مانع نہیں ہے اگر ایک موزہ کئی جگہ سے پھٹا ہوا ہے تو انھیں ایک جگہ جمع کیا جائے اگر وہ سب مل کر تین انگلیوں کی مقدار ہو تو اس کا اعتبار نہیں) نجاست اور برہنگی کے برعکس۔

فائدہ۔ یعنی اگر دونوں موزوں پر تھوڑی تھوڑی نجاست ہو جو ایک جگہ کرنے سے ایک درم کی مقدار ہو جائے تو ان پر انھیں پاک کئے بغیر مسح درست نہیں ہے اسی طرح برہنگی کا حال ہے کہ اگر تھوڑی تھوڑی کئی جگہ ہے تو اس کو ایک جگہ کر کے دیکھنا چاہئے اگر چوتھائی عضو کی مقدار ہو جائے تو اس سے نماز درست نہ ہوگی۔ حاشیہ وغیرہ۔

ترجمہ۔ وضو ٹوٹنے اور موزہ پاؤں سے نکلنے اور مسح کی مدت گذر جانے سے مسح ٹوٹ جاتا ہے بشرطیکہ سردی کے باعث دونوں پاؤں جاتے رہنے کا خوف نہ ہو موزہ نکالنے اور اس کی مدت گذر جانیکے بعد (وضو ہے تو) فقط پاؤں دھوئے اور اکثر پاؤں کا نکل آنا نکلنے ہی کے حکم میں ہے۔ اگر کسی مقیم نے مسح کیا تھا اور ایک دن رات کے گذرنے سے پہلی ہی وہ مسافر ہو گیا تو وہ تین دن تین رات تک مسح کرے اور اگر کوئی مسافر ایک دن رات گذرنے کے بعد مقیم ہو گیا ہے تو وہ موزے نکال لے اور اگر اس سے پہلے مقیم ہو گیا ہے تو ایک دن ایک رات پوری کرلے موزے کے اوپر کے موزے پر اور چمڑے کی جراب پر اور جن کے نیچے چمڑا لگا ہو یا ایسی سخت ہو کہ بغیر باندھے پنڈلی پر ٹھیر جائے ان سب پر مسح کرنا جائز ہے ہاں عمامہ ٹوپی برقع اور دستانوں پر مسح کرنا درست نہیں ہے' ٹوٹی ہوئی ہڈی کی بندش پر اور زخم کی پٹی پر یا اس طرح کی اور چیز پر (مثلاً فصد وغیرہ کی بندش پر) مسح کرنا دھونے کے حکم میں ہے ان کے مسح کی کوئی مدت معین نہیں ہے اور یہ مسح دھونے کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے (یعنی صرف پٹی پر مسح کر لیا جائے اور باقی عضو دھو لیا جائے) اور پٹی وغیرہ اگرچہ بے وضو باندھی ہو تب بھی ان پر مسح کرنا درست ہے تمام پٹی پر مسح کیا جائے خواہ اس کے نیچے زخم ہو یا نہ ہو پس اگر زخم اچھا ہونے کے باعث پٹی وغیرہ گر پڑے

تو مسح باطل ہو جائے گا اور اگر اچھا ہوئے بغیر گرے تو مسح باطل نہ ہوگا اور موزے اور سر کے مسح میں نیت کی حاجت نہیں ہے۔

حیض واستحاضہ کے احکام

ترجمہ۔ حیض وہ خون ہے جو ایسی عورت کے رحم میں سے آئے جو بیمار اور کم عمر نہ ہو اس کے جاری رہنے کی کم از کم مدت تین دن ہیں اور زیادہ سے زیادہ دس دن جو خون تین دن سے کم یا دس دن سے زیادہ آئے وہ (حیض نہیں) استحاضہ ہے (جو ایک رگ سے آتا ہے اور یہ ایک قسم کی بیماری ہے) سوائے سفیدی خالص کے جس رنگ کا بھی خون آئے سب حیض ہے یہ نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے سے مانع ہوتا ہے (یعنی اس حالت میں یہ دونوں عبادتیں ممنوع ہیں) مگر عورت روزہ کی قضا کرے اور نماز کی قضا نہ کرے (کیونکہ اس حالت میں نماز معاف ہے) ایسی عورت کو مسجد میں جانا۔ طواف کرنا اور ناف سے لیکر عورت کے زانو تک کے کا اس کے قریب جانا۔ قرآن پڑھنا اور بغیر غلاف کے قرآن کو ہاتھ لگانا سب ممنوع ہے۔

فائدہ۔ غلاف سے مراد وہ کپڑا ہے جو قرآن سے علیحدہ ہو جیسے جزدان اور ایسی حالت میں آستین سے بھی چھونا مکروہ ہے یہی صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

ترجمہ۔ قرآن کو بے وضو ہاتھ لگانا بھی منع ہے لیکن پڑھنا ممنوع نہیں اور جنابت اور نفاس دونوں تلاوت کے بھی مانع ہیں (یعنی ان دونوں حالتوں میں قرآن پڑھنا یا اسے ہاتھ لگانا دونوں ممنوع ہیں) جس عورت کا حیض اپنی کثرت مدت (یعنی دس دن) کے بعد بند ہوا ہو اس سے صحبت کرنا جائز ہے اگرچہ وہ نہائی نہ ہو اور اگر دس روز سے کم میں بند ہو گیا ہے تو اس سے صحبت جائز نہیں جب تک وہ نہا نہ لے یا اس پر نماز کا ادنیٰ وقت نہ گذر جائے

فائدہ نماز سے مراد فرض نماز ہے اسی وجہ سے درمختار میں لکھا ہے کہ اگر کوئی عورت عید کی نماز کے وقت پاک ہوئی تو اس پر ظہر کا وقت گذر جائے کا انتظار کرنا ضروری ہے اور ادنیٰ سے مراد یہ ہے کہ اتنا وقت گذر جائے کہ وہ نہا دھو کر نماز کی نیت باندھ لے۔ فتح ملخصاً۔

ترجمہ حیض ونفاس کی مدت میں دو خونوں کے درمیان عورت کا پاک ہونا بھی حیض اور نفاس ہے

فائدہ۔ یعنی حیض کی مدت میں کچھ دن تک حیض آکر بند ہو گیا اور پھر آنے لگا اسی طرح نفاس آتا آتا بند ہو کر پھر آنے لگا تو اس خون کے نہ آنے کے دنوں میں عورت کے لئے پاک ہونیکا حکم نہ ہوگا بلکہ وہ پاک

ہونا جو حیض کے دنوں میں ہو وہ بھی حیض ہے اور نفاس کے دنوں میں نفاس۔ فتح القدیر وطحطاوی۔
ترجمہ۔ اس پاک ہوجانے کی مدت کم از کم پندرہ ۱۵ دن ہے اور اکثر مدت کی کوئی حد نہیں ہے ہاں ہمیشہ خون جاری رہنے کی صورت میں عادت معین ہوجانے کے وقت (حیض کی عادت کے دن علیٰحدہ کر کے باقی پاک رہنے کے دن شمار کئے جائیں گے استحاضہ کا خون ہمیشہ جاری رہنے والی نکسیر کے حکم میں ہے جو خون حیض ونفاس کی اکثر مدت سے بڑھ جائے تو جس قدر اس کی ہمیشہ کی عادت سے بڑھے گا وہ استحاضہ ہے۔

فائدہ۔ یہ حکم اس عورت کے حق میں ہے جس کی عادت معین ہو مثلاً کسی کو ہر مہینہ میں سات دن حیض آنے کی عادت تھی پھر اُسے بارہ ۱۲ روز خون آیا تو جو سات دن سے زیادہ دن خون آیا ہے یہ استحاضہ ہے اسی طرح اگر کسی کی عادت چار دن یا پانچ دن خون آنے کی ہوا اور پھر دس سے بڑھ جائے تو جس قدر اس کی عادت سے بڑھیگا یہ سب استحاضہ ہے اگر دس دن سے نہیں بڑھا تو حیض کے ایام میں وہ سب حیض ہے اسی طرح نفاس میں اگر کسی کو مثلاً پینتیس ۳۵ دن خون آنے کی عادت تھی پھر اُسے پینتالیس ۴۵ دن خون آیا تو یہ دس دن کا خون استحاضہ ہے۔ عینی۔

ترجمہ۔ اگر کسی عورت کو پہلے ہی پہل خون آکر جاری ہوگیا ہے تو (ہر مہینہ میں) دس دن اُس کے حیض کے ہونگے اور چالیس ۴۰ دن نفاس کے اور جو حیض میں دس سے اور نفاس میں چالیس سے زیادہ دن ہونگے وہ استحاضہ ہے) جس عورت کو استحاضہ (کی بیماری) ہو یا جسے سلس البول ہو یا جس کا پیٹ چلتا ہو یا کسی کی ریح نکلتی رہتی ہو یا نکسیر بند نہ ہوتی ہو یا کسی کے ناسور ہو تو ایسے اشخاص ہر فرض کے وقت (تازہ) وضو کیا کریں اور اس وضو سے (اس وقت میں) فرض اور نفل (جسقدر چاہیں) پڑھیں۔

فائدہ۔ شریعت میں ان بیماری والوں کو معذور کہتے ہیں امام صاحبؒ کے نزدیک ایسے شخص کو ہر فرض کے وقت تازہ وضو کرنا چاہیئے اور امام شافعیؒ کے نزدیک ہر فرض کے لئے اور امام مالکؒ کے نزدیک ہر نفل کے لئے بھی۔ فتح المعین۔

ترجمہ۔ ان کا وضو فقط وقت کے نکلنے سے جاتا رہتا ہے۔

فائدہ یہ امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک ہے اور امام زفرؒ کے نزدیک دوسری نماز کا وقت آنے سے جاتا رہتا ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس نماز کا وقت جانے اور دوسری نماز کا وقت آنے دونوں سے جاتا رہتا ہے۔ حاشیہ۔

ترجمہ (ان معذوروں کے لئے) یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب ان پر کسی فرض کا وقت ایسا نہ گذرے کہ جس میں انہیں یہ عذر نہ ہو۔

فائدہ۔ یہ شرط عذر رہنے کی ہے اگر یہ نہ ہوگی تو وہ معذور نہ کہلائیں گے اور پھر ان کا وضو اس عذر سے جاتا رہے گا۔

ترجمہ۔ نفاس اُس خون کو کہتے ہیں جو بچہ پیدا ہونے کے بعد آتا ہے اگر کسی حاملہ عورت کو خون آئے تو وہ استحاضہ ہے اور اگر کسی کا حمل ساقط ہوگیا اور اس میں بعض عضو بھی ہیں (مثلاً ناخن اور بال وغیرہ) تو اُس کا حکم بچہ کا ہے۔

فائدہ یعنی شرعاً وہ اس عورت کا بچہ ہے یہانتک کہ اُس کے بعد کا خون نفاس ہوگا اور اگر وہ لونڈی تھی تو اب ام ولد ہو جائے گی اور عدت میں تھی تو عدت پوری ہو جائے گی اور اگر اس میں کوئی عضو معلوم نہیں ہوتا بلکہ محض گوشت کا لوتھڑا ہے تو اس کے بعد کا خون نفاس نہ ہوگا اور نہ بچہ کے دیگر احکام جاری ہوں گے۔

ترجمہ۔ نفاس کی کم سے کم مدت کی کوئی حد نہیں ہے (چنانچہ بعض عورتوں کو ایک گھنٹہ بھر بھی نہیں آتا) اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے اور چالیس دن سے جسقدر بڑھے وہ استحاضہ ہے اور جڑواں بچوں میں نفاس کی ابتدا پہلے بچے سے ہوتی ہے۔

فائدہ۔ یہ ہمارا مذہب ہے امام محمدؒ اور امام زفرؒ کے نزدیک ابتدا دوسرے بچہ سے ہوتی ہے یہی قول امام شافعیؒ کا ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ ایک بچہ پیدا ہونے کے بعد چونکہ ابھی وہ عورت حاملہ ہے اس لئے اس کا یہ خون رحم سے نہیں ہے اسی وجہ سے بغیر دوسرا بچہ جنے عدت پوری نہیں ہوتی اور ہماری دلیل یہ ہے کہ نفاس اُس خون کا نام ہے جو بچہ پیدا ہونے کے بعد آئے اور یہاں ایسا ہی ہے پس یہ اس خون کی طرح ہوگیا جو ایک ہی بچہ پیدا ہونے کے بعد آئے باقی عدت کا پورا ہونا تو مطلق حمل کے جننے سے تعلق رکھتا ہے لہذا وہ دونوں کے جننے کو شامل ہوگا۔ فتح القدیر۔

نجاست کے احکام

فائدہ۔ انجاس نجس کی جمع ہے اور یہ خبث سے عام ہے جو حقیقی نجاست پر بولا جاتا ہے اور حدث سے بھی جو حکمی پر بولا جاتا ہے غرض کہ نجس نجاست حقیقی اور حکمی دونوں پر بولا جاتا ہے۔ عینی۔

ترجمہ۔ بدن اور کپڑا پانی سے پاک ہو جاتا ہے اور ہر ایسی بہتی (پاک) چیز سے بھی جو (نجاست کو) دور کرنے والی ہو مثلاً سرکہ گلاب لیکن تیل سے پاک نہیں ہوتا۔

فائدہ۔ شہد۔ شیرہ اور گھی بھی تیل ہی کے حکم میں ہیں اور یہی صحیح ہے کیونکہ یہ چیزیں نجاست کو

دور کرنے والی نہیں ہیں ۔ نہر

ترجمہ ۔ اگر موزے پر گاڑھی نجاست (مثلاً پاخانہ وغیرہ) لگ جائے تو وہ زمین پر رگڑ (کے اُتار) دینے سے پاک ہو جاتا ہے اور اگر گاڑھی نہیں ہے (مثلاً پیشاب وغیرہ لگ گیا ہے) تو اُسے دھونا چاہیئے (خواہ خشک ہو یا تر ہو) اور خشک منی (خواہ بدن پر ہو یا کپڑے پر) ہاتھوں سے رگڑنے اور کھرچنے سے پاک ہو جاتی ہے ورنہ اُسے دھونا چاہیئے ۔

فائدہ ۔ یعنی منی خواہ غلیظ ہو یا رقیق ہو مرد کی ہو یا عورت کی ہو ہاتھوں سے رگڑنے اور کھرچنے سے اس کی ناپاکی جاتی رہتی ہے اور اس کا دھبہ رہنے میں کچھ حرج نہیں ہے اور اگر منی خشک نہیں ہے بلکہ تر ہے تو اسے دھونا چاہیئے کیونکہ امام صاحبؒ کے نزدیک منی ناپاک ہے بخلاف امام شافعیؒ کے کہ ان کے نزدیک پاک ہے دھونے اور کھرچنے کی ضرورت نہیں ہے اور امام مالکؒ کے نزدیک ایسی ناپاک ہے کہ بغیر دھوئے فقط کھرچنے سے بھی پاک نہیں ہوتی مگر انصاف اور غور سے دیکھنے پر امام صاحبؒ کا مذہب سب مذہبوں سے بہتر معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایسی چیز کا ناپاک ہونا جو غسل کا باعث ہو اور پیشاب کی جگہ سے نکلتی ہو آثار اور قیاس سے بہت ہی قریب معلوم ہوتا ہے اور خشک منی کا رگڑنے سے پاک ہو جانا بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اگرچہ اس کا دھبہ باقی رہ جائے ۔ فتح القدیر وغیرہ ۔

ترجمہ ۔ تلوار جیسی چیزیں (مثلاً آئینہ اور چھری وغیرہ) پونچھنے سے پاک ہو جاتی ہیں (برابر ہے کہ نجاست خشک ہو یا تر ہو پیشاب ہو یا پاخانہ ہو) اور زمین خشک ہونے سے اور (نجاست کا) اثر جاتے رہنے سے نماز (پڑھنے) کے لئے پاک ہو جاتی ہے اور تیمم کے لئے پاک نہیں ہوتی ۔

فائدہ ۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایسی زمین پر تیمم کرنا بھی جائز ہے مگر ظاہر قول پہلا ہی ہے کیونکہ تیمم درست ہونے میں زمین کا پاک ہونا نص قرآن سے شرط ہے لہذا یہ حکم اس سے ادا نہ ہوگا جو خبر واحد سے ثابت ہو ۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر ناپاک زمین پر آگ جلادی جائے تو پھر اس سے تیمم کرنا جائز ہے اور یہی صحیح ہے اور اگر کوئی ناپاک زمین کو اسی وقت پاک کرنی چاہے تو اس پر تین دفعہ پاک پانی بہا دے اور ہر دفعہ پاک کپڑے سے پونچھتا رہے وہ پاک ہو جائے گی ۔ فتح القدیر ۔

ترجمہ ۔ نجاست مغلظہ مثلاً خون اور شراب (وغیرہ) میں سے ایک درم کی مقدار اور ہتیلی کی چوڑائی کی مقدار معاف ہے (یعنی اگر کپڑے یا بدن پر اتنی نجاست لگ جائے تو اس کے بغیر دھوئے نماز ہو جائے گی) علی ہذا القیاس مرغی کی بیٹ اور ان جانوروں کا پیشاب کہ جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا اور لید اور گوبر بھی ۔

فائدہ ۔ یعنی اگر ان چیزوں میں سے بھی ایک درم کی مقدار کہیں لگ جائے تو معاف ہے درم ساڑھے تین ماشہ کا ہوتا ہے پس اگر نجاست غلیظہ ہے تو درم کے وزن سے اندازہ کر لیا جائے اور اگر رقیق ہے

تو ہتھیلی کی چوڑائی سے ناپ لی جائے پس اگر ان مقداروں سے زیادہ ہے تو اس کا دھونا فرض ہے اور اگر کم ہے تو دھونا مستحب ہے۔

ترجمہ۔ اگر چوتھائی کپڑے سے کم نجاست خفیفہ میں بھر جائے۔

فائدہ۔ یہاں اس کپڑے کی چوتھائی مراد ہے جس میں کم از کم نماز ہو جاتی ہو مثلاً ایک تہمد ہو یا ایک چادر ہو اور بعض کا قول یہ ہے کہ اس جگہ کی چوتھائی مراد ہے جہاں نجاست لگی ہے جیسے دامن ہے یا آستین ہے یا کلی وغیرہ اور یہی قول صحیح ہے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ یہاں چوتھائی سے ایک بالشت لمبا اور ایک بالشت چوڑا کپڑا مراد ہے۔

ترجمہ۔ مثلاً ان جانوروں کے پیشاب میں کہ جن کا گوشت کھایا جاتا ہے یا گھوڑے کے پیشاب میں یا ان پرندوں کی بیٹ میں کہ جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا یا مچھلی کے خون میں یا خچر اور گدھے کے لعاب میں تو وہ بھی معاف ہے۔

فائدہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ مچھلی کا خون نجاست خفیفہ ہے کیونکہ وہ خون کی صورت ہوتا ہے اور امام اعظم اور امام محمد رحمہما اللہ کا قول یہ ہے کہ مچھلی کے اندر کا سرخ پانی حقیقت میں خون نہیں ہوتا لہذا وہ نجس نہیں ہے بلکہ ظاہر روایت میں پاک ہے کیونکہ خون کا جانور پانی میں زندہ نہیں رہ سکتا دوسری دلیل یہ ہے کہ مچھلی ذبح کئے بغیر حلال ہوتی ہے حالانکہ ذبح کرنا خون ہی نکالنے کے لئے مشروع کیا گیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس میں خون نہیں ہے۔ عینی۔

ترجمہ اگر پیشاب کی چھینٹیں سوئی کے ناکے جیسی (مہین مہین بہت سی) پڑ جائیں تو وہ بھی معاف ہیں اور جو نجاست کہ نظر آتی ہو اس کا جسم (اور اثر) دور کر دینے سے پاک ہو جاتی ہے مگر وہ نجاست کہ جس کا اثر (یعنی رنگ وغیرہ) دور ہونا دشوار ہو یا ایسی نجاست ہو کہ خشک ہونے کے بعد اس کا اثر نہ معلوم ہوتا ہو تو وہ تین دفعہ دھونے اور ہر دفعہ نچوڑنے سے پاک ہو جاتی ہے۔

فائدہ۔ تیسری دفعہ میں اس قدر زور سے نچوڑا جائے کہ اس کے بعد نچوڑنے سے پانی نہ نکلے اور امام شافعی علیہ الرحمہ کا قول یہ ہے کہ ایک ہی دفعہ دھونا کافی ہے۔

ترجمہ جو چیزیں نچوڑی نہ جا سکیں (مثلاً بوریا وغیرہ) تو وہ تین دفعہ دھونے اور ہر دفعہ ان کا پانی خشک کرنے سے پاک ہو جاتی ہیں۔

فائدہ۔ یعنی تین دفعہ دھونے میں ہر دفعہ اتنی دیر چھوڑ دیا جائے کہ ان کا پانی ٹپکنا موقوف ہو جائے باقی خشک کرنا شرط نہیں ہے اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ایسی چیز کبھی پاک نہیں ہوتی۔

ترجمہ۔ پیشاب پاخانہ پھرنے کے بعد کسی صاف کرنے والی چیز مثلاً پتھر (اور ڈھیلے) وغیرہ سے استنجا کرنا مسنون ہے اور اس میں ڈھیلے وغیرہ کا کوئی شمار مسنون نہیں ہے اور استنجا کرنے کے

بعد) اس جگہ کو پانی سے دھونا مستحب ہے ۔

فائدہ ۔ سنت استنجا ادا کرنے میں ضروری امر امام اعظم رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک صفائی کرنی ہے نہ کہ ڈھیلوں کی گنتی بخلاف امام شافعی علیہ الرحمہ کے کہ ان کے نزدیک طاق یعنی تین یا پانچ یا سات ڈھیلے ہونے فرض ہیں یہاں تک کہ اگر کوئی اس کے خلاف کرے تو اس کی نماز نہ ہوگی ۔ فتح القدیر وغیرہ

ترجمہ ۔ اگر نجاست مخرج سے تجاوز کر جائے (یعنی پیشاب یا پاخانہ اپنی اپنی جگہ سے تجاوز کر جائے) تو اس کا دھونا واجب ہے ۔

فائدہ ۔ دھونا واجب اسی صورت میں ہے کہ نجاست ایک درم یا ہتیلی کے عرض سے زیادہ جگہ میں لگ جائے اور اگر کم میں لگی ہے تو اس کا دھونا مستحب ہے ۔

ترجمہ ۔ اس مقدار کا لحاظ استنجے کی جگہ کے سوا کیا جائیگا اور ہڈی ۔ لید ۔ کھانے کی چیز اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا جائز نہیں ہے ہاں اگر کسی کو کوئی عذر ہو کہ بائیں سے نہ کر سکتا ہو تو اسے داہنے سے کرنا جائز ہے ۔

کتابُ الصّلوٰۃ

اوقاتِ نماز

فائدہ۔ لغت میں صلوٰۃ کے معنی دعاء۔ ثناء۔ قرأت اور رحمت کے ہیں اور شرع میں معین ومخصوص ارکان کا نام ہے کیونکہ اس کے قیام میں قرأت اور قعود میں ثناء اور دعا اور ان کے اداکرنیوالے کے لئے رحمت ہوتی ہے۔ فتح القدیر وغیرہ۔

ترجمہ۔ فجر (کی نماز) کا وقت صبح صادق سے لے کر آفتاب کے نکلنے تک ہے۔

فائدہ۔ صبح صادق اس روشنی کو کہتے ہیں جو مشرق کی جانب افق میں پھیلتی ہے۔

ترجمہ۔ ظہر کا وقت آفتاب ڈھلنے سے لیکر اس وقت تک ہے کہ جب ہر چیز کا سایہ اس کے اصلی سایہ کے سوا (جو ٹھیک دوپہر کو ہوتا ہے) اس چیز سے دونا ہوجائے۔

فائدہ۔ آفتاب کے ڈھلنے پر ظہر کا اول وقت ہوجاتا ہے کیونکہ جبریل علیہ السلام نے اول روز اسی وقت نماز پڑھائی تھی اور آخر وقت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس وقت ہے کہ جب ہر چیز کا سایہ اس کے اصلی سایہ کے سوا اس سے دونا ہوجائے اور صاحبین کا قول یہ ہے کہ جب ہر چیز کا سایہ اس کے اصلی سایہ کے برابر ہوجائے یہی ایک روایت امام صاحبؒ سے بھی ہے یہی قول امام زفر اور امام شافعیؒ کا ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام کی امامت اول روز اول وقت میں تھی اور دوسرے روز آخری وقت میں پس اس سے معلوم ہوا کہ یہ ظہر کا وقت ہے۔ اس زمانہ میں حرمین وغیرہ میں صاحبینؒ ہی کے قول پر فتویٰ ہے۔ فتح القدیر۔

ترجمہ۔ عصر کا وقت دو یا ایک مثل سے لے کر آفتاب کے غروب ہونے تک ہے اور آفتاب کے غروب ہونے سے لے کر شفق کے غائب ہونے تک مغرب کا وقت ہے اور شفق وہ سپیدی ہے (جو سرخی کے بعد پیدا ہوتی ہے۔

فائدہ۔ صاحبین اور امام شافعیؒ کا قول یہ ہے کہ شفق یہ سرخی ہی ہے اور یہی ایک روایت امام ابوحنیفہؒ سے بھی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

ترجمہ۔ عشاء اور وتر کا وقت شفق غائب ہونے سے لے کر صبح (صادق) ہونے تک ہے۔
فائدہ۔ امام شافعیؒ علیہ الرحمۃ کا قول یہ ہے کہ تہائی رات تک ہے۔
ترجمہ۔ وتروں کو عشاء (کی نماز) سے مقدم نہ کیا جائے کیونکہ ان دونوں میں ترتیب ہونی ضروری ہے (جیسا کہ وقتیہ نماز فائتہ پر مقدم نہیں ہوتی) اور جسے ان دونوں (یعنی عشاء اور وتر) کا وقت نہ ملے اس پر یہ دونوں واجب نہیں ہیں۔
فائدہ مثلاً کوئی شخص ایسے شہر میں ہو جہاں آفتاب غروب ہوتے ہی صبح صادق ہو جاتی ہو جیسے بلغار وغیرہ تو اس پر یہ دونوں نمازیں فرض نہیں ہیں۔ طحطاوی۔
ترجمہ۔ فجر کی نماز اور گرمیوں میں ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھنا اور عصر میں اتنی تاخیر کرنا کہ دھوپ میں زردی نہ آئے (کیونکہ اتنی تاخیر مکروہ تحریمی ہے) اور عشاء کو تہائی رات تک مؤخر کرنا مستحب ہے علیٰ ہذا القیاس وتروں کو آخر شب تک مؤخر کرنا ایسے شخص کیلئے مستحب ہے کہ جسے اپنے (اس وقت) جاگ جانے پر پورا اعتماد ہو (اور اگر اعتماد نہ ہو تو سونے سے پہلے ہی پڑھ لینے چاہئیں) جاڑوں میں ظہر کی نماز اول وقت پڑھنا اور مغرب کی نماز ہمیشہ اول وقت مستحب ہے اور جن نمازوں کے اول میں عین ہے (مثلاً عصر اور عشاء) ان کو ابر کے دن اول وقت پڑھنا اور ان کے سوا اور نمازوں کو ایسے دن مؤخر کرنا مستحب ہے (مثلاً فجر۔ ظہر۔ مغرب) اور جس وقت آفتاب نکلتا ہو یا جس وقت عین سر پر ہو یا جس وقت غروب ہوتا ہو ان تینوں وقتوں میں نماز اور تلاوت کا سجدہ اور جنازہ کی نماز پڑھنی مکروہ ہے مگر ہاں اسی دن کی عصر کی نماز (آفتاب کے غروب ہوتے وقت تک) جائز ہے فجر اور عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنا جائز نہیں ہے ہاں قضا نماز پڑھنا اور تلاوت کا سجدہ کرنا اور جنازے کی نماز پڑھنا جائز ہے اور صبح صادق ہونیکے بعد سوائے فجر کی سنتوں کے اور نفل پڑھنا یا مغرب کی نماز سے پہلے اور (جمعہ وغیرہ کا) خطبہ پڑھتے وقت نفل پڑھنا درست نہیں ہے اور دو وقت کی نماز کو کسی عذر سے (مثلاً سفر یا بارش وغیرہ کے سبب سے) ایک وقت میں ادا کرنا منع ہے۔
فائدہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وَالَّذِیْ لَآ اِلٰہَ غَیْرُہٗ مَاصَلّٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ صَلٰوۃً قَطُّ اِلَّا لِوَقْتِہَا اِلَّا صَلٰوتَیْنِ جَمَعَ بَیْنَ الظُّہْرِ وَالْعَصْرِ بِعَرَفَۃَ وَبَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِی الْمُزْدَلِفَۃِ یعنی قسم ہے اس اللہ کی جسکے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیشہ وقت ہی پر نماز پڑھی ہے سوائے ان دو نمازوں کے کہ ظہر اور عصر کو عرفات میں جمع کیا اور مغرب اور عشاء کو مزدلفہ میں۔ باقی جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی بیماری وغیرہ عذر کے باعث دو نمازوں میں جمع کرنے کا جواز معلوم ہوتا ہے تو وہ) جمع صوری پر محمول ہے اسطرح کہ پہلی نماز کو اخیر وقت پڑھا اور دوسری کو اول وقت اور امام شافعی علیہ الرحمۃ کا قول ہے کہ سفر اور

بارش کے عذر سے ظہر اور عصر مغرب اور عشاء کو جمع کر لینا جائز ہے وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبوک کے سفر میں ظہر اور عصر مغرب اور عشاء کو جمع کیا تھا ہماری دلیل وہی روایت ہے جو ہم نے ابھی بیان کی ہے۔ رہا عصر کے بعد قضا نماز پڑھنا یا سجدۂ تلاوت کرنا تو اکثر احناف اسے بھی ممنوع قرار دیتے ہیں۔ فتح القدیر و عینی۔

اذان کے مسائل

فائدہ۔ لغت میں اذان کے معنی آگاہ کرنے کے ہیں اور شرع میں خاص طریقے پر آگاہ کرنے کو کہتے ہیں اور چونکہ اذان اپنا وقت ہونے پر موقوف ہوتی ہے کیونکہ وقت میں ایک طرح کی سببیت ہے اور سبب مقدم ہوتا ہے اس لئے مصنفؒ نے اوقات کو مقدم اور اذان کو موخر کیا ہے

ترجمہ فرض نمازوں کے لئے اذان دینا سنت ہے بلا ترجیع اور لحن کے بغیر۔

فائدہ۔ بعض نے اذان کو واجب کہا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ اذان سنت موکدہ ہے اور یہ دونوں قول قریب ہی قریب ہیں کیونکہ سنت موکدہ اور واجب دونوں کے ترک پر گناہ برابر ہوتا ہے اور اذان اُن فرائض کے لئے مسنون ہے جو اپنے اپنے وقت پر مسجدوں میں ادا کئے جائیں اور گھر میں ادا کرنے پر اذان مسنون نہیں ہے ترجیع یہ ہے کہ اول شہادتین کو دوبارہ آہستہ کہہ کے پھر دو بار بلند آواز سے کہے اس طرح کہنا امام صاحب کے نزدیک مسنون نہیں امام مالکؒ اور امام شافعی کے نزدیک مسنون ہے ان کی دلیل ابو محذورہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انھیں اس طرح اذان کی تعلیم دی تھی ہماری دلیل عبداللہ بن زیدؓ کی حدیث اور بلالؓ کی اذان ہے کہ وہ آنحضرتؐ کے سامنے آپ کے وصال تک سفر و حضر ہر حالت میں بلا ترجیع اذان کہتے رہے باقی حضور انور کا ابو محذورہؓ کو اس طرح اذان کی تعلیم دینا اس لئے تھا کہ توحید و رسالت ان کے ذہن نشین ہو جائے۔ کیونکہ وہ اذان دینے سے قبل کافر تھے جس کو وہ ترجیع سمجھ گئے۔ فتح القدیر وغیرہ

صبح کی اذان میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد مؤذن اَلصَّلوٰۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ زیادہ کرے اور تکبیر اذان کی طرح ہے اور اس میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد دو مرتبہ قَدْ قَامَتِ الصَّلوٰۃُ زیادہ کرے اذان کے کلمات ٹھیر ٹھیر کے کہے اور تکبیر کے جلدی جلدی اور دونوں میں منہ قبلہ رُخ رکھے اور ان میں بات نہ کرے اور حَیَّ عَلَی الصَّلوٰۃِ داہنی طرف منہ کرکے کہے اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ بائیں

بائیں طرف منھ کرکے اور اذان کے منارے میں گھوم کر اذان کہے (تاکہ اس کے روشندانوں میں سے لوگوں کو اذان کی آواز پہنچ جائے) اور اپنی دو انگلیاں دونوں کانوں میں رکھ لے اور تثویب کرے۔

فائدہ۔ تثویب اسے کہتے ہیں کہ موذن اذان کہہ کر نمازیوں کو مستعد کرنے کے لئے تکبیر تک الصلوٰۃ الصلوٰۃ کہتا رہے اس میں ائمہ کا اختلاف ہے امام شافعیؒ وغیرہ ائمہ تثویب سے منع کرتے ہیں ان کی دلیل وہ ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آپ حج کو تشریف لے گئے تو مکہ میں آپ کو ایک موذن ملا اور اس نے آپ کو نماز کی خبر کی آپ نے اُسے جھڑکا اور یہ فرمایا کہ کیا تیری اذان ہمارے لئے کافی نہیں ہے اور متقدمین کے نزدیک بھی یہ مکروہ ہے یہی قول جمہور کا ہے چنانچہ امام نووی نے شرح مہذب میں حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے عشا کے وقت ایک موذن کو تثویب کرتے دیکھ کے فرمایا کہ اس بدعتی کو مسجد سے نکال دو ابن عمرؓ سے بھی ایسا ہی مروی ہے پس اس بناء پر تثویب بدعت ہے اس سے منع کر دینا چاہیئے۔ فتح القدیر وغیرہ۔

ترجمہ اذان و تکبیر کے درمیان بیٹھ جائے (یعنی اذان کہہ کے ٹھہر جائے تاکہ پابندی سے آنے والے لوگ اگر سنتیں وغیرہ پڑھ لیا کریں) سوائے مغرب کے (کہ اس کی اذان کے بعد تین آیتیں چھوٹی یا ایک آیت بڑی پڑھنے کی مقدار ٹھہرے اور قضا نماز کے لئے اذان اور تکبیر دونوں کہے اور اگر کئی نمازیں قضا ہوگئی ہیں تو پہلی نماز کے لئے اذان اور تکبیر دونوں کہے اور باقی نمازوں کے لئے اذان کہنے میں اختیار ہے (فقط تکبیر کہہ لے) اور (نماز کے) وقت سے پہلے اذان نہ دی جائے اور اگر وقت سے پہلے دیدی ہے تو وقت پر دوبارہ دی جائے ناپاک آدمی کی اذان اور تکبیر دونوں مکروہ ہیں اور بے وضو کی تکبیر اور عورت و فاسق اور بیٹھے ہوئے اور نشہ والے کی اذان بھی مکروہ ہے مگر غلام اور حرامی بچے اور اندھے اور دیہقانی کی اذان مکروہ نہیں ہے مسافر کو اذان و تکبیر دونوں کا چھوڑ دینا مکروہ ہے ہاں جو شخص شہر کے اندر اپنے گھر میں نماز پڑھے اس کے لئے مکروہ نہیں ہے اور اذان و تکبیر ان دونوں (یعنی مسافر اور گھر میں نماز پڑھنے والے) کے لئے مستحب ہیں عورتوں کے لئے مستحب نہیں ہیں۔

شرائطِ نماز

ترجمہ۔ شروط شرط کی جمع ہے اس کے معنی علامت کے ہیں اور اصطلاح میں شرط اُسے کہتے ہیں جس پر کوئی چیز موقوف ہو لیکن اُس کا جز نہ ہو۔ عینی۔

ترجمہ نماز کی شرائط یہ ہیں۔ نمازی کا بدن نجاست حکمی اور حقیقی سے اور اس کا کپڑا اور جگہ (نجاست حقیقی سے پاک) ہونا ستر کا ڈھانکنا مرد کا ستر ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک ہے اور آزاد عورت کا سارا بدن ستر ہے چہرے دونوں ہتیلیوں اور دونوں پاؤں کے علاوہ اور عورت کی چوتھائی پنڈلی کھلنے سے نماز نہیں ہوتی یہی حکم (سر کے) بالوں اور پیٹ اور ران اور عورت غلیظہ کا ہے۔

فائدہ یعنی ان عضووں میں سے اگر کوئی عضو چوتھائی نماز میں کھل جائیگا تو نماز نہ ہوگی اور عورت غلیظہ سے مراد پیشاب یا پاخانہ کی جگہ ہے۔ اور جو بال سر کے نیچے لٹکے ہوئے ہوں وہ بھی بالاجماع ان ہی بالوں کے حکم میں ہیں جو سر پر ہوں

ترجمہ لونڈی مرد کی طرح ہے اس بارے میں کہ اس کا ستر بھی ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک عورت ہے) اور لونڈی کی پیٹھ اور پیٹ بھی عورت ہے اگر نمازی کو ایسا کپڑا ملا کہ جو چوتھائی پاک ہے (اور باقی ناپاک) اور اس نے ننگے بدن نماز پڑھ لی تو اس کی نماز درست نہ ہوگی۔

فائدہ۔ نماز نہ ہونے کی یہ وجہ ہے کہ چوتھائی کپڑے کا پاک ہونا سارے کپڑے کے پاک ہونے کے حکم میں ہے جیساکہ احرام میں ہوتا ہے (باندی کے ستر میں اختلاف ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تمام مومن عورتوں کو پردے کا حکم دیا ہے جس میں باندی بھی داخل ہے۔ اسی طرح ستر کا حکم بھی عام ہے اور اس حکم میں باندی بھی داخل ہے۔ اور کوئی ایسی دلیل موجود نہیں جس سے باندی کو خاص کیا جا سکے۔ حبیب م

ترجمہ اگر چوتھائی کپڑے سے کم پاک ہے تو نمازی کو اختیار ہے (چاہے اُسے پہن کر پڑھے اور چاہے ننگے پڑھ لے) اگر کپڑا نہ ہو تو نماز بیٹھ کر پڑھے اور رکوع سجدے اشارے سے کرے اور یہ کھڑے ہو کر مع رکوع اور سجدوں کے پڑھنے سے بہتر ہے نیت کسی فصل کے بغیر ہونی چاہیئے

فائدہ یعنی نیت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان کوئی ایسا فعل نہ ہو جو اتصال کو مانع ہو مثلاً کھانا پینا اور جو اس اتصال کو مانع نہ ہو مثلاً وضو کرنا اور جماعت میں ملنے کے لئے چلنا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے (یہ بھی ذہن نشین رہے کہ نیت کے معنی دل میں ارادہ کرنے کے ہیں وضو کرتے وقت بھی نیت کیجا سکتی ہے اور زبان سے نیت کرنا بدعت ہے۔ کیونکہ پھر اسے عربی میں نیت نہ کہیں گے بلکہ اسے کلام اور قول کہا جائیگا۔ حبیب)

ترجمہ۔ نیت میں شرط یہ ہے کہ نمازی اپنے دل میں یہ بات جان لے کہ میں فلاں نماز پڑھتا ہوں (باقی زبان سے کہنا ضروری نہیں ہے) نفلوں اور سنتوں اور تراویح کے لئے مطلق نماز کی نیت کر لینی کافی ہے اور فرضوں کے لئے (خواہ کسی وقت کے ہوں دل میں) اس فرض کا تعین کرنا شرط ہے مثلاً (یہ ارادہ کرے کہ) عصر کے فرض (یا ظہر کے فرض اور اگر اس طرح نیت کرے کہ اس وقت کے

فرض پڑھتا ہوں تب بھی جائز ہے) مقتدی یہ بھی نیت کرے کہ میں امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں اور جنازہ کی نماز میں یہ نیت کرے کہ نماز اللہ کے لئے ہے اور دعا اس میت کے لئے قبلہ کی طرف منھ کرنا بھی نماز کی شرط ہے پھر مکہ والے کو خاص کعبہ کی عمارت کی طرف منھ کرنا فرض ہے اور اوروں کو کعبہ کی سمت کی طرف منھ کرلینا کافی ہے اگر کسی کو (دشمن یا چور یا درندہ کا) ڈر ہو جس سے وہ قبلہ کی طرف منھ نہ کر سکے، تو اس سے جس طرف ہو سکے منھ کر کے نماز پڑھ لے اور جسے قبلہ کا رُخ معلوم نہ ہو تو وہ اندازہ کر کے نماز پڑھ لے اگر اندازہ میں غلطی ہو جائے تو نماز دوبارہ نہ پڑھے اور اگر غلطی کا ہونا عین نماز میں معلوم ہو جائے تو وہ نماز ہی میں قبلہ کی طرف پھر جائے اگر (اندھیری رات میں) بہت سے آدمی امام کے پیچھے کھڑے تھے اور ہر ایک نے قبلہ کا جدا جدا اندازہ کیا اور اپنے امام کا حال انھیں معلوم نہ ہو سکا کہ اس کا منھ کس طرف ہے) تو ان سب کی نماز ہو جائے گی۔

فائدہ۔ اگر کسی کو امام کا حال معلوم تھا اور پھر اس نے اس کے مخالف سمت منھ کئے رکھا تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ فتح القدیر۔

کیفیتِ نماز

فائدہ۔ مصنفؒ نے بیان کرنے کے بعد اب مشروط بیان کرنا شروع کیا ہے نماز کی صفت سے اس کے فرائض و واجبات اور اس کے ادا کرنے کا طریق بیان کرنا مُراد ہے۔

فرائض نماز

ترجمہ نماز میں فرض یہ چیزیں ہیں تکبیر تحریمہ (یعنی اللہ اکبر کہنا) کھڑا ہونا قرآن پڑھنا۔ رکوع و سجدہ کرنا اخیر میں التحیات پڑھنے کی مقدار بیٹھنا اور نماز سے اپنے فعل سے باہر آنا۔

فائدہ۔ یعنی ایسے فعل کے ذریعہ سے نکلنا جو نماز کے منافی ہو اگرچہ وہ مکروہ تحریمی ہو اور صحیح یہ ہے کہ یہ بالاتفاق فرض نہیں ہے بلکہ واجب ہے۔ طحطاوی۔

واجباتِ نماز

ترجمہ نماز میں واجبات یہ ہیں۔ الحمد پڑھنا۔ الحمد کے ساتھ ایک سورۃ (یا ایک آیت بڑی یا تین آیتیں چھوٹی) ملانا پہلی دو نوں رکعتوں کو قرآن پڑھنے کے لئے معین کرنا۔ جو فعل (ایک رکعت میں) مکرر ہیں ان میں ترتیب کا لحاظ رکھنا۔ کل ارکان کو درستی کے ساتھ ادا کرنا (یعنی اطمینان اور صحت کے ساتھ ادا کرنا)۔ پہلا قعدہ کرنا۔ التحیات پڑھنا (آخر نماز میں) السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا۔ وتر میں دعاء قنوت پڑھنا۔ دونوں عیدوں کی

نمازیں تکبیریں کہنا۔ جن نمازوں میں آہستہ یا پکار کر پڑھا جاتا ہے اُن میں آہستہ یا پکار کے پڑھنا۔
فائدہ۔ یہ سب امور نمازمیں واجب ہیں ان میں سے ایک کے ترک ہونے پر خواہ عمداً ہو یا سہواً ہو سجدۂ سہو کرنا یا دوبارہ نماز پڑھنا واجب ہے۔ اور اگر کسی نے نہ سجدۂ سہو کیا اور نہ دوبارہ نماز پڑھی تو وہ گنہگار رفاسق ہوگا ایک رکعت میں مکرر فعل یہ ہیں جیسے دو سجدے پس اگر کسی نے دوسرا سجدہ چھوڑ دیا اور دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ ناقص ہو جائے گی ہاں غیر مکرر فعل میں مثلاً رکوع اور قیام میں ترتیب فرض ہے اسکے چھوڑنے سے نماز نہیں ہوتی۔ فتح القدیر وغیرہ۔

نماز کی سنتیں ترجمہ نماز میں سنتیں یہ ہیں۔ تکبیر تحریمہ کے لئے دونوں ہاتھ اٹھانا انگلیوں کو کشادہ رکھنا۔ امام کا پکار کے اللہ اکبر کہنا۔ سبحانک اللّٰھم آخر تک پڑھنا۔ اعوذ باللہ پڑھنا۔ بسم اللہ پڑھنا۔ آہستہ سے آمین کہنا دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر اور ناف سے نیچے رکھنا۔ رکوع میں جاتے وقت اللہ اکبر کہنا۔ رکوع سے سر اٹھانا رکوع میں کم از کم تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہنا رکوع میں اپنے دونوں ہاتھوں سے دونوں گھٹنوں کو پکڑنا۔ انگلیاں کھلی رکھنا۔ سجدے میں جاتے وقت اللہ اکبر کہنا۔ سجدہ میں کم از کم تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنا۔ دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں کو سجدہ کے وقت زمین پر رکھنا (التحیات میں) بائیں پیر کو بچھانا اور داہنے کو کھڑا کرنا۔ رکوع سجدہ کے درمیان (سیدھا) کھڑا ہونا۔ دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اور دعا مانگنا۔

مستحبات نماز نماز کے آداب (یعنی مستحبات) یہ ہیں کہ سجدے کی جگہ پر نظر رکھنا جمائی کے وقت (حتی الوسع) منہ بند رکھنا۔ اللہ اکبر کہتے وقت ہاتھوں کو آستینوں سے باہر نکالنا۔ حتی الوسع کھانسی کو روکنا۔ تکبیر میں موذن کے حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہنے کے وقت کھڑے ہو جانا۔ جب موذن قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کہے امام کا نماز شروع کر دینا۔
(احادیث سے ثابت ہے کہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے اور اسی کا آپ نے حکم دیا تھا۔ اس لئے تکبیر شروع ہوتے ہی کھڑے ہونا مسنون ہے۔ اور عمداً بیٹھے رہنا یہ ایک بدعت سیئہ اور حدیث صحیح کی مخالفت ہے اور اسی پر فتوٰی ہے۔ حبیب)
فصل ترجمہ۔ جب نماز شروع کرنیکا ارادہ ہو تو اللہ اکبر کہے اور دونوں ہاتھ اپنے کانوں کے برابر تک اٹھائے۔ اگر کسی نے (اللہ اکبر کے عوض) سبحان اللہ یا لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ یا فارسی میں (خدا بزرگ است) کہنے کے ساتھ نماز شروع کی تو نماز درست ہو جائے گی جیسا کہ اگر کوئی عربی میں قرآن نہ پڑھ سکے اور فارسی میں پڑھ لے یا ذبح کرتے وقت بسم اللہ کے عوض فارسی میں بنام

خدا کہدے ہاں اگر اللہم اغفرلی سے نماز شروع کی تو نماز درست نہ ہوگی۔

فائدہ۔ فتویٰ اس پر ہے کہ فارسی میں قراءت کسی صورت میں جائز نہیں۔ اور جسے قرآن قطعاً یاد نہ ہو وہ تسبیح و تکبیر وغیرہ پڑھے۔ تکبیر تحریمہ کے وقت اللہ اکبر کہنا بعض علماء کے نزدیک واجب اور بعض کے نزدیک فرض ہے۔ عمداً دوسرے الفاظ کہنا حرام ہیں۔ اپنے دائیں ہاتھ کو ناف سے نیچے بائیں پر رکھکر آہستہ سے سبحانک اللہم شروع کردے۔ جبیب)

یعنی داہنے ہاتھ کی ہتیلی کو بائیں ہاتھ کی ہتیلی پر رکھے بعض ائمہ کا قول یہ ہے کہ پہنچے پر رکھے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک بائیں ہاتھ کے پہنچے کو چھنگلی اور انگوٹھے سے پکڑے اور یہی مختار مذہب ہے یہ طریقہ مردوں کے لئے ہے اور عورت ہاتھ مونڈھوں تک اُٹھاکے سینہ پر باندھ لے۔ عینی وغیرہ۔

ترجمہ قرآن پڑھنے کے لئے اعوذ باللہ بھی آہستہ کہے (اور چونکہ اعوذ باللہ کہنا قرآن پڑھنے کے تابع ہے) تو اس لئے اس کو مسبوق تو کہے اور مقتدی نہ کہے۔

فائدہ۔ اعوذ باللہ قرآن کے تابع ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ کسی اور شئے کی قرأت کے وقت اعوذ باللہ نہ پڑھی جائیگی۔ جبیب) مقتدی وہ ہے کہ جس نے امام کے ساتھ نماز شروع کی ہو چونکہ یہ امام کے تابع ہونے کی وجہ سے قرآن نہیں پڑھتا اس لئے اسے اعوذ باللہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے اور مسبوق وہ ہے جسے امام کے ساتھ ایک یا دو رکعت یا زیادہ نہ ملی ہو پیچھے آکے ملا ہو پس چونکہ جو رکعت اس کی رہ گئی ہے اُس میں یہ قرآن پڑھے گا اس لئے اس کو اعوذ باللہ پڑھنا چاہیئے فتح القدیر وغیرہ۔

ترجمہ عیدین کی تکبیر کے بعد اعوذ باللہ پڑھے (کیونکہ پہلی رکعت میں قرآن تکبیروں کے بعد ہی پڑھا جاتا ہے) اور ہر رکعت میں آہستہ سے بسم اللہ پڑھے بسم اللہ قرآن مجید کی ایک آیت ہے ایک سورت کو دوسری سورت سے جدا کرنے کے لئے نازل کی گئی ہے یہ الحمد کی آیت نہیں اور نہ کسی اور سورت کی۔

فائدہ۔ بسم اللہ کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ یہ الحمد کی آیت ہے اسی طرح اور سورتوں کی بھی کیونکہ اس کے قرآنوں میں لکھے جانے پر سب کا اجماع ہے باوجودیکہ غیر قرآن میں نہ لکھنے کا تاکیدی حکم ہے اور یہ اعلیٰ درجہ کی دلیلوں میں سے ہے ہماری دلیل وہ ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سورت کا دوسری سورت سے جدا ہونا اس وقت تک معلوم نہیں ہوتا تھا جب تک آپ پر آیت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نازل نہ ہوتی اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اس کے علاوہ الحمد کی تقسیم کی حدیث ہے کیونکہ اس میں

یہ ہے ۔ اِذَا قَالَ الْعَبْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یَقُوْلُ اللّٰہُ حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ یعنی جب بندہ الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری حمد کی ہے ۔ پس اگر بسم اللہ الحمد کی آیت ہوتی تو اسی سے شروع کرنا اولیٰ ہوتا باقی بسم اللہ کا اور سورتوں کی آیت نہ ہونا تو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اِنَّ سُوْرَۃً مِّنَ الْقُرْاٰنِ ثَلٰثُوْنَ اٰیَۃً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتّٰی غُفِرَ لَہٗ وَھِیَ تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ یعنی قرآن شریف میں ایک سورت تیس آیتوں کی ہے وہ اپنے پڑھنے والے کے لئے ایسی سفارش کریگی کہ اس کی مغفرت ہو جائے گی اور وہ سورت تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ ہے اور اس پر سب کا اجماع ہے کہ اس سورت کی بسم اللہ کے علاوہ تیس ۳۰ آیتیں ہیں ۔ فتح القدیر

ترجمہ (بسم اللہ کے بعد) الحمد اور ایک سورۃ یا تین آیتیں پڑھے اور (الحمد کے بعد) امام اور مقتدی آہستہ سے آمین کہیں اور بغیر مد کے اللہ اکبر کہے (یعنی اللہ کے الف کو نہ بڑھائے کیونکہ یہ ہمزۂ استفہام کا ہو جاتا ہے اور یہ نا جائز ہے) اور رکوع کرے اور (رکوع میں) اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں زانو پر رکھے اور انگلیاں کھلی رکھے اور کمر کو برابر رکھے اور سر سُرین کے برابر کر دے اور اس حالت میں (کم از کم) تین دفعہ سبحان ربی العظیم کہہ کے سر اٹھائے اگر امام ہے تو فقط سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے

فائدہ ۔ صحیح یہ ہے کہ امام بھی رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کہے مقتدی رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ یا رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ یا اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ یا اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کہے اور اکیلا پڑھنے والا دونوں کہے پھر اللہ اکبر کہے اور دونوں زانو زمین پر رکھے پھر دونوں ہاتھ پھر منھ کو ہتھیلیوں کے درمیان رکھے اور اٹھنے میں اس کا الٹا کرے (یعنی جب سجدے سے اٹھے تو اول سر اٹھائے پھر دونوں ہاتھ پھر دونوں ہاتھ پھر دونوں زانو) اور ناک اور ماتھے سے سجدہ کرے اور اگر ناک ہی سے یا ماتھے ہی سے یا پگڑی کے پیچ ہی سے سجدہ کیا تو یہ مکروہ ہے ۔

(فقہاء کی اصطلاح میں جب مطلق لفظ مکروہ بولا جاتا ہے تو اس سے مکروہ تحریمی مراد ہوتی ہے تا وقتیکہ اس کے ساتھ تنزیہی کی شرط نہ ہو ۔ جیسے سجدے میں دونوں کو کھیں دونوں بازوؤں سے اور پیٹ کو دونوں رانوں سے علیحدہ رکھے اور پیروں کو قبلہ کی طرف کرے اور (ہر) سجدے میں (کم از کم) تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے اور عورت سجدے میں نیچی رہے اور اپنے پیٹ کو رانوں سے ملائے رکھے پھر اللہ اکبر کہتا ہوا اپنا سر اٹھائے اور اطمینان سے بیٹھ جائے پھر اللہ اکبر کہہ کر (دوسرا) سجدہ اطمینان سے کرے اور دوسری رکعت میں) کھڑے ہونے کے لئے کسی چیز پر سہارا لئے بغیر اور بیٹھے بغیر اللہ اکبر کہے اور دوسری رکعت پہلی رکعت کے مانند ہے ہاں اتنا فرق ہے کہ دوسری رکعت میں سبحانک اللّٰھم اور اعوذ باللہ نہ پڑھے اور نہ اللہ اکبر کہنے میں ہاتھ اٹھائے سوائے فقعس صمعج کے ۔

فائدہ ۔ یعنی سوائے ان آٹھ موقعوں کے جن کے اول کے حروف کا مجموعہ فقعس صمعج ہے ق سے افتتاح

نماز مراد ہے یعنی شروع نماز میں اللہ اکبر کہنے کے وقت ہاتھ اٹھانا اور قؔ سے وتروں میں قنوت کے وقت اور عؔ سے عیدین کی تکبیروں میں اور سؔ سے استلام یعنی حجر اسود کو بوسہ دینے کے وقت اور صؔ سے کوہ صفا پر تکبیر کہنے کے وقت اور مؔ سے کوہ مروہ پر تکبیر کہنے کے وقت اور دوسرے عؔ سے عرفات میں اور جؔ سے جمروں پر کنکریاں مارنے کے وقت ہاتھ اٹھانا مراد ہے۔ عینی۔

ترجمہ پھر جب دوسری رکعت کے دونوں سجدے کر چکے تو بایاں پیر بچھا کر اس پر بیٹھ جائے اور داہنا پیر کھڑا رکھے اور اس کی انگلیاں قبلہ ہی کی طرف رہیں اور دونوں ہاتھ دونوں رانوں پر رکھے اور انگلیاں کھلی رکھے اور عورت اپنے دونوں پیر داہنی طرف نکال دے اور چوتڑوں پر بیٹھے۔ اور وہ التحیات پڑھے جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

فائدہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ التحیات مروی ہے۔

فائدہ۔ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ٥ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ حضور کی حیات میں اسی طرح پڑھتے۔ لیکن آپ کی وفات کے بعد ہم ایھا النبی کی جگہ علی النبی پڑھتے یہی ابن عمر سے مروی ہے اور بہتر بھی یہی ہے۔ کیونکہ ایھا مخاطب کے لئے آتا ہے اور اس کے لئے حاضر ہونا شرط ہے اور یہ شرط حضور کی وفات سے ختم ہو گئی۔ اس لئے صحابہ نے اس لفظ میں تبدیلی فرمائی۔ حبیب)

ترجمہ اور (فرضوں کی) پہلی دو رکعتوں کے بعد بقیہ دو رکعتوں میں فقط الحمد پڑھے۔

فائدہ چاہے الحمد بھی نہ پڑھے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ان میں الحمد پڑھنا واجب ہے یہاں تک کہ اس کے ترک سے سجدۂ سہو کرنا واجب ہو جاتا ہے اور صحیح مفتی بہ پہلا ہی قول ہے اگر ان میں کسی نے تین دفعہ سبحان اللہ کہہ لیا یا اتنی دیر خاموش کھڑا رہا تب بھی نماز ہو جائے گی۔ طحطاوی و عینی۔

ترجمہ دوسرا قعدہ پہلے قعدے کی طرح ہے اس میں التحیات پڑھے پھر درود پڑھے اور اس کے بعد ایسی دعا پڑھے جس کے الفاظ قرآن یا حدیث کے الفاظ کے مشابہ ہوں نہ کہ ایسے کہ جیسے کہ آدمیوں سے باتیں کرتے ہیں پھر امام کے ساتھ دائیں بائیں سلام پھیر دے جیسے پہلی دفعہ اس کے ساتھ اللہ اکبر کہا تھا اور دونوں طرف سلام پھیرنے میں دونوں طرف کے مقتدیوں اور کراماً کاتبین کو سلام کرنے کی نیت کرے اور امام دونوں سلاموں میں یہی نیت کرے (کہ میں اس طرف کے مقتدیوں اور فرشتوں کو سلام کرتا ہوں) فجر کی نماز اور مغرب اور عشا کی پہلی دونوں رکعتوں میں قراءت پکار کے پڑھے اگرچہ قضا ہی پڑھتا ہو اور جمعہ اور دونوں عیدوں کی نمازوں میں بھی

اور باقی نمازوں میں آہستہ پڑھے جیسے دن کی نفلیں پڑھنے والا پڑھتا ہے جو شخص ایسی نماز پڑھے جس میں قرأت آواز سے پڑھی جاتی ہے تو اسے اختیار ہے (چاہے پکار کے پڑھے چاہے آہستہ) جیسے رات کی نفلیں پڑھنے والا (کہ اس کو بھی اختیار ہے) اگر کسی نے عشاء کی پہلی دونوں رکعتوں میں سورت چھوڑ دی تو وہ اخیر کی دونوں رکعتوں میں الحمد کے ساتھ پکار کے سورت پڑھے اور اگر ان میں الحمد للہ چھوڑ دی ہے تو الحمد دوبارہ نہ پڑھے اور فرض ایک آیۃ کا پڑھنا ہے۔

فائدہ۔ لغت میں آیت کے معنی علامت کے ہیں اور عرف میں قرآن کے ایک حصہ کو کہتے ہیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول یہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قول فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ مطلق ہے اور کلام الٰہی پر احادیث سے زیادتی کرنی درست نہیں ہے ہاں آیت سے کم پڑھنا بیشک خارج ہے اور صاحبین تین چھوٹی آیتیں فرماتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ اس سے کم پڑھنے والے کو پڑھنے والا نہیں کہا جا سکتا برابر ہے کہ الحمد کی تین آیتیں ہوں یا اور کسی صورت کی یا ایک آیت بڑی ہو اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ہر رکعت میں الحمد پڑھنا فرض ہے اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ الحمد پڑھنا اور اس کے ساتھ ایک سورۃ پڑھنا فرض ہے۔

ترجمہ سفر میں مسنون قرأت الحمد اور ایک سورت کا پڑھنا ہے خواہ کوئی سورت پڑھ لے اور حضر میں (یعنی مکان پر رہنے کی حالت میں) اگر فجر یا ظہر کی نماز ہے تو طوال مفصل (یعنی سورۂ حجرات سے سورۂ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ تک کی سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھنی) مسنون ہے اور اگر عصر یا عشاء کی نماز ہے تو اوساط مفصل (یعنی سورۂ وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ سے سورۂ لَمْ يَكُنْ تک کی سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھنی) مسنون ہے اور فقط فجر کی پہلی رکعت میں (دوسری رکعت سے) بڑی سور پڑھی جائے (اور دوسری کو پہلی سے تین آیت کی مقدار بڑھانی بالاجماع مکروہ تنزیہی ہے) اور قرآن کی کوئی آیت کسی نماز کے لئے مخصوص نہیں ہے اور مقتدی الحمد اور سورت نہ پڑھے بلکہ سنے اور چپ رہے۔

فائدہ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا اور اکثر مفسرین اسی پر ہیں کہ یہ خطاب مقتدیوں کے لئے ہے امام مالک رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مقتدی سری نمازیں پڑھے اور جہری میں نہ پڑھے امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہر نماز میں پڑھے کیونکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ اور ہمارے ائمہ اور مشائخ سے مشہور یہ ہے کہ امام کے پیچھے الحمد یا سورۃ پڑھنی مکروہ تحریمی ہے اور اس کی دلیل گذشتہ آیت ہے اور اس بارے میں صحابہ کا تشدد ہے۔ مستخلص میں امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ الحمد کے پڑھنے کی دوسری دلیل یہ بھی ہے کہ یہ ایک رکن ہے لہذا اس میں امام مقتدی دونوں برابر ہیں اور ہمارا جواب

آنحضرت علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے کہ مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ قِرَاءَۃٌ لَّہٗ اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی سے پڑھنا حکماً ثابت ہے اور اسی پر صحابہ کا اجماع ہے دوسرے حضور انور نے فرمایا کہ مَنْ قَرَءَ خَلْفَ الْاِمَامِ فَقَدْ اَخْطَاءَ الْفِطْرَۃَ یعنی جس نے امام کے پیچھے پڑھا اس نے فطرت سلیمہ کے خلاف کیا اور اس کے موافق اور بہت سی حدیثیں ہیں۔ فتح القدیر۔ عینی۔

ترجمہ۔ اگرچہ امام آیت ترغیب وترہیب کی پڑھے (یعنی وہ آیتیں جن میں جنت کا بیان ہے یا وہ آیتیں جن میں دوزخ کا بیان ہے یا خطبہ پڑھے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔

فائدہ اس درود سے خطبہ میں درود بھیجنا مراد ہے اور بعض فقہاء کہتے ہیں کہ جب خطیب آیت یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا پڑھے تو سننے والا اپنے دل ہی دل میں آنحضرت پر درود بھیجے لیکن صحیح یہ ہے کہ مقتدی اس وقت بھی خاموش رہے۔ اور خطبہ میں خاص طور پر اس آیت کو تلاوت کرنا یہ خود ایک بدعت ہے۔ حبیب)

ترجمہ۔ اور (امام سے) دور والا شخص (خطبہ اور نماز کے احکام میں) مثل پاس والے کے ہے۔

امامت کا بیان

فائدہ۔ امام ہونے کے لئے چند شرطیں ہیں اور وہ یہ کہ امام بالغ ہو۔ مسلمان ہو۔ عاقل ہو۔ مرد ہو۔ بقدر ضرورت قرآن شریف کی سورتیں حفظ ہوں اور تندرست ہو اسے کوئی عذر نہ ہو۔ عینی۔

ترجمہ۔ جماعت سے نماز پڑھنا سنت مؤکدہ ہے اور امامت کے لئے سب سے زیادہ لائق وہ ہے جو نماز کے احکام) سب سے زیادہ جاننے والا ہو اور (اگر اس میں سب برابر ہوں تو) پھر وہ جو قرآن سب سے اچھا پڑھتا ہو اور (اگر اس میں بھی سب برابر ہیں) تو پھر وہ جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو اور (اگر اس میں بھی سب برابر ہیں تو) پھر وہ جو عمر میں سب سے زیادہ ہو۔

ترجمہ۔ یہ مذہب امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کا ہے اور امام ابو یوسفؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک قاری عالم پر مقدم ہے یہ اس حدیث کے ظاہر پر عمل کرتے ہیں کہ یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَءُھُمْ لِکِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِلٰی اٰخِرِہٖ اور طرفینؒ کی دلیل آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد ہے کہ مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ باوجودیکہ وہاں ابو بکر صدیقؓ سے قرآن اچھا پڑھنے والے صحابہ موجود تھے چنانچہ مروی ہے کہ اَقْرَءُکُمْ اُبَیٌّ یعنی تم میں سب سے اچھا پڑھنے والے ابی بن کعب ہیں پس اس صورت میں ابو بکرؓ کے امام ہونے کی وجہ ان کا سب سے بڑا عالم ہونا ہی ہے اور حدیث میں قاری کے مقدم ہونے کی

یہ وجہ ہے کہ اس زمانے میں قرآن کو سب مع احکام سیکھتے تھے حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے سورۂ بقر بارہ برس میں حفظ کی تھی بخلاف موجودہ زمانے کے کہ اکثر قاری جاہل ہی ہوتے ہیں دوسرے یہ کہ قرارت پر نماز کا صرف ایک رکن موقوف ہے اور باقی سب ارکان علم ہی پر موقوف ہیں۔ فتح القدیر وغیرہ۔

ترجمہ۔ غلام۔ دیہاتی۔ فاسق۔ بدعتی۔ اندھے اور حرامی کا امام ہونا مکروہ ہے۔

فائدہ غلام اور دہقانی میں تو یہ وجہ ہے کہ یہ دونوں اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہونے کے باعث اکثر جاہل ہی رہا کرتے ہیں اور دہقانی عام ہے خواہ عربی ہو یا عجمی ہو لیکن اگر وہ عالم، قاری یا متقی ہوں تو وہ دوسروں پر مقدم ہوں گے۔ فاسق میں کراہت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے لوگوں کو نفرت ہوتی ہے اور خود اس کا عمل خلاف شریعت ہوتا ہے۔ اور بدعتی سے ایسی بدعت کا مرتکب مراد ہے کہ جس کی وجہ سے اس کو کافر نہ کہا جاتا ہو مثلاً کوئی دیدار خدا کا منکر ہو بخلاف اس بدعت کے جس کی وجہ سے اس کو کافر کہا جا سکے مثلاً کوئی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا منکر ہو یا معراج کا یا معجزہ کا منکر ہو یا شرک صریح میں مبتلا ہو تو ایسے کو امام بنانا درست نہیں ہے اور رافضی جہمی اور قدری کا بھی یہی حکم ہے کہ ان کے پیچھے نماز باطل ہے۔

ترجمہ۔ نماز میں (مقدار سنت سے) بڑی سورت پڑھنی اور صرف عورتوں کو جماعت کرنی مکروہ (تحریمی) ہے اگر وہ جماعت کریں تو جو عورت نماز پڑھائے وہ صف کے بیچ میں کھڑی ہو مثل ننگوں (کی جماعت کی طرح کہ ان کا امام بھی بیچ میں کھڑا ہوتا ہے آگے نہیں بڑھتا) اگر فقط ایک مقتدی ہو تو وہ امام کے دہنی طرف کھڑا ہو اور اگر دو (یا زیادہ) ہیں تو وہ امام کے پیچھے کھڑے ہوں اور اول صف مردوں کی ہو پھر لڑکوں کی پھر ہیجڑوں کی پھر عورتوں کی اور اگر رکوع سجدے والی نماز میں مرد کے برابر ایک ہی جگہ بدون کسی آڑ کے کوئی ایسی عورت کھڑی ہو جائے کہ امام نے اپنی نماز کی نیت کرنے کے ساتھ اس کی نماز کی بھی نیت کری ہو تو اس صورت میں اس برابر والے مرد کی نماز جاتی رہے گی۔ اور اگر امام نے عورت کے امام ہونے کی نیت نہیں کی تھی تو عورت کی نماز نہ ہوگی اور مرد کی ہو جائے گی (اور جنازہ کی نماز میں یہ حکم نہیں ہے) جماعت میں عورتیں شامل نہ ہوں اور مرد کو عورت یا لڑکے کا مقتدی ہونا (خواہ کوئی نماز ہو) اور پاک کو کسی عذر والے کا اور پڑھے ہوئے کو ان پڑھ کا (یعنی جسے الحمد اور ایک سورت بھی یاد نہ ہو) اور کپڑے پہنے ہوئے کو ننگے کا اور اشارہ سے نماز نہ پڑھنے والے کو اشارہ سے پڑھنے والے کا اور فرض پڑھنے والے کو نفل پڑھنے والے کا یا ایسے شخص کا جو اور وقت کے فرض پڑھتا ہو مقتدی ہونا درست نہیں ہے (کیونکہ امام کا حال مقتدی سے افضل اور عمدہ ہونا چاہیئے اور ان مذکورہ صورتوں میں بالعکس ہے) ہاں وضو سے نماز

پڑھنے والے کو بیٹھ کر پڑھنے والے کا اور کبڑے کا مقتدی ہونا اور اشارہ سے پڑھنے والے کو اپنے جیسے کا مقتدی ہونا اور نفل پڑھنے والے کا فرض پڑھنے والے کا مقتدی ہونا درست ہے اگر کسی کو نماز کے بعد معلوم ہوا کہ میرا امام بے وضو تھا تو نماز پھر پڑھے اگر ایک اَن پڑھ اور ایک پڑھا ہوا کسی اَن پڑھ کے پیچھے نماز پڑھیں یا پڑھا ہوا اخیر کی دو رکعتوں میں اَن پڑھ کو خلیفہ کر دے تو (ان دونوں صورتوں میں) سب کی نماز جاتی رہے گی۔

فائدہ نماز جاتی رہنے کی وجہ یہ ہے کہ پڑھے ہوئے کے ہوتے اَن پڑھ کو امام بنانا درست نہیں ہے اور یہی وجہ خلیفہ کر دینے کی صورت میں ہے اور اخیر کی دو رکعتوں کی قید سے مبالغہ مقصود ہے یعنی باوجودیکہ ان میں قراءت ضروری نہیں ہے لیکن جب ان میں بھی خلیفہ کر دینے سے نماز جاتی رہی تو پہلی رکعتیں جن میں قراءت فرض ہے خلیفہ کر دینے سے بدرجۂ اَولیٰ نماز نہ ہوگی۔

نماز میں وضو کا ٹوٹنا

ترجمہ جس کا نماز میں وضو ٹوٹ جائے وہ وضو کر کے باقی نماز پڑھے اگر امام تھا (یعنی اگر امام کا وضو ٹوٹا ہے) تو وہ ایک مقتدی کو اپنی جگہ کھڑا کر دے۔

فائدہ یعنی مقتدیوں میں سے ایک ایسے آدمی کو کھینچ کر جو امامت کے لائق ہو اپنی جگہ کر دے یہاں تک کہ اگر کسی نے عورت کو اپنا قائم مقام کر دیا تو سب مقتدیوں کی نماز جاتی رہے گی اگرچہ مقتدی عورتیں ہی ہوں اور یہ امام جھکا ہوا اپنی ناک پہ ہاتھ رکھ کر پیچھے ہٹ جائے تاکہ مقتدی کوئی اور شبہ نہ کریں بلکہ یہ سمجھیں کہ اس کی نکسیر پھوٹ گئی ہے اور زبان سے کہہ کر خلیفہ نہ کرے بلکہ اشارہ کر دے اگر زبان سے کچھ کہدیا تو سب کی نماز جاتی رہے گی۔ عینی و فتح القدیر۔

ترجمہ جیسا کہ اگر امام قراءت سے بند ہو جائے (یعنی ایسا بھولے کہ کچھ بھی نہ پڑھ سکے تو وہ اپنا قائم مقام ایک مقتدی کو کر دیتا ہے اگر کوئی اس خیال سے کہ میرا وضو ٹوٹ گیا ہے مسجد سے باہر آگیا یا کوئی (نماز میں) دیوانہ ہو گیا یا (اس حالت میں) کسی کو انزال ہو گیا یا بے ہوش ہو گیا تو وہ نئے سرے سے نماز پڑھے اور اگر التحیات ختم کرنے کے بعد وضو ٹوٹا ہے تو وہ وضو کر کے سلام پھیر دے اور اگر (التحیات کے بعد) قصداً وضو توڑا یا بات کی تو نماز پوری ہو گئی (کیونکہ نماز سے باہر آنے میں اپنے فعل سے آنا جو فرض تھا وہ ادا ہو گیا۔

بطلانِ نماز

ترجمہ - اگر کوئی تیمم سے نماز پڑھ رہا تھا اور نماز کی حالت میں اسے پانی مل گیا تو (موزے پر) مسح کرنے کی مدت پوری ہوگئی یا تھوڑی حرکت سے ایک موزہ نکال لیا یا جو شخص الحمد اور سورت نہ پڑھ سکتا تھا اسے پڑھنا آگیا یا ننگا نماز پڑھ رہا تھا اسے کپڑا مل گیا یا اشارے سے نماز پڑھنے والا رکوع اور سجدہ کرنے پر قادر ہوگیا یا نماز پڑھتے ہوئے کوئی قضا نماز یاد آگئی یا امام نے اپنا (وضو ٹوٹنے پر) کسی اَن پڑھ کو اپنی جگہ کر دیا یا فجر کی نماز میں سورج نکل آیا یا جمعہ کی نماز پڑھتے ہوئے عصر کا وقت ہوگیا یا زخم اچھا ہونے کی وجہ سے پٹی کھل کے گر پڑی یا معذور کا عذر جاتا رہا تو ان سب صورتوں میں ان لوگوں کی نماز جاتی رہے گی۔

فائدہ - پہلی صورت میں اتنا پانی ملنا ضروری ہے کہ جو اس کے وضو وغیرہ کے لئے کافی ہو اور دوسری صورت میں مسح والا عام ہے خواہ مقیم ہو یا مسافر اور تیسری صورت میں تھوڑی حرکت کی قید اس لئے ہے کہ اگر زیادہ حرکت سے موزہ نکالا جسے عمل کثیر کہتے ہیں تو پھر اسی سے بالاتفاق نماز جاتی رہتی ہے اُس وقت پیر کے دھونے پر نماز موقوف نہیں رہتی اور چوتھی صورت میں یہ ہے کہ اتنا قرآن یاد ہو جائے جس سے نماز ادا ہو جائے خواہ فقط سننے سے یا یاد کرنے سے اور پانچویں صورت میں اتنا کپڑا ملجائے کہ جو نماز کے لئے کافی ہو اور ساتویں صورت میں خواہ نماز اسی کے ذمہ ہو یا اس کے امام کے ذمہ اور وقت میں گنجائش ہو اور یہ صاحب ترتیب ہو اور ان سب صورتوں میں نماز کا باطل ہونا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک نماز پوری ہو جاتی ہے اِس اختلاف کی اصل وجہ یہ ہے کہ امام صاحبؒ کے نزدیک نمازی کو اپنے عمل کے ساتھ نماز سے باہر آنا فرض ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک فرض نہیں ہے اور فتویٰ صاحبینؒ کے قول پر ہے۔ طحطاوی وعینی

ترجمہ - نماز میں مسبوق کو خلیفہ کر دینا جائز ہے (مسبوق وہ ہے جو امام کے ساتھ پہلی رکعت میں شامل نہ ہوا ہو) اور جب یہ مسبوق امام کی نماز پوری کر دے تو پھر خود بغیر سلام پھیرے اٹھ جائے اور) مدرک کو اپنی جگہ امام کر دے (مدرک وہ ہے جو شروع نماز سے شریک ہوگیا ہو تو) یہ مدرک مقتدیوں سے سلام پھروا دے اور اگر اس مسبوق نے (نماز میں التحیات کے بعد) نماز کے منافی کوئی فعل کیا (مثلاً کھلکھلا کے ہنسا یا بات کی یا مسجد سے باہر آگیا) تو اس کی نماز جاتی رہے گی مقتدیوں کی نہیں جائے گی (کیونکہ اب یہ امام نہیں ہے بلکہ وہ مدرک امام ہے لہذا اس کا فعل اسی کے ذمہ رہے گا۔) جیسا کہ اگر مسبوق کا امام اپنی نماز پوری کرنے کے قریب کھلکھلا کے ہنسا تو اس صورت میں بھی مسبوق کی نماز جاتی رہتی ہے نہ کہ امام کے مسجد سے باہر آنے اور باتیں کرنے سے۔

فائدہ - مسبوق کی نماز کا جاتا رہنا امام ابوحنیفہ کے نزدیک ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ امام کی طرف سے یہ فعل مفسد مسبوق کی نماز کے درمیان واقع ہوا ہے اگرچہ امام کی نماز پوری ہونے کو ہے اور

صاحبینؒ کے نزدیک اس کی نماز نہیں جاتی اور امام کے مسجد سے باہر آنے اور باتیں کرنے کی صورت میں مسبوق کی نماز نہ باطل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں صورتوں میں امام کی نماز پوری ہو گئی کیونکہ وہ اپنے فعل سے نماز سے باہر آیا اور کوئی رکن اس کے ذمہ نہیں رہا اس وجہ سے مسبوق کی نماز بھی باطل نہ ہوئی کیونکہ اس کی نماز کے بیچ میں کوئی مفسد نماز پیش نہیں آیا۔

ترجمہ: اگر کسی کا رکوع یا سجدے میں وضو ٹوٹ گیا تو وضو کر کے باقی نماز پڑھ لے اور اس رکوع اور سجدے کو بھی پھر سے کرے) اور اگر کسی کو رکوع میں یا سجدے میں کوئی چھوٹا ہوا) سجدہ یاد آگیا اور وہ فوراً سجدے میں چلا گیا تو اب اس رکوع یا سجدے کو (جسے چھوڑ کر سجدے میں چلا گیا تھا) دوبارہ نہ کرے (مگر افضل یہی ہے کہ انہیں دوبارہ کر لے) اور اگر صرف ایک ہی مقتدی ہو تو خلیفہ ہونے کے لئے امام کی نیت کے بغیر وہ خود ہی خلیفہ ہو جاتا ہے۔

مُفسداتِ نماز

فائدہ اگر[۱] کوئی نماز میں بات کرے (برابر ہے کہ بھول سے ہو یا خطا سے ہو یا قصداً ہو) یا[۲] ایسی دعا مانگے جو ہم لوگوں کے کلام کے مشابہ ہو یا باریک[۳] آواز سے روئے یا آہ[۴] آہ کرے یا دکھ[۵] درد کے سبب چلا کر روئے یا بلا عذر (یعنی بغیر ضرورت کے) کھانسے یا کسی[۶] کے چھینکنے پر یَرْحَمُکَ اللّٰہُ سے جواب دے یا اپنے[۷] امام کے سوا اور کسی کو لقمہ دیدے یا (نماز میں تعجب خیز بات سن کر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے جواب دے دیا یا کسی[۸] کو سلام کرے یا[۹] سلام کا جواب دے یا[۱۰] مثلاً ظہر کی ایک رکعت پڑھنے کے بعد عصر کی نماز کی یا نفل نماز کی نیت کر کے اللّٰہ اکبر کہے یا[۱۱] (سامنے) قرآن شریف رکھا ہوا تھا اس) میں دیکھ کر پڑھے یا[۱۲] کچھ کھائے یا[۱۳] پی لے تو ان سب صورتوں میں نماز جاتی رہے گی (یہ پندرہ چیزیں نماز کو فاسد کر دینے والی ہیں) ہاں اگر کوئی نماز میں بہشت یا دوزخ کا ذکر ہونے پر آواز سے رویا یا لکھا ہوا دیکھ کر اس کے معنے سمجھ لئے یا اپنے دانتوں میں کچھ لگا ہوا کھا لیا یا اس کے سجدے کی جگہ پر کوئی گزر گیا تو (ان چاروں صورتوں میں) اس کی نماز نہیں جائے گی اگرچہ گزرنے والا گنہگار ہو گا۔

مکروہاتِ نماز نماز میں اپنے کپڑے یا بدن سے کھیلنا یا سجدہ کرنے کے لئے ایک دفعہ سے زیادہ کنکریوں کو ہٹانا۔ انگلیاں چٹخانا۔ کولھے پر ہاتھ رکھنا۔ دائیں بائیں طرف دیکھنا۔ کتے کی طرح بیٹھنا۔ سجدے میں دونوں کلائیاں زمین پر رکھنا۔ ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دینا۔ بلا عذر پالتی مار کے بیٹھنا۔ بالوں کا جوڑا باندھنا نیچے کپڑے کو اوپر کرنا۔

کپڑے کو بدون باندھے یا آنچل مارے لٹکائے رکھنا۔ جمائی لینا۔ آنکھیں بند کرنا۔ فقط امام کا مسجد کی محراب میں کھڑا ہونا یا اس کا چبوترے پر کھڑا ہونا اور اس کا عکس (یعنی فقط امام نیچے کھڑا ہو اور سب مقتدی چبوترے پر ہوں) اور ایسا کپڑا پہننا جس میں تصویریں ہوں اور نمازی کے سر پر یا سامنے یا برابر میں کسی تصویر کا ہونا اور آیتوں یا تسبیحوں کو (نماز میں انگلیوں پر) گننا مکروہ ہے ہاں اگر امام محراب سے باہر کھڑا ہو اور محراب میں سجدہ کرے یا چھوٹی تصویر ہو یا سر کٹی ہوئی (یا بے جان) کی تصویر ہو (یعنی کوئی بیل بوٹا) تو ان کا نماز میں ہونا مکروہ نہیں ہے علیٰ ہذا القیاس (نماز میں تھوڑے سے عمل سے) سانپ اور بچھو کو مارنا اور ایسے شخص کی پشت کی طرف نماز پڑھنا جو بیٹھا باتیں کرتا ہو یا قرآن (شریف) کی طرف یا لٹکی ہوئی تلوار کی طرف یا شمع یا چراغ کی طرف یا ایسے بچھونے پر کہ جس میں تصویریں ہوں (بشرطیکہ سجدہ تصویروں پر نہ ہو) نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

فائدہ۔ قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا حرام مطلق ہے اسی طرح قبرستان میں نماز پڑھنا۔ اگر قبر دائیں بائیں ہے تب بھی حرام ہے۔ اور اگر پیچھے ہے تو مکروہ تحریمی ہے۔ حبیب)

فصل پاخانہ پھرنے (یا پیشاب کرنے کے وقت) قبلہ کی طرف منہ اور پیٹھ کرنا اور مسجد کا دروازہ مقفل کرنا مکروہ تحریمی ہے)

فائدہ پاخانہ پھرنے یا پیشاب کرنے کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے کی کراہیت عام رہے خواہ مکانوں میں ہو یا جنگل میں) ہو کیونکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا اور مسجدوں کو مقفل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ مقفل کرنے میں نماز سے روکنے کی مشابہت ہو جاتی ہے مگر اس زمانہ میں زیادہ چوریاں ہونے کی وجہ سے مکروہ نہیں ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ عینی۔

ترجمہ۔ مسجد کی چھت پر صحبت کرنا اور پیشاب و پاخانہ پھرنا مکروہ ہے (کیونکہ چھت بھی مسجد کے حکم میں ہے) نہ کہ ایسے مکان پر پیشاب وغیرہ کرنا جس میں مسجد بنی ہوئی ہو اور مسجد کو چونے اور سونے کے پانی سے منقش کرنا بھی مکروہ نہیں ہے۔

فائدہ۔ لیکن اگر اکثر علماء نقش ونگار کو مکروہ تحریمی فرماتے ہیں۔ حبیب)

نمازِ وِتر و نوافِل

فائدہ۔ لغت میں وتر کے معنی خواہ واؤ کے زبر سے ہو یا زیر سے طاق کے ہیں اور نوافل نافلہ

کی جمع ہے جس کے لغوی معنیٰ زیادہ کے ہیں اور شرع میں اُس عبادت کو کہتے ہیں جو فرائض۔ واجبات اور سنن سے زائد ہو۔ فتح القدیر۔

ترجمہ۔ وتر واجب ہے اور وہ ایک سلام کے ساتھ تین رکعتیں ہیں۔

فائدہ وتر واجب ہے یعنی اعتقاداً ایسا تک کہ اُس کا منکر کافر نہیں ہوتا اور عملاً فرض ہے اور سبباً سنت ہے کیونکہ اس کا ثبوت سنت سے ہے صاحبینؒ اور امام شافعیؒ کا قول یہ ہے کہ واجب نہیں ہے بلکہ سب سنتوں سے زیادہ مؤکد ہے امام ابوحنیفہؒ کی دلیل آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ زَادَکُمْ صَلٰوۃً اَلَا وَھِیَ الْوِتْرُ فَصَلُّوْھَا بَیْنَ الْعِشَاءِ اِلٰی طُلُوْعِ الْفَجْرِ ایک اور حدیث میں ہے کہ وتر ہر مسلمان پر حق واجب ہے یہ حدیث ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے مستخلص وغیرہ۔

ترجمہ تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے ہمیشہ (ہاتھ اُٹھا کے) اللہ اکبر کہہ کر دعائے قنوت پڑھے۔

فائدہ۔ کیونکہ ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت علیہ السلام وتر کی ہمیشہ تین رکعت پڑھتے تھے پہلی میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی دوسری میں قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ تیسری میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اور رکوع سے پہلے دعاء قنوت پڑھتے الی آخرہ الحدیث۔ امام شافعیؒ کے نزدیک رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھے اور وہ بھی اخیر رمضان شریف کے وتر میں اور ان کے نزدیک فجر کی نماز میں قنوت پڑھے۔ فتح القدیر وغیرہ۔

ترجمہ وتر کی ہر رکعت میں الحمد اور سورۃ پڑھے اور وتر کے سوا اور کوئی نماز میں دعاء قنوت نہ پڑھے وتر میں امام کے پیچھے مقتدی بھی دعائے قنوت پڑھے اور فجر میں (اگر امام پڑھنے لگے تو یہ) نہ پڑھے

فائدہ دعاء قنوت یہ ہے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ اور بعض حدیثوں میں یہ دعاء قنوت بھی آئی ہے۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ اِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ۔

ترجمہ۔ فجر کی نماز سے پہلے اور ظہر۔ مغرب اور عشا کی نماز کے بعد دو رکعت سنت ہیں اور ظہر اور جمعہ

سے پہلے اور جمعہ کے بعد چار رکعت سنت ہیں اور عصر اور عشاء سے پہلے اور عشا کے بعد چار رکعت پڑھنی مستحب ہیں اور مغرب کے بعد چھ رکعت پڑھنی مستحب ہیں (مستحب اُسے کہتے ہیں کہ جس کے ترک کرنے سے آدمی گنہگار نہیں ہوتا) دن کو نفل نماز ایک سلام سے چار رکعت سے زیادہ پڑھنا اور رات کو ایک سلام سے آٹھ رکعت نفل سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے اور دن اور رات کو (ایک سلام سے) چار چار رکعت پڑھنی افضل ہیں اور (نماز میں) دیر تک کھڑے رہنا بہت سے سجدے کرنے سے بہتر ہے

فائدہ اس کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ طُوْلُ الْقُنُوْتِ یعنی افضل نماز وہ ہے جس میں قیام زیادہ ہو اس کے علاوہ قیام زیادہ ہونے سے قراءت زیادہ ہوتی ہے اور کثرت سجود سے تسبیح زیادہ ہوتی ہے اور تسبیح سے قراءت افضل ہے لہٰذا زیادہ قراءت سے دو رکعت پڑھنا تھوڑی قراءت سے بہت سی رکعت پڑھنے سے بہتر ہے لیکن یہ حکم نفلی نماز اور وہ بھی اکیلے پڑھنے والے کے لئے ہے ورنہ جماعت میں اس قدر قراءت کرنا جس سے لوگ اکتا جائیں مکروہ ہے۔ مغرب کے بعد چھ یا بیس رکعت نوافل جنھیں صلوٰۃ الاوّابین کہا جاتا ہے۔ حدیث سے صحت کے ساتھ ثابت نہیں۔ اور اس پر دوام ہر صورت میں حرام ہے۔ کیونکہ مستحب پر بھی دوام حرام ہے کجا کہ ایک مشکوک شئے پر رات کی نوافل میں دو دو رکعت پڑھنا افضل ہے۔ حبیب)۔

ترجمہ فرض نماز کی دو رکعتوں میں اور نفل اور وتر کی سب رکعتوں میں قراءت کرنا (یعنی قرآن پڑھنا) فرض ہے اور نفلی نماز (قصداً شروع کرنے سے) لازم ہو جاتی ہے اگرچہ (آفتاب) غروب ہونے یا طلوع ہونے کے وقت شروع کی ہو۔

فائدہ۔ امام شافعیؒ علیہ الرحمۃ کا قول یہ ہے کہ شروع کرنے سے لازم نہیں ہوتی کیونکہ وہ اصل ہی میں لازم نہیں تھی اور ہماری دلیل یہ ہے کہ قصد شدہ فعل قربت ہو چکا ہے پس اس کو بطلان سے بچانے کے لئے پورا کرنا لازم ہے کیونکہ اللہ فرماتا ہے وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَکُمْ یعنی تم اپنے اعمال کو باطل نہ کرو) اور شروع کرنے کے بعد نہ کرنا بھی عمل کا باطل کرنا ہے۔ سنن ابو داؤد اور ترمذی میں روایت ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ نے نفلی روزہ توڑ دیا تھا جس پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت کی کہ دوسرے دن اُس کی قضا کر لینا اور آئندہ ایسا نہ کرنا۔ فتح القدیر وغیرہ۔

ترجمہ اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت باندھی اور پہلے قعدہ کے بعد یا اُس سے پہلے نیت توڑ دی یا چاروں رکعت میں کچھ نہ پڑھا یا فقط پہلی دونوں میں پڑھا یا فقط پچھلی دونوں میں پڑھا یا فقط پچھلی دونوں میں پڑھا یا پہلی دونوں اور پچھلی ایک میں پڑھا یا پچھلی دونوں اور

پہلی دونوں میں سے ایک میں پڑھا تو ان سب صورتوں میں دو رکعت قضا کرے اگر پہلی دونوں میں سے ایک میں پڑھا یا پہلی دونوں میں سے ایک میں اور پچھلی دونوں میں سے بھی ایک میں پڑھا تو ان دونوں صورتوں میں چار رکعت قضا کرے اور ایک (فرض) نماز پڑھ کے پھر اسی جیسی دوسری نماز نہ پڑھے۔

فائدہ۔ یہ مضمون ایک حدیث کا ہے اس کا ظاہری مطلب بالاجماع مراد نہیں ہے کیونکہ ظہر اور عصر اپنی اپنی سنتوں کے بعد برابر پڑھی جاتی ہیں لہذا اس حدیث کو خاص معنی پر حمل کرنا واجب ہے پس اس کے یہ معنی ہیں کہ قراءت میں فرض نماز کو نفل کی طرح اور نفل کو فرض کی طرح نہ کرے بلکہ نفل کی سب رکعتوں میں قراءت کرے اور فرضوں میں فقط پہلی دو میں بعض کا قول یہ ہے کہ اس سے مسجدوں میں دوسری جماعت کرنے سے منع کرنا مراد ہے یا یہ کہ وسوسہ سے فاسد ہونے کے وہم پر دوبارہ پڑھنے سے منع کرنا مراد ہے۔ فتح القدیر وعینی۔

ترجمہ نفل نماز باوجود کھڑے ہو کر پڑھ سکنے کے بیٹھ کر پڑھنی بھی درست ہے خواہ ابتداء ہی سے بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہو کر شروع کرنے کے بعد باقی بیٹھ کر پڑھ لے اور سوار آدمی نفل نماز شہر سے (باہر) اپنی سواری پر بیٹھے اشارہ سے پڑھ لے اور منہ اس طرف رکھے جس طرف اس کی سواری جاتی ہو اور اگر سواری پر نماز پڑھ رہا تھا اور پھر نیچے اتر آیا تو وہ نماز پوری کرے اور اگر نیچے پڑھ رہا تھا تو اسے سواری پر پوری نہ کرے (بلکہ نئے سرے سے پڑھے)

نماز تراویح

فائدہ تراویح ترویحہ کی جمع ہے ترویحہ شرع میں خاص چار رکعتوں کا نام ہے جو راحت سے ماخوذ ہے اور ان کا یہ نام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ چار رکعتوں کے بعد لوگ آرام لیا کرتے ہیں۔

ترجمہ رمضان (شریف) میں عشاء (کی نماز) کے بعد وتروں سے پہلے دس سلاموں کے ساتھ بیس رکعتیں جماعت سے پڑھنی مسنون ہیں اور وتروں کے بعد بھی درست ہیں۔

فائدہ تراویح جماعت سے پڑھنی علی سبیل الکفایہ مسنون ہیں یعنی اگر مسجد کے سب نمازیوں نے نہ پڑھیں تو سب گنہگار ہوں گے اور اگر بعض نے نہ پڑھیں تو یہ فقط تارک فضیلت ہوں گے اور یہ سنت مردوں اور عورتوں سب کے لئے ہے بعض رافضی کہتے ہیں کہ مردوں کے لئے سنت ہے عورتوں کے لئے نہیں ہے بعض کا قول یہ ہے کہ یہ عمر رضی اللہ عنہ کی سنت ہے ہمارے نزدیک یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے کیونکہ آپ نے فرمایا تھا اِنَّ اللّٰہَ فَرَضَ عَلَیْکُمْ

صِیَامَہٗ وَسَنَّ لَکُمْ قِیَامَہٗ یعنی اللہ عزوجل نے رمضان شریف کے روزے تم پر فرض کردیئے ہیں اور اس کے قیام کو سنت کر دیا ہے۔ مگر ہاں تراویح کو عمر رضی اللہ عنہ کی سنت کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت نہیں پڑھیں بلکہ آٹھ پڑھی ہیں اور آپ نے ہمیشہ بھی نہیں پڑھیں جماعت سے ہمیشہ نہ پڑھنے کا آپ نے یہ عذر بیان کیا تھا کہ مجھے ان کے فرض ہونے کا خوف ہے اور آپ کے بعد عمرؓ نے بیس پڑھی ہیں اور اس پر سب صحابہؓ نے آپ کی موافقت کی ہے۔ فتح القدیر۔

ترجمہ رمضان بھر میں ایک قرآن ختم کرنا اور چار چار رکعت کے بعد بقدر چار چار رکعت کے بیٹھنا مسنون ہے اور وتر صرف رمضان (شریف) میں جماعت سے پڑھے جائیں۔

فرض نماز میں شمولیت

ترجمہ اگر کوئی شخص ظہر (کے فرضوں) کی ایک رکعت پڑھ چکا تھا کہ تکبیر ہوگئی تو وہ دو رکعت پڑھ کر امام کے ساتھ شامل ہوجائے۔

فائدہ۔ اگر ایک رکعت بھی نہیں پڑھی تھی یعنی ابھی سجدہ میں نہیں گیا تھا تو نیت توڑ کے امام کے ساتھ شامل ہوجائے یہی صحیح ہے۔ طحطاوی۔

ترجمہ اگر وہ تین رکعت پڑھ چکا تھا تو اپنی چار رکعت پوری کرلے اور پھر چار رکعت نفل کی نیت کرکے امام کے ساتھ شامل ہوجائے اگر کوئی فجر یا مغرب کی ایک رکعت پڑھ چکا تھا اور پھر تکبیر ہوگئی تو وہ نیت توڑدے اور امام کے ساتھ شامل ہوجائے۔

فائدہ۔ اگر ان کی ایک رکعت پڑھ کر دوسری میں کھڑا ہوگیا تھا اور ابھی اس کا سجدہ نہیں کیا تھا تب بھی نیت توڑدے اور اگر اس کا سجدہ کرلیا تھا تو اب اپنی ہی نماز پوری کرلے امام کے ساتھ شامل نہ ہو اور اگر امام کے ساتھ شامل ہو تو مغرب میں ایک رکعت اور ملا کر چار پوری کردے کیونکہ تین رکعت نفل نہیں ہے۔ طحطاوی۔

ترجمہ جس مسجد میں اذان ہوگئی ہو اس میں سے بغیر نماز پڑھے نکلنا مکروہ ہے اور اگر یہ نماز پڑھ چکا ہے تو پھر اس کے لئے نکلنا مکروہ نہیں ہے ہاں ظہر اور عشا میں اگر تکبیر شروع ہوگئی (تو باوجود نماز پڑھ چکنے کے بھی مسجد سے نکلنا مکروہ ہے) اور اگر کسی کو یہ اندیشہ ہو کہ اگر وہ فجر کی سنتیں پڑھیگا تو فجر کی دونوں رکعتیں نہ ملیں گی تو وہ سنتوں کو چھوڑدے اور

امام کے ساتھ (یعنی جماعت میں) شامل ہو جائے ورنہ نہیں۔
فائدہ۔ اگر دونوں رکعتوں کے جانیکا اندیشہ نہ ہو بلکہ دوسری رکعت مل جانے کی امید ہو تو وہ سنتیں پڑھ لے کیونکہ اس صورت میں دونوں فضیلتوں کو جمع کر لینا ممکن ہے لیکن شرط یہ ہے کہ یہ سنتیں یا تو مسجد سے باہر پڑھی جائیں یا ایسے مقام پر پڑھی جائیں جہاں جماعت نہ ہوتی ہو بہتر یہی ہے کہ سنتیں پڑھے اور جماعت میں شامل ہو جائے۔ جبیب)
ترجمہ۔ فجر کی سنتیں بغیر فرضوں کے قضا نہ کی جائیں۔
فائدہ۔ یعنی اگر فجر کی فقط سنتیں قضا ہو گئی ہوں فرض قضا نہ ہوئے ہوں تو سنتوں کو قضا نہ پڑھے ہاں اگر فرض وسنت دونوں قضا ہو گئے ہوں تو اس وقت فرض کے ساتھ سنتیں بھی پڑھ لے امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اگر کسی کی فقط سنتیں قضا ہو جائیں تو میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ ان کو زوال سے پہلے پہلے پڑھ لے۔ فتح القدیر وغیرہ۔
ترجمہ۔ ظہر سے پہلے کی چار سنتیں اگر رہ جائیں تو ان کو ظہر ہی کے وقت میں بعد کی دو رکعت سنت سے پہلے پڑھ لے (اسی پر فتویٰ ہے) اور ظہر کی ایک رکعت ملنے سے ظہر جماعت سے پڑھی شمار نہیں ہوگی بلکہ جماعت کا ثواب اس کو مل جائیگا۔
فائدہ۔ یعنی اگر کسی نے یہ کہا ہو کہ اگر میں ظہر جماعت سے پڑھ لوں تو میرا غلام آزاد ہے اور پھر اسے ظہر کی ایک رکعت ملی تو اس کا غلام آزاد نہ ہوگا کیونکہ اس کی نماز جماعت سے نہیں ہوئی۔ ظہر سے قبل کی چار سنتیں دو رکعت ادا کرنے کے بعد پڑھی جائیں۔ کیونکہ سنت جب اپنے مقام سے ہٹ جاتی ہے تو وہ نفل بن جاتی ہے اگر پہلی سنتوں کو پہلے ادا کیا جائیگا تو بعد کی بھی اپنے مقام سے ہٹ جائیں گی اور ان کی سنت ختم ہو جائے گی۔ جبیب)
ترجمہ اگر وقت کے جاتے رہنے کا خوف نہ ہو تو فرضوں سے پہلے نفل پڑھے ورنہ نہ پڑھے
فائدہ۔ یعنی اگر وقت کے جاتے رہنے کا خوف ہو تو نفل نہ پڑھے بلکہ ایسے وقت، فرض فوت ہونے کی وجہ سے نفل پڑھنا حرام ہے۔ بعض علماء نے ان نفلوں سے سنتیں مراد لی ہیں اور بعض نفلوں ہی کو کہتے ہیں لیکن لفظ نفل میں سنتیں بھی داخل ہیں اور فقہاء کا اصول ہے کہ جب کسی سنت نفل کے باعث فرض کے چھوٹ جانے کا اندیشہ ہو تو سنت اور نفل کو ترک کر دیا جائے گا بلکہ واجب کے مقابلہ میں بھی سنت کو ترک کیا جائے گا۔ طحطاوی۔ جبیب)
ترجمہ اگر کسی نے امام کو رکوع میں پایا اور یہ اللہ اکبر کہہ کر اتنا کھڑا رہا کہ اس نے رکوع سے) سر اٹھا لیا تو اسے یہ رکعت نہیں ملی (یعنی اس کی یہ رکعت نہیں ہوئی) اور اگر کوئی مقتدی (امام سے پہلے) رکوع میں چلا گیا تھا پھر اس میں امام بھی اس سے مل گیا تو اس کا رکوع درست ہو گیا۔

فائدہ۔ یعنی مقتدی اتنا پڑھنے کے بعد رکوع میں گیا ہو جو اس کی قراءت کو کافی ہو ورنہ رکوع درست نہ ہوگا اور امام سے پہلے رکوع میں جانا مکروہ تحریمی ہے۔

فوت شدہ نماز کی قضا

فائدہ۔ جاننا چاہیئے کہ مامور بہ یعنی جس کے کرنے کا بندے کو حکم کیا گیا ہے اس کی دو قسمیں ہیں ایک ادا یعنی عین واجب حوالہ کر دینا دوسرا قضا یعنی اپنے پاس سے اس واجب کے مثل حوالہ کر دینا مصنف نے ادا کو بیان کر کے اب قضا کا بیان شروع کیا ہے۔ فتح القدیر۔

ترجمہ قضا نماز اور وقتی نمازیں اور خود قضا نمازوں میں بھی ترتیب (کا لحاظ رکھنا) واجب ہے (کہ پہلی کو پہلے پڑھے اور دوسری کو بعد میں) اور تنگ وقت ہونے اور بھول لینے اور چھ نمازیں (فوت) ہو جانے سے یہ ترتیب ساقط ہو جاتی ہے اور پھر (پڑھتے پڑھتے) ان کے کم ہو جانے سے ترتیب نہیں لوٹتی پس اگر کسی نے باوجود (اپنے ذمہ) قضا نماز یاد ہونے کے اگرچہ وہ وتر ہی ہوں (وقتیہ) فرض پڑھ لیئے تو اس کے یہ فرض موقوفاً فاسد ہوں گے۔

فائدہ۔ یعنی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جس کے یہ معنے ہیں کہ اگر پھر اس نے اور پانچ وقت کی نمازیں ادا کرلیں تو اس کی یہ سب نمازیں درست ہوگئیں اور صاحبینؒ کے نزدیک بالکل ہی فاسد ہو جاتی ہے۔

سجدۂ سہو

ترجمہ (نماز میں) واجب کے ترک ہونے سے ایک سلام کے بعد دو سجدے مع التحیات اور سلام کے واجب ہو جاتے ہیں اگرچہ ترک واجب مکرر ہو (یعنی اگر چند دفعہ سہو ہونے سے کئی واجب ترک ہو جائیں تب بھی دو ہی سجدے کافی ہیں) اور سجدۂ سہو امام کے سہو سے واجب ہوتا ہے نہ کہ مقتدی کے سہو سے (بلکہ مقتدی کا سہو ساقط ہو جاتا ہے) پس اگر کوئی پہلا قعدہ بھول گیا اور ابھی (تیسری رکعت میں سیدھا کھڑا نہیں ہوا بلکہ) بیٹھنے کی طرف زیادہ نزدیک ہے تو وہ بیٹھ جائے ورنہ نہ بیٹھے (یعنی اگر کھڑا ہونے کو ہو گیا ہے تو پھر کھڑا ہی ہو جائے) اور

سجدۂ سہو کا کرلے۔

فائدہ۔ بیٹھنے کی طرف نزدیک ہونے کے یہ معنی ہیں کہ نیچے کا نصف بدن زمین سے اٹھ گیا ہو اور گھٹنے زمین پر ہوں اور بعض کا قول یہ ہے کہ اگر نیچے کا نصف بدن سیدھا نہیں ہوا تو وہ بیٹھنے کے نزدیک ہے اور اگر کھڑا ہو گیا ہے تو کھڑے ہونے کے نزدیک ہے اور اوپر کے نصف بدن کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ فتح القدیر۔

ترجمہ اگر کوئی قعدہ اخیر بھول کر پانچویں رکعت میں کھڑا ہو گیا تو جب تک یہ (اس رکعت کے) سجدہ میں نہ گیا ہو تو بیٹھ جائے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر سجدے میں چلا گیا تو سجدے سے سر اٹھاتے ہی اس کے فرض باطل ہو گئے اور یہ نماز نفل ہو گئی اب یہ اس میں چھٹی رکعت اور ملائے۔

فائدہ۔ بعض کہتے ہیں یہ رکعت ملانا مستحب ہے اور بعض کہتے ہیں واجب ہے اگرچہ ایسی صورت عصر میں ہو اور فجر میں چوتھی رکعت ملالے اور اگر مغرب ہے تو خود ہی چار رکعت ہو جائیں گی اور ملانے کی ضرورت نہیں ہے۔ طحطاوی۔

ترجمہ اگر کوئی چوتھی میں بیٹھ گیا تھا (یعنی قعدہ اخیر کرلیا تھا) پھر کھڑا ہو گیا (اور ابھی پانچویں رکعت کا سجدہ نہیں کیا) تو بیٹھ جائے اور سلام پھیر دے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا ہے تو اس کے فرض پورے ہو گئے اب یہ اس چھٹی رکعت کو اور ملالے تاکہ یہ دو رکعت (علیحدہ) نفل ہو جائیں اور سجدۂ سہو کرے اگر نفلوں میں دو رکعت کے بعد سجدۂ سہو کرلیا تو اب اُن پر دو رکعتیں بنا نہ کرے (کیونکہ سہو کا سجدہ نماز کے آخر میں ہونا چاہیئے اور بنا کرنے پر بیچ میں ہو جائیگا) اگر امام کے ذمہ سجدہ سہو کا تھا اور اس نے سلام پھیرا اس وقت ایک شخص آکر اس کا مقتدی ہو گیا پس اگر اس امام نے سجدۂ سہو کرلیا تو اس کا مقتدی ہونا درست ہو گیا ورنہ نہیں ہوا۔

فائدہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سجدہ کرنے کی صورت میں تو اس کا مقتدی ہونا نماز کے اندر ہو جاتا ہے بخلاف اس صورت کے کہ اس نے سجدہ نہ کیا اور وہ سلام نماز سے خارج ہونے کے لئے رکھا کیونکہ نماز سے خارج ہونے کے بعد مقتدی ہونا درست نہیں ہے۔

ترجمہ اگر سجدۂ سہو (ذمہ ہے تو) کرلے اگرچہ سلام نماز تمام کرنے کے لئے پھیرا ہو اور اگر کسی کو نماز میں اول ہی دفعہ شک ہوا ہے (یعنی یہ یاد نہ رہا) کہ کتنی رکعتیں ہوئیں ہیں تو وہ نماز نئے سرے سے پڑھے اور اگر بہت دفعہ ہو چکا ہو تو اٹکل کرلے اور اگر کسی طرف بھی دل نہ جمے (یعنی نہ کمی پر نہ زیادتی پر) تو کمتر رکعتیں اختیار کرے۔

فائدہ۔ مثلاً یہ شک ہوا کہ تین پڑھی ہیں یا چار تو تین ہی پڑھی ہوئی سمجھے اور چوتھی اور پڑھ لے۔

ترجمہ۔ اگر کوئی (مثلاً ظہر کے فرضوں میں دو رکعت پر بیٹھا تھا پھر اسے یہ خیال گیا کہ میں چاروں رکعت پڑھ چکا ہوں چنانچہ اُسنے سلام پھیر دیا پھر معلوم ہوا کہ دو ہی رکعت پڑھی ہیں تو وہ (دو رکعت اور ملا کر) نماز پوری کرے اور سجدۂ سہو کرے۔

فائدہ۔ یہ حکم اس وقت ہی ہے کہ اس نے سلام پھیرنے کے بعد کوئی ایسا فعل نہ کیا ہو جو نماز کے خلاف اور مفسد نماز ہو اور اگر ایسا ہو گیا ہے تو نماز دوبارہ پڑھے۔

بیمار کی نماز

ترجمہ جس کو (نماز میں) کھڑا ہونا دشوار ہو یا بیماری زیادہ ہونے کا خوف ہو تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے رکوع اور سجدہ کرے اگر رکوع اور سجدہ کرنا بھی دشوار ہو تو اشارے سے پڑھے اور رکوع کی بہ نسبت سجدہ میں سر زیادہ جھکائے اور منھ کے آگے کوئی اونچی چیز ایسی نہ رہے کہ اس پر سجدہ کرے اور اگر رکھ لی اور سجدہ میں سر کو رکوع سے زیادہ جھکاتا ہے تو درست ہے ورنہ درست نہیں ہے۔

فائدہ۔ یعنی اگر کسی نے سجدہ کے لئے اپنے آگے ایسا اونچا تکیہ وغیرہ رکھ لیا جس میں رکوع اور سجدہ کے لئے سر برابر ہی جھکتا ہے تو یہ درست نہیں ہے۔ عینی۔

ترجمہ۔ اگر بیٹھنا بھی دشوار ہو تو وہ چت لیٹ کر یا کروٹ سے لیٹ کر نماز اشارہ سے پڑھے اور اگر اتنی بھی طاقت نہ ہو تو نماز ملتوی کر دی جائے (اور تندرست ہونے کے بعد پڑھے) اور آنکھوں اور دل اور بھوؤں کے اشارے سے نہ پڑھے اگر (کوئی ایسا مرض ہے کہ) مریض کھڑا ہو سکتا ہے اور رکوع سجدہ نہیں کر سکتا تو وہ بیٹھ کر اشارہ سے پڑھے اگر نماز پڑھنے میں بیمار ہو گیا تو باقی نماز اس سے جس طرح ہو سکے پوری کرے اگر کوئی بیٹھا ہوا رکوع سجدوں سے نماز پڑھ رہا تھا کہ نماز ہی میں تندرست ہو گیا تو وہ بنا کرے (یعنی باقی نماز کھڑا ہو کر ادا کرے) اگر رکوع سجدے اشارے سے کر رہا تھا تو بنا نہ کرے (بلکہ نئے سرے سے پڑھے) اور اگر نفل پڑھنے والا پڑھتے پڑھتے تھک جائے تو اسے کسی چیز پر سہارا لے لینا جائز ہے۔

فائدہ۔ کیونکہ یہ عذر ہے اور اگر کوئی چیز سہارا لینے کو نہ ملے تو بیٹھ جائے اور بلا عذر سہارا لینا مکروہ ہے۔ طحطاوی و عینی۔

ترجمہ اگر کوئی (چلتی کشتی میں بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھ لے تو درست ہے

فائدہ۔ بلا عذر سے مراد یہ ہے کہ اگرچہ وہ کھڑا ہو کر پڑھ سکتا ہو اور کشتی کا عذر قے آنا جو گھرنی

آنا وغیرہ ہے اور نماز شروع کرتے وقت اس کے لئے قبلہ رُخ ہونا لازم ہے اور بعد میں جب کشتی پھرے وہ اپنا منھ قبلہ کی طرف کرلے کیونکہ کشتی اس کے حق میں مثل مکان کے ہے اور کشتی میں اشارے سے نماز پڑھنا بالاتفاق جائز نہیں ہے۔ طحطاوی وعینی۔

اگر کوئی شخص پانچ نمازوں (یا اس سے کم) تک بے ہوش یا دیوانہ رہے (اور پھر اچھا ہو جائے) تو ان نمازوں کو قضا کرے اور اگر اس سے زیادہ نمازیں ہو جائیں تو قضا نہ کرے۔

سجدۂ تلاوت

یہاں مصنف کے تلاوت کا لفظ ذکر کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ اگر کسی نے ایسی آیت لکھی یا اس کے ہجے کئے اور رواں نہیں پڑھا تو اس پر سجدہ واجب نہیں ہوتا اور اس کے ادا ہونے کی شرطیں وہی ہیں جو نماز کی شرطیں ہیں سوائے تحریمہ اور نیت تعیین کے اس کا سبب بالاجماع تلاوت ہے اسی وجہ سے تلاوت کی طرف اس کو منسوب کیا جاتا ہے اور سامعین کے حق میں تلاوت کا سننا شرط ہے اور یہی صحیح ہے اور یہ ہمارے نزدیک واجب ہے اور امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک سنت موکدہ ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدہ نہیں کیا تھا جس کے جواب میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضور انور نے اس وقت سجدہ نہ کیا ہوگا باقی اس میں واجب نہ ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ فی الفور سجدہ واجب نہیں ہے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ سب آیتیں اس کے واجب ہی ہونے پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ کل آیتیں تین قسم کی ہیں ایک قسم تو وہ ہے جس میں سجدہ کرنے کا صریح امر ہے اور امر وجوب کے لئے ہے دوسری قسم وہ ہے جس میں انبیاء کا فعل مذکور ہوا ہے، اور انبیاء کی اقتدا واجب ہے۔ تیسری قسم وہ ہے جس میں کفار کی سرتابی بیان کی گئی ہے اور ان کی مخالفت کرنی واجب ہے۔ عینی۔

ترجمہ یہ سجدہ چودہ آیتوں (میں سے کوئی ایک آیت پڑھنے) سے اس شخص پر واجب ہوتا ہے کہ جو پڑھے اگرچہ وہ امام ہو یا جو سُنے اگرچہ اُس کا ارادہ سننے کا نہ ہو یا جو مقتدی ہو (اور اس کا امام سجدے کی آیت پڑھے) ہاں مقتدی کے خود سجدہ کی آیت پڑھنے سے اس پر سجدہ واجب نہیں ہوتا۔

فائدہ۔ یعنی اگر کوئی مقتدی، سجدہ کی آیت پڑھ لے تو نہ اُس پر سجدہ واجب ہوتا ہے نہ اس کے امام پر نہ نماز میں اور نہ نماز کے بعد اور امام محمدؒ کا قول ہے کہ نماز سے فارغ ہو کر سجدہ کرے۔

ترجمہ اُن آیتوں میں سے ایک آیت سورۂ حج کے پہلے سجدہ کی ہے اور ایک سورۂ صٓ میں ہے۔

فائدہ۔ ہمارے نزدیک سورۂ حج کا پہلا سجدہ واجب ہے اور دوسرا سجدہ واجب نہیں لیکن سنت ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک دوسرا سجدہ اور ان کے نزدیک سورۂ ص میں سجدہ نہیں یہ سجدے ان سورتوں میں ہیں سورۂ اعراف۔ سورہ رعد۔ نحل۔ بنی اسرائیل۔ مریم۔ سورۂ حج۔ فرقان۔ نمل۔ الم تنزیل۔ حم سجدہ ص۔ نجم۔ اذا السماء انشقت۔ اقرأ۔

ترجمہ اگر کوئی نماز میں اپنے امام کے سوا اور کسی سے سجدہ کی آیت سنے تو وہ نماز کے بعد سجدہ کرلے اور اگر نماز ہی میں سجدہ کرلیا تو (نماز کے بعد) پھر سجدہ کرے (کیونکہ وہ سجدہ ناقص تھا) نماز دوبارہ نہ پڑھے اگر کسی نے امام سے سجدہ کی آیت سنی اور امام کے سجدہ کرنے سے پہلے اس کا مقتدی ہوگیا تو امام کے ساتھ سجدہ کرے اور اگر امام کے سجدہ کرنے کے بعد اس کی اقتدا کی ہے تو نہ کرے اور اگر اس امام کی اقتدا نہیں کی تو خود سجدہ کرلے (کیونکہ سجدہ کا سبب اس کے حق میں پایا جاتا ہے) جو سجدۂ نماز میں (اپنے یا اپنے امام کے) سجدہ کی آیت پڑھی سے واجب ہوا ہو وہ نماز کے باہر (کر لینے سے) ادا نہیں ہوتا اگر کسی نے نماز کے باہر سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدہ کرلیا اور پھر وہی آیت میں نماز میں پڑھی تو اب دوسرا سجدہ کرے اور اگر پہلے سجدہ نہیں کیا تھا تو اس کے لئے ایک سجدہ کرلینا کافی ہے جیسا کہ اگر کوئی ایک جگہ پر سجدہ کی آیت کئی مرتبہ پڑھے مگر دو جگہ نہ پڑھے (کیونکہ سجدہ کی آیت کو کئی مرتبہ مختلف جگہ پڑھنے پر ایک سجدہ کرلینا کافی نہیں ہوتا) اس سجدہ کی کیفیت یہ ہے کہ نماز کی شرائط کے ساتھ بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کرے اور پھر اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھائے اور نہ التحیات پڑھے اور نہ سلام پھیرے اور ساری سورت پڑھنا اور اس میں سے فقط سجدہ کی آیت چھوڑ دینا مکروہ ہے اور اس کا عکس مکروہ نہیں ہے (یعنی یہ کہ فقط سجدہ کی آیت پڑھے اور دیگر آیتیں نہ پڑھے۔

مسافر کی نماز

ترجمہ جو شخص درمیانی چال سے تین روز کا سفر کرنے (یعنی تین منزل طے کرنے) کے ارادے سے روانہ ہو کر اپنے شہر کی آبادی کے باہر نکل جائے خواہ سفر خشکی کا ہو یا دریا کا ہو یا پہاڑ کا ہو وہ چار فرضوں کو دو۲ پڑھے۔

فائدہ یعنی چار فرضوں میں قصر کرے باقی مثلاً مغرب اور فجر میں نہ کرے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مسافر پر فرض دو ہی رکعت ہیں کیونکہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

فُرِضَتِ الصَّلٰوۃُ رَکْعَتَیْنِ رَکْعَتَیْنِ فَاُقِرَّتْ صَلٰوۃُ السَّفَرِ وَزِیْدَتْ فِیْ صَلٰوۃِ الْحَضَرِ۔ یعنی نماز کی دو ہی رکعت فرض ہوئی تھیں بعد میں سفر کی نماز تو اتنی ہی رہی اور حضر کی نماز بڑھادی گئی۔ اور امام شافعیؒ کے نزدیک قصر کرنا لازم نہیں ہے بلکہ یہ آسانی کے لئے ہے اور تین روز سے کم کے سفر میں جو تقریباً چھتیس ۳۶ کوس کا ہوتا ہے اس سے کم میں نماز قصر نہ کی جائے اس لئے مصنف نے یہ قید پہلے ہی لگادی ہے۔ فتح القدیر و عینی۔

ترجمہ اگر کسی مسافر نے پوری نماز پڑھ لی (یعنی چار رکعت میں قصر نہیں کیا) اور وہ دوسری رکعت پر بقدر تشہد بیٹھا تھا تو اس کی نماز درست ہوگئی اور اگر نہیں بیٹھا تھا تو درست نہیں ہوئی (کیونکہ فرض پورے کرنے سے پہلے وہ نفلوں میں مشغول ہوگیا ہے) یہ قصر کا حکم اس وقت تک ہے، کہ مسافر اپنے شہر میں داخل ہو یا کسی شہر یا گاؤں میں پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت کرے سوائے مکہ (معظمہ) اور منیٰ کے (کہ ان دونوں میں پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت کی) یا کچھ نیت نہیں کی (اور آج کل آج کل کرتے ہوتے) برس گذر گئے یا اسلامی لشکر نے دار الحرب میں پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت کرلی تو یہ اور وہ نماز قصر ہی پڑھیں۔

فائدہ یعنی اس وقت کہ جب یہ ٹھہرنے کی نیت کرلیں جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اس نیت کے کرنے سے مقیم نہیں ہوجاتے کیونکہ یہ اس میں رہتے ہیں کہ اگر ہم نے فتح پائی تو ٹھہر جائیں گے اور اگر شکست کھائی تو بھاگ جائیں گے اس لئے وہ جگہ ان کے حق میں دار الاقامہ نہیں ہوتی مستخلص۔

ترجمہ اور اگر اسلامی لشکر نے (دار الحرب میں) کسی شہر کا محاصرہ کرلیا یا دار السلام میں شہر سے باہر باغیوں کا محاصرہ کرلیا تو ان دونوں صورتوں میں بھی یہ پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت کرلینے سے مقیم نہیں ہوتے (لہٰذا قصر نماز پڑھیں) بخلاف خیمہ میں رہنے والوں کے۔

فائدہ اس موقع پر متن میں اخبیہ کا لفظ ہے جو خباء کی جمع ہے اور خباء ادنیٰ خیمہ کو کہتے ہیں اور خیمہ میں رہنے والوں سے مراد خانہ بدوش لوگ ہیں جیسے بنجارے اور کنجر وغیرہ جن کی گذران ہی جنگلوں میں ہوتی ہے اس لئے ان کا وطن وہی ان کی جھونپڑی یا خیمہ ٹھیر گیا ہے اس قسم کے لوگ ہمیشہ مقیم رہتے ہیں مسافر نہیں ہوتے۔ فتح القدیر۔

ترجمہ اگر مسافر (نماز کے) وقت میں کسی مقیم کی اقتدا کرے تو یہ اقتدا درست ہے اور یہ پوری نماز پڑھے اور وقت کے بعد درست نہیں ہے۔

فائدہ اقتدا کے معنے مقتدی ہونے یعنی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے ہیں مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ ایک مقیم مثلاً ظہر کی نماز ظہر کے وقت پڑھتا تھا یا پڑھنا چاہتا تھا کہ کوئی مسافر اس کا مقتدی ہوگیا تو اس کی یہ اقتدا درست ہے اور وہ امام کے تابع ہونے کی وجہ سے نماز پوری پڑھے اور اگر

وہ ظہر کی نماز بے وقت پڑھ رہا تھا تو اس کی یہ اقتدا درست نہیں ہے۔
ترجمہ اگر مقیم مسافر کی اقتدا کرے تو دونوں صورتوں میں درست ہے۔
فائدہ یعنی وقت پر بھی اور وقت کے بعد بھی پس جب مسافر امام سلام پھیرے تو مقیم بغیر قراءت کے اپنی نماز پوری کرے اور امام کے لئے مستحب ہے کہ وہ مقتدیوں سے یہ کہدے کہ تم اپنی نماز پوری کرلو کیونکہ میں مسافر ہوں۔ عینی۔
ترجمہ وطن اصلی دوسرے وطن اصلی سے باطل ہو جاتا ہے سفر کرنے سے باطل نہیں ہوتا۔
فائدہ یعنی اگر کسی نے اپنا اصلی وطن چھوڑ کر اور کسی شہر میں رہنا اختیار کرلیا تو اب وہ پہلا شہر اس کا وطن نہیں رہا اگر مسافرت میں وہاں پہنچے اور پندرہ روز وہاں رہنے کی نیت نہ ہو یہ مسافر ہے لیکن اس میں یہ شرط ہے کہ اس وطن اصلی میں اس کے گھر کے آدمی بھی نہ رہتے ہوں اور اگر وہ رہتے ہوں گے تو وہ وطن رہے گا اور یہ وطن فقط وہاں سے سفر کرنے سے باطل نہیں ہوتا۔
ترجمہ اور وطن اقامت دوسرے وطن اقامت سے اور سفر سے اور وطن اصلی سے باطل ہو جاتا ہے۔
فائدہ وطن اقامت وہ ہے جہاں آدمی پندرہ روز یا اس سے زیادہ رہنے کی نیت کرلے پس وہ اسے چھوڑ کر دوسرا وطن اقامت اختیار کرے تو پھر یہ وطن اقامت نہیں رہتا اور اگر اس سے سفر کیا جائے یا اصلی وطن چلا جائے تب بھی یہ جاتا رہتا ہے۔ عینی وطحطاوی۔
ترجمہ سفر و حضر کی فوت شدہ نمازیں دو اور چار رکعت قضا پڑھی جائیں (یعنی سفر کی دو اور حضر کی چار رکعت قضا پڑھی جائیں) اس بارے میں معتبر آخر وقت ہے۔
فائدہ یعنی مقیم اور مسافر ہونے میں نماز کے اخیر وقت کا اعتبار ہے مثلاً عصر کے آخر وقت اگر مسافر ہے تو دو رکعت پڑھے اور اگر مسافر عصر کے وقت اپنے شہر میں داخل ہو گیا ہے تو وہ چار رکعت پڑھے۔ طحطاوی۔
ترجمہ (نماز قصر پڑھنے وغیرہ کے احکام میں) گنہگار بے گناہوں کے مثل ہیں۔
فائدہ یعنی اگر کوئی رہزنی وغیرہ کرنے کے ارادہ سے سفر کرے تو اسے بھی قصر نماز پڑھنے اور روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہوتی ہے کیونکہ اصل سفر میں کوئی نافرمانی نہیں ہے یہ ہمارے نزدیک ہے اور امام شافعی علیہ الرحمۃ کا قول یہ ہے کہ گنہگار کے لئے یہ رعایت اور رخصت نہیں ہے۔ مستخلص و فتح القدیر ملخصاً۔
ترجمہ مسافر و مقیم ہونے کی نیت کرنے میں اصل کا اعتبار کیا جاتا ہے نہ کہ (اس کے)

تابع کا یعنی غلام عورت اور خادم کا۔
فائدہ۔ یعنی یہ تینوں تابع ہوتے ہیں اس لئے مقیم و مسافر ہونے میں ان کی نیت کا اعتبار نہیں ہوتا بلکہ شوہر۔ آقا حاکم کی نیت کا اعتبار ہوتا ہے کیونکہ وہ اصل ہیں۔

نماز جمعہ

فائدہ۔ جمعہ اجتماع سے مشتق ہے اس روز لوگوں کے جمع ہونے کی وجہ سے اس کا نام جمعہ رکھا گیا ہے یا اس وجہ سے کہ تمام اولاد آدم اسی روز جمع کی جائیں گی یا اس وجہ سے کہ آدم علیہ السلام حضرت حوّا سے زمین پر اسی روز ملے تھے۔ فتح القدیر۔
فائدہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کی ادائگی کا تمام مومنین کو حکم دیا ہے۔ اور اس کے ساتھ کوئی شرط بیان نہیں فرمائی۔ اور خبر واحد سے آیت کی عمومیت کو خاص نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ یہ بھی احناف کے نزدیک ایک قسم کا نسخ ہے۔ صرف خطبہ کا وجوب احادیث متواترہ سے ثابت ہے لہذا شہر اور حاکم کی قید باطل ہے۔ جیب)
ترجمہ جمعہ (کی نماز) ادا ہونے کی (چھ) شرطیں ہیں (۱) شہر کا ہونا۔
ترجمہ اور شہر وہ جگہ ہے جہاں حاکم اور قاضی ہو جو احکام شرعیہ جاری کرتا اور (لوگوں) پر حدود قائم کرتا ہو یا شہر کی عیدگاہ ہو (یعنی اس میں بھی جمعہ ہونا جائز ہے) اور منا شہر ہے عرفات شہر نہیں ہے۔
فائدہ پس منا میں جمعہ جائز ہے جب کہ حاکم حجاز یا بادشاہ امام ہو نہ کہ حاکم موسم کے ہونے پر کیونکہ وہ فقط امور حج کا ہی حاکم ہوتا ہے اور عرفات کے شہر نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایک علیحدہ میدان ہے مکہ کے میدان میں داخل نہیں ہے۔ عینی و طحطاوی۔
ترجمہ ایک شہر میں چند جگہ جمع ہونا جائز ہے۔ (۲) بادشاہ یا اس کے نائب کا ہونا (۳) ظہر کا وقت ہونا پس اس کے نکلنے سے جمعہ باطل ہو جائے گا (۴) نماز سے پہلے خطبہ کا ہونا اور مسنون یہ ہے کہ امام با وضو کھڑا ہو کر دو خطبے پڑھے اور دونوں کے بیچ میں تھوڑی سی دیر بیٹھے (یعنی اسقدر کہ ہر عضو اپنی اپنی جگہ پر آجائے) اور خطبہ میں (فقط) الحمد للہ یا لا الٰہ الا اللہ یا سبحان اللہ (خطبہ کی نیت سے) کہنا کافی ہو سکتا ہے (۵) جماعت کا ہونا اور وہ امام کے سوا) تین آدمی کو کہتے ہیں اور یہ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک ہے اور امام ابو یوسفؒ

کے نزدیک امام کے سوا دو آدمی اور امام شافعیؒ کا قول یہ ہے کہ امام کے سوا چالیس آدمی آزاد مقیم ہونے چاہئیں۔ عینی۔

ترجمہ پس اگر امام کے سجدے میں جانے سے پہلے سب مقتدی بھاگ جائیں تو (امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک) جمعہ باطل ہوجائے گا (اور صاحبینؒ کا قول یہ ہے کہ باطل نہ ہوگا) (۶) اذن عام ہونا (کہ جو چاہے چلا آئے) اور جمعہ کے واجب ہونے کی یہ شرطیں ہیں (۱) مقیم ہونا (پس مسافر پر واجب نہیں) (۲) مرد ہونا (پس عورت پر واجب نہیں ہے) (۳) تندرست ہونا (پس مریض پر واجب نہیں ہے) (۴) آزاد ہونا (پس غلام پر بالاتفاق واجب نہیں ہے (۵) بینائی کا ہونا (پس اندھے پر واجب نہیں ہے (۶) دونوں پیروں کا سالم ہونا (پس لنگڑے اور اپاہج پر واجب نہیں ہے) اور جس پر جمعہ واجب نہ ہو اگر وہ جمعہ پڑھ لے تو اس وقت کا فرض ادا ہوجائے گا۔

فائدہ یعنی ظہر کی نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوگی بلکہ جمعہ کی نماز اس کا بدل ہوجائے گی کیونکہ جمعہ واجب نہ ہونا محض تخفیف کی وجہ سے تھا اور جب اس نے اُس مشقت کو برداشت کر لیا تو وہ درست ہوگیا جیساکہ مسافر کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور جب وہ رکھ لے تو روزہ ہوجاتا ہے۔ عینی۔

ترجمہ مسافر۔ غلام۔ اور مریض کا جمعہ (کی نماز) میں امام ہونا جائز ہے اور (اگر یہ مقتدی ہوں تو) ان سے جماعت ہوجاتی ہے۔

فائدہ۔ یعنی اگر امام کے پیچھے فقط ایک مسافر اور ایک غلام اور ایک مریض ہو تو جمعہ کی نماز جائز ہوجائے گی (اس میں امام شافعیؒ کا اختلاف ہے۔ عینی وطحطاوی۔

ترجمہ جسے کوئی عذر نہ ہو تو اگر وہ جمعہ (کی نماز) سے ظہر (کی نماز) پڑھ لے تو یہ مکروہ تحریمی ہے پھر اگر وہ (ظہر پڑھ کر) جمعہ پڑھنے کے لئے جائے تو اس کی ظہر (کی نماز) باطل ہوجائیگی اور معذور اور قیدی کو شہر میں (جمعہ کے دن) ظہر جماعت سے پڑھنا مکروہ تحریمی) ہے جو شخص التحیات میں یا سہو کے سجدوں میں جمعہ میں شریک ہوگیا تو وہ جمعہ کی نماز پوری کرے اور جب امام (خطبہ پڑھنے کے لئے اپنے حجرے سے) چل پڑے تو اس وقت نہ کوئی نماز پڑھنا درست ہے اور نہ بات چیت کرنا اور پہلی اذان پر جمعہ کی نماز کو جانا اور خرید و فروخت ترک کرنا واجب ہوجاتا ہے۔

فائدہ۔ یہ صحیح نہیں۔ اسی لئے کہ حضورؐ اور ابوبکرؓ و عمرؓ کے زمانے میں صرف خطبہ کی اذان ہوتی تھی تو قرآن میں جس اذان پر بیع ترک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ دوسری اذان ہے نہ کہ پہلی جیسا

جب امام (خطبہ پڑھنے کے لئے) منبر پر بیٹھے تو اس کے سامنے (کھڑے ہوکر) اذان دیجائے اور خطبہ ختم ہونے کے بعد تکبیر کہی جائے)
امام کے سامنے کھڑے ہو کر خطبہ کی اذان کہنا ہشام بن عبدالملک اموی کی رائج کردہ بدعت ہے۔ ورنہ حضورؐ اور ابوبکرؓ و عمرؓ کے زمانے میں خطبہ کی اذان مسجد کے دروازے پر دی جاتی تھی۔ حبیب)

نماز عیدین

ترجمہ عید کی نماز جمعہ کی شرطوں کے ساتھ اُس شخص پر واجب ہوتی ہے جس پر جمعہ کی نماز واجب ہوجاتی ہے سوائے خطبہ کے (کہ یہ عید میں شرط نہیں ہے اور جمعہ میں شرط ہے۔
فائدہ۔ جمعہ کا خطبہ بعض علماء کے نزدیک شرط، بعض کے نزدیک سنت اور بعض کے نزدیک واجب ہے اور صحیح یہی ہے اس لئے کہ احناف کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر مقتدی نے التحیات بھی پالی تو اس کا جمعہ ادا ہوگیا۔ اور بلا شرط کوئی رکن ادا نہیں ہوتا۔ عید الفطر میں (عیدگاہ جانے سے پہلے) کچھ کھالینا۔ غسل کرنا۔ مسواک کرنا۔ خوشبو لگانا اور جو کپڑے میسر ہوں ان میں سب سے اچھے کپڑے پہننا اور صدقہ فطر (یعنی فطرہ) دیدینا مستحب ہے پھر عیدگاہ جائے راستہ میں آواز سے تکبیر نہ کہے (بلکہ آہستہ آہستہ کہے) اور نہ عید کی نماز سے پہلے نفل پڑھے۔
فائدہ۔ عید کی نماز سے پہلے نفل پڑھنا مطلقاً مکروہ ہے امام کے حق میں بھی اور مقتدیوں کے حق میں بھی اور عیدگاہ میں بھی اور مسجدوں وغیرہ میں بھی اور امام شافعیؒ کا قول یہ ہے کہ امام کے حق میں مکروہ ہے مقتدیوں کے حق میں مکروہ نہیں ہے۔
عید کی نماز کا وقت آفتاب کے (ایک نیزہ یا دو نیزہ) اونچا ہونے (کی مقدار) سے لے کر دن ڈھلنے تک ہے اور امام دو رکعت پڑھائے۔ سبحانک اللّٰھم (تکبیرات) زوائد سے پہلے پڑھے اور زوائد ہر رکعت میں تین تین تکبیریں ہیں اور دونوں (رکعتوں کی قراءتوں کو ملادے۔
فائدہ۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اول اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھے اور سبحانک اللّٰھم پڑھے پھر تین دفعہ یہ زائد تکبیریں کہے ان کے بعد قراءت شروع کرے اور جب دوسری رکعت میں کھڑا ہو تو پہلے قراءت کرے اس صورت میں دونوں قراءتیں مل جائیں گی اور اس کے بعد تین دفعہ زائد تکبیریں کہہ کر پھر رکوع کی تکبیر کہے۔ عینی۔
ترجمہ ان زائد تکبیروں میں دونوں ہاتھ (کانوں تک) اُٹھائے اور نماز کے بعد (امام) دو خطبے

پڑھے اور اُس میں صدقہ فطر کے احکام بیان کرے اگر کسی کو امام کے ساتھ عید کی نماز نہ ملے تو پھر قضا نہ پڑھی جائے اور کسی عذر سے (مثلاً بارش وغیرہ کے سبب سے) فقط کل تک کی تاخیر کیجائے۔

فائدہ۔ یعنی عید کی نماز میں فقط ایک روز کی تاخیر جائز ہے کہ اگر اول روز نہ پڑھی گئی تو دوسرے روز پڑھ لیں باقی تیسرے روز تک جائز نہیں ہے اور یہ ہمارے نزدیک ہے اور امام شافعیؒ علیہ الرحمہ کے نزدیک تیسرے روز تک بھی تاخیر کرنی جائز ہے۔ عینی۔

ترجمہ یہی (مذکورہ) احکام عید الضحیٰ کے ہیں لیکن اس میں کھانا نماز کے بعد کھائے اور (نماز کو جاتے ہوئے) راستہ میں تکبیر پکار کے کہے اور خطبہ میں قربانی (کے احکام) اور تکبیرات تشریق بیان کرے اور اس کی نماز میں کسی عذر کی وجہ سے تین روز تک کی تاخیر کی جاسکتی ہے (یعنی بقرعید کی نماز کسی عذر کے باعث بارھویں تاریخ تک پڑھ لینی جائز ہے) اور عرفہ منانا کوئی چیز نہیں ہے۔

فائدہ۔ عرفہ کرنے کی صورت یہ ہے کہ عرفہ کے روز لوگ جمع ہوں اور جس طرح حاجی لوگ عرفات جاکر دعا وغیرہ کرتے ہیں یہ بھی ان کی نقل اتارنے کے لئے احرام باندھ کر لبیک کہتے ہوئے ایک جگہ اکھٹے ہوکر دعا کریں اس کا شریعت میں کہیں کچھ ثبوت نہیں ہے۔ عینی۔

ترجمہ اور عرفہ کے دن کی فجر کی نماز کے بعد سے آٹھ (وقت کی) نمازوں تک (یعنی ان میں سے) ہر نماز کے بعد) ایک دفعہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ کہنا سنت ہے مگر اُسی کو جو مقیم ہو اور شہر میں فرض نماز مستحب جماعت سے (یعنی مردوں کی جماعت سے) پڑھے اور اقتدا کرنے کے سبب سے عورت اور مسافر پر بھی واجب ہوجاتی ہے۔

فائدہ۔ مصنف کے یہاں واجب کہنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تکبیر تشریق جس پر ہے واجب ہی ہے اور یہی زیادہ صحیح بھی ہے اور مسنون اس کو اس وجہ سے کہدیا گیا ہے کہ اس کا ثبوت سنت سے ہوا ہے اور اس کے شروع کرنے میں صحابہؓ میں اختلاف ہے نوجوان صحابہ مثلاً ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ کا قول یہ ہے کہ بقرعید کے دن ظہر کی نماز کے بعد سے شروع کی جائے امام شافعی علیہ الرحمۃ نے اسی کو لیا ہے اور بڑی عمر کے صحابہ مثلاً حضرت عمر۔ حضرت علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم یہ فرماتے تھے کہ عرفہ کے دن کی فجر کی نماز کے بعد سے شروع کیجائے یہی ہمارا مذہب ہے اور اس کے ختم ہونے میں بھی اختلاف ہے۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ بقرعید کے روز عصر کی نماز کے بعد ختم کردی جائے اور یہ آٹھ نمازیں ہوتی ہیں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ نے شروع کرنے اور ختم کرنے میں حضرت ابن مسعود ہی کے قول کو لیا ہے اور علی رضی اللہ عنہ کا قول یہ ہے کہ ایام تشریق کے آخر دن یعنی تیرھویں تاریخ کو عصر کی نماز کے بعد ختم کی جائے اور یہ تیئیس ۲۳ نمازیں ہوتی ہیں امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے اسی کو لیا ہے۔ فتح القدیر۔

نمازِ کسوف و خسوف

(چاند گہن اور سورج گہن کی نماز)

فائدہ۔ کسوف سورج گہن کو کہتے ہیں اور خسوف چاند گہن کو اور کبھی کسوف کا استعمال دونوں میں ہو جاتا ہے اور بعض کا قول یہ ہے کہ جب کم گہن ہو تو کسوف ہے اور جب پورا گہن ہو تو خسوف ہے۔ عینی

ترجمہ جب سورج گہن ہو تو جمعہ کا امام نفل کی طرح دو رکعت پڑھائے قراءت پکار کر پڑھے خطبہ نہ پڑھے۔

فائدہ۔ نفل کی شرط سے مراد یہ ہے کہ جیسے نفلوں میں اذان و تکبیر نہیں ہوتی اور ہر رکعت میں ایک ہی رکوع ہوتا ہے اور اوقات مکروہہ میں ان کا پڑھنا جائز نہیں ہے پس یہ نماز بھی ایسی ہی ہے۔ فتح القدیر۔ ملخصًا۔

ترجمہ پھر نماز کے بعد اتنی دیر دعا مانگے کہ سورج گہن سے کھل جائے اور اگر جمعہ کا امام موجود نہ ہو تو سب اکیلے اکیلے پڑھیں جیسے چاند گہن۔ اندھیری آندھی اور ہلن وغیرہ کے خوف کے وقت پڑھتے ہیں۔

فائدہ۔ یعنی چاند گہن میں اکیلے اکیلے پڑھی جاتی ہے کیونکہ چاند گہن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کئی مرتبہ ہوا ہے اور یہ کہیں منقول نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے لوگوں کو جمع کیا تھا دوسرے یہ کہ رات کو سونے کے بعد سب کا جمع ہونا ناممکن ہے اور یہ فتنہ و فساد کا بھی سبب ہو جاتا ہے اس لئے مشروع نہیں ہے بلکہ ہر شخص علٰحدہ علٰحدہ عجز و انکساری کرے اور ایسی ہی یہ اور نمازیں ہیں۔ فتح القدیر۔

نمازِ استسقاء

بارش مانگنے کی نماز

ترجمہ استسقاء کے لئے نماز ہے مگر جماعت سے نہیں ہے اور دعا مانگنا اور استغفار پڑھنا ہے نہ کہ چادر کو الٹ پلٹ کرنا اور اس میں ذمی (یعنی کافر) کو نہ آنے دیں اور فقط تین روز تک

رپڑھنے جائیں ۔

فائدہ۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس نماز میں جماعت مسنون نہیں ہے امام ابو یوسفؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے اس کو دریافت کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نماز جماعت سے نہیں ہے ہاں اس میں دعا مانگنا اور استغفار کرنا ہے اور اگر لوگ اکیلے اکیلے پڑھ لیں تو کوئی حرج نہیں ہے اس سے اس جماعت کے سنت یا مستحب ہونے کی نفی ہوتی ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک عید کی طرح دو رکعت جماعت سے پڑھیں اور چادر کو اس طرح لوٹائیں کہ ایک مونڈھے کی دوسرے پر اور نیچے کی اوپر ہو جائے اور صاحبین کے قول پر فتویٰ ہے ۔

نماز خوف

ترجمہ اگر دشمن یا کسی درندے کا خوف زیادہ ہو تو امام (لوگوں کی دو جماعتیں کرلے اور) ایک جماعت کو دشمن (یا درندے) کے سامنے کھڑا کر دے اور دوسری جماعت کو (اگر مسافر ہے تو) ایک رکعت اور اگر مقیم ہے تو دو رکعت پڑھائے پھر یہ جماعت (جس نے امام کے ساتھ ایک رکعت یا دو رکعتیں پڑھ لی ہیں) دشمن کے سامنے چلی جائے اور وہ جماعت آئے اور جتنی نماز رہ گئی امام اس جماعت کو پڑھا کر سلام پھیر دے اور (امام کے سلام پھیرنے کے بعد) یہ جماعت دشمن کے مقابلے میں چلی جائے اور پہلی جماعت آکر بدون قراءت کے اپنی نماز پوری کرلے (کیونکہ یہ لوگ شروع سے امام کے ساتھ تھے) اور سلام پھیرنے کے بعد یہ دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں پھر دوسری جماعت آئے اور یہ قراءت کے ساتھ اپنی باقی نماز پوری کریں ۔

فائدہ۔ کیونکہ یہ مسبوق ہیں اور مسبوق سے جو رکعتیں پہلے ہولیتی ہیں ان میں قراءت کرنا فرض ہوتا ہے۔ بخلاف پہلی جماعت کے کہ وہ شروع سے امام کے ساتھ تھی اور ایک وجہ خاص سے بیچ میں شامل نہیں رہی لہٰذا یہ جماعت لاحق کے حکم میں ہے اور لاحق پر قراءت نہیں ہوتی۔ فتح القدیر۔

ترجمہ مغرب کی نماز میں امام پہلی جماعت کو دو رکعت پڑھائے اور دوسری کو ایک رکعت (اگر اس کا اُلٹا کیا تو سب کی نماز جاتی رہے گی) جو شخص (نماز میں) لڑنے لگے اس کی نماز باطل ہو جائیگی اگر خوف بہت زیادہ ہو تو سب اپنی اپنی سواری پر سوار ہو کے اکیلے اکیلے جس طرف ہوسکے اُسی طرف منہ کرکے نماز اشاروں سے پڑھ لیں اور دشمن کے موجودگی کے بغیر نماز خوف جائز نہیں ہے ۔

احکامِ جنازہ

فائدہ۔ جنائز جنازے کی جمع ہے اور جنازہ جیم کے زبر سے مردہ کو کہتے ہیں اور جیم کے زیر سے اُس تختہ کو جس پر مردے کو لٹاتے ہیں۔ عینی۔

ترجمہ جب آدمی مرنے لگے تو اُسے داہنی کروٹ پر قبلہ رُخ کرکے لٹا دیا جائے (اور اگر اسے اس طرح لیٹنا دشوار ہو تو اُسے ویسی ہی چھوڑ دیا جائے) اور اُس کے روبرو کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھا جائے اور جب مرجائے تو اس کے دونوں جبڑے باندھ دیئے جائیں اور آنکھیں بند کردی جائیں اور اُسے ایسے تختہ پر لٹایا جائے جسے طاق مرتبہ (یعنی ایک یا تین یا پانچ یا سات مرتبہ) دھونی دی گئی ہو اور اس کے بدنِ عورت (یعنی ناف سے گھٹنوں تک) کو ڈھک کے اُسے ننگا کر دیا جائے۔

فائدہ یعنی سب کپڑے اُتار لئے جائیں تاکہ نہلانے میں صفائی اچھی طرح ہو جائے اور امام شافعی علیہ الرحمۃ کا قول یہ ہے کہ کرتہ پہنے نہلایا جائے کیونکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مع کرتے کے غسل دیا گیا تھا۔ اور ہم زندگی کی حالت کا اعتبار کرتے ہیں اور یہ روایت جو امام موصوف نے اپنی حجت ٹھیرائی تو یہ آنحضرت علیہ السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ عینی۔

ترجمہ کلی اور ناک میں پانی ڈالے بغیر اسے وضو کرائیں اور اس کے بعد اُس پر وہ پانی ڈالیں جو بیری کے پتے یا اشنان ڈال کر جوش دیا گیا ہو اور اگر ایسا پانی نہ ہو تو پھر خالص پانی کافی ہے اور اس کا سر اور ڈاڑھی گل خیرو کے پانی) سے دھوئیں اور بائیں کروٹ پر لٹا کر اتنا دھوئیں کہ پانی بدن کے اس حصّہ تک پہنچ جائے جو تختہ سے لگا ہوا ہے پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر اتنا ہی دھوئیں پھر اسے سہارا دے کر بٹھلا دیں اور اس کے پیٹ کو بہت نرمی سے سوتیں اور جو کچھ پیٹ میں سے نکلے اس کو دھو ڈالیں اور دوبارہ غسل نہ دیں اور ایک کپڑے سے بدن کو پونچھ دیں اور سر اور ڈاڑھی کو حنوط لگا دیں اور سجدہ کی جگہوں پر کافور ملیں۔

فائدہ۔ حنوط ح کے زبر سے ایک مرکب عطر کا نام ہے جو خاص مردوں کے لئے ہے عورتوں کو لگانا جائز نہیں ہے اور سجدہ کی جگہوں سے وہ اعضاء مراد ہیں جو سجدہ میں زمین سے لگے رہتے ہیں مثلاً پیشانی۔ ناک۔ دونوں ہاتھ۔ دونوں گھٹنے۔ دونوں پیر۔ عینی۔

ترجمہ سر اور ڈاڑھی میں کنگھی نہ کریں اور ناخن اور بال کتریں اور مرد کا مسنون کفن ازار۔

اور لفافہ ہے۔

فائدہ۔ مردے کے بالوں میں کنگھی نہ کئے جانے اور ناخن اور بال نہ کترنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ افعال زینت کے لئے ہوتے ہیں اور مردے میں اس کی ضرورت نہیں ہے اور کفن میں ازار اندر کی چادر کو کہتے ہیں جو پیشانی کے بالوں سے لے کر پیروں تک ہوتی ہے اور قمیص کفنی کو کہتے ہیں جو گردن سے لے کر گھٹنوں تک ہوتی ہے اور لفافہ پوٹ کی چادر کو کہتے ہیں اور کفنی میں گریبان۔ آستینیں اور کلیں نہیں ہوتیں اور کفن کفایہ سے مراد یہ ہے کہ اگر کفن کم ہے تو دو چادریں کافی ہیں اور اس سے کم کرنا جائز نہیں ہے مستخلص دعینی۔

ترجمہ کفن مردے کے اول بائیں طرف سے لپیٹا جائے اور پھر دائیں طرف سے۔

فائدہ۔ کفن پہنانے کی صورت یہ ہے کہ اول پوٹ کی چادر بچھا دی جائے اور اس کے اوپر اندر کی چادر اور اس پر میت کو لٹا دیا جائے پھر کفنی پہنا کر اندر کی چادر کو بائیں طرف سے لپیٹیں اور پھر داہنی طرف سے اور اس چادر کو ایک دھجی وغیرہ سے باندھ دیا جائے اور پھر پوٹ کی چادر کو اسی طرح طرح کریں۔

ترجمہ اگر کفن کے اُڑنے (اور مردے کے کھلنے) کا اندیشہ ہو تو اس میں گیرہ دیدیں اور کفن ضروری وہ ہے کہ جو کچھ میسّر ہو اور عورت کا مسنون کفن یہ ہے کفنی۔ اندر کی چادر۔ دامنی۔ پوٹ کی چادر۔ اور ایک اور کپڑا جو عورت کی چھاتیوں پر لپیٹا جاتا ہے۔

فائدہ۔ اس کپڑے کو سینہ بند کہتے ہیں یہ سینہ سے ناف تک ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں گھٹنوں سے نیچے تک ہوتا ہے۔ عینی۔

ترجمہ عورت کا کفن کفایہ دونوں چادریں اور دامنی ہے اور عورتوں کو (کفناتے وقت) اوّل کفنی پہنائیں پھر اُس کے سر کے بالوں کی دو لٹیں کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈالدیں اور کفنی کے اوپر پوٹ کی چادر کے نیچے دامنی پہنائیں اور کفن کے کپڑوں کو پہنانے سے پہلے طاق مرتبہ خوشبو میں بسائیں۔

فائدہ۔ سینہ بند کے باندھنے میں فقہاء کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں چادروں کے اوپر باندھیں تاکہ کفن نہ اُڑے اور بعض کا قول یہ ہے کہ اندر کی چادر کے اوپر اور پوٹ کی چادر کے نیچے باندھنا مناسب ہے۔

فصل جنازے کی نماز پڑھانے میں سب سے بہتر بادشاہ ہے اور یہ نماز فرض کفایہ ہے۔

فائدہ۔ فرض کفایہ کے یہ معنی ہیں کہ تھوڑے سے آدمیوں کے پڑھ لینے پر سب کے ذمّہ سے ساقط ہو جاتی ہے ورنہ سب گنہگار ہو جاتے ہیں۔ طحطاوی۔

ترجمہ جنازے کی نماز میں مُردے کا مسلمان ہونا اور پاک ہونا شرط ہے (اسی وجہ سے کافر کے جنازے کی نماز درست نہیں ہے اور نہ مسلمان کے جنازے کی اُس کو غسل دینے سے پہلے درست ہے) اور بادشاہ کے بعد (جنازے کی نماز کے لئے) قاضی ہے اگر موجود ہو پھر محلہ کا امام پھر مردے کا ولی اور ولی کو اختیار ہے کہ وہ اور کسی کو (نماز پڑھانے کی) اجازت دیدے اگر ولی اور بادشاہ کے علاوہ کوئی اور نماز پڑھ لے تو ولی دوبارہ نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر نماز کے بغیر دفن کردیا جائے تو اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے جب تک اس کا بدن نہ پھٹا ہو۔ جدید)

فائدہ۔ امام ابو یوسفؒ اور امام محمد رحمہما اللہ سے مروی ہے کہ ایسے آدمی کی قبر پر تین روز تک نماز پڑھ لی جائے اور صحیح یہ ہے کہ یہ تعیین لازمی نہیں ہے کیونکہ مردے کا حال موسم کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے گرمی میں اور کیفیت ہوتی ہے جاڑے میں اور اسی طرح زمین کی نرمی اور سختی سے بھی اس میں فرق پڑجاتا ہے لہٰذا اس میں ایک عقلمند ذی رائے ہوشیار آدمی کی رائے کا اعتبار کیا جائیگا کیونکہ واجب بقدر الامکان ادا کرنا چاہیئے۔ عینی۔

ترجمہ جنازے کی نماز چار دفعہ اللہ اکبر کہنا ہے پہلی دفعہ کے بعد سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ آخر تک پڑھے اور دوسری دفعہ کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور تیسری دفعہ کے بعد (میت کے واسطے) دعا اور چوتھی دفعہ کے بعد دونوں طرف سلام پھیر دے پھر اگر پانچویں دفعہ اللہ اکبر کہے تو مقتدی اس کی پیروی نہ کرے۔

فائدہ۔ نماز جنازے کی دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ

ترجمہ لڑکے کے لئے استغفار نہ پڑھا جائے (یعنی یہ مذکورہ دعا نہ پڑھی جائے) بلکہ (اس کے عوض) یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا اور اگر لڑکی یا عورت ہے تو دونوں دعاؤں میں ہٗ کی جگہ ھَا اور شَافِعًا او مُشَفَّعًا کی جگہ شَافِعَۃً اور مُشَفَّعَۃً پڑھے، اور مسبوق (یعنی جس کے شامل ہونے سے پہلے کوئی تکبیر ہوچکی ہو) امام کی تکبیر کا انتظار کرے جب وہ تکبیر کہے اُس کے ساتھ ہوجائے اور جو پہلے سے موجود تھا وہ انتظار نہ کرے۔

فائدہ یعنی اگر کوئی شخص پہلے سے موجود تھا مگر اُس نے امام کے ساتھ پہلی تکبیر نہیں کہی تو وہ امام کی تکبیر کا انتظار نہ کرے بلکہ خود تکبیر کہہ کر دوسری تکبیر میں امام کے ساتھ ہوجائے اور مسبوق سے جو تکبیر رہ جائے وہ نماز کے بعد جنازہ اٹھنے سے پہلے کہہ لے اور امام ابو یوسفؒ اور امام شافعیؒ کا قول یہ ہے کہ آتے ہی کہہ لے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

ترجمہ امام مرد اور عورت کے سینہ کے مقابلے میں کھڑا ہو اور یہ نماز سوار ہوکر اور مسجد میں نہ پڑھیں۔

فائدہ جنازے کی نماز بلا ضرورت مسجد میں پڑھنی مکروہ تحریمی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ مسجد میں نجاست گر جانیکا اندیشہ ہے دوسرے مسجد نماز پنجگانہ کے لئے ہے نہ نماز جنازہ کے لئے۔ اور بعض مکروہ تنزیہی کہتے ہیں اور امام شافعیؒ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔

ترجمہ اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد اس کی کچھ آواز نکلی تھی (یعنی اس کے زندہ پیدا ہونے کی علامت معلوم ہو گئی تھی تو اس پر نماز پڑھی جائے ورنہ نہ پڑھی جائے جیسے وہ لڑکا جو اپنے باپ یا ماں کے ساتھ (دار الحرب سے) آکر قید خانہ میں مرجائے (اور اس کے ماں باپ کافر ہوں کیونکہ اس صورت میں ان کے تابع ہونے کی وجہ سے کافر شمار کیا جائے گا) ہاں اگر اس کے ماں باپ میں سے کوئی ایک مسلمان ہو جائے یا وہ خود مسلمان ہو جائے اور سمجھدار ہو) یا اس کے ساتھ اس کی ماں یا باپ قید نہ ہوئے ہوں (تو ان صورتوں میں اس کو مسلمان قرار دے کر اس کی نماز پڑھی جائے گی) اگر (کسی کافر کا) ولی مسلمان ہے تو وہ کافر کی لاش کو غسل دے اور کفنا کر دفن کردے۔

فائدہ۔ یہاں غسل سے مراد یہ ہے کہ اس طرح دھوئے جیسے ناپاک کپڑے کو دھوتے ہیں اور طریقہ سنت نہ برتے نہ اس پر نماز پڑھے بلکہ اُسے کپڑے میں لپیٹ کر گاڑ دے۔ عینی۔

جنازے کے چاروں پائے پکڑ کر (یعنی اُسے چار آدمی اٹھا کر) جلدی جلدی لے چلیں مگر دوڑیں نہیں اور نہ (قبرستان میں) جنازہ رکھے جانے سے پہلے بیٹھیں اور نہ اس سے آگے چلیں اور (جنازہ اٹھانے والوں میں ہر ایک کو چاہیئے کہ) پہلے اس کا سرہانہ اپنے داہنے کندھے پر رکھے پھر اس کے پائنتی رکھے اور اس کے بعد سرہانا اپنے بائیں کندھے پر رکھے پھر پائنتی رکھے اور (قبر کھود کر) لحد بنائی جائے اور مردے کو (قبر میں) قبلہ کی طرف سے اُتارا جائے اور اُتارنے والا یہ کہے بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اور (قبر میں رکھ کر) منہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے اور کفن کے بند کھولدیئے جائیں اور کچی اینٹوں یا بانسوں سے لحد کا منہ بند کیا جائے پکی اینٹوں یا تختوں سے نہ کیا جائے (ہاں اگر زمین نرم ہو تو تختوں وغیرہ سے کرنا جائز ہے) اور عورت کی قبر پر (دفن کرتے وقت) پردہ کر دیا جائے اور مرد کی قبر پر نہ کیا جائے پھر مٹی دیدی جائے اور قبر (اوپر سے) اونٹ کے کوہان کی صورت بنائی جائے چوکور (چبوترے کی صورت) نہ بنائی جائے اور نہ چونہ کی بنائیں اور (دفن کرنے کے بعد) مُردے کو قبر سے نہ نکالا جائے ہاں اگر زمین غصب کی ہوئی ہو۔

یعنی زبردستی سے چھینی ہوئی ہو چونکہ اس میں حق العباد ہے لہذا اس میں سے اگر زمین کا مالک نکلوانا چاہے تو نکال لیا جائے ورنہ اس کے کہنے سے قبر ہموار کردی جائے اور اس سے زراعت وغیرہ کا فائدہ اٹھایا جائے۔ طحطاوی وعینی۔

شہیدوں کے احکام

ترجمہ شہید وہ ہے جسے دار الحرب کے کسی کافر نے یا باغیوں نے یا ڈاکوؤں نے مار ڈالا ہو یا میدان جنگ میں سے نعش ملی ہو اور اس پر زخم ہو یا اُس کو کسی مسلمان نے ظلماً مار ڈالا ہو اور اس کے عوض خونبہا واجب نہ ہوا ہو (بلکہ قصاص واجب ہوا ہو یعنی دانستہ مارا ہوا) تو ایسے آدمی کو کفن دیا جائے اور بلا غسل دیئے اس کے جنازے کی نماز پڑھی جائے اور اس کو مع اُس کے خون آلودہ کپڑوں کے دفن کر دیا جائے ہاں جو کپڑا کفن کی قسم سے نہ ہو وہ اُتار لیا جائے اور اگر اس کے بدن پر کفن سے زیادہ کپڑا ہے تو وہ اُتار لیا جائے اور اگر کم ہے تو زیادہ کر کے کفن پورا کر دیا جائے۔ اگر کوئی شخص جنابت کی حالت میں یا لڑکپن میں مارا گیا یا اُس کے شہید ہونے میں اتنی دیر ہو گئی کہ اس نے کچھ کھایا یا پیا یا سو گیا یا علاج کرایا یا اس پر ایک نماز کا وقت گذر گیا اور وہ ہوش میں ہے یا لڑائی کی جگہ سے اس کو جیتا ہوا (اور جگہ) لے گئے یا اُس نے کچھ وصیت کی یا شہر میں مارا گیا اور یہ معلوم نہ ہوا کہ یہ ہتھیار سے ظلماً مرا ہے یا کسی حد (شرعی) سے مر گیا یا قصاص میں (یعنی خون کرنے کے عوض میں) مارا گیا تو (ان سب صورتوں میں) غسل دیا جائے اور ایسے شخص کو غسل نہ دیا جائے جو باغی ہونے یا ڈاکہ ڈالنے کی وجہ سے مارا گیا ہو (اور اُس کے جنازے کی نماز بھی نہ پڑھی جائے)

کعبہ میں نماز پڑھنا

ترجمہ کعبہ کے اندر اور اوپر (نماز) فرض اور نفل دونوں درست ہیں اگر کوئی شخص کعبہ میں (جماعت سے نماز پڑھتا ہوا) اپنی پیٹھ اپنے امام کی پیٹھ کیطرف کرے تو اس کی نماز ہو جائیگی اور اگر اس نے اس کے منہ کی طرف پیٹھ کر لی تو اس کی نماز نہ ہوگی اور اگر (مسجد الحرام میں) کعبہ کے گرد اگرد مقتدیوں نے حلقہ باندھ لیا (یعنی اس طرح کھڑے ہو کر نماز پڑھی) تو اُس شخص کی نماز درست ہو جائے گی جو اپنے امام کی نسبت کعبہ سے زیادہ قریب ہو بشرطیکہ امام کی طرف نہ ہو۔

فائدہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص امام کی طرف ہو کر امام کی نسبت کعبہ سے زیادہ قریب ہو جائے گا تو اُس کے حق میں امام سے آگے بڑھنا لازم آئے گا اس لئے اس کی نماز نہیں ہوگی باقی جو لوگ کعبہ کے تین طرف ہیں اگر وہ امام کی نسبت کعبہ سے زیادہ قریب ہو جائیں تو ان کے حق میں یہ لازم نہیں آتا۔

کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ کا بیان

فائدہ۔ مصنف نے نماز کے بعد زکوٰۃ کا ذکر کیا ہے اس لئے کہ قرآن شریف کی آیتوں میں اللہ عزوجل نے نماز کے بعد زکوٰۃ کا ذکر کیا ہے یہ ارکان اسلام میں سے تیسرا رکن ہے اور نماز کے بعد سب احکام سے زیادہ اسی کی تاکید ہے زکوٰۃ سنہ ہجری میں روزوں کے فرض ہونے سے پہلے فرض ہوئی تھی۔ لغت میں زکوٰۃ کے معنی بڑھنے کے ہیں اور شریعت میں یہ ہیں جو مصنف نے بیان کئے ہیں۔ عینی و فتح القدیر۔ ملخصًا۔

ترجمہ (شریعت میں) محض اللہ کی خوشنودی کے لئے بغیر کسی عوض کے مسلمان فقیر کو مال کا مالک کر دینے کو زکوٰۃ کہتے ہیں وہ مسلمان نہ ہاشمی ہو نہ اُس کا آزاد کردہ ہو بشرطیکہ اس مال سے مالک کی منفعت ہر صورت سے علیحدہ ہو جائے۔

فائدہ۔ ہاشمی وہ ہیں جو بنی ہاشم کی طرف منسوب ہیں اور وہ علیؓ۔ عباسؓ۔ عقیلؓ۔ جعفرؓ۔ حارث بن عبد المطلب کی اولاد ہیں۔ عینی۔

ترجمہ۔ اور زکوٰۃ واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ مال کا مالک عاقل۔ بالغ۔ مسلمان۔ آزاد ہو (اس اعتبار سے دیوانے۔ لڑکے۔ کافر اور غلام پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی) وہ مقدار نصاب کا مالک ہو اور اس مال پر برس روز گذر گیا ہو اور قرض اور حاجت اصلی سے زائد اور بڑھنے والا ہو اگرچہ اس کا بڑھنا تقدیرًا ہی ہو۔

فائدہ۔ لغت میں نصاب کے معنے اصل کے ہیں اور شریعت میں مال۔ اسباب اور جانوروں کی اس مقدار کا نام ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے چنانچہ آگے اس کی تفصیل آئے گی اور تقدیرًا بڑھنے کے یہ معنے ہیں کہ آدمی اُسے بڑھا سکتا ہو۔ عینی۔

ترجمہ۔ زکوٰۃ ادا کرنے کی شرطیں دو ہیں ایک نیت جو دینے یا مقدار واجب کو مال سے علیحدہ کر دینے کے وقت ہو (یعنی یہ نیت ہو کہ یہ مال میں زکوٰۃ میں سے دیتا یا علیحدہ کرتا ہوں) دوسری اپنے کل مال کا صدقہ کر دینا ہے (پس کل مال صدقہ کر دینے سے زکوٰۃ ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے۔

جانوروں کی زکوٰۃ

سوائم وہ جانور ہیں جو سال بھر میں زیادہ تر (یعنی چھ مہینے سے زیادہ چرنے پر گذارہ کرتے ہوں پس اگر چھ مہینے سے کم یا چھ ہی مہینے جنگل میں چرا تو ان میں زکوٰۃ نہیں ہے کیونکہ وہ سائمہ نہیں ہیں) اور پچیس[۲۵] اونٹوں میں زکوٰۃ کا ایک بنت مخاض ہے (بنت مخاض وہ بوتہ ہے جس پر ایک سال گذر کر دوسرا سال لگ گیا ہو) اس سے کم میں ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری ہے اور چھتیس[۳۶] (سے پینتالیس تک) ایک بنت لبون ہے (بنت لبون وہ بوتہ ہے جو دو برس کا ہو کر تیسرے میں لگ گیا ہو) چھیالیس[۴۶] (سے ساٹھ تک) میں ایک حقہ ہے (حقہ وہ بوتہ ہے جسے چوتھا برس لگ گیا ہو) اکسٹھ (سے پچھتر تک) میں ایک جذعہ ہے (یعنی وہ بوتہ جسے پانچواں برس لگ گیا ہو) اور چھتر[۷۶] میں نوے تک دو بنت لبون ہیں اور اکیانوے[۹۱] میں ایک سو بیس[۱۲۰] تک دو حقے ہیں پھر آگے ہر پانچ پر ایک ایک بکری ہے ایک سو چوالیس[۱۴۴] تک اور ایک سو پینتالیس[۱۴۵] تک دو حقے اور ایک بنت مخاض ہے اور ڈیڑھ سو میں تین حقے ہیں پھر ہر پانچ پر ایک بکری ہے (ایک سو چوہتر تک) اور ایک سو پچھتر[۱۷۵] میں تین حقے اور ایک بنت مخاض ہے (ایک سو پچاسی تک) اور ایک سو چھیاسی[۱۸۶] میں تین حقے اور ایک بنت لبون ہے (ایک سو پچانوے تک) اور ایک سو چھیانوے[۱۹۶] میں چار حقے ہیں دو سو تک پھر جب دو سو سے زیادہ ہوں تو نئے سرے سے حساب شروع کیا جائے جیسا کہ ڈیڑھ سو کے بعد کیا جاتا ہے اور (زکوٰۃ کے حکم میں) بختی اونٹ عربی اونٹوں کی طرح ہیں۔

گائے اور بھینس کی زکوٰۃ

فائدہ۔ بقر کے معنی چیرنے پھاڑنے کے ہیں چونکہ بیلوں کے ذریعہ کاشتکار زمین کو پھاڑتے

ہیں اس لئے یہ نام رکھدیا گیا ہے یہ لفظ نر اور مادہ دونوں پر بولا جاتا ہے۔

ترجمہ۔ تیس گائے بیلوں میں (زکوٰۃ کا) ایک بچھڑا ہے ایک برس کا ایک بچھیہ (برس روز کی) اور چالیس میں ایک بچھڑا ہے ایسا جو دو برس کا ہو کر تیسرے برس میں لگ گیا ہو یا ایسی بچھیہ اور اس سے زیادہ پر اسی حساب سے ساٹھ تک۔

فائدہ۔ اس مسئلہ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے تین روایتیں ہیں اول یہ کہ چالیس سے زیادہ پر زکوٰۃ اسی حساب سے ساٹھ تک لی جائے مثلاً اکتالیس میں دو برس کا ایک بچھڑا اور اس کی قیمت کا چالیسواں حصہ ہے اور بیالیس میں ایک ویسا ہی بچھڑا اور ایک اس کا بیسواں حصہ ہے پس آگے اسی طرح حساب کر لیا جائے یہی روایت متن میں مذکور ہے اور یہی امام صاحب سے ظاہر روایت ہے دوسری روایت یہ ہے کہ جیسے امام حسنؒ نے امام موصوف سے نقل کیا ہے کہ چالیس سے زیادہ میں زکوٰۃ کچھ نہیں ہے یہاں تک کہ پچاس ہو جائیں پس پچاس میں دو برس کا ایک بچھڑا اور اس کی قیمت کا چوتھائی حصہ ہے یا ایک برس کے بچھڑے کی قیمت کا تہائی حصہ اور آگے اسی حساب سے تیسری روایت یہ ہے کہ چالیس سے زیادہ میں کچھ نہیں ہے یہاں تک کہ ساٹھ ہو جائیں یہ روایت امام صاحب سے اسد بن عمرو نے نقل کی ہے اور صاحبین کا قول بھی یہی ہے اور اسبجانی نے ذکر کیا ہے کہ فتویٰ صاحبینؒ کے قول پر ہے اور مصنف نے پہلی روایت کو پسند کیا ہے۔ فتح القدیر

ترجمہ۔ پس ساٹھ میں برس برس روز کے دو بچھڑے ہیں اور ستر میں ایک بچھڑا دو برس کا اور ایک ایک برس کا اور اسی میں دو دو برس کے دو ہیں خلاصہ کلام یہ ہے کہ مقدار زکوٰۃ ہر دہائی پر ایک برس کے بچھڑے سے دو برس کے بچھڑے کی طرف بدلتی جائے گی۔

فائدہ۔ لہٰذا ہر دہائی پر یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس میں کے تیس ہیں اور کے چالیس ہیں پس ہر تیس پر ایک برس کا بچھڑا ہے اور ہر چالیس پر دو برس کا مثلاً ایک سو دس گائے یا بیل ہیں تو ان میں دو بچھڑے دو دو برس کے ہیں اور اگر ایک سو بیس ہیں تو ان میں چار بچھڑے ایک ایک برس کے یا تین دو دو برس کے ہیں اور آگے اسی طرح حساب کر لیا جائے۔ عینی۔

ترجمہ۔ اور (زکوٰۃ کے معاملہ میں) بھینس گائے کے حکم میں ہے۔

بھیڑ بکریوں کی زکوٰۃ

فائدہ۔ غنم کا لفظ بھیڑ بکری دونوں کو شامل ہے ان کو غنم اس لئے کہتے ہیں کہ ان کے

پاس اپنی جان بچانے کا کوئی معتد بہ آلہ نہیں ہے گویا یہ ہر طالب کے لئے غنیمت کی طرح ہیں فتح القدیر

ترجمہ ۔ چالیس بکریوں میں زکوٰۃ کی ایک بکری ہے اور ایک سو بیس میں دو بکریاں ہیں اور دو سو ایک میں تین بکریاں ہیں اور چار سو میں چار بکریاں ہیں اور آگے پھر ہر سینکڑے پر ایک ایک بکری ہے اور بھیڑ بکری کی طرح ہے اور ان کی زکوٰۃ میں ثنی (یعنی ایک برس کا بکرا دو دانت کا) لینا چاہیئے نہ کہ جذع (جو ایک برس سے کم کا ہوتا ہے) گھوڑوں خچروں گدھوں اور بھیڑوں کے بچوں بوتوں اور بچھڑوں اور کام کے مویشی اور گھر پر کھلانے والے جانوروں پر کچھ زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور نہ اس مقدار میں جو معاف ہے اور نہ اُن جانوروں میں جو زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد ہلاک ہوگئے ہوں ۔

فائدہ ۔ گھوڑوں ۔ گدھوں اور خچروں میں زکوٰۃ اس صورت میں نہیں ہے کہ جب وہ سوداگری کے لئے نہ ہوں ورنہ ان پر بھی تجارت کی دیگر چیزوں کی طرح زکوٰۃ دینی لازم ہوگی بھیڑ اونٹ اور گائے کے بچوں سے وہ بچے مراد ہیں کہ ان میں بڑے جانور نہ ہوں اور مقدار معاف سے مراد یہ ہے کہ مثلاً کسی کے پاس بتیس گائے ہیں تو اس کے ذمہ تیس کی زکوٰۃ واجب ہے اور دو کی نہیں ہے باقی اس سے کم و بیش کو بھی اس سے قیاس کر لینا چاہیئے اور چونکہ مال کے جاتے رہنے سے واجب زکوٰۃ بھی ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے اسی طرح اگر جانوروں پر زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد وہ جاتے رہیں تو زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی ۔

ترجمہ ۔ اگر (زکوٰۃ میں) ایک برس کا بچہ دینا واجب ہوا اور ایسا بچہ مالک کے پاس نہیں ہے تو اس سے اچھا (زکوٰۃ وصول کرنے والے کو) دے دے اور ایک برس کے بچہ سے جتنی قیمت اُس کی زیادہ ہو اس سے پھیر لے یا اُس سے کم قیمت کا دیدے اور جتنی کمی ہے اُس قدر قیمت دیدے یا فقط قیمت ہی دیدے ۔

فائدہ ۔ یعنی جو جانور اس پر دینا واجب ہوا ہو اس کی قیمت دیدے امام شافعی علیہ الرحمۃ کا قول یہ ہے کہ غیر منصوص کا دینا جائز نہیں ہے اور یہ احکام گائے ۔ بیل ۔ اونٹوں وغیرہ میں یکساں ہیں ۔

ترجمہ ۔ (زکوٰۃ میں) اوسط درجہ کا جانور لیا جائے (نہ سب سے بڑھیا ہو نہ سب سے گھٹیا ہو) اور اگر جنس نصاب سے (سال کے اندر ہی اندر) نصاب میں کچھ زیادہ ہو جائے تو وہ بھی نصاب میں ملا لیا جائے ۔

فائدہ ۔ مثلاً کسی کے بیس اونٹ تھے اور سال کے اندر پچیس ہوگئے تو چونکہ جنس نصاب سے نصاب میں ترقی ہوگئی ہے لہذا ان سب کی زکوٰۃ دینی چاہیئے گویا ان پر برس پورا ہوگیا ہے اور

یہی حکم گائے بھینس اور بکریوں کا ہے۔
ترجمہ۔ اگر خراج۔ یا عشر یا زکوٰۃ باغیوں نے وصول کرلی تو پھر یہ (تینوں) دوبارہ نہ لئے جائیں اور اگر کوئی صاحب نصاب چند سالوں کی یا چند نصابوں کی زکوٰۃ پیشگی دیدے تو بھی درست ہے۔

مال کی زکوٰۃ

ترجمہ دو سو درہم میں (جس کے کل چھپن روپے ہوتے ہیں) اور بیس دینار میں (جو سات تولے اور چھ ماشہ سونا ہوتا ہے) چالیسواں حصہ (زکوٰۃ کا) واجب ہوتا ہے برابر ہے کہ ان کی ڈلیاں ہوں یا زیور ہو یا برتن ہوں پھر ہر پانچویں حصہ میں اسی حساب سے (واجب) ہے۔
فائدہ۔ یعنی اگر دو سو درم پر ان کا پانچواں حصہ چالیس درم بڑھ گئے یا بیس دینار پر چار دینار زیادہ ہو گئے تو ان میں سے بھی زکوٰۃ کا چالیسواں حصہ دینا ہوگا۔ عینی۔
ترجمہ۔ چاندی سونے کی زکوٰۃ ادا کرنے اور اس کے واجب ہونے میں (باعتبار نصاب کے) ان دونوں کا وزن معتبر ہے (نہ کہ ان کی قیمت مثلاً اگر چاندی سونے کے برتنوں کی قیمت زیور وغیرہ کی قیمت سے بڑھ گئی تو اس کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ وزن کا اعتبار ہوگا) اور درموں میں وزن سبعہ معتبر ہے اور وہ یہ ہے کہ دس درم (وزن میں) سات مثقال بھر کے ہوں اور جس (زیور وغیرہ) میں چاندی غالب ہو وہ چاندی (ہی کے حکم میں) ہے نہ کہ اس کا عکس۔
فائدہ۔ عکس سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی زیور یا روپے میں تانبا وغیرہ غالب ہے تو وہ نرے تانبے کے حکم میں نہ ہوگا بلکہ اسباب کے حکم میں رہے گا۔ طحطاوی۔
ترجمہ۔ اگر تجارت کا اسباب (یعنی اس کی قیمت) چاندی یا سونے کے نصاب کو پہنچ جائے تو اس میں بھی زکوٰۃ واجب ہے۔
فائدہ۔ یعنی اگر کوئی سوختہ یا کپڑے یا برتنوں یا ڈنگروں کی تجارت کرتا ہے تو ان کی مالیت دیکھنی چاہیئے اگر یہ مالیت میں وہ دو سو درم چاندی یا بیس دینار سونے کے برابر ہیں تو ان میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ کا واجب ہے۔
ترجمہ۔ اگر سال کے دونوں سروں پر پورا نصاب ہو تو درمیان سال میں نصاب کا کم ہو جانا زکوٰۃ واجب ہونے کیلئے مضر نہیں ہے (یعنی پوری زکوٰۃ واجب ہوگی) اور اسباب (تجارت) کی قیمت

نقد چاندی سونے میں ملانے کے لئے لی جائے اور قیمت ہی کے اعتبار سے سونے کو چاندی میں ملایا جائے
فائدہ ۔ یعنی اگر ایک شخص کے پاس کچھ سونا اور تجارت کا اسباب ہے یا کچھ چاندی اور تجارتی اسباب ہے اور ہر ایک اس قدر نہیں ہے کہ اس میں زکوٰۃ واجب ہو ہاں دونوں کو ملانے سے نصاب زکوٰۃ پورا ہو جاتا ہے تو تجارت کے اسباب کی قیمت اُس سونے یا چاندی میں ملاکر زکوٰۃ دی جائے ایسا ہی اگر کسی کے پاس سونا اور چاندی اسقدر ہو کہ ان میں علیحدہ علیحدہ میں زکوٰۃ نہیں آتی تو اُس سونے کی قیمت چاندی میں ملائی جائے ۔ حاشیہ ۔

مُحصّلینِ زکوٰۃ

ترجمہ ۔ عاشر وہ شخص ہے جس کو سوداگروں سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بادشاہ مقرر کرے پس اگر کوئی (سوداگر عاشر سے) کہے کہ (میرے اس مال پر) ابھی پورا ایک برس نہیں گذرا یا میرے ذمہ قرض ہے یا میں نے زکوٰۃ دوسرے عاشر کو دیدی ہے (اور اس سال میں دوسرا عاشر بھی متعین ہے اور) ان باتوں پر قسم کھائے تو اسے سچا سمجھ لیا جائے گا (یعنی اب اس سے زکوٰۃ نہ لی جائے گی) ہاں اگر چرنیوالے جانوروں کی زکوٰۃ وہ آپ دیدینے کو کہے تو اُس میں اس کا قول معتبر نہ ہوگا ۔
فائدہ ۔ یعنی یہ کہے کہ میں نے ان جانوروں کی زکوٰۃ خود فقیروں کو دے دی ہے تو اس بارے میں اس کا کہنا معتبر نہ ہوگا اگرچہ قسم کھالے بلکہ اس سے دوبارہ زکوٰۃ لی جائیگی اور باقی سب صورتوں میں اسے سچا سمجھا جائیگا ۔ طحطاوی و عینی ۔
ترجمہ ۔ جس صورت میں مسلمان کے قول کا اعتبار کیا جائے گا اس میں ذمّی کا بھی اعتبار کیا جائے گا نہ کہ حربی کا ہاں اس کی اُمِّ ولد میں اس کا اعتبار کیا جائے ۔
فائدہ ۔ ذمّی اس کافر کو کہتے ہیں جو بادشاہ کی اجازت سے دارالاسلام میں رہنے لگا ہو اور حربی وہ کافر ہے جو دارالحرب سے فقط تجارت وغیرہ کرنے کی غرض سے دارالاسلام میں آیا ہو اور اُمّ ولد میں اس کا اعتبار کرنے سے یہ مُراد ہے کہ اگر وہ اپنی لونڈی (باندی) کو اپنی بیوی بتلائے تو اس کا اعتبار کر لیا جائے ۔
ترجمہ ۔ عاشر (مسلمانوں سے (زکوٰۃ میں) چالیسواں حصہ لیوے اور ذمی سے بیسواں حصہ اور حربی سے دسواں حصہ بشرطیکہ نصاب پورا ہو بشرطیکہ دارالحرب کے کافر مسلمان سوداگروں

سے لیتے ہوں (ورنہ نہ لیوے) اور ایک سال میں بدوں دار الحرب سے دوبارہ آئے زکوٰۃ دو دفعہ نہ لی جائے (ہاں اگر دار الحرب چلا گیا تھا اور پھر آیا تو اس سے دوبارہ لیجائے) اور عاشر شراب کا دسواں حصہ نہ لے اور سور کا نہ لے اور نہ اس کا جو اس کے گھر میں رکھا ہوا ہو اور نہ بضاعت (کے مال) کا اور نہ مضاربت کے مال کا اور نہ ماذون غلام کی کمائی کا۔

فائدہ ۔ یعنی اگر کوئی سوداگر ایسا ہے کہ اس کے گھر میں تجارت کا مال اتنا ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہے تو عاشر اس مال کی زکوٰۃ نہ لے بلکہ جو اس کے پاس ہے اسی کی لے اور بضاعت اس مال کو کہتے ہیں جو کسی سے تجارت کرنے کے لئے لے لیا جائے اور منافع مع کل اصل مالک کا ہو پس چونکہ یہ اصل میں مالک نہیں ہوتا اور نہ زکوٰۃ ادا کرنے میں اس کا نائب ہوتا ہے اس لئے اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ بضاعت اور مضاربت میں فقط اتنا فرق ہے کہ مضاربت میں منافع دونوں میں تقسیم ہوتا ہے اور ماذون غلام اس کو کہتے ہیں۔ جسے آقا نے تجارت کرنے کی اجازت دے رکھی ہو۔ عینی۔

ترجمہ ۔ اگر کسی سوداگر سے خارجیوں نے زکوٰۃ لے لی تو اس سے عاشر دوبارہ لے۔

معدنیات کی زکوٰۃ

فائدہ ۔ رکاز ان چیزوں کو کہتے ہیں جو زمین سے نکلیں خواہ وہ زمین میں قدرتی ہوں یا دفینہ ہوں قدرتی کا نام معدن اور کان ہے اور دفینہ کا نام کنز اور خزانہ ہے۔ عینی۔

ترجمہ ۔ اگر کسی کو عشری یا خراجی زمین میں سے چاندی یا سونے یا لوہے وغیرہ (مثلاً تانبے اور سیسے) کی کان ملے تو اس میں سے (زکوٰۃ کا) پانچواں حصہ لیا جائے اور اگر یہ کان پانیوالے کے گھر یا اس کی زمین سے نکلے تو اس میں سے کچھ نہ لیا جائے اور اسی طرح پانچواں حصہ مدفون خزانہ میں سے لیا جائے بقیہ چار حصے اس شخص کے ہیں جسے یہ زمین بادشاہ نے یہ ملک فتح کرنے کے وقت دی ہو اور پارے میں سے بھی پانچواں حصہ لیا جائے دار الحرب جیسے دفینہ اور کان میں پانچواں حصہ نہیں ہے اور نہ فیروزے موتی اور عنبر میں ہے۔

احکامِ عشر

ترجمہ ۔ عشری زمین کے شہد میں اور بارانی اور نہری زمین کی پیداوار میں سے بلا شرط نصاب

اور بلا شرط بقاد سواں حصہ (زکوٰۃ میں) دینا واجب ہے سوائے لکڑی۔ نرسل۔ اور گھانس کے (کہ ان میں عشر نہیں ہے۔

فائدہ ۔ بلا شرط نصاب سے یہ مراد ہے کہ اس میں مقدار نصاب کی کچھ شرط نہیں ہے بلکہ تھوڑی ہو یا بہت ہو دونوں کا یکساں حکم ہے اور بلا شرط بقا سے مراد یہ ہے کہ وہ چیز سال بھر رہتی ہو یا نہ رہتی ہو یہ بھی شرط نہیں ہے۔

ترجمہ ۔ چاہی زمین میں بیسواں حصہ واجب ہے برابر ہے کہ اس میں چرس سے پانی دیا جائے یا ہرٹ سے اور مزدوری کا خرچ مجرا نہ دیا جائے۔

فائدہ ۔ یعنی یہ نہ کیا جائے کہ بیلوں اور کمیروں کا خرچ نکال کر جو بچے اُس میں سے بیسواں حصہ لیا جائے بلکہ کل پیداوار کا بیسواں حصہ لیا جائے۔ طحطاوی۔ و عینی۔

ترجمہ ۔ تغلبی کی عشری زمین (کی پیداوار) میں سے پانچواں حصہ لیا جائے اگرچہ وہ مسلمان ہوگیا ہو یا اُس سے اس کی زمین کسی مسلمان یا ذمی نے خرید لی ہو۔

فائدہ ۔ تغلبی ایک فرقہ کا نام ہے جو بنی تغلب کی طرف منسوب ہے یہ لوگ روم کے قریب نصاریٰ عرب میں سے ہیں ان کے ذمہ زکوٰۃ کا پانچواں حصہ واجب ہونے پر صحابہؓ کا اجماع ہوچکا ہے۔ عینی

ترجمہ ۔ اگر عشری زمین مسلمان کے پاس سے کسی ذمی نے خرید لی تو اُس پر خراج لازم ہے اور اگر خراجی زمین ذمی سے کسی مسلمان نے لے لی شفعہ کے ذریعہ سے یا بیع ٹوٹ جانے کی وجہ سے تو اُس میں عشر لازم ہے اور اگر کسی مسلمان نے اپنے گھر کو باغ بنالیا تو اُس پر شاہی محصول اس کے پانی کے لحاظ سے بدلتا رہے گا۔

فائدہ ۔ یعنی اگر اُس باغ میں عشری پانی آتا ہے تو اُس کی پیداوار میں سے دسواں حصہ لیا جائیگا اور اگر خراجی پانی آتا ہے تو خراج دینا ہوگا۔ اور اگر کبھی اس سے اور کبھی اُس سے دیا ہے تو مسلمان کے مناسب عشر یعنی دسواں حصہ ہے۔

ترجمہ ۔ بخلاف ذمی کے (کہ اگر وہ گھر کو باغ بنالے تو اُس کو دونوں صورتوں میں خراج ہی دینا ہوگا) اور ذمی کا گھر آزاد ہے (یعنی اس میں کوئی چیز واجب نہیں ہے) جیسے رال اور نفط کے چشمے جو عشری زمین میں ہوں (کہ ان میں بھی کوئی چیز واجب نہیں ہوتی) اور اگر یہ دونوں خراجی زمین میں ہوں تو اُن میں خراج واجب ہے۔

زکوٰۃ کے مصارف

فائدہ ۔ مصرف ر کے زبر سے زکوٰۃ صرف کرنے کی جگہ یعنی اُس کا بیان کہ زکوٰۃ کا پیسہ کس کس کو

کو دینا چاہیئے اور وہ آٹھ شخص ہیں جو آیت اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ الی اخرہ میں مذکور ہیں۔

ترجمہ۔ مستحق زکوٰۃ فقیر اور مساکین مسکین کی حالت فقیر سے بھی ابتر ہوتی ہے (کیونکہ فقیر وہ ہے جس کے پاس گذارے کے لائق مال موجود ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو) اور عامل (یعنی جو بادشاہ کی طرف سے زکوٰۃ کے وصول کرنے پر معین ہو) اور مکاتب اور قرضدار اور جو شخص تنگدستی کے سبب سے غازیوں کے ساتھ جانے سے رہ گیا ہو اور مسافر جس کے پاس کچھ مال نہ ہو اگرچہ اس کے وطن میں اس کا سب کچھ ہو (پس زکوٰۃ کا مال) خواہ ان سب کو دیا جائے خواہ ایک ہی قسم کے لوگوں کو (یعنی فقیروں ہی کو یا مسکینوں ہی کو وغیرہ وغیرہ) زکوٰۃ ذمی کو نہ دی جائے (اگرچہ وہ فقیر ہو لیکن زکوٰۃ کے علاوہ اور صدقات کا مال اسے دینا جائز ہے زکوٰۃ کے روپیہ سے مسجد بنانا مردے کو کفن دینا۔ مردے کا قرض ادا کرنا۔ آزاد کرنے کے لئے غلام خریدنا اپنے آباؤ اجداد کو دینا اگرچہ وہ بہت (اوپر کے) ہوں یا اپنی اولاد کو دینا۔ اگرچہ وہ بہت نیچے کی (مثلاً پوتا۔ پڑپوتا وغیرہ) ہو اپنی بیوی کو دینا اور عورت کا اپنے شوہر کو دینا۔ اپنے غلام یا مکاتب یا مدبر یا اپنی اُم ولد کو دینا اپنے ایسے غلام کو جس کا کچھ حصہ (مثلاً آدھا یا تہائی آزاد کیا ہے یا ایسے دولت مند کو دینا جو (مقدار) نصاب کا مالک ہو یا اس کے غلام یا اس کے لڑکے کو یا بنی ہاشم یا بنی ہاشم کے غلاموں لونڈیوں کو دینا درست نہیں ہے۔

فائدہ۔ بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینا ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بخاری شریف میں یہ حدیث ہے نَحْنُ اَھْلُ بَیْتٍ لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَۃُ یعنی ہم اہل بیت ہیں ہمیں صدقہ لینا درست نہیں ہے اور بنی ہاشم سے مراد علی عباسؓ۔ جعفرؓ۔ عقیل اور حارث بن عبدالمطلب کی اولاد ہے اور بعض فقہاء کا قول یہ ہے کہ اب چونکہ ذوی القربیٰ کا حصہ ان سے موقوف ہوگیا ہے تو اس سبب سے ان کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے۔ فتح القدیر۔ ملخصاً۔

ترجمہ۔ اگر کسی کو یہ خیال کرکے زکوٰۃ دی کہ اس کو دینا درست ہے پھر معلوم ہوا کہ وہ غنی ہے یا ہاشمی ہے یا کافر ہے یا اس کا (یعنی زکوٰۃ دینے والے کا) باپ ہے یا اس کا بیٹا ہے تو یہ زکوٰۃ درست ہوگئی اور اگر یہ معلوم ہوا کہ وہ اس کا غلام یا مکاتب تھا تو درست نہیں ہوئی (لہذا دوبارہ زکوٰۃ دے) اور فقیر کو غنی کردینا مکروہ ہے۔

فائدہ۔ یعنی ایک آدمی کو مثلاً دو سو درم زکوٰۃ کے دینے مکروہ ہیں کیونکہ دو سو درم مقدار نصاب زکوٰۃ ہے اور اس کے مالک کو شریعت میں غنی کہتے ہیں اور اگر اس قدر کسی کو دے دیا تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔

ترجمہ۔ اس قدر دینا مستحب ہے کہ (اس روز) اس کو کسی سے سوال کرنے کی حاجت نہ

رہے اور زکوٰۃ کا مال ایک شہر سے دوسرے شہر میں لے جانا مکروہ ہے بشرطیکہ دوسرے شہر میں اُس کا کوئی رشتہ دار نہ ہو اور نہ اس شہر سے زیادہ وہاں کوئی محتاج ہو۔

فائدہ۔ یعنی اگر دوسرے شہر میں کوئی اپنے رشتہ داروں کے لئے بھیجے یا یہاں کی نسبت دوسرے شہر میں زکوٰۃ کے مال کے زیادہ مستحق ہیں تو ان کو بھیجنا بلاکراہت درست ہے۔

ترجمہ۔ جس کے پاس ایک دن کی خوراک ہو اس کے لئے سوال کرنا درست نہیں ہے۔

صدقۂ فطر کے احکام

ترجمہ۔ فطرہ اُس شخص پر واجب ہے جو آزاد اور مسلمان ہو اور اپنے گھر اور اپنے کپڑوں اپنے اسباب اپنے گھوڑے۔ اپنے ہتھیار اور اپنے لونڈی غلاموں کے علاوہ نصاب کا مالک ہو ایسا شخص اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے جو مالدار نہ ہو اور اپنے ان لونڈی غلاموں کی طرف سے جو خدمت کے لئے ہوں اور اپنے مدبّرا اور اپنی ام ولد کی طرف سے صدقہ دے اور اگر نابالغ اور مالدار ہے تو اس کی طرف سے دینا واجب نہیں ہے اور) نہ اپنی بیوی کی طرف سے اور نہ اپنی بالغ اولاد اور مکاتب اور ساجھے کے ایک یا کئی غلاموں کی طرف سے دینا واجب ہے اگر کوئی غلام بیچنے کے لئے بھیجا گیا تو اس کا فطرہ ملتوی رہے گا۔

فائدہ۔ یعنی اگر خریدار نے لے لیا تو اس پر دینا لازم ہوگا اور اگر واپس کر دیا تو پھر مالک کو دینا پڑے گا۔ عینی۔

ترجمہ۔ فطرے کی مقدار یہ ہے کہ اگر گیہوں یا گیہوں کا آٹا یا ستو یا کشمش ہے تو نصف صاع دے اور اگر چھوہارے یا جو ہیں تو ایک صاع اور صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے (اور رطل تخمیناً آدھ سیر کا) اور یہ فطرہ عید کے دن کی صبح کو واجب ہو جاتا ہے پس اگر کوئی صبح ہونے سے پہلے مرگیا یا صبح ہونے کے بعد کوئی کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا تو اس پر فطرہ واجب نہ ہوگا اور اگر یہ فطرہ کوئی عید کے دن کی صبح ہونے سے پہلے (یا رمضان سے پہلے) دیدے یا عید کے دن کے بعد دے تو بھی درست ہے۔

کتاب الصّوم

روزہ کا بیان

فائدہ ۔ مناسب یہ تھا کہ روزے کا بیان نماز کے بعد ہوتا کیونکہ یہ دونوں عبادت بدنیہ ہیں مگر مصنف نے قرآن مجید کی پیروی میں نماز کے بعد زکوٰۃ کو ذکر کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ اس کے علاوہ حدیث میں آیا ہے کہ اسلام کے پانچ رکن ہیں اور اس میں روزے کا ذکر زکوٰۃ کے بعد ہے اور یہ چوتھا رکن ہے اور روزہ ہجرت سے ڈیڑھ سال بعد شعبان کی دسویں تاریخ کو تحویل قبلہ کے بعد فرض ہوا ہے۔ فتح القدیر۔ ملخصًا۔

ترجمہ ۔ روزہ (شرع میں) اسے کہتے ہیں کہ جو روزہ رکھنے کا اہل ہو (یعنی مرد مسلمان اور عورت حیض ونفاس سے پاک ہو) وہ صبح صادق سے لے کر غروب (آفتاب) تک کھانے پینے اور صحبت کرنے سے رُکا رہے رمضان کے روزے جو فرض ہیں اور نذرِ معین کے روزے جو واجب ہیں اور نفلی روزے رات سے لے کر دوپہر ہونے سے پہلے پہلے نیت کر لینے اور مطلق نیت کر لینے اور نفلی روزے کی نیت کر لینے سے درست ہوجاتے ہیں۔

فائدہ ۔ نذر معین سے مراد یہ ہے مثلاً کوئی کہے کہ میں اللہ کے واسطے رجب کی چاند رات یا اُس جمعرات کا روزہ رکھوں گا تو اس دن کا روزہ واجب ہوجاتا ہے اور مطلق نیت سے یہ مراد ہے کہ فرض یا واجب یا نفل کا نام نہ لے صرف روزہ کی نیت کرلے۔ طحطاوی۔

ترجمہ ۔ ان تینوں قسموں کے علاوہ اور روزے (مثلاً قضاء رمضان۔ کفارے اور نذر غیر معیّن کے روزے) روزے کی تعیین اور رات سے نیت کئے بغیر درست نہیں ہوتے، رمضان چاند دیکھنے اور شعبان کے تیس دن پورے ہوجانے سے شروع ہوجاتا ہے اور جس دن رمضان کے شروع ہونے میں شک ہو یعنی شعبان کی تیسویں تاریخ ہو تو شک کے دن روزہ نہ رکھا جائے

ہاں اُس روز نفلی روزہ رکھنا جائز ہے اگر کسی نے رمضان یا عید کا چاند دیکھ لیا اور لوگوں نے اس کے کہنے کا اعتبار نہ کیا تو وہ خود روزہ رکھے اور اگر نہ رکھا تو صرف ایک روزہ قضا رکھے (اس کا کفارہ اُس پر لازم نہیں ہے) آسمان پر ابر وغیرہ ہونے کی صورت میں رمضان کا چاند ہونے کے بارے میں ایک عادل آدمی کی گواہی قبول کر لی جائے گی خواہ وہ غلام ہو یا عورت (عادل وہ ہے جو گناہوں کی نسبت نیکیاں زیادہ کرتا ہو) اور عید کا چاند ہونے میں (کم از کم) دو آزاد مرد اور دو آزاد عورتوں کی گواہی ہونی ضروری ہے اور اگر آسمان پر ابر وغیرہ نہیں ہے تو پھر رمضان اور عید دونوں میں بہت بڑی جماعت کا دیکھنا معتبر ہوگا۔

فائدہ۔ یعنی اتنے آدمی ہوں کہ ان کے کہنے کا سب یقین کر لیں اور جھوٹ بولنے کا شبہ نہ رہے اس کے لئے فقہاء نے پچاس آدمی مقرر کئے ہیں۔ عینی۔

ترجمہ۔ (چاند دیکھنے اور اُس کی گواہی قبول ہونے میں) عید الضحیٰ عید الفطر کے حکم میں ہے اور مطلعوں کے مختلف ہونے کا اعتبار نہیں ہے۔

فائدہ۔ یعنی جب ایک شہر والوں نے چاند دیکھ لیا تو یہ دیکھنا دوسرے شہر والوں پر بھی مطلقاً لازم ہوگا برابر ہے کہ ان دونوں شہروں کے درمیان فاصلہ ہو یا نہ ہو اور اسی پر فتویٰ ہے اور بعض علماء کا قول یہ ہے کہ مطلعوں کا اختلاف معتبر ہے اس قول کے موافق ہر شہر اور ہر ملک میں اسی کے مطلع کا حکم معتبر ہوگا۔ عینی ملخصًا۔

مفسداتِ روزہ

ترجمہ۔ اگر روزہ دار نے بھولے سے کچھ کھا لیا یا پی لیا یا صحبت کر لی یا سوتے ہوئے نہانے کی حاجت ہو گئی یا کسی کو (شہوت سے) دیکھنے کے باعث انزال ہو گیا یا (روزے میں) تیل لگا لیا یا بھری سینگیاں لگوائیں یا سُرمہ لگا لیا یا پیار لے لیا اور اُس سے انزال نہیں ہوا یا اس کے حلق میں غبار پڑ گیا یا مکھی پڑ گئی اور اسے اپنا روزے سے ہونا یاد ہے یا اس کے دانتوں میں کچھ لگا ہوا تھا وہ کھا لیا یا قے ہوتی ہوتی خود ہی الٹی حلق میں چلی گئی تو اُس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا اگر کسی نے قصداً قے نگل لی یا قصداً قے کی یا کنکر یا لوہے کا ٹکڑا نگل لیا تو ان صورتوں میں اس روزے کی فقط قضا کرے (یعنی اس کے بدلے ایک روزہ رکھے) اگر مرد نے صحبت کر لی یا عورت سے صحبت کی گئی یا قصداً غذا کھائی یا پی یا دوا پی تو ان صورتوں میں اس

روزے کی قضا کرے اور ظہار کا سا کفارہ دے ۔

فائدہ ۔ یعنی اگر اس میں وسعت ہے تو ایک غلام آزاد کرے اگر اتنی وسعت نہیں ہے تو دو مہینے لگاتار روزے رکھے اور اگر اتنی طاقت نہیں ہے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے ۔

ترجمہ ۔ شرمگاہ کے سوا اور کسی عضو میں صحبت کرنے سے انزال ہونے پر کفارہ لازم نہیں ہوتا ۔

فائدہ ۔ کیونکہ کفارہ صحبت کرنے سے لازم ہوتا ہے نہ کہ مطلق انزال سے اور نہ رمضان (شریف) کے علاوہ اور کوئی روزہ توڑنے پر اگر حقنہ کرایا یا ناک یا کان میں دوا ڈلوائی یا پیٹ کے یا کھوپری کے زخم پر دوا لگوائی اور وہ دوا پیٹ میں یا دماغ میں پہنچ گی تو ان صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور ذکر کے سوراخ میں کوئی دوا ڈالی تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا اور بلا عذر کسی چیز کا چکھنا اور چبانا یا مستگی کو چبانا مکروہ ہے ۔

فائدہ ۔ عذر سے مراد یہ ہے کہ مثلاً روزہ دار کے درد ہوا ور مستگی کے چبانے سے آرام ہوتا ہے یا چبا کر کسی بچے کو ضروری دینا ہو تو ایسی صورت میں مکروہ نہیں ہے ۔

ترجمہ ۔ سرمہ لگانا اور مونچھوں پر تیل ملنا اور مسواک کرنا مکروہ نہیں ہے اور پیار لینا بھی مکروہ نہیں ہے بشرطیکہ (صحبت کر بیٹھنے اور انزال ہو جانے کا) خوف نہ ہو اور اگر یہ خوف ہو تو مکروہ ہے)

فصل ۔ کن صورتوں میں روزہ افطار کرنا جائز ہے ۔

اگر کسی (بیمار) کو روزہ رکھنے بیماری بڑھ جانیکا اندیشہ ہو تو اس کے لئے اور مسافر کے لئے جائز ہے کہ روزہ نہ رکھے اور اگر مسافر کو کچھ زیادہ تکلیف نہ ہوتی ہو تو اس کے لئے روزہ رکھنا مستحب ہے پھر یہ مسافر اور بیمار اگر اسی سفر یا اسی بیماری میں مرجائیں تو ان دونوں پر ان روزوں کی قضا نہیں ہے اور اگر یہ دونوں اپنے اپنے وارثوں کو وصیت کر جائیں تو ہر روزے کے عوض ایک فطرے کے برابر صدقہ دے ۔

فائدہ ۔ اس بارے میں میت کا وصیت کر جانا شرط ہے اگر وصیت نہیں کی تو پھر روزے کا بدلہ دینا وارث پر لازم نہیں ہے اگر کسی نے تبرعاً ایسا کر دیا تو جائز ہے اور میت کی طرف سے روزہ رکھنا اور نماز پڑھنا درست نہیں ہے ۔ طحطاوی ۔ وعینی ۔

ترجمہ ۔ جب یہ دونوں روزے رکھنے پر قادر ہو جائیں (یعنی مسافر مقیم ہو جائے اور بیمار اچھا ہو جائے) تو لگاتار رکھنے کی شرط کے بغیر قضا رکھ لیں اگر انھوں نے یہ قضا روزے ابھی نہیں رکھے تھے کہ دوسرا رمضان آگیا تو انھیں چاہیئے کہ پہلے اس موجودہ رمضان کے روزے رکھیں اور قضا کے روزے بعد میں اور حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی کو اگر اپنی جان کا یا بچہ کو

تکلیف ہونے کا اندیشہ ہو تو ان کے لئے روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ اسی طرح بوڑھے فانی کے لئے بھی اجازت ہے اور یہ صرف یہ بوڑھا (اپنے روزوں کا) فدیہ دیدے۔

فائدہ۔ بوڑھا فانی اُسے کہتے ہیں جس کی بڑھاپے سے قوت فنا ہو گئی ہو اور وہ روزہ نہ رکھ سکتا ہو اور نہ اُس کی آئندہ کو توقع ہو بس اس کے فدیہ دینے سے روزے ادا ہو جائیں گے اور حاملہ اور دودھ پلانے والی کے فدیہ دینے سے ادا نہیں ہونگے لہذا یہ دونوں قضا رکھیں۔ عینی۔

ترجمہ۔ نفلی روزہ بے عذر توڑ ڈالنا ایک روایت کی رُو سے درست ہے پھر اس کی قضا رکھے (اور فتویٰ اس پر ہے کہ بے عذر نہ توڑے) اگر رمضان کے دنوں میں) کوئی لڑکا بالغ ہو گیا تو جتنا دن باقی ہے اس میں وہ خود کو (کھانے پینے وغیرہ یعنی جن سے روزہ ٹوٹتا ہے اُن سے) روکے رکھے اور اس دن کے بدلہ میں دوسرا روزہ نہ رکھے (اور اگر اس باقی دن کا روزہ نہ رکھا تب بھی قضا نہیں ہے کیونکہ اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں ہے اگر کوئی مسافر روزہ نہ رکھنے کا قصد کرکے چل دیا تھا اور پھر واپس آگیا اور روزے کی نیت کے وقت میں اُس نے روزہ کی نیت کرلی تو اس کا روزہ ہو گیا (برابر ہے کہ فرضی ہو یا نفلی ہو) اگر روزہ دار کو بے ہوشی ہو جائے تو اُس دن کے روزے کی قضا کے علاوہ جس کی رات کو بے ہوشی ہوئی ہے اور سب دنوں کے روزوں کی قضا کرے۔

فائدہ یعنی اگر رمضان شریف میں کوئی چند روز بے ہوش رہا تو وہ سب روزوں کی قضا کرے کیونکہ روزوں کی نیت نہیں پائی گئی ہاں اس دن کے روزے کی قضا نہ کرے، جس دن وہ بے ہوش ہوا ہے یا جس کی رات کو بے ہوش ہوا ہے کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ اس روزے کی نیت اس نے ضرور کی ہوگی اور اگر یہ یقیناً معلوم ہو جائے کہ اس نے اس روزے کی بھی نیت نہیں کی تھی تو اس کی بھی قضا کرے۔ طحطاوی و عینی۔

ترجمہ۔ ایسے جنوں پر بھی روزے قضا کئے جائیں جو ممتد نہ ہو یعنی جو رمضان بھر نہ رہا ہو بلکہ کبھی جاتا رہا ہو اور اگر سارے رمضان رہا تو اس کی قضا نہیں ہے اگر کوئی روزے اور افطار کی نیت کے بغیر کھانے پینے وغیرہ سے باز رہا تو وہ قضا رکھے۔

فائدہ۔ یعنی اگر کسی نے رمضان کے سارے مہینے دن کو نہ کچھ کھایا نہ پیا اور نہ ایسا کوئی کام کیا جس سے روزہ جاتا رہے حالانکہ اُس نے روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کی نیت نہیں کی تو اُس پر قضا واجب ہے۔

ترجمہ۔ اگر (رمضان میں) مسافر دن میں اپنے گھر آگیا یا حیض والی عورت پاک ہوگئی یا یہ خیال کرکے سحری کھائی کہ ابھی رات ہے اور صبح صادق ہو گئی تھی یا شام خیال کرکے روزہ کھول لیا

اور ابھی آفتاب غروب نہیں ہوا تھا تو ان چاروں صورتوں میں باقی دن بھر اپنے کو (کھانے پینے وغیرہ سے) روکے رہیں اور اس کی قضا رکھیں ان پر کفارہ نہیں ہے جیسا کہ اگر کسی نے بھولے سے کھانے کے بعد پھر قصداً کھا لیا یا سوتی ہوئی عورت یا دیوانی عورت سے صحبت کر لی گئی (اور وہ دیوانی رمضان ہی میں اچھی ہو گئی) تو ان تینوں پر بھی قضا لازم ہے کفارہ نہیں ہے۔

فصل۔ جو شخص بقرعید کے دن روزہ رکھنے کی منت مان لے تو وہ بقرعید کے دن روزہ نہ رکھے اس کے عوض اور دن روزہ رکھے اور اگر باوجود اس منت کے اس نے قسم کی نیت کر لی تو قسم کا بھی کفارہ دے۔

فائدہ۔ یعنی منت کے روزے کی قضا کرے اور قسم کا کفارہ دے مصنف کے اس کہنے سے کہ وہ بقرعید کے دن روزہ نہ رکھے مراد یہ ہے کہ معصیت سے بچنے کے لئے اس دن روزہ نہ رکھنا واجب ہے اور اس کا عوض کہنے سے اس طرف اشارہ ہے کہ اس کی یہ منت صحیح ہو گئی ہے کیونکہ باطل چیز کا بدلہ نہیں ہوا کرتا اور یہی حکم اُن دنوں کے روزوں کی منت مان لینے کا ہے جن میں روزہ رکھنا منع ہے جیسے عید الفطر کا دن اور ذی الحجہ کی گیارھویں بارھویں تیرھویں تاریخیں جن کو ایام تشریق کہتے ہیں۔ عینی وغیرہ۔

ترجمہ۔ اگر کسی نے یہ منت مان لی کہ اس سال کے روزے رکھوں گا تو اُن دنوں میں روزہ نہ رکھے جن میں روزہ رکھنا منع ہے اور وہ دو دن عید کے اور تین دن تشریق کے ہیں ان پانچوں روزوں کی پھر قضا کر لے اور اگر ان دنوں میں سے کسی دن کا روزہ رکھ لیا تھا پھر توڑ ڈالا تو اس روزے کی قضا واجب نہیں ہے۔

اعتکاف کا بیان

ترجمہ۔ مسجد میں روزہ رکھ کر اس نیت سے رہنا کہ میں نے اعتکاف کیا ہے سنت ہے (اور اسی کا نام اعتکاف ہے) اور نفلی اعتکاف کی مدت کم از کم ایک ساعت ہے۔

فائدہ۔ یہ مذہب امام محمد رحمہ اللہ کا ہے اور امام صاحبؒ کے نزدیک ایک دن ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دن کا زیادہ حصہ اور مسجد سے مراد وہ مسجد ہے جہاں پانچوں وقت کی جماعت ہوتی ہو۔ طحطاوی و عینی۔

ترجمہ۔ عورت اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرے اور اعتکاف کرنے والا حاجت شرعیہ

یا حاجت طبعیہ کے بغیر مسجد سے نہ نکلے حاجت شرعیہ یہ ہے۔ عیدین کی یا جنازہ) کی نماز کو جانا
ہے اور حاجت طبعیہ بول و براز کی حاجت یا اور کوئی ایسی ضرورت ہے) پس اگر بلا عذر یہ
ایک ساعت بھی مسجد سے نکلا تو (امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک) اس کا اعتکاف جاتا رہا)
بلکہ اگر عذر سے نکلا تھا اور بلا عذر کے باہر ٹھیرا رہا تب بھی جاتا رہیگا اور اس کو مسجد میں
کھانا۔ پینا سونا اور (زبانی) خرید و فروخت کرنا جائز ہے اور مبیع کو مسجد میں لانا اور چپ
رہنا اور اچھی باتوں کے سوا فضول باتیں کرنا مکروہ ہے معتکف کے لئے صحبت کرنا اور اس
کے لوازم (یعنی پیار لینا اور گلے چمٹانا وغیرہ) حرام ہے اور صحبت کرنے سے اعتکاف
باطل ہو جاتا ہے اور چند روز کے اعتکاف کی نذر ماننے سے ان روزوں کی راتوں کا اعتکاف
بھی اس پر لازم ہو جاتا ہے اور اگر کسی نے دو روز (کے اعتکاف) کی نذر کی تو اس پر
دو راتیں بھی لازم ہوں گی۔

کتاب الحج

حج کا بیان

فائدہ عبادت کی تین قسمیں ہیں ایک محض بدنیہ جیسے نماز دوسری محض مالیہ جیسے زکوٰۃ اور ایک ان دونوں سے مرکب پس جب مصنف نے پہلی دونوں قسموں کو بیان کر دیا تو اب اس تیسری قسم کا بیان شروع کیا ہے اور یہ اسلام کے پانچ رکنوں میں سے پانچواں رکن ہے لغت میں حج کے معنی قصد کے ہیں اور شرع میں یہ ہیں جو مصنف نے بیان کئے ہیں۔

ترجمہ۔ خاص وقت میں (یعنی حج کے مہینوں میں) خاص طریقہ سے خانہ کعبہ کی زیارت کرنے کا نام حج ہے جو عمر بھر میں ایک دفعہ ان شرطوں کے موجود ہونے پر فرض ہو جاتا ہے اور وہ شرطیں یہ ہیں کہ آدمی عاقل۔ بالغ۔ آزاد۔ تندرست مسلمان ہو اور اپنے رہنے کے مکان (اور پہننے کے کپڑے) وغیرہ ضروریات کے علاوہ سواری پر جانے اور راستہ میں کھانے پینے کا خرچ اٹھانے اور اپنے جانے آنے اور اپنے بال بچوں کا خرچ اٹھانے کا مقدور رکھتا ہو اور راستہ امن کا ہو اور عورت کے لئے اتنا ہونا اور ضروری ہے کہ اگر اس کے گھر سے خانہ کعبہ مدت سفر (یعنی تین منزل یا اس سے زیادہ) فاصلہ پر ہے تو اس کے ساتھ اس کا کوئی محرم (یعنی باپ یا بیٹا) یا شوہر ضرور ہونا چاہیئے۔ پس اگر کسی (نابالغ) لڑکے یا غلام نے احرام باندھا تھا پھر وہ لڑکا بالغ ہو گیا یا غلام آزاد ہو گیا اور وہ حج اس نے پورا کر لیا تو اس کے کرنے سے فرض حج ان کے ذمہ سے ادا نہ ہو گا (کیونکہ ان میں سے ہر واحد کا احرام نفلی حج کے لئے بندھا تھا اس سے فرضی حج ادا نہیں ہو سکتا) اور احرام کی میقات (یعنی وہ مقامات جہاں سے احرام باندھتے ہیں اور بلا احرام کے وہاں سے گذر جانا جائز نہیں ہے) (پانچ) ہیں ذوالحلیفہ۔ ذات عرق۔ جحفہ

قرنؒ ۔ یلملم (ان میں سے ہر ایک جگہ) ان لوگوں کے لئے میقات ہے) جو وہاں رہتے ہیں یا جو وہاں سے ہو کر مکہ جاتے ہیں ۔

فائدہ ۔ ذوالحلیفہ مدینہ منورہ سے چھ میل ہے اور مکہ معظمہ سے دس منزل اور یہ مدینہ والوں کا میقات ہے یا جو یہاں سے ہو کر گذریں اور ذات عرق اہل عراق کا میقات ہے یہ مکہ سے تین منزل کے فاصلہ پر ہے اور جحفہ اہل شام مصر اور اہل مغرب کا میقات ہے اور یہ رابغ کے قریب ہے آج کل اسی کو رابغ کہتے ہیں اور قرن اہل نجد کا میقات ہے یہ مکہ سے بیالیس میل ہے اور یلملم اہل یمن کا میقات ہے یہ مکہ سے سات میل ہے ۔

ترجمہ ۔ اور ان میقاتوں پر پہنچنے سے پہلے بھی احرام باندھنا جائز ہے اور گذر کر باندھنا جائز نہیں ہے اور ان میقاتوں میں رہنے والوں کا میقات حل ہے ۔

فائدہ ۔ یعنی خواہ احرام حج کا باندھیں خواہ عمرہ کا دونوں کے احرام باندھنے کی جگہ حل ہے یعنی وہ جگہ جو ان میقاتوں اور حرم کے درمیان میں ہے ، حرم مکہ کی چاروں طرف کی زمین کو کہتے ہیں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر نشانات لگتے چلے آئے ہیں فتح القدیر وغیرہ

ترجمہ ۔ مکہ کے رہنے والوں کا میقات اگر حج کا احرام باندھیں تو حرم ہے اور عمرہ کا باندھیں تو حل ہے ۔

احرام باندھنا

فائدہ ۔ جب مصنف نے وہ مقامات ذکر کر دیئے جن سے انسان کو بلا احرام باندھے گذرنا جائز نہیں ہے تو اب اس کے بعد احرام کا ذکر کرنا مناسب ہے احرام شریعت میں مخصوص حرمات کے التزام کرنے کا نام ہے مگر بغیر نیت کیے اور زبان سے کہے شرعاً متحقق نہیں ہوتا پس حج کے لئے احرام بعینہ ایسا ہے جیسے نماز کی تکبیر تحریمہ ہے یہ حج میں ایسا ہی فرض ہے جیسا وقوف عرفات اور طواف زیارت فرض ہیں اس کو احرام اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے مباح چیزیں حرام ہو جاتی ہیں ۔ فتح القدیر ۔

ترجمہ ۔ جب تم احرام باندھنا چاہو تو پہلے وضو کرو اور غسل کر لو تو اور بھی اچھا اور افضل) ہے اور نیا تہمد باندھو اور نئی چادر اوڑھو اگر نئے نہ ہوں تو) دھلے ہوئے (ہی) اور (بدن پر) خوشبو لگاؤ اور (اس کے بعد) دو رکعت نفل پڑھو اور پھر اس طرح کہو اللّٰھُمَّ

اِنِّیۡ اُرِیۡدُ الۡحَجَّ فَیَسِّرۡہُ لِیۡ وَتَقَبَّلۡہُ مِنِّیۡ اس کے بعد) حج کی نیت کر کے تلبیہ کہے اور تلبیہ یہ ہے
لَبَّیۡکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیۡکَ لَاشَرِیۡکَ لَکَ لَبَّیۡکَ اِنَّ الۡحَمۡدَ وَالنِّعۡمَۃَ لَکَ وَالۡمُلۡکَ اور ان
الفاظ میں (اگر چاہو تو اُن کے مناسب اور) بڑھا دو اور کم نہ کرو (کیونکہ آنحضرت علیہ السلام سے
یہی منقول ہے لہٰذا اس سے کم کرنا مکروہ تحریمی ہے پس جب تم نے (حج کی) نیت سے تلبیہ کہہ لیا
تو تم محرم ہو گئے (تمھارا احرام بندھ گیا) اب تم فحش باتیں کرنے ۔ فسق و فجور کرنے لڑائی جھگڑا کرنے
شکار مارنے اور اس کی طرف اشارہ کرنے اور اس کے بتلانے سے پرہیز کرو اور کرتہ ۔ پاجامہ نہ
پہنو عمامہ نہ باندھو ٹوپی نہ اوڑھو قبا اور موزے بھی نہ پہنو ہاں اگر جوتے میسر نہ ہوں تو موزوں
کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ (کر جوتے کی شکل بنا کر پہن) لو اور ورس یا زعفران یا کسم کا رنگا ہوا کپڑا
مت پہنو ہاں اگر ان میں کا رنگیں دھلا ہوا ہو رنگ کی بو اس میں سے نہ آتی ہو تو اس کا پہننا
اوڑھنا جائز ہے ۔

فائدہ ۔ ورس تلوں کی طرح ایک بوٹی ہے ۔ جو یمن کے سوا اور کہیں نہیں ہوتی وہیں بوئی
جاتی ہے اور بیس برس تک خراب نہیں ہوتی ۔ قاموس ۔

ترجمہ ۔ سر اور منھ ڈھکو نہ اُن کو خطمی سے دھوؤ نہ خوشبو لگاؤ نہ سر منڈواؤ نہ بال اور
ناخن کترو ہاں نہانے حمام کرنے ۔ مکان یا کجاوہ کے سایہ میں آرام لینے اور ہمیانی کمر سے باندھنے میں
کوئی حرج نہیں ہے اور زیادہ تر بلند آواز سے تلبیہ اس وقت کہو کہ جب کہیں اونچائی پر چڑھو یا
نیچان میں اُترو یا سامنے سے سوار آتے ہوں اور صبح کے وقت بھی اور مکہ معظمہ پہنچ کر سب سے
پہلے مسجد حرام میں جاؤ اور خانہ کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر اَللّٰہُ اَکۡبَرُ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہو ۔

فائدہ ۔ یعنی بیت اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہو جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ہر بڑی
چیز سے بڑا ہے اس میں یہ اشارہ ہے کہ کعبہ کی عزت و حرمت اللہ کی طرف سے اُس کی دی ہوئی ہے
اس کی ذاتی نہیں ہے ۔

ترجمہ ۔ پھر حجر اسود کی طرف متوجہ ہو اور اَللّٰہُ اَکۡبَرُ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتے ہوئے (حکم
دھکا کئے بغیر اس کو بوسہ دو (یعنے دھکے دے کر کسی کو ایذا پہنچنے کی نوبت نہ آجائے اور پھر
ایک سنت کے ادا کرنے میں ترک واجب کے مرتکب ہو) اور اپنی چادر کے دونوں کنارے دونوں
بغلوں کے نیچے سے نکال کر دونوں کندھوں پر ڈال کر خانہ کعبہ کے گرد حطیم کو شامل کر کے سات
پھیرے پھرو اور اپنی داہنی طرف سے اس جگہ سے شروع کرو جو کعبے کے دروازے کے متصل ہے ۔

فائدہ ۔ جاننا چاہیئے کہ ان پھیروں ہی کا نام طواف ہے اور طواف حطیم کے پیچھے سے اس
لئے ہوتا ہے کہ حطیم بیت اللہ میں داخل ہے اس کا یہ نام بھی اسی وجہ سے ہے کہ حطیم کے معنے

ٹوٹنے کے ہیں اور اتنا بیت اللہ میں سے ٹوٹ گیا ہے یہ حطیم بیت اللہ سے باہر شام کی جانب میزاب رحمت کے نیچے ہے اور یہ سارا بیت اللہ کا ٹکڑا نہیں ہے بلکہ وہ فقط چھ ہاتھ کی مقدار ہے جو نصف دائرہ کی شکل میں گھرا ہوا ہے باقی بیت اللہ سے خارج ہے۔ عینی و فتح القدیر۔

ترجمہ۔ فقط پہلے تین پھیروں میں جھپٹ کر مونڈھے ہلاتے ہوئے چلو اور باقی کے چاروں میں آہستہ چلو) اور جب حجر اسود کے پاس سے گذرو اگر ہو سکے تو ہر دفعہ اس کو بوسہ دو اور اسی پر طواف ختم کرو طواف ختم ہونے کے بعد مقام ابراہیم میں دو رکعت پڑھو یا مسجد حرام میں جہاں آسانی سے ہو سکے اور یہ طواف مکہ میں آنے کا ہے۔ (اسی لئے اس کا نام طواف قدوم ہے) اور یہ اُن کے لئے ہے جو مکہ میں نہیں رہتے ہیں کیونکہ یہ ایک طواف ہے اور وہ کہیں سے آتے نہیں وہیں رہتے ہیں) پھر صفا (کی پہاڑی) پر چڑھو اور اس پر کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے تکبیر و تہلیل (یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ اَنْجَزَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ کہو اور اپنی مراد پوری ہونے کی دعا مانگو پھر دوبارہ یہی کلمات پڑھ کر دعا کرو الغرض اسی طرح تین بار کرو پھر صفا سے اتر کر مروہ (کی پہاڑی) پر چڑھو اور دونوں اخضر میلوں کے درمیان دوڑ کر چلو اور اس پر بھی ویسا ہی کرو جیسا صفا پر کیا تھا اسی طرح ان دونوں کے درمیان سات پھیرے کرو شروع صفا سے کرو اور ختم مروہ پر (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صفا سے مروہ تک جانا ایک پھیرا ہوا اور مروہ سے صفا پر آنا دوسرا پھیرا) اس کے بعد احرام باندھے ہوئے مکہ میں رہو اور جب موقع ملے بیت اللہ کا طواف کرتے رہو پھر ترویہ کے روز سے ایک روز پہلے (یعنی ساتویں ذی الحجہ کو کیونکہ آٹھویں کو یوم الترویہ کہتے ہیں) امام خطبہ پڑھے اس میں (لوگوں کو) افعال حج کی تعلیم دے (یعنی منا کو جانے وہاں نماز ادا کرنے عرفات میں ٹھیرنے اور وہاں سے لوٹنے کے مسائل بیان کرے پھر ترویہ کے دن منا کو جاؤ (منا حرم کا ایک گاؤں ہے جو مکہ سے ساڑھے تین میل ہے وہاں رات کو رہنا سنت ہے) پھر عرفہ کے دن صبح کی نماز کے بعد منا سے عرفات کو جاؤ۔

فائدہ۔ عرفات عرفہ کی جمع ہے اور یہ ایک جگہ کا نام ہے جو منا سے اوپر کو مکہ سے بارہ[۱۲] میل کے فاصلے پر ہے وہاں حاجی ٹھیرتے ہیں۔ طحطاوی۔

ترجمہ۔ وہاں امام خطبہ پڑھے (اور وہاں کے قیام رمی جمار کرنے قربانی حجامت اور طواف زیارت وغیرہ کے ضروری مسائل بیان کرے) اور زوال کے بعد (یعنی ظہر کے وقت میں) ایک اذان اور دو تکبیروں سے ظہر اور عصر دونوں کی نماز پڑھائے اس میں امام کا اور احرام کا ہونا شرط ہے یعنی یہاں ظہر اور عصر کو جمع کرنا اس شرط سے جائز ہے کہ جماعت ہو اور محرم پڑھائے اگر ایک

آدمی ہے یا امام محرم نہیں ہے تو جمع جائز نہیں) پھر موقف جا کر جبل (رحمت) کے قریب کھڑے ہوں عرفات (کا) سارا (میدان) موقف ہے (یعنی حاجیوں کے کھڑے ہونے کے سوائے بطن عرنہ کے (یہ عرفات کے مقابلے میں موقف سے بائیں طرف ایک میدان ہے) وہاں کھڑے کھڑے تحمید تکبیر۔ تہلیل اور تلبیہ کہتے رہو درود پڑھتے اور اپنے لئے دعا مانگتے رہو پھر غروب کے بعد مزدلفہ جاؤ اور جبل قزح کے قریب اترو (مزدلفہ منا اور عرفات کے درمیان ایک گاؤں ہے) اور امام لوگوں کو عشا کے وقت ایک اذان تکبیروں سے مغرب اور عشا دونوں نمازیں پڑھادے مغرب کی نماز راستہ میں پڑھنی درست نہیں ہے (اور نہ عرفات میں پھر (دسویں تاریخ) صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھے۔ تکبیر۔ تہلیل۔ اور درود پڑھتے رہیں اور تلبیہ کہتے اور دعا مانگتے رہیں اور مزدلفہ سارا کھڑے ہونے کی جگہ ہے سوائے بطن محسر کے (یہ ایک جگہ ہے مزدلفہ سے بائیں طرف) پھر خوب روشنی ہونے کے بعد (یعنی آفتاب طلوع ہونے کے کچھ پہلے) منا کو روانہ ہو جائیں اور بطن وادی میں کھڑے ہو کر جمرۂ عقبہ پر ایسی سات کنکریاں ماریں جو انگلیوں سے ماری جا سکیں اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہیں اور لبیک کہنا پہلی ہی کنکری کے مارنے پر موقوف کر دیں پھر قربانی کر کے سر منڈوالیں یا بال کتروالیں اور منڈوانا مستحب ہے یہ افعال کرنے کے بعد سوائے عورتوں (سے صحبت کرنے) کے اور سب چیزیں تمھارے لئے حلال ہو جائیں گی (یعنی وہ کہ جو احرام کی حالت میں حرام تھیں) پھر قربانی کے دن (یعنی دسویں ذی الحجہ کو) یا گیارھویں یا بارھویں کو مکہ جاؤ۔ اور (طواف رکن کے سات پھیرے بلا رمل اور سعی کے کرو اگر یہ دونوں فعل تم پہلے (طواف قدوم میں) کر چکے ہو ورنہ دونوں اب کئے جائیں (رمل اکڑ کر چلنے کو کہتے ہیں) اور سعی سے صفا مروہ کے درمیان دوڑنا مراد ہے اور ان افعال کے بعد اب عورتوں سے صحبت کرنی بھی درست ہو جائے گی اور یہ طواف رکن قربانی کے دنوں سے موخر کرنا (یعنی قربانی کے دنوں کے بعد کرنا) مکروہ ہے پھر (مکہ سے) منا جاؤ اور (قربانی کے دوسرے روز دن ڈھلنے کے بعد تینوں جمروں پر سات سات کنکریاں مارو اور شروع اس جمرے سے کرو جو مسجد (خیف) کے پاس ہے پھر اس پر جو اس کے پاس ہے پھر جمرۂ عقبہ پر اور جس کنکری کے بعد دوسری کنکری مارنی ہو تو پہلی کے بعد توقف کرنا چاہیئے (یعنی سورۂ بقر پڑھنے کی مقدار) اس عرصہ میں تکبیر۔ تحمید وغیرہ پڑھیں اور دعا کرتے رہیں پھر اگلے (یعنی بارھویں تاریخ) ایسا ہی کریں اور اس کے بعد بھی اگر ٹھہرنا ہو (یعنی تیرھویں ذی الحجہ کو بھی اگر منا میں ٹھہریں تو ایسا ہی کریں اور اگر چوتھے روز دن ڈھلنے سے پہلے رمی کر دی تو بھی درست ہے (یعنی امام صاحب کے نزدیک یہ رمی درست ہو جائے گی صاحبین کے نزدیک نہیں (رمی کنکریاں مارنے کو کہتے ہیں) اور جس رمی کے بعد

رمی ہو (جیسے پہلے دونوں جمروں کی رمی) تو اس کو پیادہ کھڑے ہو کر کریں ورنہ سوار ہو کر (یعنی اگر اس کے بعد رمی نہ ہو جیسے قربانی کے دن جمرۂ عقبہ کی رمی تو اس کو سوار ہو کر کریں) اور اپنا اسباب پہلے ہی سے مکہ بھیج دینا اور خود رمی کرنے کے لئے منیٰ میں رہ جانا مکروہ ہے پھر (منیٰ کے جمروں کو رمی کرنے کے بعد محصب جاؤ اور یہ ایک پتھریلی زمین مکہ ہی کے قریب ہے اسی کا نام حصباء اور بطحا بھی ہے پھر محصب سے مکہ جا کر) طوافِ صدر (یعنی طوافِ رخصت) کے سات پھیرے پھرو اور یہ طوافِ صدر سوائے مکہ والوں کے اور سب پر واجب ہے۔

فائدہ ۔ مکہ والوں پر واجب نہ ہونے کی یہ وجہ ہے کہ یہ طواف طوافِ صدر ہے اور صدر کے معنی رجوع اور رخصت کے ہیں اور چونکہ مکہ کے رہنے والے اپنے وطن کو رخصت نہیں ہوتے اس لئے یہ اُن پر واجب نہیں ہے ہاں مستحب ہے۔ طحطاوی وعینی۔

ترجمہ ۔ اس طوافِ صدر کے بعد آبِ زمزم پیو اور ملتزم کو لپٹو۔

فائدہ ۔ ملتزم خانۂ کعبہ کے دروازے اور حجرِ اسود کے درمیان ایک جگہ ہے اور لپٹنے سے یہ مراد ہے کہ اپنا چہرہ اور سینہ روتے ہوئے اُس پر لگائے۔

ترجمہ ۔ اور خانۂ کعبہ کے پردوں کو پکڑو اور اس کی دیواروں سے چمٹ کر روؤ اور پھر اُلٹے پیروں اُس کی جُدائی پر حسرت سے روتے ہوئے مسجدِ حرام سے نکل آؤ۔

فصل ۔ جو شخص (میقات سے احرام باندھنے کے بعد) مکہ میں نہ گیا اور وقوفِ عرفات کر لیا (یعنی عرفات میں ٹھہر چکا) تو طوافِ قدوم اس کے ذمہ نہیں رہا اور جو شخص نویں ذی الحجہ کے زوال سے لے کر دسویں کی فجر تک ایک ساعت بھی عرفات میں ٹھہر گیا تو اُس کا حج پورا ہو گیا اگرچہ اُسے یہ معلوم بھی نہ ہو کہ (جہاں میں ٹھہرا ہوں) یہ عرفات ہے یا وہ سوتا رہا ہو یا بے ہوش پڑا رہا ہو اور اگر اس کے بیہوش ہونے کے سبب سے اس کے ساتھی نے اس کی طرف سے (بغیر اس کی اجازت کے) احرام باندھ لیا تو بھی اس کا حج ہو جائے گا اور عورت (حج کے کل افعال واحکام میں) مثل مرد کے ہے صرف اتنا فرق ہے کہ عورت اپنا چہرہ کھولے رکھے سر نہ کھولے اور نہ آواز سے لبیک کہے (کیونکہ اس کی آواز عورت ہے) اور نہ (طوافوں میں) رَمل کرے اور نہ (اخضر) میلوں کے درمیان دوڑے نہ سر منڈوائے ہاں قدرے بال کترے اور سیاہ ہوا کپڑا پہنے۔ اگر کسی نے بدنہ (یعنی قربانی کے جانور) کے گلے میں قلادہ ڈال دیا خواہ وہ بدنہ نفلی ہو یا منت کا ہو یا شکار مارنے کے بدلے کا ہو یا اور طرح کا ہو (مثلاً تمتع یا قران کا ہو) اور اس کے ساتھ حج کا ارادہ کر کے خود بھی چل دیا تو اس کا احرام بندھ گیا۔

فائدہ ۔ یعنی فقط اس عمل سے بدون لبیک کہے وہ محرم ہو گیا امام شافعیؒ اُس کے مخالف

ہیں قلادہ اس کو کہتے ہیں جو درخت کی چھال یا پرانے جوتوں وغیرہ کا ایک کلادہ سا بنا کر چوپایہ کے گلے میں فقط اس لیئے ڈال دیتے ہیں کہ یہ قربانی کا جانور ہونے کی علامت رہے بس یہ لبیک کہنے کے قائم مقام ہو جاتا ہے کیونکہ لبیک کہنے سے حج کرنے کا پختہ ارادہ ظاہر کر دینا مقصود ہوتا ہے اور یہ مطلب اس سے بھی حاصل ہو جاتا ہے) اور اگر ایک بدنہ میں چند آدمی شریک تھے اور ان میں سے ایک نے اوروں کی اجازت سے اس کے قلادہ ڈال دیا تو وہ سب محرم ہو جائیں گے اگر سب ساتھ ہوں ۔ عینی و فتح القدیر ۔

ترجمہ اگر اس نے بدنہ (قلادہ ڈال کے) پہلے بھیجدیا تھا پھر آپ گیا تو جبتک یہ اس سے مل نہ جائیگا محرم نہ ہوگا بخلاف متعہ (یعنی تمتع) کے بدنہ کے (کہ اس سے بدون ملنے کے بھی محرم ہو جائیگا) اگر کسی نے بدنہ پر جھول ڈال دی یا اشعار کر دیا (یعنی قربانی کے اونٹ کے کوہان میں دائیں جانب زخم لگا دیا) یا بکری کے گلے میں قلادہ باندھ دیا تو اس سے وہ محرم نہ ہوگا اور بدنہ (شریعت میں) اونٹ اور گائے ہوتے ہیں (یعنی ان ہی کا بدنہ ہونا معتبر ہے بکری بدنہ نہیں ہو سکتی) ۔

حج قران

فائدہ ۔ حج کے افعال کی تین قسمیں ہیں ۔ قران ۔ تمتع ۔ افراد ایک احرام سے حج اور عمرے کے ادا کرنے کو قران کہتے ہیں اور ایک سفر اور دو احرام سے حج اور عمرہ ادا کرنے کو تمتع کہتے ہیں ۔ اور فقط حج کرنے کو افراد کہتے ہیں ۔

ترجمہ ۔ قران سب سے افضل ہے اور اس سے دوم درجہ میں تمتع ہے اور سویم درجہ میں افراد ہے (اور چہارم درجہ میں فقط عمرہ کرنا ہے) ۔

فائدہ ۔ مطلب یہ ہوا کہ فقط عمرہ کرنے سے افراد یعنی حج کرنا افضل ہے اور فقط حج کرنے سے تمتع کرنا اور تمتع کرنے سے قران کرنا وجہ اس فضیلت کی یہ ہے کہ ثواب کی کمی زیادتی اکثر مشقت و محنت کی کمی زیادتی پر موقوف ہوتی ہے پس چونکہ قران میں تمتع کی طرح دو عمل ادا کرنے کے علاوہ احرام بہت دنوں تک رہنے کے باعث مشقت زیادہ اٹھانی پڑتی ہے اس لیئے یہ سب سے افضل ہے اور تمتع میں اگرچہ عمل تو دو ہوتے ہیں مگر پہلے احرام کے بعد چونکہ آدمی حلال ہو جاتا ہے اس لیئے اس میں اتنی مشقت نہیں رہتی اس وجہ سے یہ دوسرے درجہ میں ہے اور افراد کے تیسرے درجہ میں ہونے کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ اس میں صرف

حج ہی ہوتا ہے۔

ترجمہ۔ قران اسے کہتے ہیں کہ میقات سے حج اور عمرے دونوں کا (اکٹھا) احرام باندھے اور احرام کی رکعتوں کے بعد یوں کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا اور (پھر مکہ پہنچ کر عمرے کے لئے طواف اور سعی کرے پھر حج کرے یعنی حج کے سب افعال اس ترتیب سے ادا کرے) جس کا بیان ابھی ہو چکا ہے پس اگر قارن نے حج اور عمرے دونوں کے لئے دو طواف اور دو سعی کیں تو جائز ہے مگر گنہگار ہوگا (کیونکہ اس نے عمرے کی سعی میں تاخیر کی اور حج کا طواف پہلے کر لیا ہے لیکن اس کی وجہ سے کچھ اس پر لازم نہ ہوگا جب یہ قربانی کے دن (یعنی دسویں تاریخ جمرۂ عقبہ پر) رمی کر چکے تو ایک بکری یا بدنہ یا بدنہ کے ساتویں حصہ پر قربانی کرے (یہ قربانی دم قران کہلاتی ہے جو اس کے ادا ہونے کے شکریہ میں واجب ہے) جس سے یہ نہ ہو سکے (یعنی جس میں قربانی کی قدرت نہ ہو) وہ تین روزے رکھے جن میں تیسرا روزہ عرفہ کے دن ہو (یعنی ساتویں آٹھویں اور نویں کے روزے رکھے) اور سات روزے اس وقت رکھے کہ جب حج سے فارغ ہو جائے اگرچہ ابھی مکہ ہی میں ہو (عام ہے کہ وہاں ٹھہرنے کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو) پس اگر اس نے (وہ تین روزے جو عرفہ کے دن ختم ہو جاتے) دسویں تاریخ تک نہ رکھے تو اب اس پر قربانی کرنا لازم ہو گیا یعنی دسویں تاریخ کے بعد روزے رکھنے سے کچھ نہیں ہو سکتا پس اگر یہ اب بھی قربانی نہ کر سکا تو احرام سے حلال ہو جائے اور اس کے ذمہ دو قربانیاں ہیں۔ طحطاوی۔

ترجمہ۔ اگر قران کرنے والا مکہ نہیں گیا (کہ وہاں حج سے پہلے عمرہ کر لیتا یا مکہ گیا مگر عمرے کا اکثر طواف نہیں کیا) اور وقوف عرفات کر لیا تو اس پر عمرے کے چھوڑنے کا دم دینا (یعنی قربانی کرنا اور حج کے بعد) عمرے کی قضا کرنا واجب ہے۔

حج تمتّع

فائدہ۔ تمتع متاع یا متعہ سے ماخوذ ہے جس کے معنے انتفاع یا نفع کے ہیں اور شرع میں اس کے یہ معنے ہیں جو مصنف نے ذکر کئے ہیں۔ عینی۔

ترجمہ۔ تمتع کی صورت یہ ہے کہ میقات سے عمرے کا احرام باندھ کر اس کے لئے طواف اور (صفا مروہ کے درمیان) سعی کر کے سر منڈوائے یا بال کتروائے اور عمرے کے (احرام سے حلال ہو جائے (یہ اس صورت میں ہے کہ جب اپنے ساتھ تمتع کی ہدی نہ لے گیا ہو اور اگر ہدی لے گیا تھا

تو وہ حج سے فارغ ہوئے بغیر حلال نہیں ہوگا) اور طواف کے پہلے ہی پھیرے کے بعد سے لبیک کہنا موقوف کر دے اور اس کے بعد ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ حج کے لئے حرم سے احرام باندھے اور آٹھویں سے پہلے احرام باندھ لینا افضل ہے) اور حج کر کے قربانی کر دے (یہ قربانی کرنا اس پر واجب ہے کیونکہ یہ متمتع ہے) اور اگر قربانی کرنے کی مقدور نہ ہو تو اس کا حکم پہلے مذکور ہو چکا ہے

فائدہ ۔ یعنی قران کے باب میں اور وہ یہ ہے کہ تین روزے حج میں رکھ لے جو عرفہ کے دن ختم ہو جائیں اور سات روزے اُس وقت کہ جب حج کے افعال سے فارغ ہو۔ طحطاوی ۔

ترجمہ ۔ اگر اُس نے شوال میں (یا حج کے مہینوں میں سے کسی مہینے میں) تین روزے رکھے تو یہ اُن (تمتع کے) تین روزوں کے بدلے میں کافی نہیں ہونگے (کیونکہ وہ وجود سبب سے پہلے ہی ادا ہو جائیں گے (کیونکہ سبب کا وجود ہی نہ تھا) پس اگر کوئی (تمتع کرنے والا) ہدی (یعنی قربانی کا جانور) اپنے ساتھ لیجانا چاہے تو وہ احرام باندھ کر ہدی کو ہانکتا ہوا لیجائے (اور یہ اسے کھینچے ہوئے لے جانے سے افضل ہے) اور توشہ دان یا جوتی اس کے گلے میں لٹکا دے اور اشعار[1] نہ کرے اور عمرہ کر چکنے کے بعد حلال نہ ہو جائے اور آٹھویں تاریخ (ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھے اور اس سے پہلے باندھ لینا اور زیادہ مستحب ہے پھر جب دسویں تاریخ سر منڈوا چکے تو اب اپنے دونوں احراموں سے حلال ہو گیا اور (خاص مکہ اور اس کے قریب کے باشندوں کے لئے نہ تمتع ہے اور نہ قران ہے پس اگر تمتع کرنے والا عمرہ کر کے اپنے گھر چلا آیا اور یہ ہدی نہیں لے گیا تھا تو اس کا تمتع باطل ہو گیا ۔

فائدہ ۔ کیونکہ تمتع سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ (دو سفروں میں سے ایک کو ساقط کرنے کا فائدہ اٹھا لے لیکن جب اُس نے اُن دونوں کے لئے علٰحدہ علٰحدہ سفر کر لیا تو وہ مقصود ہی جاتا رہا اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب اپنے گھر آکر سر بھی منڈوا لیا ہو اور اگر گھر آگیا تھا اور اسی سال سر منڈانے سے پہلے حج کو جا کیا تو وہ متمتع ہی ہے ۔ فتح القدیر ۔ ملخصًا ۔

ترجمہ ۔ اگر وہ ہدی لے گیا تھا تو اس کا تمتع باطل نہیں ہوا (کیونکہ جبتک اس کی طرف سے وہ ہدی ذبح نہ ہوگی یہ محرم ہی رہے گا) اگر کسی نے حج کے مہینوں سے پہلے (عمرے کا) احرام باندھ کر عمرے کے لئے چار پھیروں سے کم طواف کیا اور حج کے مہینوں سے پہلے پورا کیا (پھر عمرے سے فارغ ہونے کے بعد حج کا احرام باندھ کر) حج کر لیا تو اس کا تمتع ادا ہو گیا اگر اس کے برعکس کیا تو تمتع نہیں ہوا اور حج کے مہینے یہ ہیں ۔ شوال ۔ ذیقعدہ اور عشرہ ذی الحجہ (یعنی ذی الحجہ کے دس روز) اور حج کا احرام ان مہینوں سے پہلے باندھنے سے بندھ جاتا ہے مگر مکروہ (تحریمی) ہے اگر کسی کوفی نے (یا آفاقی وغیرہ) نے ان مہینوں میں عمرہ کیا اور وہ مکہ یا بصرہ میں

[1] اشعار احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور امام ابوحنیفہ کے علاوہ تمام ائمہ اسے سنت کہتے ہیں ۔ اور علماء احناف میں سے ایک بڑی جماعت اس کی سنیت کی قائل ہے ۔

ٹھہر گیا اور (پھر اسی سال) حج کیا تو اُس کا تمتع درست ہو جائیگا (کیونکہ اُس کا سفر ایک ہی ہوا ہے) اگر وہ (عمرے کو فاسد کر کے مکہ میں) رہ پڑا تھا پھر اس فاسد شدہ عمرے کی قضا کی اور (اسی سال) حج کیا تو یہ تمتع نہیں ہوگا (کیونکہ عمرہ فاسد ہونے سے سفر ختم ہو چکا تھا اب اس کا یہ صحیح عمرہ جس کو یہ قضا سمجھ رہا ہے مکیہ ہو گیا اور مکہ والے تمتع نہیں کر سکتے) ہاں اگر یہ (عمرہ فاسد کر کے) اپنے گھر چلا گیا ہو اور پھر آ کر حج کے مہینوں میں عمرہ کر کے اسی وقت حج کر لیا ہو تو یہ بالاتفاق متمتع ہو جائے گا) اور حج اور عمرے میں سے جسے یہ فاسد کر دے تو جس قدر باقی رہ گیا ہو اس کو پورا کرے اور اس کے عوض اس پر قربانی کرنی لازم نہیں ہے اگر کسی نے تمتع کیا اور بقر عید کے دن قربانی کر دی تو وہ قربانی تمتع کے دم کی طرف سے کافی نہ ہوگی (کیونکہ اس کا دم قربانی کے سوا ہے) اگر عورت کو احرام باندھتے وقت حیض آگیا تو وہ طواف کے سوا حج کے سب افعال ادا کرلے اور اگر طوافِ صدر (یعنی رخصت کا طواف) کرنے کے وقت آئے تو اس طواف کو چھوڑ دے جیسے وہ شخص جو مکہ میں رہنے لگے (یعنی اگر کوئی شخص حج کر کے مکہ میں رہنے لگے تو یہ طوافِ صدر اس پر لازم نہیں رہتا)

جنایات کا بیان

فائدہ جنایات جنایت کی جمع ہے لغت میں اُس فعل کو کہتے ہیں جو شرعاً حرام ہوا اور (فقہاء) کی اصطلاح میں اس کا اطلاق اُن قصوروں پر کیا جاتا ہے جو احرام اور حج کے افعال میں سرزد ہوں۔

ترجمہ۔ اگر محرم نے کسی (پورے) عضو کو (مثلاً سر یا ران یا پنڈلی وغیرہ کو) خوشبو لگائی تو اس پر ایک بکری (کی قربانی کرنی) واجب ہے اور اگر ایک عضو سے کم کو لگائی ہے تو صدقہ دے اور اگر اس نے اپنے سر کو مہندی لگائی یا زیتون کا تیل لگایا یا سلا ہوا کپڑا پہن لیا یا دن بھر اپنا سر چھپائے (یعنی ڈھکا) رہا تو ان سب صورتوں میں ایک بکری قربانی کرے ورنہ صدقہ دے اگر اُس نے اپنا چوتھائی سر منڈوایا یا چوتھائی داڑھی منڈوائی تب بھی ایک بکری قربانی کرے (کیونکہ یہ اعضاء چوتھائی بولنے سے کل مراد لے لئے جاتے ہیں) ورنہ صدقہ دے جیسا کہ سر مونڈنے والا صدقہ دیتا ہے (برابر ہے کہ جس کا سر منڈا ہے وہ محرم ہو یا نہ ہو) اگر اس نے اپنی گردن کے بال یا دونوں بغلوں کے یا ایک بغل

کے یا پچھنے لگنے کی جگہ کے منڈوائے تب بھی اُس کے ذمہ ایک بکری ہے اور ایک مونچھ کے منڈوانے میں جو کچھ ایک عادل آدمی کہے وہی صدقہ کردے اگر محرم نے حلال آدمی کی مونچھ مونڈ ڈالی یا اس کے ناخن کتر دیئے تو ایک آدمی کی خوراک کھانا دے اور اگر محرم نے اپنے دونوں ہاتھ اور دونوں پیروں کے یا ایک ہاتھ یا ایک پیر کے ناخن ایک مجلس میں (یعنی ایک جگہ بیٹھے ہوئے) کاٹ ڈالے تو اس پر ایک بکری کی قربانی واجب ہے اور اگر ایک مجلس میں پانچ سے کم کاٹے ہیں تو صدقہ دے جیسا کہ پانچ ناخن متفرق کاٹنے والا (ہر ناخن کے بدلے) صدقہ دیدیتا ہے اور ٹوٹا ہوا ناخن علیحدہ کر دینے میں (محرم پر) کچھ واجب نہیں (ہوتا) اگر محرم نے کسی عذر کے سبب خوشبو لگائی یا (سِلا ہوا کپڑا) پہنا یا سر منڈوایا یا داڑھی منڈوائی تو وہ ایک بکری ذبح کرے یا چھ مسکینوں کو تین صاع گیہوں صدقہ دے یا تین روزے رکھے۔

فصل۔ اگر کوئی محرم شہوت سے کسی عورت کی شرمگاہ دیکھ لے جس سے اسے انزال ہو جائے (یعنی منی نکل آئے) تو اس پر کچھ واجب نہیں ہوتا ہاں اگر پیار لیا یا شہوت سے (اس کو) چھویا یا وقوف عرفات سے پہلے فرج میں یا دُبر میں صحبت کرکے اپنے حج کو فاسد کردیا تو اس پر ایک بکری واجب ہے اور اس حج کو (اس کے باقی افعال کرکے) پورا کرلے اور (آئندہ سال) اس کی قضا کرے اور قضا کرنے میں ان دونوں (مرد و عورت) کا جدا ہونا ضروری نہیں ہے (بلکہ مستحب ہے) اگر وقوف عرفات کے بعد صحبت کرلی ہے تو اس پر ایک بُدنہ (ذبح کرنا) واجب ہے (بُدنہ کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے) اور اب حج فاسد نہیں ہوگا یا اگر محرم نے سر منڈوانے کے بعد صحبت کرلی یا عمرے میں اکثر طواف کرنے (یعنی چار پھیرے پھرنے) سے پہلے صحبت کرلی تو تب بھی ایک بکری واجب ہوگی اور یہ عمرہ فاسد ہوجائیگا اب یہ باقی عمرہ ادا کرکے بعد میں اُس کی قضا کرے اور اگر اکثر طواف کے بعد صحبت کی ہے تو تب بھی ایک بکری واجب ہے ہاں اس صورت میں یہ عمرہ فاسد نہیں (کیونکہ اکثر طواف ادا ہو چکا ہے وَالاکثر حکم الکل) حج اور عمرے میں بھول کر صحبت کرنے والا قصداً کرنے والے کے حکم میں ہے (یعنی جو حکم قصداً کرنے والے کا ہے وہی بھول کر کرنے والے کا ہے) اگر محرم نے طواف رکن بے وضو کرلیا تب بھی اس پر بکری واجب ہے اور اگر حالت ناپاکی میں کیا ہے تو بُدنہ واجب ہے اور (اس صورت میں) اس طواف کو دوبارہ کرے لیکن اگر طوافِ قدوم و طوافِ رخصت بے وضو کرلیا ہے تو صدقہ دے اور اگر طوافِ رکن (یعنی طوافِ زیارت) میں اقل پھیرے (یعنی تین) یا اس سے کم چھوڑ دے تو اس پر بھی ایک بکری واجب ہے اور اگر اکثر طواف چھوڑ دیا ہے تو یہ اس وقت تک محرم ہی رہیگا (جب تک یہ طواف نہ کرے اور اگر اپنے گھر چلا آیا اسی احرام سے اس کے لئے لوٹ

جانا واجب ہے اگر طواف رخصت کا اکثر حصہ چھوڑ دیا یا ناپاکی کی حالت میں کر لیا تو اس پر بھی ایک بکری واجب ہے اور اس کا کم حصہ (یعنی تین پھیرے یا دو یا ایک) چھوڑنے سے صدقہ واجب ہوتا ہے اگر طواف رکن بے وضو کر لیا اور ایام تشریق کے آخر میں (یعنی تیرھویں ذی الحجہ کو) طواف رخصت وضو سے کیا تب بھی (بالاتفاق) ایک بکری واجب ہے اگر طواف رکن ناپاکی کی حالت میں کر لیا اور تیرھویں ذی الحجہ کو طواف صدر باوضو کیا) تو اس پر دو بکریاں واجب ہیں اگر عمرے کا طواف اور (صفا مروہ کے درمیان سعی) بے وضو کر لی اور ان کو دوبارہ نہ کیا (بلکہ اپنے گھر چلا آیا) تو اس پر ایک بکری واجب ہے اگر کسی نے (صفا مروہ کے درمیان کی) سعی چھوڑ دی یا عرفات سے امام سے پہلے چلا آیا یا مزدلفہ میں وقوف نہیں کیا یا سب جمروں کی رمی چھوڑ دی یا ایک دن کی رمی چھوڑ دی یا سر منڈانے میں اتنی تاخیر کی کہ قربانی کے دن گذر گئے یا اتنی ہی طواف رکن میں تاخیر کر دی یا حل میں (یعنی حرم کے باہر) سر منڈوا لیا تو ان سب صورتوں میں (امام صاحب کے نزدیک) اس پر ایک بکری واجب ہے اگر قارن (یعنی قران کرنے والے) نے قربانی کرنے سے پہلے سر منڈوا لیا تو اس پر دو بکریاں واجب ہیں (ایک ترتیب چھوڑنے کی اور دوسری دم قران)

فصل ۔ اگر محرم نے شکار مارا یا مارنے والے کو بتایا تو اس محرم پر (دونوں صورتوں میں) پر اس شکار کا) بدلہ (دینا) واجب ہے اور بدلہ یہ ہے کہ جہاں وہ شکار مارا ہے یا جو جگہ وہاں سے قریب ہو وہاں کے نرخ کے مطابق دو عادل آدمی جو کچھ اس شکار کی قیمت ٹھیرائیں اس قیمت کا یہ قربانی کا ایک جانور (یعنی اونٹ یا گائے یا بکری) خرید کر اسے ذبح کر دے اور اگر اتنی قیمت نہیں ہے کہ اس کا کوئی جانور آجائے تو اس قیمت کا غلہ خرید کر فطرے کی طرح اسے صدقہ کر دے (یعنی اگر گیہوں ہیں تو ہر مسکین کو نصف صاع دے اور اگر جو وغیرہ ہیں تو ایک صاع دے) یا ہر مسکین کے یومیہ حصہ کے عوض (اگر چاہے تو) ایک ایک روزہ رکھ لے اور اگر (اس حساب سے مسکینوں کو دینے کے بعد) نصف صاع سے کم بچ جائے تو اسے (بھی) خیرات کر دے یا (اس کے بدلہ میں) ایک روزہ رکھ لے (اس کے نصف صاع سے کم ہونے سے روزے میں کوئی فرق نہیں آسکتا) اگر محرم نے شکار کو زخمی کر دیا یا اس کا کوئی عضو کاٹ ڈالا یا اس کے بال اکھاڑ لئے تو اس سے جتنی قیمت اس کی کم ہو جائے یہ اس نقصان کا ضامن ہے اور پرندے کے پر اکھاڑنے اور شکار کے پیر یا ہاتھ کاٹ ڈالنے ۔ اس کا دودھ دوہنے اس کا بیضہ توڑ دینے اور اور اس توڑنے پر مردہ بچہ نکل آنے سے (ہر چیز کی) پوری قیمت واجب ہوتی ہے (یعنی پیر یا ہاتھ کاٹنے) میں شکار کی قیمت دودھ دوہنے میں دودھ کی قیمت انڈا توڑنے میں انڈے کی قیمت

اور بچہ نکل آنے پر بچہ کی قیمت لازم ہے) کوّا۔ چیل۔ بھیڑیا۔ سانپ۔ بچھو۔ چوہا۔ کھٹکنا کتا۔ مچھر۔ چیونٹی۔ پسّو۔ چچڑی۔ اور کچھوے کے مارنے میں کچھ نہیں ہے ہاں جوں اور ٹڈی کے مارنے کی صورت میں اس کی قیمت ایک بکری کی قیمت سے نہ بڑھائی جائے اگر اس نے محرم پر حملہ کیا تو اس کے مار ڈالنے میں کچھ نہیں ہے بخلاف مضطر (محرم) کے (یعنی جو بھوک کی بیتابی میں کوئی شکار مارے تو اس پر اس کا بدلہ واجب ہے) اور محرم کو بکری۔ گائے۔ اونٹ۔ مرغی۔ اور گھر کی پلی بطخ کو ذبح کرنا جائز ہے (کیونکہ یہ جانور شکار نہیں ہیں) اگر محرم پاموز کبوتر اور پلے ہوئے ہرن کو ذبح کردے تو اس کا بدلہ اس پر واجب ہے (کیونکہ وہ اصل میں خلقی شکار ہی ہیں) اگر محرم کسی شکار کو ذبح کردے تو وہ شکار حرام ہوجاتا ہے اور اس کے کھانے سے بھی اس کا تاوان بھرے گا نہ کہ دوسرا محرم (یعنی اگر اور محرم اس میں سے کھالیں گے تو ان پر تاوان نہیں آئے گا) اور محرم کو اس شکار کا گوشت حلال ہے جو کسی حلال آدمی نے شکار کیا ہو بشرطیکہ اس محرم نے یہ شکار اس کو بتلایا نہ ہو اور نہ شکار کرنے کو کہا ہو۔ اگر حلال آدمی م کا شکار ذبح کردے تو (پھر اپنے پاس سے) اس کی قیمت خیرات کرے اور اس کے روزہ رکھنے سے (اس میں) کچھ نہیں ہوتا اگر کوئی شکار لئے حرم میں چلا گیا تو اس کو وہیں چھوڑ دینا چاہیئے (کیونکہ اب وہ صید حرم ہوگیا) اور اگر وہاں لیجا کر بیچ دیا تھا تو بیع کو واپس کرے اگر وہ شکار موجود ہو (کیونکہ وہ بیع فاسد ہے) اور اگر وہ مرگیا ہے تو اس (بیچنے والے) پر اس کا تاوان بھرنا واجب ہے (یعنی اس کی قیمت کو صدقہ کردے) اگر کسی نے احرام باندھا اور اس کے گھر میں یا اس کے پنجرے میں شکار ہے تو اس پر اس کا چھوڑ دینا لازم نہیں ہے (برابر ہے کہ پنجرا اس کے ہاتھ میں ہو یا اس کے اسباب میں ہو) اگر کسی نے احرام باندھنے سے پہلے کوئی شکار پکڑ لیا تھا پھر احرام باندھ لیا (اور دوسرے شخص نے وہ شکار اس کے ہاتھ سے چھڑوا دیا) تو (امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک) یہ چھڑانے والا اس (کی قیمت) کا ضامن ہوگا۔

فائدہ۔ کیونکہ یہ شخص حلال ہونے کی حالت میں پکڑنے سے اس کا ایسا مالک ہوگیا تھا کہ احرام باندھنے سے اس کی ملک نہیں جا سکتی اور اس چھڑانے والے نے اس کو تلف کردیا ہے تو اب یہ اس کی قیمت کا ضامن ہوگا اور صاحبینؒ کا قول یہ ہے کہ وہ ضامن ہوگا کیونکہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ فتح القدیر۔

ترجمہ۔ اگر محرم نے کوئی شکار پکڑ لیا تھا اور ایک اور شخص نے اس کو چھڑوا دیا تو یہ چھڑوانے والا اس کا ضامن نہ ہوگا اور اگر اس کو دوسرے محرم نے مار ڈالا تو دونوں پر اس کا بدلہ دینا آئے گا اور (پھر پکڑنے والا اپنے حصے کے دام) مارنے والے سے وصول کرلے۔ اگر

محرم نے حرم کی گھانس کاٹ لی (خواہ گیلی تھی یا سوکھی) یا ایسا درخت کاٹ لیا جو کسی کی ملک نہ تھا اور اس قسم کا تھا کہ لوگ اس کو بوتے نہیں ہیں تو یہ اس کی قیمت کا دیندار ہوگا (اس قیمت کو صدقہ کردے اور اس میں روزے نہ رکھے جائیں گے ہاں اگر (حرم کا درخت) سوکھ گیا ہو تو اس سے نفع اٹھانا جائز ہے اور اس کا تاوان نہیں ہے) اور حرم کا گھاس چرانا اور کاٹنا سب حرام ہے سوائے اذخر کے۔

فائدہ - اذخر ہمزہ کے زیر اور خ سے ایک خوشبودار سفید رنگ کی گھانس کا نام ہے جو مکہ میں ہوتی ہے ضرورت کے وقت اس کا کاٹنا اور چرانا جائز ہے۔ طحطاوی و عینی۔

ترجمہ - جس جس خطا سے فقط حج کرنے والے پر ایک بکری ذبح کرنی واجب ہوتی ہے۔ اسی خطا سے قارن (قران کرنے والے) پر دو بکریاں واجب ہوں گی (ایک حج کی دوسرے عمرے کی) ہاں اگر قارن بے احرام باندھے میقات (احرام) سے گذر جائے (تو اس صورت میں اس پر بھی ایک ہی بکری واجب ہوتی ہے) اگر دو محرموں نے (مل کر) ایک شکار مارا تو دونوں کو پورا پورا بدلہ دینا آئے گا اور اگر دو غیر محرموں نے مار ڈالا تو دونوں ملکر ایک ہی بدلہ دیں گے۔

فائدہ - اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بدلہ اصل حرم کی عظمت و حرمت کا لحاظ نہ رکھنے کی سزا ہے اور چونکہ حرم ایک ہی ہے لہذا سزا بھی ایک ہے ہاں پہلی صورت میں اس کی سزا ہے کہ احرام کی حالت میں ممنوع امر کیا ہے اور چونکہ وہ دو سے سرزد ہوا ہے لہذا سزا دونوں کو ملے گی۔ عینی۔

ترجمہ - اگر محرم شکار کو بیچ دے یا خرید لے تو اس کی یہ خرید و فروخت باطل ہے اگر کوئی حرم سے ہرنی پکڑ لایا تھا پھر وہ بیا گئی اس کے بعد بچہ اور ہرنی دونوں مر گئے تو یہ دونوں کا ضامن ہوگا (یعنی دونوں کی قیمت دینی آئے گی) ہاں اگر وہ ہرنی کا تاوان دے چکا تھا اس کے بعد وہ بیائی (پھر دونوں مر گئے تو اب بچے کے تاوان کا دیندار نہیں ہوگا (کیونکہ اس صورت میں حل کا شکار ہے)۔

میقات سے بغیر احرام کے گذرنا

ترجمہ جو شخص میقات سے احرام باندھے بغیر آگے بڑھ گیا تھا مگر پھر احرام باندھ کر لبیک کہتا ہوا (میقات پر) لوٹ آیا یا بدون احرام کے جا کر پھر عمرے کا احرام باندھ لیا اس کے بعد عمرے کو فاسد کر کے (نئے سرے سے میقات سے احرام باندھ کر) اس کو قضا کیا تو (امام

ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کے ذمہ سے وہ) جانور ذبح کرنا جاتا رہا جو دونوں مسئلوں میں اس پر واجب ہوا تھا) اگر کوئی کوفہ (وغیرہ) کا رہنے والا اپنے کسی کام سے بستان بنی عامر میں آئے تو اس کو مکہ میں بے احرام باندھے جانا جائز ہے اور اگر یہ حج کرنا چاہے تو) اس کی میقات وہی بستان ہے۔

فائدہ۔ بُستان بنی عامر ایک گاؤں کا نام ہے جو حرم کے باہر میقاتوں کے اندر ہے آج کل یہ نخلۂ محمود کے نام سے مشہور ہے اور مکہ معظمہ سے چوبیس میل ہے عینی و فتح القدیر۔

ترجمہ۔ جو شخص بے احرام باندھے مکہ میں داخل ہوگیا اور اس نے اسی سال وہ حج کیا جو بحیثیت مسلمان ہونے کے اس پر واجب ہوا تھا تو یہ حج اُس حج کیطرف سے کافی ہوجائیگا جو اُس پر مکہ میں بے احرام باندھے داخل ہونے کے سبب سے لازم ہوا تھا (یہ قانون شرعی ہے کہ مکہ میں بے احرام باندھے چلے جاتے سے حج یا عمرہ کرنا لازم ہوجاتا ہے) اور اگر وہ سال گذر گیا تو اب یہ حج اس کی طرف سے کافی نہ ہوگا (یعنی اب ایک کے کرنے سے دونوں ادا نہ ہونگے)

احرام پر احرام باندھ لینا

ترجمہ۔ اگر کوئی مکہ کا رہنے والا (عمرے کا احرام باندھنے کے بعد) عمرے کے طواف کا ایک پھیر اکر کے پھر حج کا احرام باندھ لے تو اُس پر واجب ہے کہ (حج چھوڑ دے (کیونکہ یہ قران کی صورت ہوگئی اور مکہ والوں کو قران درست نہیں ہے) اور (آئندہ سال) اس پر ایک حج ایک عمرہ اور حج چھوڑنے کی وجہ سے ایک بکرا قربانی کر دینا واجب ہے اور اگر اُس نے اُن دونوں کے افعال پورے کر دیے تو دونوں درست ہوجائیں گے اور اس پر ایک دم واجب ہوگا (دم سے بکرے کی قربانی کرنا مراد ہے آئندہ کے لئے یاد رکھنا چاہیئے) اگر کسی نے حج کا احرام باندھا تھا اور پھر ذی الحجہ کی دسویں کو دوسرے حج کا احرام باندھ لیا پس اگر یہ پہلے (حج کو ختم کرنے میں سر منڈا چکا تھا تو یہ دوسرا حج کرنا اس پر لازم ہوگیا اور اس پر (بالاتفاق) دم نہیں ہے اگر پہلے کے لئے سر نہیں منڈوایا تھا تو اس پر یہ دوسرا حج لازم اور ایکدم واجب ہوگیا برابر ہے کہ (دوسرے احرام میں بال کترواے ہوں یا نہ کتروائے ہوں۔

فائدہ۔ یہاں کترنے سے مراد بالوں کا دور کرنا ہے یہ اس لئے کہدیا ہے تاکہ یہ عورتوں کو بھی شامل ہوجائے کیونکہ اس مسئلہ میں عورت و مرد دونوں برابر ہیں کہ بال دور کرنے سے

وہ دم ساقط نہیں ہوتا وجہ دم واجب ہونے کی یہ ہے کہ حج اور عمرے دونوں کے احراموں کو جمع کرنا بدعت ہے ۔ عینی ۔

ترجمہ ۔ اگر کسی کے عمرے (کے افعال میں) سے فقط بال کتروانے رہ گئے تھے کہ اُس نے دوسرے عمرے کا احرام باندھ لیا تو (دو عمرے جمع کرنے کی وجہ سے) اس پر دم لازم آجائے گا ۔ اگر کسی نے حج کا احرام باندھا تھا اور اس کو پورا کرنے سے پہلے عمرے کا احرام باندھ لیا پھر (یعنی مکہ میں داخل ہونے سے پہلے) وقوف عرفات کیا تو (اس وقوف سے) اُس نے اپنا عمرہ چھوڑ دیا اور اگر عرفات کی طرف فقط گیا ہی تھا تو (ابھی) عمرہ نہیں چھوڑا (یہاں تک کہ وہاں وقوف کرلے) اگر کسی نے حج کا طواف (قدوم) کرکے عمرے کا احرام باندھ لیا اور دونوں کے افعال پورے کر دیئے تو اس پر ایک دم واجب ہوگا اور مستحب یہ ہے کہ اس عمرے کو چھوڑ دے اگر کسی نے قربانی کے دن (یا ایام تشریق میں) عمرے کا احرام باندھ لیا تو وہ عمرہ اس پر لازم ہوگیا اور اس کا چھوڑ دینا مع دم دینے اور بعد میں قضا کرنے کے اُس پر لازم ہے (چھوڑ دینے کی یہ وجہ ہے کہ ان ایام میں عمرہ کرنا مکروہ ہے مگر چونکہ شروع ہو چکا ہے اس لئے قضا کرنا لازم ہے) اور اگر اس کو پورا کر دیا تو وہ ادا ہو جائیگا اور اس پر ایک دم دینا واجب ہوگا ۔ اگر کسی سے حج فوت ہوگیا تھا پھر اس نے عمرے کا یا حج کا احرام باندھ لیا تو یہ اُس کو (بھی) چھوڑ دے ۔

فائدہ ۔ یعنی جس کا اب احرام باندھا ہے کیونکہ جس کا حج فوت ہو جائے وہ عمرے کے افعال سے اُس کے بغیر ہی حلال ہو جاتا ہے کہ اس حج کا احرام عمرے کا احرام ہو جائے اور دو حجوں کو یا دو عمروں کو جمع کرنا جائز نہیں ہے ۔ عینی ۔

احصار کا بیان

فائدہ ۔ لغت میں احصار کے معنی رکنے یا روکنے کے ہیں اور شرع میں وقوف عرفات اور طواف سے رکنے کو کہتے ہیں اس کی بہتر تعریف یہ ہے احصار اسے کہتے ہیں کہ محرم اُن افعال کے پورا کرنے سے رُک جائے یا روک دیا جائے جن کے لئے اُس نے احرام باندھا تھا ۔ فتح القدیر ۔

ترجمہ ۔ جو شخص (حج یا عمرے سے) کسی بیماری یا دشمن کے سبب رُک جائے تو

وہ ایک بکری بھیجدے جو اس کی طرف سے (حرم میں) ذبح کی جائے اور اس کے بعد وہ احرام کھول دے اور اگر وہ محرم قارن تھا (یعنی قران کرنے جا رہا تھا) تو دو بکریاں بھیجے اور اُس کے حرم میں ذبح ہونے کے لئے تعیین کر دے (یہاں تک کہ اُس دم کا غیر حرم میں ذبح ہونا جائز نہیں ہے) اور ذبح کرنے کے لئے قربانی ہی کا دن معین نہ کرے (کیونکہ اس کا اور وقتوں میں بھی ذبح ہونا جائز ہے) اور صرف حج سے رُک کر حلال ہونے والے کے ذمہ (خواہ وہ حج فرضی یا نفلی ہو) ایک حج اور ایک عمرہ ہے۔

فائدہ - یہ اس صورت میں ہے کہ اس سال اس حج کی قضا نہ کی ہو۔ اور اگر اس نے قضا کر دی تھی تو اُس پر عمرہ واجب نہ ہوگا اور صرف حج سے رُک کر حلال ہونے کے یہ معنے ہیں کہ اُس نے حج ہی کا احرام باندھا تھا یعنی مفرد تھا۔ طحطاوی و عینی۔

ترجمہ - صرف عمرے سے رک کر حلال ہونے والے کے ذمہ (فقط) ایک عمرہ ہے اور قارن کے ذمہ ایک حج اور دو عمرے ہیں۔

فائدہ - یعنی ایک حج اور ایک عمرہ تو اس لئے کہ یہ اُن دونوں کو صحیح طور سے شروع کر چکا تھا اب اُن کی قضا ضروری ہے اور دوسرا عمرہ اس لئے کہ اُس نے اس سال اس حج کی قضا نہیں کی۔ عینی۔

ترجمہ - اگر محصر نے ہدی (یعنی اس رکاوٹ کا بدلہ) بھیجدی تھی پھر وہ رکاوٹ جاتی رہی تو اگر یہ اب بھی روانہ ہو کر ہدی کو پکڑ سکتا اور حج کر سکتا ہے تو یہ فوراً روانہ ہو جائے ورنہ نہ ہو (یعنی اگر ان دونوں کی امید نہ ہو تو نہ جائے ہاں حج یا عمرے کی قضا کر دے) اور عرفات میں ٹھیرنے کے بعد روکا جانا کوئی چیز نہیں ہے (کیونکہ حج پورا ہو گیا یعنی اس کا اعلیٰ رکن ادا ہو گیا) اور جو شخص مکہ میں (یا حرم میں) دو رکنوں سے روکا جائے (یعنی وقوفِ عرفات سے اور طواف رکن سے) تو وہ محصر ہے (یعنی وہ روکا ہوا کہلاتا ہے ورنہ نہیں ہے)۔

حج نہ ملنے کا بیان

ترجمہ جس شخص کو عرفات میں نہ ٹھیرنے کے باعث حج نہ ملا ہو اُسے ایک عمرہ کر کے احرام کھول دینا چاہیئے اور آئندہ سال بلا دم کے اس پر حج کرنا واجب ہے اور عمرہ فوت نہیں ہو سکتا (کیونکہ اس میں وقت کی تعیین نہیں ہے اور اُس پر اجماع ہے) اور عمرہ (فقط)

بیت اللہ کے طواف اور (صفا مروہ کی) سعی کرنے کا نام ہے اور یہ تمام سال میں ہو سکتا ہے (یعنی سارے سال میں جب کوئی چاہے کرلے ہاں عرفہ کے دن۔ بقر عید کے دن اور ایام تشریق میں کرنا مکروہ ہے اور عمرہ سنت (موکدہ) ہے۔

حجِ بدل

ترجمہ (صرف) مالی عبادت (مثلاً زکوٰۃ اور کفارات وغیرہ) میں نیابت کافی ہو سکتی ہے برابر ہے کہ وہ خود کر سکتا ہو یا نہ کر سکتا ہو اور (صرف عبادات) بدنیہ (مثلاً نماز روزہ اور اعتکاف وغیرہ) میں (کسی وقت) کافی نہیں ہو سکتی۔

فائدہ - یعنی برابر ہے کہ وہ خود کر سکتا ہو یا نہ کر سکتا ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ عبادت مالیہ سے تو اصل مقصود محتاج کی حاجت روائی کرنا ہوتا ہے اور یہ نائب کے ذریعہ سے بھی ہو سکتا ہے اس میں خود کی کوئی حاجت نہیں ہے بخلاف عبادت بدنیہ کے کہ اُن سے مقصود نفس کو مقہور اور زیر کرنا ہے اور یہ نائب کے کرنے سے پورا نہیں ہو سکتا۔ فتح القدیر۔

ترجمہ - جو عبادت (مالی اور بدنی) دونوں سے مرکب ہو (مثلاً) حج تو اس میں نیابت فقط اس وقت جائز ہے کہ جب وہ خود کرنے سے مجبور ہو (یعنی اگر وہ خود کر سکتا ہو تو پھر نیابت کافی نہیں ہو سکتی) اور اس کے جواز میں وہ مجبوری شرط ہے جو ہمیشہ کی ہو یعنی وہ (اپنے) مرتے دم تک مجبور ہی رہے اور یہ شرط بھی فرض حج میں ہے نفلی حج میں نہیں ہے۔ اگر کسی نے دو آدمیوں کی طرف سے احرام باندھ لیا تو وہ کل خرچہ کا دیندار ہوگا (اس لئے کہ اس نے اُن دونوں کے خلاف کیا ہے اور یہ حج اُن کی طرف سے نہ ہوگا بلکہ اُسی کی طرف سے ہوگا) اور راستہ میں رُک جانے کا دم بھیجنے والے کے ذمّہ ہے اور قران اور خطاء وقصور کا دم جانے والے کے ذمّہ (کیونکہ قصور اسی سے ہوا ہے) اگر یہ نائب راستہ میں مرجائے (یا اس کا کل خرچ چوری چلا جائے) تو جس کی طرف سے یہ حج کرنے جاتا تھا اس کے باقی ماندہ ترکہ میں سے ایک تہائی مال لے کر اس کی طرف سے اس کے گھر سے (دوبارہ) حج کرایا جائے۔

فائدہ - مثلاً ایک شخص اپنی طرف سے حج کرانے کی وصیت کر کے مرگیا اور اُس کے وارثوں نے اس کی وصیت کے مطابق اس کی طرف سے نائب کر کے روانہ کردیا راستہ میں یہ نائب بھی مرگیا تو اب یہاں سے حج نہ کرایا جائے جہاں یہ نائب مرا ہے بلکہ وہاں سے کرانا چاہیئے

جہاں وہ کرانے والا رہتا ہے اور اگر اس کا کہیں گھر نہیں تھا تو بس جہاں وہ مرا ہے وہیں سے حج کرایا جائے گا۔

ترجمہ۔ اگر کسی نے اپنے ماں باپ (یعنی دونوں کی) طرف سے احرام باندھا تھا اور بعد میں ان میں سے ایک کے لئے معین کر دیا تو یہ درست ہو جائیگا۔

ہدی کا بیان

فائدہ۔ ہدی اس جانور کا نام ہے جو ثواب کی نیت سے حرم محترم بھیجا جائے۔ طحطاوی عینی

ترجمہ۔ کم سے کم ہدی بکری ہے باقی اونٹ۔ گائے۔ اور بکری سب ہدی ہو سکتی ہے (برابر ہے کہ نر ہوں یا مادہ ہوں) اور جو جانور قربانی میں درست ہیں وہی ہدی میں بھی درست ہیں اور بکری (جنایات کے) ہر موقع پر جائز ہے سوائے طواف رکن کے جو ناپاکی کی حالت میں کیا ہو یا کسی نے عرفات میں ٹھیرنے کے بعد (اور سر منڈانے اور رخصت کر لینے سے پہلے) عورت سے صحبت کر لی ہو (ان دونوں موقعوں پر ایک بکری کا ذبح کرنا کافی نہ ہوگا بلکہ بدنہ واجب ہے) اور صرف نفل۔ تمتع اور قران کی ہدی میں سے کھانا جائز ہے (اور کفارات و نذور کے دم اور احصار کی ہدی میں سے کھانا جائز نہیں اور صرف تمتع اور قران کی ہدی کا قربانی کے دن ذبح کرنا مخصوص اور یہ خصوصیت اور کسی میں نہیں ہے) کل جانور حرم ہی میں ذبح کئے جائیں اور اس میں یہ خصوصیت نہیں ہے کہ ان کا گوشت حرم ہی کے فقیروں کو دیا جائے اور ہدی کو عرفات لے جانا ضروری نہیں ہے (ہاں تمتع کی ہدی کو لے جانا اچھا ہے) اور اس کی جھول اور مہار کو (بھی) خیرات کر دے اور قصائی کی مزدوری اس (کے گوشت وغیرہ) میں سے نہ دے اور نہ بلا ضرورت اس پر سوار ہو نہ اس کا دودھ دوہے اور اس کے تھنوں پر ٹھنڈا پانی چھڑکتا رہے۔

فائدہ۔ یعنی اس لئے کہ اس کا دودھ خشک ہو جائے کیونکہ دودھ اس کا جزء ہے لہذا اس سے نفع اٹھانا جائز نہیں ہے اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب ذبح کرنے کا وقت قریب ہو لیکن اگر ابھی دیر ہے اور ہدی کو اس کی اکڑاہٹ سے تکلیف ہوتی ہے تو دودھ دوہ لے اور اسے خیرات کر دے اور یہ دودھ نہ دہنا اور اس پر سوار نہ ہونا سب اس کی تعظیم کی غرض سے ہے۔ عینی و مسکین۔

ترجمہ۔ اگر واجب ہدی مرنے لگے یا عیب دار ہو جائے تو اس کی جگہ دوسری ہدی کر دے

اور وہ عیب دار اسی کی ہے اور اگر ہدی نفلی تھی (اور وہ عیب دار ہوگئی یا مرنے لگی) تو اس کو ذبح کردے اور اس کے سم اس کے خون میں رنگ دے اور ایک چھاپہ اس کے کوہان کی طرف بھی ماردے (جس سے ہر کوئی معلوم کرلے کہ یہ ہدی ہے) اور اس میں سے دولت مند نہ کھائے اور صرف نفل تمتع اور قران ہی کے بدنہ کے گلے میں قلادہ ڈالا جائے۔

مسائل متفرقہ

ترجمہ۔ اگر عرفات والے اس بات کی گواہی دیں کہ حاجیوں نے وقوف عرفات ایک دن پہلے کرلیا ہے تو ان کی گواہی قبول کرلی جائے گی (اور ان کا وہ وقوف کافی نہ ہوگا بلکہ دوبارہ کرنا ہوگا) اور اگر ایک روز کے بعد گواہی دیں تو قبول نہیں ہوگی (کیونکہ اب قبول کرنے سے بہت بڑا حرج لازم آتا ہے) اگر کسی نے (قربانی سے) دوسرے روز (یا تیسرے یا چوتھے روز) پہلے جمرے کی رمی چھوڑ دی تو اب اسے اختیار ہے چاہے (دوسرے روز) سب جمروں پر رمی کرے اور چاہے صرف پہلے ہی پر کرلے اگر کوئی (منت وغیرہ مان کے) اپنے ذمہ پاپیادہ حج کرنا واجب کرلے تو اسے اس وقت تک سوار ہونا جائز نہیں ہے کہ جبتک وہ طواف رکن (یعنی طواف زیارت) کرے (کیونکہ یہ طواف فرض ہے اس پر حج ختم ہوجاتا ہے لیکن اس قسم کی نذر ماننا حرام ہے اگر کوئی شخص احرام بندھی ہوئی لونڈی خریدلے (اور اس سے صحبت کرنی چاہے) تو پہلے اسے حلال کرلے (یعنی اس کے بال وغیرہ کتردے) اور اس کے بعد اس سے صحبت کرے۔

کتاب النکاح

نکاح کا بیان

فائدہ ہمارے لئے ایسی کوئی عبادت نہیں ہے جو آدم علیہ السلام سے لیکر اب تک برابر جاری رہی ہو اور پھر جنت میں بھی جاری ہو سوائے نکاح اور ایمان کے اور تنہائی میں نفلیں پڑھنے سے نکاح چند وجہ سے افضل ہے اول تو یہ کہ سنتیں نوافل پر بالاجماع مقدم ہیں اور نکاح سنت ہے دوسرے یہ کہ اس کے ترک پر وعید وارد ہے بخلاف نوافل کے تیسرے یہ کہ آنحضرت علیہ السلام کبھی تنہا یعنی بے نکاح نہیں رہے اگر بے نکاح رہنا افضل ہوتا تو آپ ضرور ایسا کرتے چوتھے یہ اولاد کے حصول کا سبب ہے۔

ترجمہ۔ نکاح ایک معاملہ ہے جو عورت سے فائدہ حاصل کرنے کی ملکیت پر قصداً ہوا کرتا ہے۔

فائدہ۔ فائدہ حاصل کرنے سے یہاں صحبت کی حلت حاصل کرنا مراد ہے اور قصداً کی قید اس لئے لگادی ہے کہ لونڈی کے خریدنے میں بھی اس سے صحبت کرنے کی حلت حاصل ہو جاتی ہے مگر چونکہ اصل مقصود خود اس لونڈی کی ملکیت ہوتی ہے اور صحبت کی حلت اس کے تابع ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے اس لئے اس کی خرید کو نکاح نہیں کہہ سکتے۔ طحطاوی۔

ترجمہ۔ نکاح (متوسط حالت میں) سنت ہے اور غلبہ شہوت کے وقت واجب ہے (تا کہ زنا کا مرتکب نہو جائے) اور یہ (ایک کے) ایجاب اور (دوسرے کے) قبول سے ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ یہ دونوں ماضی کے صیغہ سے ہوں یا ان میں سے ایک ماضی کے صیغہ سے ہو۔

فائدہ۔ یعنی زمانہ گذشتہ پر دلالت کرتا ہو مثلاً مرد کہے میں نے تجھ سے نکاح کر لیا اور اس کے جواب میں عورت کہے کہ میں نے قبول کر لیا اس صورت میں دونوں ماضی کے صیغہ میں یا مثلاً

عورت کہے کہ تو مجھ سے نکاح کرے اور مرد جواب میں کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح کرلیا تو اس صورت میں یہ قبول ماضی کے صیغہ سے ہے اس سے بھی نکاح ہو جائیگا ۔ عینی وغیرہ ۔

ترجمہ ۔ عقد نکاح لفظ نکاح اور لفظ تزویج اور ان لفظوں سے ہوتا ہے جو اسی وقت چیز کے مالک کر دینے کے الفاظ سے نہیں ہوتا جس وقت کہ نکاح دو آزاد مرد یا ایک آزاد مرد اور دو آزاد عورتوں کے سامنے ہو یہ دونوں (اس کے گواہ بنیں اور دونوں) عاقل بالغ اور مسلمان ہوں اگرچہ فاسق ہوں یا کسی کو تہمت لگانے میں سزا یافتہ ہوں یا دونوں اندھے ہوں یا ان ہی میاں بیوی کے بیٹے ہوں (یعنی ایک اس مرد کا بیٹا ہو اور دوسرا اس عورت کا) اگر کوئی مسلمان کسی ذمی عورت سے دو ذمی گواہوں کے روبرو نکاح کرے تو وہ صحیح ہو جائیگا اگر کسی نے دوسرے سے اپنے صغیر سن لڑکی کا نکاح کر دینے کو کہا تھا اس نے ایک آدمی کے روبرو نکاح کر دیا اور یہ لڑکی کا باپ وہاں موجود تھا تو نکاح صحیح ہو گیا اور اگر موجود نہ تھا تو صحیح نہیں ہوا ۔

فائدہ ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اب وہ آدمی اکیلا ہی گواہ رہ گیا اور ایک گواہ سے نکاح نہیں ہوتا ہاں باپ کی موجودگی میں یہ سمجھ لیا جائیگا کہ اصل نکاح کرنے والا تو باپ ہی ہے اور یہ دونوں یعنی ایک وہ وکیل اور دوسرا یہ شخص گواہ ہیں لہذا گواہی کا نصاب پورا ہوا ہے ۔ عینی و طحطاوی ۔

جن سے نکاح کرنا حرام ہے

ترجمہ ۔ اپنی ماں اور بیٹی سے نکاح کرنا حرام ہے اگرچہ کتنی ہی دور کی ہوں (یعنی نانی یا پڑنانی دادی یا پڑدادی وغیرہ ہوں یا نواسی پوتی یا پڑپوتی وغیرہ ہوں سب کا ایک ہی حکم ہے) اور اپنی بہن ۔ بھانجی ۔ بھتیجی ۔ پھوپھی ۔ خالہ ۔ ساس اور اپنی بیوی کی بیٹی سے بشرطیکہ بیوی سے صحبت کر چکا ہو اور اپنی سوتیلی ماں اور بہو سے نکاح کرنا حرام ہے اگرچہ یہ دونوں کتنی ہی دور کی ہوں (مثلاً سوتیلی ماں نہ ہو بلکہ سوتیلی دادی یا پردادی وغیرہ ہو اور بہو کے بجائے پوتے یا پڑپوتے وغیرہ کی بیوی ہو وہ بھی بہو ہی کے حکم میں ہے) اور یہ (مذکورہ) سب رشتے دودھ کے ناتے سے بھی حرام ہیں (یعنی اگر یہ دودھ کے ناتے سے ہوں تو وہاں بھی یہی حکم ہے) اور دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا (یعنی دونوں سے یک وقت نکاح کر لینا) یا دونوں کو خرید کر دونوں سے صحبت کرنا (بھی) حرام ہے ۔ اگر کوئی شخص

اپنی لونڈی (باندی) سے صحبت کرچکا تھا بعد میں اس کی بہن سے نکاح کرلیا تو اب جب تک کہ اپنی لونڈی کو بیچ نہ دے ان دونوں میں سے ایک کے ساتھ بھی صحبت نہ کرے (ورنہ دو بہنوں کا صحبت میں جمع کرنا لازم آئے گا اگرچہ ایک نکاحی ہے اور دوسری لونڈی ہے) اگر کسی نے دو بہنوں سے علٰحدہ علٰحدہ نکاح کیا اور یہ یاد نہیں رہا کہ پہلے کس سے ہوا تھا تو اس سے ان دونوں کو علٰحدہ کردیا جائے (یعنی قاضی اس کا نکاح ان دونوں ہی سے تڑوا دے اور ان دونوں کو آدھا آدھا مہر ملنا چاہیئے۔

فائدہ۔ نکاح توڑ دینے کی یہ وجہ ہے کہ ان میں سے ایک کا نکاح یعنی پچھلی کا یقیناً نہیں ہوا لیکن اس کے متعین کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے لہذا دونوں کو اسی حکم میں داخل کیا جائے گا اور دراصل یہی وجہ دونوں کو مہر ملنے کی ہے کیونکہ یہ مسئلہ ہے کہ اگر صحبت سے پہلے عورتوں کو علٰحدہ کردیا جائے تو وہ نصف مہر کی مستحق ہوتی ہیں اور چونکہ یہاں اس نصف کی مستحق کوئی معین نہیں ہے لہذا دونوں کو دیا جائیگا یہ عینی۔

ترجمہ۔ ایک آدمی کو ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے کہ (ان کے آپسمیں ایسا رشتہ ہو کہ) اگر ان میں سے ایک کو مرد فرض کرلیا جائے تو اس کو دوسری سے نکاح کرنا حرام ہو (مثلاً دونوں پھوپھی بھتیجی تھیں اب اگر پھوپی کو مرد خیال کریں تو اس کو اپنی بھتیجی سے نکاح کرنا حرام ہے (اور اگر بھتیجی کو مرد سمجھیں تو اس کو اپنی پھوپھی سے نکاح کرنا حرام ہے) زنا کرنا اور شہوت سے فرج کو ہاتھ لگانا یا دیکھنا (خواہ مرد کی طرف سے ہو یا عورت کی طرف سے) دامادی کی حرمت کو ثابت کردیتا ہے (یعنی جیسا اپنی ساس سے نکاح حرام ہے ویسا ہی اس عورت کی ماں سے بھی جس سے زنا کیا ہو یا شہوت سے دیکھا یا ہاتھ لگایا ہو) اور اپنی طلاق دی ہوئی عورت جب تک عدت میں ہو اس کی بہن سے نکاح کرنا اور اپنی لونڈی سے نکاح کرنا اور غلام کو اپنی آقا کی بیوی سے نکاح کرنا اور آتش پرست اور بت پرست عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے ہاں کتابیہ سے (خواہ وہ یہودن ہو یا نصرانی ہو) اور صابیہ سے (یہ ایک فرقہ ہے جو فرشتوں کی تعظیم کرتا ہے) اور احرام بندھی ہوئی عورت سے اگرچہ یہ بھی احرام باندھے ہوئے ہو اور دوسرے کی لونڈی سے اگرچہ وہ کتابیہ ہو اور لونڈی پر آزاد عورت سے نکاح کرنا درست ہے اس کا عکس درست نہیں (یعنی اگر آزاد عورت نکاح میں ہو تو اس پر لونڈی سے نکاح کرنا درست نہیں ہے اگرچہ وہ آزاد عورت

طلاق کی عدت ہی میں ہو) اور آزاد آدمی کیلئے آزاد عورتوں اور لونڈیوں میں سے
فقط چار جائز ہیں (یعنی چار عورتوں سے زیادہ سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے خواہ وہ
آزاد ہوں یا لونڈی ہوں اس پر تمام امت کا اجماع ہے) اور غلام کے لئے دو ہی جائز
ہیں جس عورت کو حمل زنا سے ہو اس سے نکاح کرنا درست ہے (لیکن اس سے صحبت نہ
کرے یہاں تک کہ وہ اپنا حمل جن لے ہاں اگر وہ زانی ہی اُس سے نکاح کرلے تو اُس کو
صحبت کرنی بھی بالاتفاق جائز ہے) نہ کہ اس عورت کا نکاح جسکا حمل حلال سے ہو
(یہانتک کہ وہ جن نہ لے) اور جس عورت سے لونڈی ہونے کے سبب صحبت کی گئی ہو یا جس
سے کسی نے زنا کرلیا ہو یا جو (اس پر) حرام عورت کے ساتھ عقد میں آگئی ہو اس سے
نکاح درست ہے۔

فائدہ۔ حرام عورت کے ساتھ عقد میں آنے کا یہ مطلب ہے کہ ایک شخص نے دو عورتوں
سے نکاح کیا تھا اور ان میں سے ایک کسی رشتہ وغیرہ کے سبب اس پر حرام تھی تو اس صورت
میں دوسری کا نکاح صحیح ہو جائیگا) عینی۔

ترجمہ۔ مہر جس قدر ٹھیرا ہو وہ سب اسی اکیلی کا ہے نکاحِ متعہ اور نکاح موقت
بالکل باطل ہے۔

فائدہ۔ متعہ کی یہ صورت ہے کہ مرد کسی عورت سے کہے کہ میں تجھ سے اتنے روپیہ
پر اس سلئے نکاح کرتا ہوں کہ تجھ سے چند روزہ فائدہ اٹھاؤں اس میں نفع یا فائدے
کا لفظ مذکور ہونا ضروری ہے متعہ کے معنی بھی فائدے ہی کے ہیں یہ شروع اسلام میں
جائز تھا مگر پھر قیامت تک کے لئے منسوخ ہوگیا اور نکاح میعادی یہ ہے کہ نکاح
کی مدت معین کرکے گواہوں کے روبرو نکاح کے وقت ذکر کردی جائے یہ نکاح بھی جائز
نہیں ہے۔ طحطاوی و عینی۔

ترجمہ۔ اگر کسی عورت نے مرد پر (قاضی کے ہاں) یہ دعوٰی کیا کہ اس نے مجھ سے نکاح
کرلیا ہے اور قاضی نے اس کے گواہ سن کر اس کے نکاح ہونے کا حکم دیدیا تو اب
اس مرد کو اس عورت سے صحبت کرنا جائز ہے گو دراصل اس سے نکاح نہ ہوا ہو۔

فائدہ۔ یعنی گو اس مرد کو یہ یقین ہو کہ میں نے اس سے نکاح نہیں کیا بعض کہتے ہیں
کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس مرد کو اس سے صحبت کرنی جائز ہے اور پہلا
قول امام ابو یوسفؒ کا بھی یہی ہے اور ان کا آخری قول اور امام محمد اور امام شافعیؒ کا قول
یہ ہے کہ اس سے صحبت کرنی اس مرد کے لئے حلال نہیں ہے اور قاضی نے تو وہ حکم لگایا

جو اُس کے اختیار میں تھا اور اس کے نزدیک گواہ بھی سچے ہیں اگرچہ اللہ کے نزدیک سچے نہ ہوں کیونکہ حقیقت صدق تو اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا اس پر مطلع ہونا قریب قریب محالات سے ہے اور قاضی اس گواہی پر حکم لگا دینے پر مامور ہے جو اس کے نزدیک سچی ہو اگر پہلے نکاح نہیں تھا تو گویا اب ہوگیا یعنی قاضی کے اس حکم نے جدید نکاح کر دیا مگر اس میں یہ شرط ہے کہ وہ عورت جدید نکاح کر دینے کے قابل ہو مثلاً دوسرے کی بیوی یا کسی کی عدت میں نہ ہو یا اس کی محرم وغیرہ نہ ہو۔ عینی ملخصاً۔

اولیاء کا بیان

فائدہ ۔ اکفاء کفو کی جمع ہے جو ہمسر اور نظیر کے معنے میں آتا ہے اور ایسے موقع پر اس سے برادری بھی مراد لیجاتی ہے۔

ترجمہ ۔ آزاد عاقل بالغ عورت کا نکاح (اگر وہ) بلا ولی کے (کرے تو) ہو جاتا ہے۔

فائدہ ۔ یعنی اس کی اجازت اور موجودگی کے بغیر یہاں ولی سے عصبہ مراد ہے امام شافعی امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ کا قول یہ ہے کہ عورتوں کے خود نکاح کرنے سے نکاح کبھی نہیں ہو سکتا کیونکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ وَشَاهِدَیْ عَدْلٍ ہماری دلیل آنحضرت علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے اَلْاَیِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِیِّهَا اس کی صحت پر سب کا اتفاق ہے اور اس بارے میں امام شافعیؒ وغیرہ کی حدیث صحیح نہیں ہے۔ عینی ملخصاً۔

ترجمہ کنواری بالغ لڑکی کا نکاح زبردستی نہ کیا جائے (خواہ وہ نکاح کرنے والا یعنی ولی باپ ہو یا دادا ہو) پس اگر ولی نے ایسی لڑکی سے اجازت مانگی (کہ میں تیرا نکاح کرتا ہوں) اور وہ خاموش ہو رہی تو یہ اس کے اجازت دیدینے میں داخل ہے اور اگر ایسی لڑکی سے ولی کے سوا کسی اور) نے اجازت لی تو اس صورت میں اس کا زبان سے اجازت دینا (کہ ہاں تم کرو مجھے منظور ہے ضروری ہے جیسا کہ اس عورت کا بھی صریح اجازت دینا ضروری ہے جس

عہ نکاح بدون ولی اور دو عادل گواہوں کے نہیں ہوتا۔ عہ بے خاوند عورت اپنے ولی سے زیادہ ؎ ہے

؎ اولیاء ولی کی جمع ہے جس کے معنی اکثر والی وارث کے لئے جاتے ہیں ؎ خواہ وہ ماں کی طرف کے رشتہ داروں میں سے کوئی ہو اور خواہ باپ کی طرف والوں میں سے ہو ان کو زبانی اجازت لینی ضروری ہے ۱۲۔

کا کنوارہ پن زائل ہو چکا ہو اور جس لڑکی کا کنوارہ پن کودنے سے یا حیض آنے سے یا (اس خاص جگہ) زخم ہو جانے سے یا بالغ ہونے کے بعد بہت دنوں تک شادی نہ ہونے کے سبب سے یا زنا کرانے سے جاتا رہا ہو تو وہ (حکمًا) کنواری ہی ہے اگر (نکاح ہونے کے بعد) میاں بیوی میں چپ رہنے کے اندر اختلاف ہو (یعنی میاں کہے کہ تو نکاح کی خبر سن کر چپ ہو رہی تھی اور وہ کہے میں چپ نہیں ہوئی تھی میں نے انکار کر دیا تھا) تو اس صورت میں عورت کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا اور ولی کو چھوٹے لڑکے لڑکی کے نکاح کر دینے کا اختیار ہے (خواہ وہ بیاہی ہو یا بے بیاہی) اور ولی وراثت کی ترتیب پر عصبہ ہوتا ہے۔

فائدہ - یعنی عصبوں کے ولی ہونے میں وہی ترتیب ہے جو ان کے وارث ہونے میں پس جو وراثت میں مقدم ہوتا ہے وہی نکاح کے ولی ہونے میں بھی مقدم ہو گا۔

ترجمہ - ان دونوں کو (یعنی نابالغ لڑکے اور لڑکی کو) بالغ ہونے کے بعد نکاح توڑ دینے کا اصل صورت میں اختیار ہو گا کہ جب باپ دادا کے سوا کسی اور نے نکاح کیا ہو بشرطیکہ (نکاح ٹوٹنے پر) قاضی بھی حکم لگا دے اگر نابالغ لڑکی کا نکاح کر دیا تھا اور اسے اپنے کنوارے پن میں نکاح کی خبر ہو گئی اور وہ بالغ ہونے کے وقت چپ رہی تو اب اس کو نکاح توڑنے کا اختیار نہیں رہے گا ہاں ایسے لڑکے کے چپ ہونے سے اس کا اختیار نہیں جاتا جب تک کہ وہ اپنی رضامندی ظاہر نہ کر دے گویہ رضامندی دلالۃً[2] ہی معلوم ہو اور نکاح ٹوٹنے سے پہلے جو ان دونوں میں سے مر جائے گا تو دوسرا اس کا وارث ہو گا (یعنی اس کو اس کا ترکہ ملے گا) غلام (اگرچہ مکاتب ہی ہو) اور نابالغ لڑکا دیوانہ اور کافر مسلمان عورت کا (نکاح کرنے میں) ولی نہیں ہو سکتا اور اگر ولی ہونے کے لئے کوئی عصبہ نہ ہو تو اس کی ولی اس کی ماں ہے (پھر نانا) پھر حقیقی بہن پھر علاتی بہن (یعنی جو فقط باپ میں شریک ہو) پھر اخیافی بہن یا بھائی (یعنی جو فقط ماں میں شریک ہوں) پھر اور ذوی الارحام (یعنی مثلاً پھوپھیاں پھر ماموں پھر خالائیں پھر ماموں کی اولاد علیٰ ہذا القیاس اور اگر یہ بھی نہ ہوں تو) پھر حاکم اور دور کے رشتہ کے ولی کو اس وقت نکاح کر دینا جائز ہے کہ جب قریب کے رشتہ کا ولی تین دن[3] (یا اس سے زیادہ) کے راستہ پر ہو اور پھر اس کے آنے سے (اگر وہ رضامند نہ ہو تو) نکاح ٹوٹ نہیں سکتا اسی پر فتویٰ ہے اور یہ دیوانی عورت کا ولی اس کا بیٹا ہوتا ہے باپ نہیں ہوتا۔

فائدہ - یہ امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہے اور امام محمدؒ کا قول اس کے

---

[1] جب لڑکی بالغ ہو جاتی ہے تو اس کی شرمگاہ کے اندر ایک باریک سی جھلی ہوتی ہے یہاں کنوارے پن سے وہی جھلی مراد ہے ۱۲

[2] دلالۃً سے مراد یہ ہے کہ بیوی کے برتنے کی چیزیں خرید کر لانے لگے ۱۲ - حاشیہ عربی -

[3] یعنی کم از کم شرعی سفر کا فاصلہ ہو اور شرعی سفر تین دن سے کم نہیں ہوتا ۱۲ -

برعکس ہے اور بہتر یہ ہے کہ ان میں سے ایک دوسرے کے کہنے سے کہرے تاکہ بالاتفاق صحیح ہوجائے طحاوی

کفو کا بیان

فصل۔ جو عورت اپنے ولی کی بغیر اجازت کے غیر کفو سے نکاح کرلے تو ولی (یعنی عصبہ اگر چاہے تو) دونوں کو جدا کردے (جب تک کہ ان کے اولاد نہ ہوئی ہو اور اگر اولاد ہوگئی تو پھر ولی کو یہ اختیار نہیں ہے) اور بعض ولیوں کا رضامند ہوجانا سب کے رضامند ہوجانے کے حکم میں ہے اور اگر ولی مہر لے لے یا جہیز کا بندوبست کردے یا شوہر کا تحفہ قبول کرے تو یہ اس کی رضامندی کا ثبوت ہے اور اگر وہ اس نکاح کی خبر سن کر چپ ہورہا تو اس سے رضامندی ثابت نہیں ہوسکتی ایک دوسرے کا کفو چند امور میں اُس کے برابر ہونے سے ہوتا ہے اول یہ کہ نسب میں دونوں برابر ہوں پس قریش سب آپسمیں کفو ہیں اور ان کے سوا عرب آپسمیں کفو ہیں دوسرے یہ کہ حر ہونے (یعنی آزاد ہونے) اور مسلمان ہونے میں دونوں برابر ہوں اور جس کے فقط باپ دادا ہی حُر اور مسلمان ہوں وہ اس کا کفو ہے جو کئی پشتوں سے حر اور مسلمان چلا آتا ہو تیسرے دیانتداری اور روپیہ پیسہ اور پیشہ میں برابر ہوں (یعنی دونوں ہم پیشہ بھی ہوں) اگر کسی عورت نے کفو سے اپنے مہر مثل سے کم پر اپنا نکاح کرلیا تو اب ولی کو اختیار ہے کہ یا تو (قاضی کے ہاں دعوی کرکے) ان میں علٰحدگی کرادے اور یا وہ اُس کا مہر مثل پورا کردے اگر کوئی اپنے نابالغ لڑکے کی شادی غیر کفو میں کردے اور مہر بہت تھوڑا سا یا بہت سا) مقرر کرے تو وہ نکاح صحیح ہوجائے گا باقی باپ اور دادا کے سوا اور کوئی ایسا کرنے کا مجاز نہیں ہے[ع]۔

فصل۔ چچا کے بیٹے کو اختیار ہے کہ اپنے تائے کی بیٹی کا نکاح اپنے سے کرلے اور وکیل کو اپنی مؤکلہ عورت کا نکاح اپنے سے کرلینا جائز ہے (بشرطیکہ اسنے وکیل اپنا نکاح ہی کردینے کو کیا ہو) اور غلام لونڈی کا نکاح اگر آقا کی بلا اجازت کے ہوگیا ہو تو اس کی اجازت پر موقوف رہے گا جیسا کہ فضولی کا نکاح موقوف رہتا ہے۔

فائدہ۔ فضولی ف کے پیش سے لغت میں اس کو کہتے ہیں جو فضول کاموں میں پڑا ہوا ہو اور فقہاء کی اصطلاح میں اس کو کہتے ہیں جو نہ کسی کا وکیل ہو نہ قاصد ہو بلکہ آپ ہی اپنی طرف سے کسی کا کسی سے نکاح کردے تو وہ بھی موقوفاً منعقد ہوجاتا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ اگر وہ میاں بیوی خبر ہونے پر مان گئے تو ہوگیا ورنہ نہیں یہی قول امام مالک۔ اہل مدینہ۔ حسنؒ۔ سعید بن المسیب اور ابراہیم نخعی کا ہے لیکن امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ فضولی کا نکاح بالکل بیکار ہے عینی ملخصاً

ع شریعت میں نسب او خاندان کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ اصل شئی دینداری اخلاق اور طبائع کی یکسانیت ہے۔ حبیب)

ترجمہ ۔ عقد نکاح کا ایجابؔ غائب نکاح کرنیوالے کے ایجاب پر موقوف نہیں رہتا ۔
فائدہ ۔ اس کی صورت یہ ہے کہ ایک عورت نے دو گواہوں کے روبرو کسی کی بابت یہ کہا کہ وہ مجھ سے نکاح کرلے اور وہ نکاح کرنے والا غائب ہے اس مجلس میں نہیں ہے اور نہ اس کی طرف سے اس کو اور کسی نے قبول کیا تو اس عورت کا یہ ایجاب اُس کے آنے پر موقوف نہیں رہے گا بلکہ اُس کے آنے کے بعد پھر نئے سرے سے ایجاب کرنا چاہیئے ۔ عینی ملخصا ۔
ترجمہ ۔ اگر کوئی کسی کی طرف سے) ایک عورت سے نکاح کر دینے پر مامور (یعنی اس کا وکیل) ہوا اور وہ (ایک عقد میں) دو عورتوں سے کر دے تو یہ (اپنے موکلؔ یا آمر کا مخالف ہے نہ کر لونڈی سے کر دینے والا (یعنی اگر وہ وکیل لونڈی سے نکاح کر دے گا تو مخالف نہیں کہلائیگا ۔

مہر کا بیان

ترجمہ نکاح بغیر مہر ذکر کئے درست ہو جاتا ہے اور مہر کم سے کم دس درم کا ہوتا ہے ۔
فائدہ ۔ جو تخمیناً دو روپے دس آنے ہوتے ہیں اور ائمہ میں سے ہر ایک نے مہر کی مقدار وہی ٹھیرائی ہے جو ایک عضو بیکار کرنے میں چوری کا نصاب ہے مثلاً امام مالکؒ کے نزدیک چوتھائی دینار اور تین درم ہیں ابن شبرمہ پانچ درم کہتے ہیں (ابراہیم نخعی کے ہاں کم از کم چالیس درم ہیں امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا قول یہ ہے کہ جو چیز بیع میں قیمت ہو سکے وہ مہر ہو سکتی ہے اور ہماری دلیل یہ ہے جو جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ لَا مَهْرَ اَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ یعنی مہر دس درم سے کم نہیں ہوتا ۔ اس کو دار قطنی نے روایت کیا ہےؔ ۔ عینی ملخصاً ۔
ترجمہ ۔ اگر کسی نے دس درم یا اُس سے کم مہر ٹھیرایا تو صحبت ہونے کے بعد (اگر وہ لینا چاہے گی) یا دونوں میں سے ایک کے مرجانے پر یا خلوتؔ صحیحہ ہونے پر اس عورت کو دس ہی درم ملیں گے اور صحبت (یا خلوت صحیحہ) ہونے سے پہلے طلاق دیدینے سے مہر نصف رہ جاتا ہے

لہ اصل عربی میں یہاں شطر کا لفظ ہے جس کے معنے نصف یا جزو کے ہیں یہاں اس سے ایجاب مراد ہے ۱۲ حاشیہ وصل
سہ یعنی دونوں عورتوں میں سے موکل کو ایک بھی رکھنی لازم نہ ہوگی ۱۲ طحطاوی وعینی ۔ عہ یہ حدیث صحیح نہیں ۔ اور احادیث کی رو سے اسلام اور تعلیم قرآن بھی مہر ہو سکتا ہے ۔ (حبیب)
سہ خلوت صحیحہ اسے کہتے ہیں کہ میاں بیوی ایک ایسے مکان میں ہوں کہ جہاں ان کی اجازت بغیر اور کوئی نہ جا سکے اور اور نہ وہاں کوئی ذی عقل بچہ ہو اور نہ ان دونوں میں کوئی ایسا بیمار ہو جس سے صحبت نہ ہو سکے اور نہ رمضان کے روزے اور نہ عورت حیض سے ہو ۱۲ مترجم از شرح وقایہ ۔

اور اگر مہر ٹھیرایا نہیں تھا یا اس کی نفی کر دی تھی (یعنی یہ کہدیا تھا کہ مہر نہیں دوں گا تو اب اگر یہ شوہر صحبت کر چکا یا مر گیا تو اس عورت کو مہر مثل ملیگا (یعنی جتنا اس کی بہنوں پھوپھیوں کا ہوتا ہوگا اتنا ہی اس کو ملے گا) اور اگر (ایسے نکاح میں) صحبت اور خلوت) کرنے سے پہلے طلاق دے دی تو ایک متعہ ہے یعنی شوہر پر عورت کو ایک جوڑا دینا واجب ہے) اور متعہ ایک کرتی۔ اوڑھنی اور چادر کو کہتے ہیں اگر نکاح ہونے کے بعد کوئی چیز ٹھیری یا مہر بڑھا دیا گیا تو (صحبت کرنے سے پہلے طلاق دیدینے پر اس کو نصف نہیں کریں گے اور عورتوں کو اپنا مہر کم کر دینا جائز ہے اور شوہر کا اکیلی عورت کے پاس جانا بشرطیکہ نہ (دونوں میں سے) کوئی بیمار ہو نہ عورت حیض (و نفاس سے ہو نہ کوئی احرام باندھے ہوئے ہو نہ کسی کا فرض روزہ ہو تو یہ مثل صحبت کرنے کے ہے اگرچہ مرد کا ذکر کٹا ہوا یا وہ عنین یا خصی ہوا اور اس خلوت کے بعد (طلاق دینے یا شوہر کے مرجانے پر احتیاطاً) عدت واجب ہوتی ہے اور ہر طلاق والی عورت کو ایک جوڑا دینا مستحب ہے) خواہ اس سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو) سوائے مفوضہ عورت کے بشرطیکہ اُسے صحبت کرنے سے پہلے طلاق دیدی ہو

فائدہ یعنی مفوضہ کو جوڑا دینا مستحب نہیں ہے بلکہ واجب ہے اور مفوضہ وہ عورت ہے جس نے اپنے کو شوہر کے سپرد کر دیا ہو اور اس کا نکاح مہر متعین کیے بغیر ہوا ہو۔ عینی۔

ترجمہ۔ نکاح شغار میں اور آزاد شوہر کے اس عورت کے خدمت کر دینے اور اس کو قرآن پڑھا دینے میں بھی مہر مثل واجب ہوتا ہے۔

فائدہ نکاح شغار اسے کہتے ہیں کہ ایک آدمی اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح دوسرے سے اس شرط پر کر دے کہ وہ اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح اس سے کر دے اور مہر یہ دونوں کا بدلہ ہوتا ہو تو یہ دونوں نکاح درست ہو جائیں گے اور ان میں مہر مثل دینا واجب ہوگا اسی طرح اگر کسی آزاد آدمی نے اس شرط پر نکاح کیا کہ میں مہر کے بدلے اتنے دنوں بیوی کی خدمت کر دوں گا یا قرآن پڑھا دونگا تو ان دونوں صورتوں میں بھی مہر مثل واجب ہوگا جس کی وجہ یہ ہے کہ جس کا اس وقت نام لیا گیا ہے وہ مال نہیں ہے اور مہر میں مال ہونا ضروری ہے (یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے) عینی۔

ترجمہ۔ ہاں اگر شوہر غلام ہو تو عورت کو اس سے خدمت لینی جائز ہے (یعنی اس صورت میں شوہر کی خدمت ہی مہر ہو جائے گی) ایک عورت کا ایک ہزار روپیہ مہر تھا اور وہ اُس نے (صحبت ہونے سے پہلے) وصول کر کے شوہر کو بخشدیا اس کے بعد صحبت (یا خلوت صحیحہ) ہونے سے پہلے اسے طلاق مل گئی تو اب شوہر پانچ سو روپیہ اس عورت سے پھیر لے (کیونکہ وہ ایک ہزار لے چکی ہے اور مستحق پانچ سو ہی کی تھی) ہاں اگر اس نے (پورا مہر یعنی) ایک ہزار نہیں لئے تھے یا پانچسو ہی لئے تھے اور (پہلی صورت کے لحاظ سے) ایک ہزار یا (دوسری صورت کے اعتبار سے) باقی

شوہر کو بخشدیئے۔ یا مہر کا اسباب قبضہ کرنے سے پہلے یا بعد میں شوہر کو بخشدیا اور ان تینوں صورتوں میں صحبت ہونے سے پہلے اس کو طلاق مل گئی تو اب شوہر اس سے کچھ نہ لے۔

فائدہ - یہ تین مسئلے ہیں پہلا مسئلہ یہ ہے کہ ایکہزار مہر ٹھیرا یا اور صحبت کرنے سے پہلے طلاق مل گئی اور عورت نے وہ ایکہزار بھی وصول نہیں کئے تھے بلکہ اسی کو بخشدیئے تھے۔ اس صورت میں قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ شوہر اس سے پانچ سو وصول کرے چنانچہ اس میں امام زفر کا قول یہی ہے مگر ہمارے نزدیک استحسان یہ ہے کہ اب اس سے نہ لے اس لئے کہ اس کا مقصود حاصل ہوگیا ہے وہ یہ کہ صحبت کرنے سے پہلے طلاق دینے پر نصف مہر کا جو یہ دیندار ہوتا ہے اس سے بچ گیا ہے بس یہی کافی ہے اور دوسرے مسئلہ میں عورت نے اپنے حق سے زیادہ نہیں لیا دوسرے وہ حصول مقصود کی دلیل یہاں بھی ہے اور تیسرا مسئلہ صاف ظاہر ہے۔ مستخلص ملخصاً۔

ترجمہ - اگر کسی نے ایک ہزار مہر پر اس شرط سے نکاح کیا کہ میں اس عورت کو باہر نہیں لے جاؤنگا یا اس پر دوسرا نکاح نہیں کروں گا یا یہ شرط کہ اگر میں اس عورت کو اس شہر میں رکھوں گا تو ہزار دوں گا اور اگر باہر لے جاؤں گا تو دو ہزار دوں گا اب اگر اس نے اس شرط کو پورا کر دیا اور اسی شہر میں رکھا تو عورت ایک ہزار کی مستحق[1] ہو گی اور اگر اس نے شرط پوری نہیں کی (مثلاً اسے لے کر باہر چلا گیا) تو اس کو مہر مثل دینا ہوگا اور اگر اس طرح نکاح کیا کہ دو غلام سامنے کرکے یہ کہا کہ مہر میں یہ غلام ہے یا یہ غلام ہے (اور ان دونوں کی قیمت میں بہت فرق ہے مثلاً ایک پانچ سو کا ہے دوسرا ہزار کا ہے) تو اس صورت میں مہر مثل دینے کا حکم کیا جائیگا اور اگر ایک گھوڑے یا گدھے پر نکاح کیا (یعنی مہر میں ان کے دینے کا وعدہ کیا) تو اوسط درجہ (کا گھوڑا گدھا) یا اس کی قیمت واجب ہو گی اور اگر کپڑے یا شراب یا سور پر نکاح کیا (یعنی ان میں سے کوئی چیز مہر ٹھیری) یا کہا کہ اس سرکہ پر نکاح کرتا ہوں اور وہ سرکہ نہیں تھا بلکہ شراب تھی یا کہا کہ اس غلام پر نکاح کرتا ہوں اور وہ غلام نہیں بلکہ آزاد تھا تو ان سب[2] صورتوں میں مہر مثل واجب ہے اگر کسی نے مہر میں دو غلام دیدیئے اور ان میں ایک آزاد تھا تو اب اس عورت کا مہر یہی ایک غلام ہے اور نکاح فاسد میں مہر مثل صحبت کرنے سے واجب ہوتا ہے۔

فائدہ - نکاح فاسد اس کو کہتے ہیں کہ جس میں نکاح کی شرطوں میں سے کوئی شرط جاتی رہے

[1] مذہبی کے باب کے بعد متفرق مسئلوں کے بیان میں یہ آجائیگا کہ بعض معاملات ایسے ہیں کہ ان میں شرطیں لگانے سے وہ شرطیں ہی باطل ہوجاتی ہیں ان ہی میں سے نکاح بھی ہے اور جب یہ شرط باطل ہوئی تو عورت کے لیئے مہر مثل کا استحقاق ضروری ہے ۱۲ مترجم

[2] سب سے مراد یہی چار صورتیں ہیں جو اسی ایک اگر کے تحت میں ہیں ۱۲ مترجم۔

مثلاً گواہ نہ ہوں باقی اس کی تفصیل آگے آئے گی ۔ طحطاوی ۔

ترجمہ ۔ اور وہ بھی مقرر شدہ سے (یعنی جو میاں بیوی میں ٹھیر چکا ہے اس سے) نہ بڑھایا جائیگا اور اس نکاح سے (بچہ کا) نسب اور عورت کے ذمہ) عدت ثابت ہو جاتی ہے اور مہر مثل عورت کے باپ کے خاندان کا معتبر ہوتا ہے (یعنی بہنوں اور پھوپھیوں کا مہر مہر مثل ہوتا ہے جب کہ یہ دونوں عورتیں عمر میں ۔ خوبصورتی میں ۔ مالداری میں ۔ شہری ہونے میں ۔ ہم عصر اور عقلمند اور دیندار اور کنواری ہونے میں دونوں برابر ہوں پس اگر (باپ کے خاندان میں) کوئی ایسی عورت نہ ہو (جوان آٹھوں امور میں اس کے برابر ہو تو اس کا مہر اجنبی عورتوں کے مہر کو دیکھ کر ٹھیرا دیا جائیگا اگر (شوہر کی طرف سے) عورت کا ولی مہر کا ضامن ہو جائے تو یہ جائز ہے اور پھر عورت کو اختیار ہے چاہے وہ مہر کا تقاضا شوہر پر کرے (کیونکہ اس سے نکاح ہوا ہے) اور چاہے ولی پر کرے کہ وہ ضامن ہو گیا ہے) اور (اگر مہر معجل ٹھیر اتھا تو عورت کو مہر (نہ ادا کرنے کی وجہ سے اتنا اختیار ہے کہ وہ اپنے ساتھ اس کو صحبت نہ کرنے دے یا اس کے سفر میں ہمراہ لیجانے سے گریز ے اگرچہ وہ ایک دفعہ اس سے صحبت کر بھی چکا ہو اور اگر مہر کی مقدار میں میاں بیوی کا جھگڑا ہو جائے (بیوی زیادہ کہے اور میاں کم بتلائے تو مہر مثل پر فیصلہ کیا جائے گا (یعنی دونوں میں سے جو مہر مثل کے برابر کہے گا اسی کا کہنا معتبر ہوگا اور اس سے قسم بھی لے لی جائے گی) اور اگر اس کو صحبت کرنے سے پہلے طلاق دے دی ہے تو ایک جوڑا کپڑے دینے کا حکم دیا جائیگا (جو اس جیسی عورت کو ملتا ہوگا) اور اگر اصل مہر کے ٹھیرنے ہی میں اختلاف ہو (مثلاً عورت کہے ٹھیرا تھا اور مرد کہے نہیں ٹھیرا تھا تو بالاجماع) مہر مثل واجب ہوگا اور اگر یہ (میاں بیوی) دونوں مر گئے اور ان کے وارثوں کا مہر کی مقدار میں جھگڑا ہوا تو شوہر کے وارثوں کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا اور اگر میاں نے اپنی بیوی کو کوئی چیز بھیجی تھی اس کے بعد دونوں میں جھگڑا ہو گیا بیوی کہتی ہے کہ وہ سوغات تھی اور میاں کہتا ہے وہ مہر میں تھی تو ایسے موقع پر مع قسم کے مرد کے قول کا اعتبار کیا جائیگا بشرطیکہ وہ اسی وقت کھانے کی نہ ہو ۔

فائدہ ۔ مثلاً گوشت روٹی اور میوے نہ ہوں جو جلدی بگڑ جاتے ہیں بلکہ وہ ایسی چیز ہو کہ اسی وقت کھانے کی نہ ہو مثلاً شہد یا گھی یا کوئی جانور وغیرہ تو اس وقت شوہر کے کہنے کا اعتبار کر کے اور اس سے قسم لے کر مہر میں[1] محسوب کر دیا جائیگا اور اگر ایسی چیز ہے کہ وہ اسی وقت

---

[1] مثلاً وہی چیزیں جو ابھی مذکور ہوئیں یعنی گوشت وغیرہ تو اس میں عورت کے کہنے کا اعتبار کر کے تحفہ میں شمار کیا جائیگا اور مہر علیحدہ دینا ہوگا ۱۲ از حاشیہ اصل ۔

کے کھلانے کی ہے تو اس میں عورت کے کہنے کا اعتبار کیا جائے گا مگر قسم لے کر۔ طحطاوی وعینی۔

ترجمہ۔ اگر کسی ذمی نے ذمیہ عورت سے ایک مردار جانور کے بدلے میں یا بدون مہر کے نکاح کرلیا اور ایسا نکاح ان کے نزدیک جائز تھا پھر اس عورت سے صحبت کی یا صحبت سے پہلے طلاق دیدی یا مرگیا تو (دونوں صورتوں میں) اس عورت کو مہر کچھ نہیں ملے گا اگر دار الحرب میں وہاں کے باشندے ایسا کریں تو ان کا بھی (بالاتفاق) یہی حکم ہے اگر کسی ذمی نے ذمیہ عورت سے معین شراب یا معین سور پر نکاح کیا (یعنی ان میں سے کوئی چیز مہر میں دینی ٹھہری) اور اس پر قبضہ ہونے سے پہلے (میاں بیوی) دونوں مسلمان ہوگئے یا ایک مسلمان ہوگیا تو (امام صاحب کے نزدیک) وہ شراب اور سور اس عورت کا ہے اور اگر شراب اور سور کو معین نہیں کیا تھا تو عورت کو شراب کی قیمت ملے گی اور سور ہونے کی صورت میں مہر مثل ملے گا۔

غلام اور لونڈی کا نکاح

ترجمہ۔ غلام۔ لونڈی۔ مکاتب۔ مدبر اور ام ولد کا نکاح ان کے آقا کی اجازت بغیر نہیں ہوسکتا پس اگر کسی غلام نے اپنے آقا کی اجازت سے نکاح کیا تھا تو مہر ادا نہ ہونے کی صورت میں وہ غلام فروخت کر دیا جائیگا اور مدبر اور مکاتب کما کر مہر ادا کریں گے یہ مہر (وصول کرنے) میں فروخت نہیں کئے جائیں گے اور آقا کا غلام سے کہنا کہ تو اُسے رجعی طلاق دیدے نکاح موقوف کی اجازت ہے۔

فائدہ۔ یعنی یہی غلام کا نکاح جو آقا کی اجازت پر موقوف تھا اس کی اجازت ہے کیونکہ رجعی طلاق نکاح کے بعد ہی ہوتی ہے گویا ایک غلام نے اپنے آقا کی اجازت بغیر نکاح کرلیا تھا اسے خبر ہوئی تو اس نے یہ کہا کہ اسے رجعی طلاق دیدے اس وقت اس کا یہ کہنا نکاح کی اجازت ہوجائیگا۔ عینی۔

ترجمہ۔ نہ کہ یہ کہنا کہ اسے طلاق دیدے یا اسے الگ کردے (یعنی یہ کہنا اجازت میں شمار نہیں ہوگا) اور (آقا کا غلام کو) نکاح کی اجازت دینا نکاح فاسد کو بھی شامل ہوگا (یعنی اس میں بھی صحبت کے بعد مہر ادا کرنے میں اس کو فروخت کردیا جائیگا) اگر آقا نے خود ماذون غلام

[1] بلکہ اگر اسے کھانا کپڑا نہ دیا گیا اور اس عورت نے قرض لے کر کھایا تو اس قرض کی ادائیگی میں بھی یہ فروخت کردیا جائیگا ۱۲۔ از حاشیہ اصل از عینی۔

کا کسی عورت سے نکاح کر دیا (اور غلام کے ذمہ قرض تھا) تو وہ نکاح صحیح ہو جائیگا اور وہ عورت اپنا مہر وصول کرنے میں مثل اور قرضخواہوں کے ہوگی (اور غلام ماذون وہ ہے جسے آقا نے تجارت کرنے کی اجازت دے رکھی ہو) اگر کسی نے اپنی لونڈی کا نکاح کر دیا ہے تو اس پر یہ واجب نہیں ہے کہ اُن کو رات کو علیحدہ بھی سلایا کرے بلکہ یہ لونڈی اپنے آقا ہی کی خدمت کرے اور جب اس کے شوہر کا قابو چلے وہ اس سے صحبت کر جایا کرے اور آقا کو اپنے غلام لونڈی کا زبردستی نکاح کر دینے کا اختیار ہوتا ہے۔

فائدہ۔ اختیار ہونے سے یہ مراد ہے کہ اگر وہ ان کی بلا رضامندی کر دے گا تو وہ نکاح صحیح ہو جائے گا۔ عینی۔

ترجمہ۔ اگر آقا (نے اپنی لونڈی کا نکاح کر دیا تھا اب اگر وہ) اپنی لونڈی کو (اس کے شوہر کے) صحبت کرنے سے پہلے قتل کر دے تو (شوہر کے ذمہ سے) مہر جاتا رہیگا ہاں اگر آزاد عورت صحبت ہونے سے پہلے خودکشی کرلے تو اُس کا مہر نہیں جائیگا اور عزل کے بارے میں لونڈی کے آقا کی اجازت ہونی چاہیئے۔

فائدہ۔ عزل اس کو کہتے ہیں کہ صحبت کرتے وقت انزال ہونیسے پہلے ذکر کو فرج سے نکال لے تاکہ انزال باہر ہو اور حمل نہ رہے ایسا کرنا جائز ہے مگر مکروہ ہے اور اس بارے میں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک لونڈی کے کہنے کا اعتبار نہیں ہے بلکہ اس کے آقا کی اجازت ہونی چاہیئے کیونکہ حق اسی کا ہے لونڈی کا نہیں ہے۔ عینی و طحطاوی۔

ترجمہ۔ اگر لونڈی یا مکاتبہ (کا کسی سے نکاح ہو گیا تھا اور پھر وہ) آزاد کر دی گئی تو ان میں سے ہر ایک کو اختیار دیدیا جائیگا (کہ نکاح رکھے یا توڑ دے اور یہ اختیار اسی مجلس تک رہے گا جس میں ہر ایک کو اس کی خبر ہوتی ہے) اگرچہ اس کا شوہر آزاد ہی ہو اور اگر لونڈی نے (آقا کی) بغیر اجازت کے نکاح کر لیا تھا پھر وہ آزاد ہو گئی تو اس کا نکاح بدون اختیار کے قائم رہیگا پس اگر اس کا شوہر اس کے آزاد ہونے سے پہلے اس سے صحبت کر چکا ہے تو مہر آقا کو ملیگا ورنہ مہر اس لونڈی کا ہوگا۔ اگر کسی نے اپنے بیٹے کی لونڈی (یعنی باندی) سے صحبت کر لی تھی (اور اسکے بچہ ہوا تو اُس نے دعوٰی کیا کہ یہ بچہ میرا ہے) تو بچہ کا نسب اس سے ثابت ہو جائیگا اور یہ باندی اس کی ام ولد ہو جائے گی اور اس باندی کی قیمت اس پر واجب ہوگی اس کا مہر واجب نہیں ہوگا اور نہ اس کے بچہ کی قیمت دینی واجب ہوگی اور (اگر باپ نہ ہو اور دادا ایسا کر بیٹھے) تو دادا کا دعوٰی باپ ہی کے دعوے کی طرح ہے اگر بیٹا خود اپنی باندی کا نکاح اپنے باپ سے کر دے اور پھر اس

کے اولاد ہو تو یہ باندی باپ کی اُم ولد نہیں ہوگی اور اس صورت میں باپ پر اس کا مہر واجب ہوگا اس کی قیمت واجب نہیں ہوگی اور اس کی اولاد (بلا قیمت) آزاد ہوگی۔ ایک آزاد عورت (غلام کے نکاح میں تھی اس) نے اپنے شوہر کے آقا سے یہ کہا کہ تم اس کو ایکہزار روپیہ کے عوض میری طرف سے (یعنی میرے نائب ہو کر) آزاد کردو اس نے کردیا تو اب یہ نکاح ٹوٹ جائے گا اور اگر اس نے ایکہزار روپیہ کے عوض کا لفظ نہیں کہا ہے تو نکاح نہیں جائیگا اور (اس صورت میں) اسے آقا کی ولا ملے گی۔

فائدہ۔ پہلی صورت میں نکاح نہ رہنے کی یہ وجہ ہے کہ اس طرح کہنے سے عورت اپنے شوہر کی مالک ہو جائیگی تو ان دونوں کا نکاح نہیں رہتا اور دوسری صورت میں چونکہ اس نے بدلہ یا عوض کا ذکر نہیں کیا اس لئے وہ شوہر کی مالک نہ ہوئی اور نکاح بدستور رہا اور ولا اس مال کو کہتے ہیں جو کسی کے مرنے کے بعد اگر اس کا کوئی وارث قرابت دار نہ ہو تو وہ اس کے آزاد کرنے والے کو پہنچ جائے پس چونکہ اس دوسری صورت میں آزاد کرنے والا آقا ہے لہذا ولا اسی کی ہے۔

کافر کا نکاح

ترجمہ۔ اگر کوئی کافر گواہوں کے بغیر یا (دوسرے) کافر کی عدت میں نکاح کرلے اور یہ ان کے دین میں جائز ہو پھر دونوں (میاں بیوی) مسلمان ہو جائیں تو ان کو اسی نکاح پر رہنے دیں گے (جدید نکاح کرنے کی ضرورت نہیں ہے) ہاں اگر وہ محرم ہو (یعنی اس کافر نے اپنی ماں بہن وغیرہ سے نکاح کر رکھا ہو اور دونوں مسلمان ہو جائیں تو ان کو جدا کر دیا جائیگا (اگرچہ ان کے مذہب میں ایسا کرنا جائز ہو) اور مرتد مرد اور عورت کا نکاح کسی سے نہ کیا جائے۔

فائدہ۔ یعنی نہ مسلمان سے نہ کافر سے خواہ کافر مجوسی ہو ذمی ہو یا اور کوئی ہو کیونکہ نکاح کا دارو مدار مذہب پر ہوتا ہے اور مرتدوں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا اس لئے کہ مرتد کے ملنے

لہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ لونڈی بالغہ ہے تو اس کو بالغ ہوتے تک اختیار رہیگا ۱۲ طحطاوی از اصل۔
ٍ
سے بلکہ فقط یوں کہا کہ اس کو میری طرف سے آزاد کردو ہزار وغیرہ کا نام نہ لیا تو نکاح قائم رہے گا ۱۲ عینی۔ سے کافر کا لفظ ذمی مشرک اور آتش پرست وغیرہ کو شامل ہے ۱۲ (عینی)

دین سے پھرے ہوئے کے ہیں اور جس دین کو وہ اختیار کرتا ہے اس پر بھی قائم نہیں رہا کرتا عینی

ترجمہ۔ اولاد اپنے ماں باپ میں سے دین میں بہتر کے تابع ہوتی ہے (مثلاً باپ مسلمان ہے اور ماں کافر ہے تو ان کی اولاد کو مسلمان تصور کیا جائیگا) اور مجوسی اہل کتاب سے بدتر ہیں (یعنی اگر ایک بچہ کی ماں مجوسن ہے اور باپ یہودی یا نصرانی ہے تو اس بچہ کو باپ کے لحاظ سے یہودی یا نصرانی تصور کیا جائیگا) اگر میاں بیوی میں سے ایک مسلمان ہو جائے تو دوسرے سے بھی مسلمان ہونے کے لئے کہا جائے اگر وہ ہو جائے تو فبہا (دونوں کا نکاح بدستور رہیگا) ورنہ دونوں کو جدا کر دیا جائے اور مرد کا مسلمان ہونے سے انکار کرنا طلاق ہے (یعنی اس کے انکار کرنے ہی سے عورت کو طلاق ہو جاتی ہے) عورت کا مسلمان ہونے سے انکار کرنا (بالاتفاق) طلاق نہیں ہے (کیونکہ طلاق عورت کی طرف سے نہیں ہوسکتی) اگر میاں بیوی میں سے ایک دارالحرب میں مسلمان ہو جائے تو جب تک عورت تین دفعہ حیض سے نہ ہولے (یا تین مہینے نہ گذر جائیں) وہ اپنے میاں سے علیحدہ نہیں ہوگی اگر کتابیہ[1] عورت کا شوہر (یعنی یہودن یا نصرانن کا شوہر) مسلمان ہو جائے تو اس کا نکاح بدستور رہے گا اور دو ملکوں کا مختلف ہونا (میاں بیوی میں) جدائی کا سبب ہے نہ کہ قید میں آنا۔

فائدہ۔ یعنی ہمارے نزدیک ایک آدمی کا دارالحرب سے مسلمان ہوکر دارالاسلام میں چلا آنا ان میاں بیوی میں جدائی ہونے کا سبب ہے ہاں اگر دونوں میں سے ایک قید ہوکر مسلمانوں کے ملک میں آگیا یا مسلمانوں کے ملک سے قیدی ہوکر دارالحرب کو چلا گیا تو اس سے دونوں میں جدائی نہ ہوگی۔ عینی۔

ترجمہ۔ اگر کوئی عورت دارالحرب سے ہجرت کرکے دارالاسلام میں آجائے اور اسے حمل نہ ہو تو وہ بلا عدت گذارے نکاح کرلے (یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہے اور صاحبین کا قول یہ ہے کہ اس پر عدت لازم ہے) اور میاں بیوی میں سے ایک کے مرتد ہو جانے سے نکاح اُسی وقت ٹوٹ جاتا ہے (یعنی جس وقت کوئی مرتد ہو) پس اگر عورت سے صحبت کرنے کے بعد شوہر مرتد ہو جائے تو اس عورت کو پورا مہر دینا لازم ہے اور اگر ابھی صحبت نہیں کی تھی تو نصف مہر دینا لازم ہے لیکن اگر عورت مرتد ہوئی ہے تو پھر اس کے لئے کوئی چیز واجب نہیں ہوتی (کیونکہ اب تو جدائی عورت ہی کی طرف سے واقع

---

[1] اسکی وجہ یہ ہے کہ یہودی یا نصرانی عورتوں سے تو یسے بھی نکاح کرنا جائز ہے یعنی اگرچہ اپنے ہی مذہب پر ہوں تو ہونے کے بعد نکاح باقی رکھنا تو بہت ہی آسان ہے۔ ۱۲ عینی از حاشیہ اصل۔

ہوتی ہے اور مسلمان ہونے سے انکار کرنا مرتد ہونے کی نظیر ہے (یعنی مہر کے واجب ہونے نہ ہونے وغیرہ میں جو حکم مرتد کا ہے وہی اس منکر اسلام کا ہے) اگر میاں بیوی دونوں مرتد ہوگئے اور پھر ساتھ ہی دونوں مسلمان ہوگئے تو ان میں جدائی نہ ہوگی اور اگر آگے پیچھے مسلمان ہوئے ہیں تو دونوں میں جدائی ہوجائے گی۔

عورتوں کی باری

ترجمہ۔ قسم ق کے زبر اور س کے جزم سے لغت میں حصے معین کرنے کو کہتے ہیں اور ق کے زیر سے مطلق حصے کے معنی میں ہے اور شرع میں ق کے زبر سے اپنی بیویوں میں برابری کرنے کو کہتے ہیں یعنی کھلانے پہنانے اور مکان وغیرہ کے دینے میں اپنی جتنی بیویاں ہوں سب کو برابر سمجھے حتی کہ اگر شوہر کا کام رات کے کرنے کا ہو مثلاً وہ سپاہی وغیرہ ہو تو وہ دن کو بمنزلہ رات کے کرے اور یہ تقسیم واجب ہے۔ عینی و فتح القدیر ملخصاً۔

ترجمہ۔ باری کی حقدار ہونے میں کنواری بیاہی کی طرح ہے اور نئی پرانی کی طرح اور مسلمان عورت اہل کتاب کی طرح۔

فائدہ۔ کنواری سے مراد وہ ہے جس کی اول ہی شادی ہوئی ہو اور بیاہی سے مراد وہ ہے جس کی دوبارہ شادی ہوئی ہو۔

ترجمہ۔ حرہ (یعنی آزاد عورت) کی باری لونڈی سے دگنی ہے اور مرد کو اختیار ہے کہ سفر میں جس بیوی کو چاہے اپنے ساتھ لیجائے ہاں ان میں قرعہ ڈال لینا مستحب ہے (پھر جس کے نام قرعہ نکل آئے اسی کو لیجائے اور یہ سفر کے ایام اس کی باری میں شمار نہیں کئے جائیں گے) اگر کسی عورت نے اپنی باری دوسری کو بخشدی ہو تو پھر اسے واپس کر لینے کا اختیار ہے۔

کتابُ الرّضاع

دودھ پینے کا بیان

ترجمہ (شرع میں) رضاعت اس کو کہتے ہیں کہ شیر خوار بچہ ایک خاص مدت میں (یعنی شیر خوارگی[1] کی عمر میں تھوڑا یا بہت) کسی عورت کی چھاتی سے دودھ پیئے اور اس کے سبب وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب کے سبب سے حرام ہوتے ہیں اگرچہ ڈھائی برس کے اندر کم ہی پیا ہو لیکن رضاعی بھائی کی ماں اور اس کے بیٹے کی بہن حرام نہیں ہوتیں۔

فائدہ۔ اسی طرح رضاعی بہن کی ماں بھی حرام نہیں ہوتی اور نسبی بھائی کی ماں سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اگر وہ اس کا حقیقی یا اخیافی بھائی ہے تو اس کی ماں اس کی حقیقی ماں ہے اور اگر علاتی بھائی ہے تو اس کی ماں اس کے باپ کی موطوءہ ہے یعنی اس سے وہ صحبت کر چکا ہے اور یہ دونوں قطعی حرام ہیں علی ہذا القیاس نسبی بیٹے اور بیٹی کی بہن بھی حرام ہے کیونکہ اگر وہ اس کی حقیقی یا علاتی بہن ہے تو اس کی بیٹی ہی ہوگی اور اگر اخیافی ہے تو اس کی موطوءہ بیوی کی بیٹی ہے یہ دونوں بھی حرام ہیں اور رضاعت سے حرمت ثابت ہونے میں امام شافعیؒ کا دو باتوں میں اختلاف ہے اول تو یہ کہ وہ اس میں پانچ گھونٹ پینا شرط ٹھیراتے ہیں اگر شیر خوارگی کی عمر میں کوئی دو تین گھونٹ پی لے تو ان کے نزدیک یہ حرمت ثابت نہیں ہوگی اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایک گھونٹ سے بھی حرمت ثابت ہو جاتی ہے اور ان کی دلیل یہ آیت ہے وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْۤ اَرْضَعْنَكُمْ یعنی تمہاری وہ مائیں بھی حرام ہیں جنھوں نے تم کو دودھ پلایا ہو) اس آیت میں حرمت کا دارومدار صرف دودھ پلانے پر ہے نہ پانچ چار گھونٹ ہونے کی شرط ہے اور نہ زیادہ ہونے کی قید ہے یہی حضرت ابن مسعود وغیرہ جیسے جلیل القدر صحابہ سے بھی مروی ہے دوسرا اختلاف رضاعت[2] کی

[1] یعنی ڈھائی سال میں [2] امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ بھی رضاعت کی مدت دو ہی برس فرماتے ہیں۔

مدت میں ہے کہ کس عمر تک دودھ پینے سے یہ حرمت ثابت ہو جاتی ہے اس میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تیس ۳۰ مہینے ہیں اور امام شافعیؒ کے نزدیک دو برس امام صاحب کی دلیل یہ آیت ہے وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا (یعنی حمل اور دودھ کا چھڑانا تیس ۳۰ مہینے ہیں) اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کی علٰحدہ علٰحدہ مدت تیس ۳۰ مہینے ہیں مگر یہ ٹھیک نہیں کیونکہ حمل دو برس تک نہیں رہتا لہٰذا یہ تیس ۳۰ مہینے دودھ چھڑانے ہی کی مدت ہے اور اگر کوئی یہ کہے کہ یہ مدت دونوں کے مجموعہ کی ہے مگر اس میں حمل کی اقل مدت مذکور ہے تو دودھ پلانے کی بھی مدت دو برس اقل ہی ہونی چاہیئے۔ اس مسئلہ میں صاحبین بھی امام شافعیؒ کے موافق ہیں اور فتویٰ انہی کے قول پر ہے۔ عینی وطحطاوی۔

ترجمہ۔ دودھ پلانے والی کا وہ شوہر جس سے اس کے وہ دودھ ہوا ہو اس شیر خوار بچہ کا باپ ہے اور اس کا بیٹا بھائی ہے اس کی بیٹی بہن ہے اس کا بھائی چچا ہے اور اس کی بہن اس کی پھوپھی ہے اور اپنے رضاعی بھائی اور نسبی بھائی کی بہن سے نکاح کرنا درست ہو سکتا ہے۔

فائدہ۔ مثلاً زید کی دو بیبیاں ہیں اور دونوں کے دو لڑکے ہیں اور ایک کے پہلے خاوند سے ایک لڑکی بھی تو یہ لڑکی دوسری بی بی کے لڑکے کے لئے حلال ہے کیونکہ ان دونوں میں کوئی قرابت نہیں ہے اور یہ مثال دونوں صورتوں کے لئے ہو سکتی ہے اس لئے کہ جس بی بی کے ایک لڑکا ہی ہے اگر وہ اس کا حقیقی بیٹا ہے تو یہ لڑکی اس کے نسبی بھائی کی بہن ہے اور اگر رضاعی ہے تو وہ رضاعی بھائی کی بہن ہے۔ عینی۔

ترجمہ۔ جن دو بچوں نے ایک چھاتی سے دودھ پیا ہو ان میں سے ایک کا دوسرے سے نکاح کرنا درست نہیں ہے (کیونکہ وہ دونوں بہن بھائی ہیں) اور نہ دودھ پلانے والی کے ساتھ اور نہ اس کی اولاد کی اولاد کے ساتھ اور جو دودھ کھانے میں ملا ہوا ہو وہ اس حرمت کو ثابت نہیں کرتا (برابر ہے کہ کھانا غالب ہو یا دودھ غالب ہو یا دونوں برابر ہوں) ہاں اگر پانی میں یا دوا میں یا بکری کے دودھ میں ملا ہوا ہو تو اس میں غالب کا اعتبار کیا جائے گا (یعنی ان چاروں چیزوں میں سے کسی میں اگر دودھ غالب ہو اور وہ کسی نے پی لیا تو حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی ورنہ نہیں) اور کنواری (لڑکی کے اگر قریب البلوغ دودھ اتر آئے تو اس) کا اور مری ہوئی عورت کا دودھ اس حرمت کو ثابت کرتا ہے لیکن اس دودھ کا حقنہ اس حرمت کو ثابت نہیں کرتا اور نہ مرد کا اور نہ بکری کا دودھ ثابت کرتا ہے اگر کوئی عورت اپنی (شیر خوار سوت[۱]

[۱] عربی نسخہ میں یہاں ضرۃ کا لفظ ہے اس کے معنی سوت اور سوکن کے ہیں ۱۲۔ مترجم۔

کو اپنا دودھ پلا دے تو (اس مرد پر) یہ دونوںؔ حرام ہو جائیں گی اور اس بڑی سے اگر مرد نے صحبت نہیں کی تھی تو اس کو مہر بھی نہیں ملے گا (کیونکہ علیحدگی اسی کی طرف سے ہوئی ہے) اور چھوٹی کو نصف مہر ملے گا اور یہ نصف مہر مرد بڑی سے وصول کرے اگر اُس نے جان بوجھ کر یہ نکاح کھویا ہو ورنہ کچھ نہ لے اور جس گواہی سے مال ثابت ہوتا ہے اُسی سے رضاعت بھی ثابت ہو جاتی ہے۔

ؔ یعنی دودھ پلانے والی بھی (جس نے دودھ پلایا ہے) وہ بھی ۱۲۔
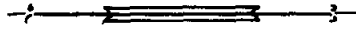
کتابُ الطّلاق

طلاق کا بیان

فائدہ ۔ لغت میں طلاق مطلقاً قید کے اٹھا دینے کو کہتے ہیں اور شرع میں یہ ہیں جو مصنف نے ذکر کئے ہیں اور مباح چیزوں میں سب سے زیادہ بری چیز یہ طلاق ہے کیونکہ اس میں نکاح کا توڑ دینا ہوتا ہے حالانکہ نکاح کم از کم سنت ورنہ واجب ہے۔ عینی وغیرہ

ترجمہ ۔ طلاق اس قید کے اٹھا دینے کو کہتے ہیں جو نکاح کے باعث شریعت[1] سے ثابت ہوئی ہے ۔ عورت کو ایسے طہر میں ایک طلاق دینا جس میں اس سے صحبت نہ کی ہو اور پھر اُسے چھوڑ دینا یہاں تک کہ اس کی عدت پوری ہو جائے اس کو احسن طلاق کہتے ہیں اور (متفرق تین) طہروں میں تین طلاقیں دینے کا نام طلاق حسن[2] اور طلاق سُنّی ہے اور ایک طہر میں ایک لفظ سے تین طلاقیں دینے کو طلاق بدعی کہتے ہیں ۔

فائدہ ۔ مثلاً یہ کہدے کہ میں نے تین طلاقیں دیں یہ ایک لفظ سے تین طلاقیں ہیں اس نام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح طلاق دینا بدعت ہے مگر دینے سے ہو جاتی ہے اور طہر اُن دنوں کو کہتے ہیں جن دنوں میں عورت کو حیض نہ آتا ہو اور یاد رکھنا چاہیئے کہ موطوءہ اس عورت کو کہتے ہیں جس سے صحبت ہو چکی ہو اور غیر موطوءہ یا غیر مدخولہ وہ عورت ہے جس سے صحبت نہ ہوئی ہو ۔ عینی وغیرہ ۔

ترجمہ ۔ غیر موطوءہ کو طلاق سُنّی حالت حیض میں بھی ہو سکتی ہے (کیونکہ جب اُس سے

---

[1] اس لفظ کے ہونے سے یہ معلوم ہو گیا کہ قید سے رہا ہونے کو شرعاً طلاق نہیں کہینگے کیونکہ وہ رہائی حسًّا ہے شرعًا نہیں ہے اگرچہ لغت کے لحاظ سے اسے بھی طلاق کہہ سکتے ہیں ۱۲۔

صحبت نہیں ہوئی تو طلاق کے لئے اُس کا حیض بھی طہر کے حکم میں ہے) جس عورت کو حیض نہ آتا ہو (اور اس کو طلاق دینے کی ضرورت ہو) تو شوہر اس کی طلاق کو مہینوں پر منقسم کرے (یعنی سُنی طلاق دینے کی صورت میں ہر طہر کے عوض ایک مہینہ سمجھ لے) اور صحبت کے بعد عورتوں کو طلاق دینا جائز ہے اور موطوءہ کو حیض کی حالت میں طلاق دینا (وقت کے لحاظ سے) بدعت ہے لہٰذا اس سے رجعت کرلے (اور صحیح یہ ہے کہ اس بدعت کو مٹانے کے لئے اس سے رجعت کرلینا واجب ہے) اور اس کو دوسرے طہر میں طلاق دے اگر کوئی اپنی موطوءہ سے یہ کہے کہ تجھ کو سنت کے موافق تین طلاقیں ہیں تو اس عورت پر ہر طہر میں ایک طلاق پڑے گی (کیونکہ سنی طلاق ایک طہر میں ایک ہی ہوتی ہے) اور اگر وہ تینوں طلاقیں اُسی وقت پڑجانے کی نیت کرے یا ہر مہینے میں ایک طلاق پڑنے کی نیت کرے تو یہ بھی درست ہے طلاق ہر ایسے شوہر کی پڑجاتی ہے جو عاقل اور بالغ ہو اگرچہ اس سے کسی نے زبردستی دلوادی ہو یا وہ نشہ میں ہو گونگے کی طلاق اس کے اشارہ کر دینے سے پڑجاتی ہے برابر ہے کہ شوہر آزاد ہو یا غلام ہو ہاں لڑکے دیوانے سوئے ہوئے اور اس آقا کی طلاق نہیں پڑتی جو اپنے غلام کی بیوی کو دینے لگے اور طلاق (کی گنتی) کا اعتبار عورتوں کے لحاظ سے ہے چنانچہ آزاد عورت کی (طلاقیں) تین ہیں اور لونڈی کی دو ہیں (برابر ہے کہ اُن کے شوہر آزاد ہوں یا غلام ہوں طلاقیں اسی حساب سے ہونگی)

طلاقِ صریح

ترجمہ ۔ صریح طلاق یہ ہے مثلاً (کوئی اپنی بیوی سے کہے کہ) تو طلاق والی ہے یا تو طلاق دی ہوئی ہے یا میں نے تجھ کو طلاق دیدی ان الفاظ سے ایک طلاق رجعی پڑتی ہے اگرچہ دینے والا ایک سے زیادہ کی یا بائن کرنے کی نیت کرے یا نیت نہ کرے ۔

فائدہ ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رجعی طلاق کے بعد اللہ جل جلالہ نے رجعت کو ثابت کیا ہے چنانچہ فرمایا اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ الآیہ ۔ اور نیت نہ کرنے کی صورت میں اس وجہ سے پڑجاتی ہے کہ اُس کے معنی صاف ظاہر ہیں لہذا حکم اس عین کلام ہی کے ساتھ متعلق ہوجاتا ہے اور بائن طلاق اس کو کہتے ہیں کہ اس سے نکاح اسی وقت جاتا رہتا ہے ۔ عینی وغیرہ ۔

ترجمہ ۔ اگر یہ کہا کہ تو طلاق ہے یا طلاق پائی ہوئی ہے اگر ان الفاظ سے اس نے کچھ نیت نہیں کی یا صرف ایک کی نیت کر لی یا دو کی کر لی تو فقط ایک طلاق رجعی پڑے گی اور اگر تین کی نیت کر لی ہے تو تینوں پڑ جائیں گی اور اگر طلاق کو تمام عورت کی طرف منسوب کیا یا بدن کے ایسے عضو کی طرف منسوب کیا جس سے سارا بدن تعبیر کرتے ہوں مثلاً گردن ۔ گلے ۔ روح ۔ بدن ۔ جسم ۔ شرمگاہ ۔ سر اور منہ کی طرف منسوب کیا (یعنی یوں کہا تیری گردن پر طلاق ہے یا تیرے گلے پر علیٰ ہذا القیاس) یا اس کے غیر معین حصہ کی طرف منسوب کیا مثلاً یہ کہا کہ تیرے آدھے یا تہائی پر طلاق ہے تیرے پیر پر طلاق ہے) تو اس سے طلاق نہیں پڑے گی اور آدھی طلاق یا تہائی طلاق دینے سے پوری طلاق پڑے گی اور اگر دو طلاقوں کے تین نصف کہے تو تین طلاقیں پڑ جائیں گی اگر یہ کہا کہ ایک طلاق سے لے کر دو تک یا ایک سے دو تک کے درمیان میں تو ایک طلاق پڑے گی اور تین تک کہنے سے دو پڑیں گی اگر کہا کہ تجھے ایک طلاق ہے دو میں تو ایک ہی ہو گی اگر اس نے (دو کی) نیت کی ہو یا ضرب (وحساب) کی نیت کر لی ہو اگر اس کہنے سے اس نے ایک اور دو کی نیت کی ہے تو تین طلاقیں ہو جائیں گی اگر یہ کہا کہ تجھے دو طلاق ہیں دو میں تو دو ہی پڑیں گی اگرچہ نیت ضرب[1] کی کی ہو اور اگر یہ کہا کہ تجھے یہاں سے شام تک طلاق ہے تو اس سے ایک طلاق رجعی[2] پڑے گی اور اگر یہ کہا کہ تجھے مکہ میں یا مکہ کے بیچ میں یا گھر میں طلاق ہے تو اس سے ایک طلاق اسی وقت پڑ جائے گی اگر کہا کہ جب تو مکہ میں جائے تو تجھے طلاق ہے تو یہ تعلیق ہے (جب وہ مکہ میں داخل ہو گی اس پر طلاق پڑ جائے گی)

طلاق کو زمانے کی طرف منسوب کرنا

اگر کوئی کہے کہ کل یا کل میں تجھے طلاق ہے تو صبح ہوتے ہی طلاق پڑ جائے گی اور عصر کے وقت کی نیت کر لینی دوسرے لفظ میں درست ہو جائے گی (یعنی کل کہنے میں) اور اگر کہا کہ تجھے طلاق ہے آجکل یا کل آج تو اس میں پہلے لفظ کا اعتبار کیا جائیگا (کیونکہ جب پہلا

[1] یعنی دو دو دونی چار کی نیت کر لی ہو ۱۲ [2] اس کی وجہ یہ ہے کہ طلاق میں طول یا عرض کا احتمال نہیں ہے لہذا اس کا شام تک وغیرہ کہنا بیکار رہے اور چونکہ لفظ طلاق کہہ چکا ہے لہذا رجعی پڑ جائیگی ۱۲

لفظ زبان سے نکلا تو اس کا حکم اُسی وقت ثابت ہوگیا اب دوسرا لفظ بولنے سے اس کا حکم نہیں بدلے گا) اگر کہا کہ تجھے پہلے اس سے پہلے طلاق ہے کہ میں تجھسے نکاح کروں یا کہا تجھے کل طلاق ہوگئی تھی حالانکہ اس سے نکاح آج کیا ہے تو یہ کہنا لغو ہے (کیونکہ نکاح سے پہلے طلاق نہیں ہوسکتی) اور اگر نکاح کل سے پہلے ہوچکا تھا تو اب اس وقت طلاق پڑجائے گی اگر یوں کہا کہ تجھے طلاق ہے جب کہ میں تجھے طلاق نہ دوں یا کہا تجھے طلاق ہے جس وقت میں تجھے طلاق نہ دوں یا کہا جس وقت یا جب تک کہ میں تجھے طلاق نہ دوں اور خاموش ہوگیا تو فوراً طلاق پڑجائے گی۔

فائدہ۔ اس لئے کہ اس نے طلاق کو ایسے زمانے کی طرف منسوب کیا ہے جو اس کے طلاق دینے سے خالی ہے ہاں اس کے خاموش ہونے کے وقت طلاق کا وجود ہوا ہے لہذا اسی وقت اس کے اجرا کا حکم دیا جائیگا۔ عینی۔

ترجمہ۔ اگر یہ کہا کہ اگر میں تجھے طلاق دوں تو مجھے طلاق ہے یا کہا جب میں تجھے طلاق نہ دوں تو تجھے طلاق ہے اس سے طلاق نہیں پڑے گی (یعنی ان تینوں طرح کہنے سے طلاق نہیں ہوگی) یہانتک کہ ان میاں بیوی میں سے ایک مرجائے[1] اور اگر یہ کہا کہ تجھے طلاق ہے اس وقت کہ میں تجھے طلاق نہ دوں تجھے طلاق ہے تو اس پچھلے لفظ سے طلاق پڑجائے گی اگر کہا کہ تجھے طلاق ہے اس روز جب تجھ سے نکاح کروں اور رات کو اس سے نکاح کرلیا تو طلاق پڑجائے گی بخلاف اس (صورت) کے کہ کوئی (اپنی بیوی سے) کہے کہ تیرا اختیار تیرے ہاتھوں میں ہے (جس روز زید آئے تو اس صورت میں عورت کو اختیار جب ہی ہوگا کہ جب زید دن کو آئے) اگر یہ کہا کہ مجھ کو تیری طرف سے طلاق ہے تو یہ کہنا لغو ہوگا اگرچہ اس نے طلاق دینے کی نیت کرلی ہو۔ اگر یہ کہا کہ میں تجھ سے بائن (الگ) ہوں یا کہا میں تجھ پر حرام ہوں تو ان دونوں صورتوں میں بائنہ طلاق پڑجائے گی۔ اگر یہ کہا کہ تجھے طلاق ہے ایک طلاق سے یا نہیں ہے یا کہا میرے مرنے کے ساتھ تجھے طلاق ہے یا کہا تیرے مرنے کے ساتھ تجھے طلاق ہے تو یہ تینوں صورتیں لغو ہیں (ان سے طلاق نہیں پڑیگی) اگر شوہر اپنی ساری بیوی کا یا آدھی تہائی کا مالک ہوجائے یا بیوی اپنے سارے شوہر کی یا آدھے تہائی کی مالک ہوجائے تو نکاح ٹوٹ جائیگا اگر شوہر نے اپنی بیوی کو خرید لیا اور پھر طلاق دی تو یہ طلاق نہیں پڑے گی (کیونکہ نکاح تو خریدنے ہی سے ٹوٹ گیا تھا سو اب طلاق پڑنے کا کوئی محل نہ رہا) اگر کسی نے اپنی منکوحہ (لونڈی) سے یہ کہا کہ جب تیرا

[1] کیونکہ مرنے سے پہلے برابر احتمال دینے کا ہے اور مرنے پر یہ احتمال ختم ہوجاتا ہے۔

آقا تجھے آزاد کر دے تو تجھے دو طلاق ہیں پھر اس کے آقا نے اسے آزاد کر دیا تو اس صورت میں شوہر کو رجعت کر لینی جائز ہے۔

فائدہ۔ اس وجہ سے کہ شوہر نے اُسے طلاق دی ہے تو وہ آزاد ہے اور آزاد عورت دو طلاق دینے سے قطعی حرام نہیں ہوتی ہاں اگر یہ لونڈی رہتی تو بیشک دو طلاقوں سے حُرمتِ غلیظہ کے ساتھ حرام ہو جاتی۔ عینی۔

ترجمہ۔ اگر لونڈی کا آزاد ہونا یا اس کی دونوں طلاقیں کل کے ہونے پر معلق ہوگئیں تو کل ہو جانے پر شوہر کو رجعت کرنیکا اختیار نہیں ہوگا اور ان دونوں صورتوں میں اس کی عدت (بالاجماع برائے احتیاط) تین حیض ہوں گے اگر کوئی اپنی بیوی کو تین اُنگلیاں دکھا کر کہے کہ تجھ کو اتنی طلاقیں ہیں تو اسے تین طلاقیں ہو جائیں گی اور اگر کسی نے یہ کہا کہ تجھے بائن طلاق ہے یا بائنہ طلاق ہے یا سب سے زیادہ فاحش طلاق ہے یا شیطان کی طلاق ہے یا طلاقِ بدعت ہے یا پہاڑ کے برابر طلاق ہے یا بہت ہی شدید طلاق ہے یا ایکہزار کے برابر طلاق ہے یا گھر بھر طلاق ہے یا لمبی یا چوڑی طلاق ہے یا شدید طلاق ہے تو ان سب الفاظ سے بائن طلاق پڑے گی اگر اس نے تین طلاقوں کی نیت نہ کی ہو اور اگر تین کی نیت کر لی تو تینوں ہی پڑ جائیں گی۔

صحبت سے قبل طلاق دینا

ترجمہ۔ اگر شوہر (اپنی) غیر موطوءہ[لہ] (بیوی) کو تین طلاقیں (اکٹھی) دیدے تو تینوں پڑ جائیں گی اور اگر الگ الگ دے (مثلاً کہے تجھے ایک طلاق ہے اور ایک ہے) تو وہ ایک ہی طلاق سے بائن ہو جائیگی یعنی نکاح سے نکل گئی) اور اگر شوہر کے طلاق زبان سے نکالنے اور طلاقوں کی گنتی ذکر کرنے سے پہلے وہ عورت مر گئی تو یہ طلاق لغو ہوگی اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ تجھے ایک طلاق ہے اور ایک یا ایک ایک سے پہلے یا ایک کہ اس کے بعد ایک ہے تو (ان تینوں صورتوں میں) ایک طلاق (بائنہ) پڑے گی (کیونکہ اس کے غیر موطوءہ ہونے کے باعث ایک طلاق پڑنے کے بعد وہ طلاق کا محل نہیں رہتی) اگر یہ کہا کہ تجھے ایک طلاق ہے کہ اس سے پہلے ایک اور ہے یا کہا ایک طلاق ہے ایک کے ساتھ یا کہا ایک طلاق ہے

لہ غیر موطوءہ اسی عورت کو کہتے ہیں کہ جس سے ابھی صحبت داری یعنی ہم بستری نہ کی ہو ۱۲ مترجم

اس کے ساتھ ایک اور ہے تو (ان چاروں صورتوں میں) دو طلاقیں پڑیں گی اگر یوں کہا تھا کہ اگر تو گھر میں جائے تو تجھے ایک طلاق ہے اور ایک پھر وہ گھر میں چلی گئی تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایک طلاق پڑ جائے گی اور اگر شرط کو بعد میں ذکر کرے تو دو پڑیں گی (مثلاً یوں کہے کہ تجھے طلاق ہے ایک اور ایک اگر تو گھر میں جائے۔ م

اشاروں سے طلاق دینا

فائدہ - کنایات کنایہ کی جمع ہے اور کنایہ اس کو کہتے ہیں جس سے نیت کے بغیر مطلب اور مراد ظاہر نہ ہو اور یہاں اس سے مقصود وہ ہے کہ جس میں احتمال طلاق کا ہو طلاق صریح مذکور نہ ہو۔ طحطاوی وعینی۔

ترجمہ - کنایات سے عورت پر طلاق نہیں پڑتی ہاں (طلاق دینے کی) نیت کر لینے سے یا کسی قرینہ کے سبب سے (مثلاً اس وقت طلاق کا ذکر ہو رہا ہو یا خاوند غصہ میں ہو) اگر کوئی اپنی بیوی سے کہے کہ تو عدت میں بیٹھ جا یا اپنے رحم کو صاف کر یا تو اکیلی ہے ان تینوں صورتوں میں اس پر رجعی طلاق پڑے گی اور ان (تین لفظوں) کے سوا اور کنایات میں (ایک طلاق) بائن پڑے گی اگرچہ دو کی نیت کر لے ہاں (ان میں) تین کی نیت کر لینی درست ہے اور کنایات (کے الفاظ) یہ بائیس [۲۲] ہیں کہ تو بائن ہے۔ تو بتہ ہے۔ تو بتلہ ہے تو مجھ پر حرام ہے تو خالی ہے۔ تو بری ہے۔ تیری ڈور تیرے مونڈھے پر ہے۔ تو اپنے میکے چلی جا۔ میں نے تجھے تیرے میکے بخشدیا۔ میں نے تجھے چھوڑ دیا۔ میں تجھ سے الگ ہو گیا۔ تجھے اپنا اختیار ہے۔ تو آزادی اختیار کر۔ تو حرہ ہے۔ گھونگھٹ نکال۔ اوڑھنا اوڑھ۔ پردہ کر۔ دور ہو۔ باہر نکل۔ چلی جا۔ کھڑی ہو جا۔ خصم ڈھونڈھ لے۔ اگر شوہر نے بیوی سے تین دفعہ اس طرح کہا۔ اعتدی۔ اعتدی۔ اعتدی۔ (اعتدی کے دو معنے ہیں ایک یہ کہ تو عدت میں بیٹھ جا دوسرے یہ کہ تو حیض شمار کر) اور اس نے پہلی دفعہ کہنے سے طلاق کی نیت کی اور اس کے بعد دو دفعہ کہنے سے حیض کی نیت کی تو اس میں اس کے کہنے کا اعتبار کر لیا جائیگا کیونکہ اس نے اپنے کلام کی حقیقت کی نیت کی ہے یعنی اس کے یہ معنے حقیقی ہیں) اور اگر اس نے اخیر

لہ یعنی شوہر نے اپنی زبان سے طلاق کا لفظ نہ کہا ہو ۱۲ ع یہاں خبر اور حکم مذکور نہیں مگر استثناء کرنے سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ نیت اور قرینہ کے وقت طلاق پڑ جائے گی۔

کے دو دفعہ کہنے سے کچھ نیت نہیں کی تو یہ تین طلاقیں ہو جائیں گی اور اگر اپنی بیوی سے یوں کہا کہ تو میری عورت نہیں ہے یا کہا کہ میں تیرا شوہر نہیں ہوں اور اگر ان دونوں جملوں سے اُس نے طلاق کی نیت کر لی ہے تو طلاق پڑ جائے گی اور صریح (طلاق یعنی جس میں نیت کی ضرورت نہیں ہوتی) صریح اور بائن (دونوں طلاقوں) سے مل جاتی ہے۔

فائدہ ۔ طلاقوں کے ملنے کے یہ معنیٰ ہیں کہ ایک طلاق دینے کے بعد دوسری دی جاسکتی ہے مثلاً کسی نے ایک دفعہ کہا کہ تجھے طلاق ہے تو اس سے طلاق پڑ گئی پھر کہا تجھے طلاق ہے تو اب دوسری پڑ گئی کیونکہ نکاح باقی تھا یہ مثال صریح طلاق سے صریح طلاق کے ملنے کی ہے یا پہلے یہ کہا کہ تو بائن ہے اس سے ایک طلاق ہو گئی پھر کہا تجھے ایک طلاق ہے تو اب دوسری ہو گئی اس مثال میں بائن سے صریح مل گئی ہے اور علیٰ ہذا القیاس ۔ عینی ۔

ترجمہ ۔ اور بائن صریح سے مل جاتی ہے اور بائن سے نہیں ملتی (یعنی ایک بائن طلاق دینے کے بعد دوسری بائن طلاق نہیں دیجاسکتی کیونکہ نکاح تو ایک ہی سے جاتا رہتا ہے) ہاں جب پہلی بائن طلاق معلق ہو۔

فائدہ ۔ یعنی کسی شرط پر موقوف ہو مثلاً یوں کہا کہ اگر تو گھر میں جائے تو بائن ہے پھر کہا کہ تو بائن ہے بس اس بائن کہنے سے اس کو طلاق ہو گئی اب وہ عدت میں تھی کہ گھر میں چلی گئی تو اس سے اس پر دوسری طلاق بھی پڑ جائے گی ۔ عینی ۔

طلاق کا سونپ دینا

ترجمہ ۔ اگر کوئی طلاق کی نیت کر کے اپنی بیوی سے یہ کہے کہ تو اختیار[1] لے لے اور اس نے وہیں بیٹھے اختیار لے لیا تو اسے ایک طلاق بائنہ ہو جائے گی (اور اگر اس کی کچھ نیت نہیں تھی تو طلاق نہیں ہوگی) اور اس لفظ سے تین طلاقوں کی نیت کر لینی درست نہیں ہے اور اگر وہ خاوند کے اتنا کہنے سے کھڑی ہو گئی یا اور کسی کام میں لگ گئی تو وہ اختیار جاتا رہا اور (اس اختیار کے ثابت ہونے میں) میاں بیوی میں سے ایک کے کلام میں نفس یا اختیار کا لفظ مذکور ہونا شرط ہے (اگر ان میں کا دونوں میں سے کسی نے کوئی لفظ نہ کہا تو عورت کو طلاق کا اختیار نہ ہوگا ۔

[1] یعنی عورت نے یوں کہدیا کہ میں اپنے آپ کو اختیار کرتی ہوں تو طلاق ہو جائیگی ۔ ۱۲ حاشیہ اصل

طلاق اختیاری

پس اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ تو اختیار کرلے اس نے جواب دیا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کرلیا تو (اس پر) طلاق بائنہ پڑ جائے گی اگر عورت سے (تین دفعہ) کہا کہ اختیار کر اختیار کر اختیار کر وہ بولی میں نے پہلے کو اختیار کیا یا درمیان کو اختیار کیا یا اخیر کو اختیار کیا یا کہا کہ میں نے ایک اختیار کیا تو (خاوند کی) نیت کے بغیر اس پر تین طلاقیں پڑ جائیں گی اور اگر اس عورت نے یہ جواب دے دیا کہ میں نے اپنے نفس کو طلاق دے لی یا میں نے اپنے نفس کو ایک طلاق سے اختیار کرلیا تو ایک طلاق سے بائن ہو جائے گی اگر شوہر نے عورت سے کہا کہ ایک طلاق کی بابت تیرا اختیار تیرے ہاتھ میں ہے یا کہا تو ایک طلاق کو اختیار کرلے تو اس نے یہ جواب دیا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کرلیا تو اس پر ایک رجعی طلاق پڑ جائے گی۔

فائدہ ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شوہر نے صریح طلاق کا لفظ بولا ہے اور صریح طلاق میں رجعت کا حکم ہے۔ فتح القدیر۔

ترجمہ اگر کسی نے تین طلاقوں کی نیت کر کے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تیرا اختیار تیرے ہاتھ ہے اس نے جواب دیا کہ میں نے اپنے نفس کو ایک ہی دفعہ اختیار کرلیا تو اس پر تین طلاقیں پڑ جائیں گی اور اگر اس عورت نے یہ جواب دیا کہ میں نے اپنے نفس کو ایک طلاق دے لی یا کہا میں نے اپنے نفس کو ایک طلاق سے اختیار کرلیا تو وہ ایک طلاق سے بائن ہو جائیگی۔

فائدہ ۔ وجہ یہ ہے کہ اعتبار مرد کے سونپ دینے کا ہوتا ہے نہ کہ عورت کے طلاق دے لینے کا اور چونکہ مرد نے بائن طلاق سونپی تھی لہذا وہی رہے گی۔ عینی۔

ترجمہ ۔ اگر کسی نے بیوی سے یہ کہا کہ آج اور کل کے بعد (یعنی پرسوں) تیرا اختیار تیرے ہاتھ ہے تو اس کہنے میں رات داخل نہ ہوگی (یعنی رات کے وقت اس کو اختیار نہیں رہے گا اور اگر اس نے اس روز کے اختیار کو رد کر دیا (کہ میں اپنے ہاتھ اختیار نہیں رکھتی) تو اس روز کا اختیار باطل ہو جائیگا اور کل کے بعد (یعنی پرسوں) کا اختیار اسے رہیگا اگر شوہر نے یہ کہا کہ آج کا اور کل کا تیرا اختیار تیرے ہاتھ ہے تو اس میں رات بھی داخل ہوگی (اور یہ اختیار اس وقت سے لے کر کل غروب آفتاب تک رہیگا) اور اگر اس عورت نے اس روز کا اختیار پھیر دیا تو اسے کل کا اختیار بھی نہیں رہے گا (کیونکہ یہ دونوں روز کا اختیار امر واحد ہے) اگر اختیار دیئے جانے کے بعد وہ عورت دن بھر بیٹھی رہی کھڑی نہیں ہوئی یا کھڑی تھی بیٹھ گئی یا بیٹھی تھی اب تکیہ لگا لیا یا پہلے تکیہ لگائے ہوئے تھی اب سیدھی بیٹھ گئی یا مشورہ کرنے کے لئے اپنے باپ کو بلا لیا یا گواہ کرنے کے لئے گواہوں کو بلا لیا یا سواری پر تھی وہ سواری

کھڑی ہو گئی (یا اُس نے کھڑی کر لی) تو (ان سب صورتوں میں) اس کا اختیار باقی رہے گا اور اگر (اختیار دیئے جانے کے بعد) سواری چلدی (یا اُس نے چلادی) تو اسے اختیار نہیں رہے گا۔ اور کشتی گھر کے حکم میں ہے (یعنی اگر کشتی چلنے لگے تو اس میں گھر کی طرح عورت کو اختیار رہتا ہے وہ سواری کے حکم میں نہیں کہ چلنے سے اختیار نہ رہے) فصل۔

عورت کی طلاق

اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو اپنے آپکو طلاق دے لے اور اس نے (یہ کہتے وقت) کچھ نیت نہیں کی یا ایک طلاق کی نیت کر لی تھی اور عورت نے طلاق دے لی (یعنی یہ کہدیا کہ ہاں میں نے اپنے آپ کو ایک طلاق دے لی ہے) تو رجعی طلاق پڑے گی اور اگر عورت نے تین طلاقیں دی ہیں اور شوہر نے بھی تین کی نیت کی تھی تو تینوں پڑجائیں گی اگر عورت نے یہ جواب دیا کہ میں نے اپنے آپ کو بائن طلاق دے لی ہے تب بھی رجعی طلاق پڑے گی اور اگر یہ کہا کہ میں نے اپنے آپ کو اختیار کر لیا ہے تو طلاق نہیں ہوگی اور مرد کو اس کہنے کے بعد پھرنے کا اختیار نہیں رہتا (یعنی مرد اس اختیار سے پھر نہیں سکتا) یہ اختیار عورت کو اسی مجلس تک رہتا ہے ہاں اگر مرد (اختیار دیتے وقت) اتنی بات اور کہدے کہ جب تو چاہے (یعنی تو اپنے آپکو جب تو چاہے طلاق دے سکتی ہے تو پھر اس مجلس سے اٹھنے کے بعد بھی اختیار باقی رہیگا) اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ تو میری عورت کو طلاق دے دے تو یہ اجازت اسی مجلس تک منحصر نہیں رہے گی ہاں اگر اجازت دینے والے کا یہ ارادہ اور نیت ہو کہ جب تو چاہے (طلاق دیدے تو اس صورت میں اس مجلس کے بعد اس کو طلاق دینے کی اجازت نہیں رہیگی۔ اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ تو اپنے آپ کو تین طلاقیں دے لے اور اُس نے ایک دے لی تو اُسپر ایک طلاق پڑجائیگی اگر شوہر نے ایک کو کہا تھا اور اُس نے تین دے لیں تو وہ نہیں پڑیں گی (بلکہ اس صورت میں ایک بھی نہیں پڑے گی) اگر بیوی سے یہ کہا تھا کہ تو اپنے آپ کو تین طلاقیں دے لے اگر تو چاہے اور اُس نے ایک دے لی یا شوہر نے یہ کہا تھا کہ تو اپنے آپ کو ایک طلاق دے لے اگر تو چاہے اور اس نے تین دے لیں تو (ان دونوں صورتوں میں) طلاق نہیں پڑے گی (نہ ایک نہ تین) اگر کسی نے اپنی بیوی کو بائن طلاق دے لینے کی اجازت دی تھی یا رجعی دے لینے کی اجازت دی تھی اور اُس نے اُلٹا کر دیا کہ بائن کی اجازت پر رجعی دے لی یا رجعی کی اجازت پر بائن) تو دونوں صورتوں میں وہی طلاق پڑے گی جس کی شوہر نے اجازت دی ہو۔ اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ تجھے طلاق ہے اگر تو چاہے وہ بولی میں چاہتی ہوں اگر تم چاہو شوہر نے طلاق کی نیت کر کے کہا میں تو چاہتا ہوں یا عورت نے جواب میں ایک معدوم چیز کی بابت یہ کہا کہ ہاں میں چاہتی ہوں اگر فلاں کام ایسے ہو جائے

تو ان دونوں صورتوں میں عورت کا کہنا بیکار رہیگا (طلاق نہیں پڑے گی) اگر عورت نے یہ کسی ایسی چیز کی طرف اشارہ کیا تھا جو پہلے ہو چکی تھی تو (رجعی) طلاق پڑ جائیگی۔

فائدہ۔ مثلاً یہ کہا تھا کہ میں اپنے آپ کو طلاق دینا چاہتی ہوں اگر زید آگیا ہو اور زید آگیا تھا تو اس صورت میں رجعی طلاق پڑ جائے گی۔ عینی۔

ترجمہ۔ اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ تجھے طلاق ہے جسوقت تو چاہے یا جس وقت تک تو چاہے یا جب تو چاہے یا جب تک تو چاہے عورت نے اس اختیار کو جب ہی رد کر دیا (یعنی یہ کہدیا کہ بس میں نہیں چاہتی) تو یہ رد نہیں ہوگا اور نہ اس مجلس تک منحصر رہیگا (کیونکہ یہ الفاظ کل اوقات کو شامل ہیں اس لئے اس کو اختیار ہوگا کہ جس وقت چاہے اپنے کو طلاق دے لے جیساکہ جب اختیار ہوتا کہ جب وہ اس کی تصریح کر دیتا) ہاں (ان الفاظ میں) وہ اپنے کو صرف ایک طلاق دے سکتی ہے اور اگر شوہر نے یہ کہا تھا کہ تجھے طلاق ہے جتنی بار تو چاہے تو (اس صورت میں) وہ اپنے آپ کو تین طلاقیں الگ الگ دے سکتی ہے اکٹھی (ایک ہی دفعہ تینوں) نہیں دے سکتی اگر یہ عورت اسی اختیار سے دوسرے شوہر کے بعد بھی (اس پہلے شوہر کو) طلاق دینے لگے تو وہ واقع نہیں ہوگی اگر شوہر نے یہ کہا تھا کہ تجھے طلاق ہے جس جگہ تو چاہے یا جہاں تو چاہے (تو اس کہنے سے) وہ طلاق نہیں دے سکتی یہاں تک کہ یہیں بیٹھے طلاق دینی چاہے ہاں اگر اسی جگہ بیٹھے بیٹھے طلاق دینی چاہے تو طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر یہ کہا تھا کہ جس طرح تو چاہے (اور عورت نے چاہا) تو رجعی پڑ جائیگی اور اگر عورت نے بائن چاہی یا تین چاہیں اور شوہر کی بھی نیت یہی تھی تو وہی پڑ جائیں گی اگر شوہر نے یہ کہا کہ تجھے طلاق ہے جس قدر تو چاہے یا جو تو چاہے تو اس صورت میں یہیں بیٹھے وہ جس قدر چاہے خود کو طلاقیں دے لے (خواہ ایک خواہ دو خواہ تین) اگر عورت نے اس اختیار کو وہیں بیٹھے رد کر دیا تو وہ رد ہو جائیگا (بعد میں اگر وہ چاہے گی تو اسے اختیار نہ ہوگا) اگر شوہر نے یہ کہا کہ تین طلاقوں میں سے تو جتنی چاہے اپنے آپ کو دے لے تو اسے تین طلاقوں سے کم دے لینے کا اختیار ہوگا۔

طلاقِ مشروط

ترجمہ۔ طلاق کو معلق کرنا اس وقت درست ہوتا ہے کہ جب یہ تعلیق ملک (نکاح) میں ہو

۱؎ اس کی وجہ یہ ہی ہے کہ طلاق کے بارے میں اصل شوہر ہے لہذا اس کی اجازت ضروری ہے۔ ۲؎ یعنی جو عورت نے چاہی ہیں ۱۲ ۳؎ یعنی ایک دو باقی نہیں دے سکتی۔

مثلاً اپنی منکوحہ سے یہ کہے کہ اگر تو فلانے سے ملیگی تو تجھے طلاق ہے یا یہ معلق کرنا ملک (نکاح) کے سبب کی طرف منسوب ہو مثلاً (اجنبیہ یعنی غیر عورت سے) کہا کہ اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق ہے پس (ان دونوں صورتوں میں) شرط پوری ہونے کے بعد طلاق پڑجائیگی اگر کسی نے اجنبی عورت سے یہ کہا کہ اگر تو فلانے سے ملی تو تجھے طلاق ہے پھر اس سے خود ہی نکاح کر لیا اور وہ عورت اس شخص سے ملی تو اُسے طلاق نہ ہوگی (کیونکہ یہ معلق کرنا ملک نکاح میں نہیں پایا گیا اور نہ اس کی طرف منسوب کیا گیا) اور شرط (یعنی معلق کرنے) کے الفاظ یہ ہیں اگر جب جبتک کبھی۔ جو۔ جتنی بار۔ جس وقت۔ جتنی دفعہ پس ان الفاظ میں اگر شرط پائی جائیگی (یعنی اگر شرط ان الفاظ سے ہوگی) تو قسم (یعنی معلق کرنے کی مدت) ختم ہوجائیگی (کیونکہ لغت کے لحاظ سے یہ الفاظ ہر دفعہ کے فعل کو شامل نہیں ہوتے بلکہ ایک ہی دفعہ فعل کا وجود ہونے سے شرط ختم ہوجاتی ہے) سوائے ایک لفظ جتنی بار کے کیونکہ یہ عموم افعال کو (یعنی فعل کے ہر دفعہ ہونے کو) اسی طرح مقتضی ہے جس طرح جو کا لفظ عموم اسماء کو مقتضی ہوتا ہے (یعنی ہر ایک اسم کو شامل ہوجاتا ہے) پس اگر کوئی کہدے کہ میں جتنی بار عورت سے نکاح کروں اُس پر طلاق ہے تو جب کبھی نکاح کرے گا ہمیشہ طلاق پڑتی رہے گی اگرچہ دوسرے شوہر سے حلالہ کرنے) کے بعد بھی نکاح کرے اور نکاح نہ رہنا اس معلق کرنے کو باطل نہیں کرتا۔

فائدہ ۔ اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو گھر میں گئی تو تجھے طلاق ہے یہ کہنے کے بعد اسے بائن طلاق دیدی جس سے نکاح جاتا رہا اب اس کے نکاح جاتے رہنے سے اس کا پہلا معلق کرنا باطل نہیں ہوا مثلاً اسی عورت سے اس مرد نے بائن طلاق کے بعد اور اس کے گھر میں جانے سے پہلے پھر نکاح کرلیا اس کے بعد وہ گھر میں گئی تو اس پر طلاق پڑگئی کیونکہ ابھی شرط کا وجود نہیں ہوا تھا وہ ابھی ویسی ہی باقی تھی اور نکاح جاتے رہنے سے مراد یہ ہے کہ ایک یا دو طلاقوں سے جاتا رہا ہو لیکن اگر تین طلاقوں سے گیا ہے تو پھر یہ معلق کرنا بھی باطل ہوجائیگا۔ عینی۔

ترجمہ ۔ پس اگر شرط ملک (نکاح) میں پوری ہوگئی تو طلاق پڑجائے گی اور قسم پوری ہوجائے گی (یعنی شرط کا حکم پورا ہوجائیگا) اور اگر ملک (نکاح) میں شرط پوری نہ ہوگی تو طلاق نہیں پڑے گی اور قسم پوری ہوجائے گی (کیونکہ شرط کا وقوع ہوچکا ہے) اگر شرط کے پورے ہونے میں میاں بیوی میں جھگڑا ہو (مثلاً مرد کہے ابھی شرط پوری نہیں ہوئی یعنی گھر میں نہیں گئی اور عورت کہے پوری ہوگئی یعنی میں گھر جاچکی ہوں) تو اس میں میاں کا اعتبار کیا

نلہ یعنی پہلی صورت میں فلانے سے ملنے کے بعد اور دوسری صورت میں اس کے خود نکاح کرنے کے بعد ۱۲ عینی

جائیگا ہاں اگر عورت (اپنے دعوے کو) گواہوں سے ثابت کر دے تو پھر اس کے ہی کہنے پر عمل[1]
کریں گے اگر شرط ایسی ہے کہ وہ عورت ہی کے بتانے سے معلوم ہوتی ہے تو وہاں عورت کے
حق میں اسی کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا مثلاً (شوہر نے بیوی سے یہ کہا تھا کہ) اگر تجھے حیض
آئے تو تجھے اور فلانی کو طلاق ہے یا یہ کہا کہ اگر تجھے مجھ سے محبت ہے تو تجھے اور فلانی کو طلاق
ہے پھر اس عورت نے بیان کیا کہ مجھے حیض آگیا ہے یا (دوسری صورت میں) یہ کہا کہ میں تم سے
محبت کرتی ہوں تو فقط اس عورت کو طلاق ہو جائے گی (اس دوسری کو نہیں ہوگی) اگر
شوہر نے یہ کہا تھا کہ جب تجھے حیض آئے تو تجھ پر طلاق ہے پھر عورت نے اپنے خون آتا دیکھا
تو) صرف خون دیکھنے سے طلاق نہیں پڑے گی ہاں اگر وہ تین دن برابر آتا رہا تو طلاق[2] اسی
وقت سے واقع ہو جائے گی کہ جب سے اس نے خون دیکھا ہوگا۔ اگر شوہر نے یہ کہا کہ اگر تجھے
ایک حیض آئے تو تجھ پر طلاق ہے تو یہ طلاق اس وقت پڑے گی جب یہ (حیض سے) پاک
ہو جائے گی (اس لئے کہ ایک حیض کہنے سے حیض کامل مراد ہوتا ہے اور کمال ختم ہونے پر ہوتا
ہے اور اس کا اختتام پاک ہونے پر ہے) اگر شوہر نے یہ کہا کہ اگر تیرے لڑکا پیدا ہوا تو تجھے ایک
طلاق ہے اور اگر لڑکی ہوئی تو دو طلاق اور (اتفاق سے) اس کے جوڑوں ہوئے اور یہ کسی کو
معلوم نہیں ہوا کہ ان میں پہلے کون سا ہوا ہے تو قاضی اس پر ایک طلاق پڑنے کا حکم دے گا
اور تنزہاً اور احتیاط کی رو سے دو طلاقیں سمجھی جائیں گی اور (دوسرا بچہ ہونے سے) اس کی
عدت پوری ہو جائے گی اور ملک (نکاح) دو شرطوں میں سے پچھلی کے لئے شرط ہے۔

فائدہ۔ مثلاً کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو زید اور عمرو سے بات کرے گی تو تجھ پر تین
طلاقیں ہیں پھر اسے ایک طلاق دیدی اور اس نے اپنی عدت پوری کرنے کے بعد زید سے بات
پھر اسی شخص نے اس سے نکاح کر لیا تو اب اس نے عمرو سے بات کی اس وقت اس پر وہ
تینوں طلاقیں مع اس ایک کے پڑ جائیں گی کیونکہ یہاں زید اور عمرو سے باتیں کرنی دو شرطیں
ہیں اور ان میں سے پچھلی شرط پوری ہونے کے وقت ملک نکاح موجود ہے اگر ایسا ہو کہ زید
سے بات کرنے کے وقت تو نکاح میں ہو اور عمرو سے بات کرنے کے وقت نکاح میں نہ ہو تو
طلاق نہیں پڑے گی۔ عینی۔

ترجمہ۔ تین طلاقیں اس وقت دیدینا تین طلاقوں کے معلق کرنے کو باطل کر دیتا ہے (یعنی

---

[1] یعنی اس کے گواہوں کی گواہی کا اعتبار کر کے اس پر طلاق پڑجانیکا حکم دیدیں گے ۱۲ مترجم [2] تین روز سے پہلے یہ
احتمال ہے کہ استحاضہ کا خون نہ ہو تین دن کے بعد حیض کے یقین پر حکم طلاق کا دیدیا جائیگا۔ ۱۲ عینی۔

پہلے تو تین طلاقیں کسی شرط پر معلق کر دی تھیں پھر تین طلاقیں اُسی وقت دیدیں تو اس سے پہلی شرط باطل ہو جائے گی اگر کسی نے تین طلاقوں کو یا آزاد کرنے کو صحبت کرنے پر معلق کر دیا (مثلاً یہ کہا کہ اگر میں تجھ سے صحبت کروں تو تجھ پر تین طلاقیں ہیں یا اپنی لونڈی سے کہا کہ اگر میں تجھ سے صحبت کروں تو تو آزاد ہے پھر اس سے صحبت کی) تو دخول کے بعد زیادہ ٹھہرنے سے اُسے زنا کی خرچی دینی واجب نہ ہوگی اور اگر وہ معلق طلاق رجعی ہو تو اس سے زیادہ ٹھہرنے سے رجعت ثابت نہ ہوگی ہاں اگر صحبت کرتے ہوئے ایک دفعہ ذکر کو نکال کر پھر داخل کریگا تو رجعت ثابت ہو جائیگی اگر شوہر بیوی سے کہے کہ اگر میں تیرے اوپر فلاں عورت سے نکاح کروں تو اسے طلاق ہے پھر اس منکوحہ کو بائن طلاق دیکر اس کی عدت میں اُس فلانی سے نکاح کرلیا تو اس پر طلاق نہیں پڑے گی۔

فائدہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بائن طلاق کے بعد نکاح کا حکم نہیں رہتا لہذا شرط پوری نہیں ہوئی اگرچہ اس کی منکوحہ عدت میں تھی ہاں اگر رجعی طلاق کی عدت میں ہوتی اور اس کا ارادہ رجعت کرنیکا ہوتا تو طلاق ہو جاتی۔ طحطاوی و عینی۔

ترجمہ۔ اگر مرد نے (بیوی سے) یہ کہا کہ تجھے طلاق ہے انشاء اللہ (یعنی انشاء اللہ کو ملا کر کہا) تو اس سے بھی طلاق نہیں ہوتی اگرچہ عورت اس کے انشاء اللہ کہنے سے پہلے ہی مر جائے اگر مرد نے یہ کہا کہ تجھے تین طلاقیں ہیں مگر ایک تو (اس صورت میں) دو پڑ جائیں گی اور اگر یہ کہا کہ تجھ پر تین طلاقیں ہیں مگر دو تو ایک پڑے گی اور اگر تینوں ہی کو مستثنیٰ کرلیا یعنی یہ کہا کہ تجھ پر تین طلاقیں ہیں مگر تین تو تینوں پڑ جائیں گی۔

بیماری میں طلاق دینا

ترجمہ۔ اگر کسی نے اپنی (موت کی) بیماری میں اپنی بیوی کو رجعی طلاق دی یا بائن دی یا تین طلاقیں دے دیں اور یہ ابھی عدت میں تھی کہ وہ مر گیا تو یہ وارث ہوگی اور اگر عدت کے بعد مرا تو وارث نہ ہوگی اور اگر شوہر نے بیوی کے کہنے (اور طلاق مانگنے) سے اسے بائن طلاق دیدی یا اسے اختیار دیدیا تھا اور اُس نے اپنے آپ کو اختیار کرلیا تو (ان دونوں صورتوں میں) وہ وارث نہ ہوگی (کیونکہ وہ اپنا حق کھونے پر رضامند ہو چکی ہے) اگر بیوی نے میاں سے یہ کہا تھا کہ مجھے ایک رجعی طلاق دیدو اور اس نے (اکٹھی ہی تین دیدیں تو اب وہ وارث ہوگی

ف۱ یعنی یہ ٹھہرنا ذکر کو ایک دفعہ نکال کر فرج میں دوبارہ داخل کرنا شمار نہ کیا جائیگا ۱۲

(کیونکہ یہاں اپنا حق کھونے پر اس کی رضامندی ظاہر نہیں ہوئی اور رجعی طلاق سے نہ نکاح جاتا ہے نہ عورت میراث سے محروم ہوتی ہے) اگر میاں نے بیوی کے کہنے سے اپنی بیماری میں اسے بائن طلاق دیدی یا صحت کی حالت میں اسے بائن کر دینے اور عدت پوری ہو جانے پر دونوں میں سے ایک نے دوسرے کی تصدیق[1] کر لی تھی پھر میاں نے اپنے ذمہ اس عورت کا قرض ہونے کا اقرار کر لیا یا اسے کچھ روپیہ پیسہ دینے کی وصیت کر دی تو اس قرض خواہ عورت کو وہ ملے گا جو وصیت اور ترکہ میں سے کم ہوگا (اگر وصیت کا روپیہ ترکہ کے روپیہ سے کم ہے تو وصیت پوری کر دی جائے گی ورنہ ترکہ دیدیا جائیگا) اگر کوئی جنگ میں دوسرے کے مقابلے میں لڑنے کے لئے میدان میں اترا یا کوئی شخص قصاص میں مارے جانے یا سنگسار کئے جانے کو بلایا گیا اور اس وقت اس نے (یا پہلے نے) اپنی بیوی کو بائن طلاق دیدی پس اگر یہ شوہر اس صورت سے مارا گیا یا وہ شخص میدان جنگ میں قتل کیا گیا تو یہ عورت وارث ہوگی ہاں اگر وہ کہیں گھر گیا تھا یا صف جنگ میں تھا (اور اس نے اپنی بیوی کو بائن طلاق دیدی) تو یہ وارث نہیں ہوگی۔

فائدہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی دونوں صورتوں میں تو مرنا یقینی تھا اور مرد عورت کو ترکہ دینے سے بچنا چاہتا تھا اور بھاگنے والے کی بیوی وارث ہوتی ہے بخلاف اس صورت کے کہ اس میں مرجانا یقینی نہیں ہے۔ عینی۔

ترجمہ۔ اگر بیمار نے اپنی بیوی کی طلاق کسی اجنبی آدمی کے کام پر معلق کر دی یا ایک وقت آنے پر معلق کی اور (یہ دونوں باتیں یعنی) شرط کا وجود اور معلق کرنا اس کی بیماری ہی میں ہیں یا اس نے اپنے کسی کام پر معلق کیا اور یہ تعلیق اور شرط بھی بیماری ہی میں ہوں یا فقط شرط کا وجود بیماری میں ہو یا اس عورت ہی کے کسی کام پر معلق کر دے جو اسے مجبور کرنا ہے (مثلاً یہ کہا کہ اگر تو کھائے گی یا پیئے گی تو تجھے بائن طلاق ہے) اور برابر ہے کہ یہ دونوں باتیں (یعنی تعلیق اور شرط دونوں) بیماری کی حالت میں ہوں یا فقط شرط ہی ہو تو ان سب صورتوں میں عورت وارث ہوگی اور ان کے سوا اور صورتوں میں وارث نہیں ہوگی اگر شوہر نے اپنی بیماری میں عورت کو بائن طلاق دی تھی پھر وہ اچھا ہو کر اس کے بعد مر گیا یا بائن طلاق دی تھی اور وہ عورت مرتد ہو کر بعد میں مسلمان ہو گئی اور اب یہ مرا تو (ان دونوں صورتوں میں) یہ عورت وارث نہیں ہوگی اگر عورت نے (طلاق ملنے کے بعد) اپنے شوہر کے لڑکے سے تعلق کر لیا یا شوہر سے

---

[1] یعنی مرد کے یہ کہنے پر کہ میں نے حالت صحت میں تجھے طلاق دیدی تھی عورت نے اس کی تصدیق کی کہ ہاں دیدی تھی اور میری عدت بھی گذر گئی ہے ۱۲

لعان کیا یا شوہر نے اپنی بیماری میں اس سے ایلا کیا (ایلا اور لعان کی تفصیل آگے آئے گی) تو وہ ان سب صورتوں میں وارث ہوگی اور اگر ایلاء صحت کی حالت میں کیا تھا اور اس کی مدت اس کی بیماری میں ختم ہوئی تو یہ عورت وارث نہ ہوگی۔

فائدہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایلاء بمنزلہ اس طلاق کے ہے جو کچھ زمانہ گذرنے پر معلق ہو گویا اس شوہر نے یہ کہدیا ہے کہ جب چار مہینے گذر جائیں تو تجھ پر بائن طلاق ہے اور صحت کی حالت میں طلاق معلق کر دینے کی صورت میں عورت وارث نہیں ہوتی امام زفرؒ کا اس میں اختلاف ہے۔ عینی۔

رِجعت کا بیان

ترجمہ۔ پہلے نکاح کو عدت میں بدستور قائم رکھنے کا نام (شرع میں) رجعت ہے اور یہ رجعت عدت کے اندر اس صورت میں درست ہوتی ہے کہ جب مرد نے تین[1] طلاقیں نہ دی ہوں اور عورت اگرچہ رضامند نہ ہو مگر جب اس سے یہ کہدیا کہ میں نے تجھ سے رجعت کرلی ہے یا اوروں سے کہدیا کہ میں نے اپنی بیوی سے رجعت کرلی ہے یا ایسے افعال کر بیٹھا جن سے حرمت دامادی ثابت ہو جاتی ہے (مثلاً صحبت کرلی یا پیار لے لیا یا شہوت سے چھو لیا یا اس کی شرمگاہ کو دیکھ لیا[2]) تو ان تینوں صورتوں میں) رجعت ہو جائے گی (کیونکہ رجعت قول اور فعل دونوں سے ہوتی ہے) اور اس پر دو گواہ کر لینے مستحب ہیں۔ اگر شوہر نے عدت گذرنے کے بعد (عورت سے) کہا کہ میں نے عدت میں تجھ سے رجعت کرلی تھی اور عورت نے اس کی تصدیق کی تو رجعت ہو جائے گی ورنہ نہیں ہوگی جیسے اس صورت میں نہیں ہوتی کہ شوہر نے عورت سے کہا کہ میں نے تجھ سے رجعت کرلی ہے اس نے فوراً جواب میں کہا کہ میری تو عدت ختم ہو چکی ہے (تو اس صورت میں بالاتفاق رجعت نہیں ہوتی) اگر لونڈی کے شوہر نے عدت کے بعد لونڈی سے کہا کہ میں نے عدت میں تجھ سے رجعت کرلی تھی لیکن لونڈی نے اس کو جھٹلایا اور اس کے آقا نے اس کی تصدیق کی یا لونڈی نے (شوہر کے رجعت کرتے وقت) کہا کہ میری عدت تو ختم ہو گئی ہے اور شوہر اور آقا دونوں نے (اس کی عدت ختم ہونے کا) انکار کیا تو (ان دونوں مسئلوں میں) لونڈی کا کہنا معتبر ہوگا (یعنی رجعت ثابت نہیں ہوگی) اگر مطلقہ عورت اخیر حیض سے (جو حرہ کے لئے تیسرا ہوتا

---

[1] تین کا لفظ لکھنے سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ ایک اور دو کے درمیان رجعت کرلینا جائز ہے اور یہی حکم بھی ہے ۱۲

[2] اس صورت میں بھی شہوت کا ہونا شرط ہے ۱۲

ہے اور لونڈی کے لئے دو سرا) دس روز کے بعد پاک ہو تو رجعت کی مدت اسی وقت ختم ہو جاتی ہے اگرچہ وہ نہائی نہ ہو اور اگر دس روز سے کم میں پاک ہوئی ہے تو رجعت کی مدت اسوقت تک ختم نہیں ہوتی جب تک وہ نہانہ لے یا پاک ہونے کے بعد نماز کا ایک وقت گذر جائے یا وہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے اور اگر اس نے غسل کر لیا اور ایک عضو سے کم دھونا بھول گئی تب بھی رجعت کی مدت ختم ہو گئی اور اگر ایک عضو دھونا بھول گئی ہے تو ختم نہیں ہوئی (کیونکہ ابھی غسل پورا نہیں ہوا) اور اگر کسی نے اپنی حاملہ عورت کو یا بچہ والی کو طلاق دیدی اور یہ کہا کہ میں نے اس سے صحبت نہیں کی تو اسے رجعت کرنا جائز ہے (کیونکہ اس صورت میں اس کے کہنے کو عورت کا حاملہ ہونا یا بچہ دار ہونا صاف جھٹلاتا ہے) اگر وہ عورت سے خلوت صحیحہ کر چکا تھا اور پھر یہ کہا کہ میں نے اس سے صحبت نہیں کی پھر اُسے طلاق دیدی تو اب اس سے رجعت نہیں کر سکتا اور اگر (خلوت کرنے کے بعد طلاق دیدی اور پھر اس سے رجعت کر لی اور رجعت کے بعد دو برس سے کم میں اس کے بچہ ہو گیا تو یہ رجعت درست ہو جائے گی (کیونکہ بچہ کے دو برس سے کم میں پیدا ہونے پر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ رجعت کے وقت حمل تھا اور شوہر کا یہ کہنا غلط تھا کہ میں نے صحبت نہیں کی اور عورت ایک طلاق سے بائن نہیں ہوئی تھی) اگر کسی نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ اگر تو جنے تو تجھپر طلاق ہے پھر وہ ایک لڑکا جنی اور اس کے بعد دوسرے حمل سے (یعنی پہلا بچہ جننے سے چھ مہینے کے بعد) دوسرا بچہ جنی تو یہ رجعت ہے اگر کسی نے اپنی بیوی سے یہ کہا تھا کہ جب تو بچہ جنے تو تجھ پر طلاق ہے اور وہ (علٰحدہ علٰحدہ) تین حملوں سے تین بچے جنی تو دوسرا لڑکا (پہلی طلاق میں) اور تیسرا لڑکا (دوسری طلاق میں باعث) رجعت ہیں۔

فائدہ۔ کیونکہ شرط کے مطابق پہلا بچہ ہونے کے بعد طلاق پڑ گئی مگر دوسرے بچہ کا حمل اس سے رجعت ہونیکا باعث ہو گیا پھر دوسرا بچہ ہونے پر دوسری طلاق پڑ گئی اور تیسرا حمل اس سے رجعت ہونے کا باعث ہو گیا اور اس کے پیدا ہونے کے بعد طلاق مغلظہ ہو گئی اب رجعت نہیں ہو سکتی۔ عینی۔

ترجمہ۔ رجعی طلاق والی عورت اپنا بناؤ سنگھار رکھے (تاکہ شاید اُس کے شوہر کی طبیعت اُس پر پھر آجائے) اور شوہر کے لئے مستحب یہ ہے کہ اُسے اطلاع کئے بغیر اس کے پاس نہ جایا کرے اور جب تک اس سے رجعت نہ کرے اُسے سفر میں بھی نہ لی جائے اور رجعی طلاق سے صحبت حرام نہیں ہوتی (یہاں عدت کے بعد صحبت حرام ہو جاتی ہے)

طلاقِ بائنہ

فصل۔ بائنہ طلاق والی عورت سے عدت میں اور عدت کے بعد اُس کے شوہر کو نکاح کر لینا جائز ہے مگر اس عورت سے جو تین طلاقوں سے بائن

ہو گئی ہو یہاں تک کہ ایک دوسرا شخص صحیح نکاح کرکے اُس سے صحبت کرے (اسی کو حلالہ کہتے ہیں) اگرچہ وہ قریب البلوغ ہی ہو اور (اس کے طلاق دینے کے بعد) اس کی عدت گذر جائے (تب یہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی) نہ کہ ملک[1] کے باعث صحبت کرنے کے سبب سے۔

فائدہ ۔ مثلاً شوہر کے اپنی منکوحہ لونڈی کو دو طلاق دینے کے بعد اس لونڈی کا آقا اس سے صحبت کرے تو یہ اپنے شوہر کے لئے حلال نہیں ہو گی کیونکہ یہ حرمت تو دوسرے شوہر کے نکاح ہی سے ختم ہوتی ہے اور چونکہ آقا دوسرا شوہر نہیں ہے اس لئے اس کے صحبت کرنے سے یہ حرمت بھی نہیں جاتی ۔ عینی ۔

ترجمہ ۔ حلال[2] کرنے کی شرط پر نکاح کرنا مکروہ (تحریمی) ہے اگرچہ وہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جاتی ہے (مثلاً عورت سے یوں کہے کہ میں تجھ سے اس شرط پر نکاح کرتا ہوں کہ تجھ کو پہلے شوہر کے لئے حلال کر دوں) اور دوسرا شوہر پہلے شوہر کی تین طلاقوں کو بالکل نیست و نابود کر دیتا ہے ۔

فائدہ ۔ یعنی صحبت کرنے کے ذریعہ اور اگر اُس نے صحبت نہیں کی تو پھر بالاتفاق نیست و نابود نہیں کرتا اور نیست و نابود کا یہ مطلب ہے کہ اگر یہ عورت اس دوسرے شوہر کے طلاق دینے کے بعد پھر پہلے شوہر سے نکاح کرے تو وہ پھر تین طلاقوں کا مالک ہو جائیگا جیسا پہلے تھا ۔ عینی ۔

ترجمہ ۔ اگر تین طلاق والی عورت اپنے پہلے شوہر اور دوسرے شوہر کی عدت کے گذرنے کو بیان کرے اور زمانہ بھی اتنا ہو کہ اُس میں یہ دونوں عدتیں پوری ہو سکیں تو شوہر کو اس کا اعتبار کر لینا جائز ہے اگر اس کا غالب گمان یہ ہو کہ یہ سچ ہی کہتی ہے (اور اعتبار کر لینے سے مراد یہ ہے کہ اس صورت میں اس سے نکاح کر سکتا ہے) ۔

ایلاء کا بیان

فائدہ ۔ لغت میں ایلاء کے معنے قسم کھانے کے ہیں اور شرع میں یہ ہیں جو مصنف نے ذکر کئے ہیں (عینی)

---

[1] مثلاً ایک لونڈی کسی کے نکاح میں تھی اس کے شوہر نے دو طلاقیں دیدیں جس سے شوہر کے لئے وہ حرام ہو گئی کہ بعد اس کے اس لونڈی کے آقا نے اس سے صحبت کر لی تو اس سے وہ اپنے شوہر کے لئے حلال نہیں ہونے کی کیوں کہ حلالہ میں دوسرا شوہر ہی محلل ہوتا ہے اور آقا شوہر نہیں ہے ۱۲ عینی ۔

[2] یعنی تاکہ میرے نکاح کرنے کے بعد میری صحبت سے تو پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے ۱۲

ترجمہ ۔ چار مہینے یا اس سے زیادہ اپنی بیوی کے قریب نہ جانے (یعنی صحبت نہ کرنے) پر قسم کھا لینے کا نام ایلاء ہے مثلاً کوئی (اپنی بیوی سے) یہ کہے کہ خدا کی قسم چار مہینے میں تیرے قریب نہ جاؤں گا یا خدا کی قسم میں تیرے قریب نہ جاؤں گا پس اگر یہ اسی (چار مہینے کی) مدت میں (جس کی قسم کھائی تھی) اس عورت سے صحبت کر بیٹھا تو (قسم کا) کفارہ دے اور ایلاء جاتا رہا اور اگر اس عرصہ میں اس نے صحبت نہ کی تو اس عورت پر ایک طلاق بائن پڑ جائے گی اور قسم (ذمہ سے) ساقط ہو جائے گی (یعنی اس کا کفارہ لازم نہ آئیگا) بشرطیکہ چار مہینے کی قسم کھائی ہو اگر کسی نے ہمیشہ کی قسم کھائی (مثلاً یہ کہے کہ خدا کی قسم میں کبھی تیرے قریب نہ جاؤں گا) تو وہ قسم بدستور رہتی ہے مثلاً اگر اس نے عورت سے دوبارہ اور سہ بارہ نکاح کر لیا اور بلا رجوع کئے دونوں مدتیں گذر گئیں تو اب وہ اخیر کی دو طلاقوں سے بائن ہو جائے گی ۔

فائدہ ۔ یعنی اگر ہمیشہ کی قسم کھا کر دوسری مرتبہ اس سے نکاح کیا اور چار مہینے کے اندر اس سے صحبت کر لی تو اب کفارہ دے اور اگر اس عرصہ میں صحبت نہ کی تو یہ عورت اب دوسری طلاق سے اور بائنہ ہو گئی پھر اگر تیسری دفعہ اس سے نکاح کیا اور چار مہینے کے اندر اس سے صحبت کر لی تو پھر پہلی طرح قسم کا کفارہ دے اور اگر صحبت نہ کی تو اب اس پر تیسری طلاق پڑ گئی ۔ عینی ۔

ترجمہ ۔ پس اگر اس عورت سے دوسرے شوہر کے بعد نکاح کرے تو اب (اس سے چار مہینے صحبت نہ کرنے سے) اس پر طلاق نہ پڑے گی لیکن اب بھی اگر یہ صحبت کرے تو (قسم کا) کفارہ دے کیونکہ (کفارہ دینے کے حق میں وہ) قسم باقی تھی (اگرچہ طلاق پڑنے کے حق میں وہ باقی نہیں رہی) اور چار مہینے سے کم (کی قسم کھانے) میں ایلاء نہیں ہوتا ۔ اگر کسی نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ خدا کی قسم دو مہینے تک اور ان دو مہینے کے بعد اور دو مہینے تک میں تیرے قریب نہ جاؤنگا تو یہ ایلاء ہے (کیونکہ یہ چار مہینے ہو گئے اگرچہ ان کو دو دفعہ کر کے کہا گیا) اور اگر وہ یہ بات کہہ کر ایک دن (یا ایک ساعت) ٹھہر گیا پھر یہ کہا کہ خدا کی قسم پہلے دو مہینوں کے بعد اور دو مہینے میں تیرے قریب نہ جاؤں گا یا یہ کہا کہ خدا کی قسم میں ایک روز کم ایک سال بھر تیرے قریب نہ جاؤنگا یا بصرہ میں یہ کہا کہ خدا کی قسم اب میں مکہ نہ جاؤں گا اور اس کی بیوی مکہ ہی میں تھی تو ان تینوں صورتوں میں[۱] یہ ایلاء نہ ہوگا ۔ اگر شوہر نے عورت کے قریب جانے کو حج کرنے یا روزے رکھنے یا صدقہ دینے یا بردہ[۲] آزاد کرنے یا طلاق دینے پر معلق کر دیا (مثلاً یہ کہا اگر میں تیرے قریب جاؤں تو مجھ پر حج کرنا واجب ہے یا روزہ رکھنا یا صدقہ دینا یا آزاد کرنا واجب ہے یا میں تیرے قریب جاؤں تو میری عورت پر طلاق ہے وہ عورت بھی ہو یا اور کوئی ہو) یا رجعی طلاق والی سے ایلاء

---

۱ یعنی یہ قسم شرع میں ایلاء شمار نہیں ہوتی ۱۲ ۲ بردہ لونڈی غلام کو کہتے ہیں ۱۲

کرلیا تو اُن سب صورتوں میں (ایلاء ہوجائیگا اور) یہ شخص ایلاء کرنے والا ہے ہاں بائن طلاق والی اور اجنبی عورت سے اس طرح کہنے پر ایلاء نہیں ہوتا اور لونڈی (منکوحہ) کے ایلاء کی مدت دو[1] مہینے ہیں اگر ایلاء کرنے والا اپنی بیماری کی وجہ سے یا اس عورت کی بیمار ہونیکے سبب سے (جس نے اس سے ایلاء کیا تھا) یا رحم کا منہ بند ہونے کے سبب سے یا اس کی کم سنی کی وجہ سے یا درمیان میں زیادہ فاصلہ ہونے کے سبب سے اگر اس سے صحبت نہ کرسکے تو ان سب صورتوں میں) اس کے ایلاء سے رجوع کرنے کی صورت یہ ہے کہ زبان سے اتنا کہدے کہ میں نے اس سے رجوع کرلیا (اور ایلاء کو توڑ دیا) اور اگر وہ اس (ایلاء کی) مدت میں صحبت کرنے پر قادر ہوگیا (یعنی صحبت کرنے میں جو موانع حائل تھے وہ جاتے رہے) تو اب اس کا رجوع کرنا صحبت ہی کرنے سے ہوگا (اور وہ زبان سے رجوع کرنا باطل ہوجائیگا) اگر کسی نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے پس اگر یہ اس نے حرام کرنے کی نیت سے کہا یا بے نیت کہا تو یہ ایلاء ہوا اور اگر ظہار کی نیت سے کہا تو ظہار ہوا اور اگر جھوٹ بولنے کے ارادے سے کہا تو جھوٹ ہوگا اور اگر طلاق کی نیت کرلی تھی تو بائنہ طلاق ہوجائے گی اور اگر تین طلاقوں کی نیت کی ہے تو تین طلاقیں پڑجائیں گی اور مفتیٰ بہ قول یہ ہے کہ جب کسی نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے اور حرام (کا معنیٰ) اس کے نزدیک طلاق ہے لیکن اس نے طلاق کی نیت نہیں کی تو تب بھی طلاقیں پڑجائیں گی اور عرف کے لحاظ سے اس کو نیت کرنے والا ٹھہرایا جائیگا (کیونکہ لوگ طلاق پر یہ جملہ بولتے ہیں کہ تو مجھ پر حرام ہے۔

خلع کا بیان

فائدہ ۔ مصنف نے جو خلع کی تعریف کی ہے یہ مطلق خلع کی ہے برابر ہے کہ اُس کے ساتھ مال ہو یا نہ ہو مگر ہاں خلع کا لفظ ہونا ضروری ہے کیونکہ مال کے عوض طلاق دینے ہی کو خلع نہیں کہتے بلکہ اس سے بائن طلاق پڑنے میں یہ خلع کے حکم میں ہے پس خلع کی صحیح تعریف یہ ہے کہ عورت

[1] اکثر احکام میں لونڈی غلام کا حکم بہ نسبت آزاد مرد عورتوں کے نصف ہوتا ہے اسی قاعدہ کے مطابق چونکہ آزاد عورت کے ایلاء کی مدت چار مہینے ہے تو لونڈی کے ایلاء کی مدت دو مہینے ہوئی ۱۲ مترجم عفی عنہ ۔

سے کچھ لیکر خلع کے لفظ سے نکاح توڑ دیا جائے اور اس کی شرطیں وہی ہیں جو طلاق کی ہیں کہ شوہر مکلف ہو اور عورت منکوحہ ہو۔ عینی و فتح القدیر۔

ترجمہ۔ خلع نکاح سے علیحدہ ہو جانے کا نام ہے اس سے (یعنی خلع کرنے سے) اور کچھ مال کے عوض طلاق دینے سے (ہمارے نزدیک) بائن طلاق پڑتی ہے اور عورت کے ذمہ وہ مال دینا لازم ہو جاتا ہے اگر زیادتی مرد کی طرف سے ہو تو پھر اُسے کچھ لینا مکروہ (تحریمی) ہے (بلکہ حق یہ ہے کہ اسے ایسی حالت میں لینا حرام ہی ہے) ہاں اگر عورت کی طرف سے زیادتی ہو اور خاوند کا حکم نہ مانتی ہو تو اس سے) مال لینا مکروہ نہیں ہے اور جو چیز مہر ہو سکتی ہو وہی خلع کا بدل یعنی عوض) بھی ہو سکتی ہے (مثلاً کم از کم دس درم یا اس سے زیادہ) پس اگر عورت سے شراب یا سور یا مردار پر خلع کر لیا یا ان چیزوں کے بدلے میں اسے طلاق دیدی تو خلع کی صورت میں اس پر بائن طلاق اور طلاق کی صورت میں رجعی طلاق اس پر مفت پڑے گی جیسا کہ عورت نے (اپنی خالی مٹھی بھینچ کر) شوہر سے یہ کہدیا ہو کہ جو کچھ میرے ہاتھ میں ہے اس پر تو مجھ سے خلع کر لے اور اس کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں تھا اور شوہر نے خلع کر لیا تو مفت طلاق پڑ جاتی ہے) ہاں اگر عورت اتنا اور کہدے کہ جو مال یا جو درم (یعنی اس پر خلع کرلے جو مال یا جو درم میرے ہاتھ میں ہیں) تو مال کہنے کی صورت میں عورت اپنا مہر شوہر کو واپس کر دے (اگر وہ لے چکی ہے ورنہ نہیں) اور درم کہنے کی صورت میں تین درم اس کو دے اگر کسی نے بیوی کے بھاگے ہوئے غلام پر اس شرط پر خلع کر لیا کہ وہ عورت اس کی ذمہ دار نہیں ہے تو وہ ذمہ داری سے بری نہ ہوگی اگر عورت نے شوہر سے یہ کہا کہ تم مجھے ایک ہزار روپیہ) کے عوض تین طلاقیں دیدو اس پر اس نے ایک طلاق دے دی تو ہزار کی تہائی اسے ملنی چاہیئے اور (ایک ہی طلاق سے) وہ عورت بائنہ ہو جائے گی ہاں اگر عورت یہ کہے کہ مجھے تین طلاقیں ایک ہزار پر دیدو اور وہ ایک دیدے تو اس صورت میں رجعی طلاق مفت پڑے گی۔

فائدہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی صورت میں تو بدلہ کا لفظ تھا وہ عورت (ایکہزار کے بدلے میں تین طلاقیں لیتی تھی وہاں ایک ہزار کو تین پر بانٹ دیا گیا بخلاف اس دوسری صورت کے کہ اس میں پر کا لفظ ہے جو شرط کے معنے میں ہے گویا عورت نے ایک ہزار روپیہ دینے میں تین طلاقیں لینی شرط ٹھہرا دی ہیں اور چونکہ اس کی شرط پوری نہیں ہوتی لہذا اس کے ذمہ کچھ

سلہ یعنی جو کہ طلاق دینے یا خلع کرنے کے عوض میں میاں بیوی کے درمیان ٹھہرا ہو ۱۲ عینی۔

سلہ یعنی اس غلام کو پکڑوا کر شوہر کے حوالے کرنا اس عورت کے ذمہ ہوگا اگر یہ اسے پکڑوا سکتی ہو ورنہ اسے اس غلام کی قیمت دینی پڑیگی ۱۲ طحطاوی۔

نہیں آیا[1] عینی۔

فائدہ۔ اگر میاں نے بیوی سے کہا کہ تو اپنے آپ کو ایکہزار روپیہ کے بدلے میں یا ایکہزار پر تین طلاقیں دے لے اور عورت نے ایک لے لی تو کوئی طلاق نہ پڑے گی (کیونکہ مرد تو عورت کی علیحدگی سے اسی شرط پر رضامند ہوا ہے کہ اُسے پورے ایک ہزار مل جائیں اور چونکہ ایک طلاق سے یہ شرط پوری نہیں ہوئی لہذا علیحدگی بھی نہیں ہو سکتی) اگر شوہر نے کہا کہ تجھے ایک ہزار کے بدلے طلاق ہے یا ایک ہزار پر طلاق ہے اور عورت نے (وہیں بیٹھے) اس بات کو قبول کر لیا تو ایک ہزار دینا لازم ہوگا اور وہ بائنہ ہو جائے گی (اور اگر اس نے قبول نہ کیا تو نہ اس پر طلاق پڑے گی نہ کچھ دینا لازم ہوگا) اگر کسی نے بیوی سے یہ کہا کہ تجھے طلاق ہے اور تجھ پر ایک ہزار ہیں یا (آقا نے اپنے غلام سے) کہا کہ تو آزاد ہے اور تجھ پر ایک ہزار ہیں تو عورت پر طلاق مفت پڑ جائے گی اور غلام مفت آزاد ہو جائیگا اور خلع میں اختیار کی شرط کر لینی عورت کے لئے درست ہے مرد کے لئے درست نہیں۔

فائدہ۔ مثلاً میاں نے بیوی سے کہا کہ تجھے ایک ہزار کے بدلہ میں طلاق ہے اس شرط پر کہ تجھے تین روز تک اختیار ہے عورت نے قبول کر لیا تو یہ معاملہ درست ہو جائیگا اگر میاں نے یہ کہا کہ مجھے تین روز تک اختیار ہے تو یہ شرط درست نہ ہوگی اسی طرح خلع بھی عورت کی طرف سے اختیار کی شرط پر ہونا درست ہے مرد کی طرف سے نہیں مستخلص ملخصًا۔

ترجمہ۔ اگر کوئی اپنی بیوی سے کہے کہ میں نے ایک ہزار کے بدلے کل تجھے طلاق دی تھی مگر تو نے نہیں مانی تھی اور عورت کہتی ہے میں نے مان لی تھی تو اس میں شوہر کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا بخلاف بیع کے (مثلاً کوئی دوسرے سے کہے کہ میں نے اپنا یہ غلام ایک ہزار میں کل تیرے ہاتھ بیچ دیا تھا مگر تو نے قبول نہیں کیا تھا تو قبول کے انکار میں اس کے کہنے کا اعتبار نہ کیا جائیگا) خلع کرنا اور ایک کا دوسرے کو اپنے حق سے بری کر دینا میاں بیوی کے ایسے ہر حق کو ساقط کر دیتا ہے جو نکاح کے متعلق دوسرے کے ذمہ ہوں یہاں تک کہ اگر شوہر نے مال کی ایک معین مقدار پر خلع کر لیا یا مباراۃ (یعنی آپس میں بری الذمہ ہونے کا معاملہ) کر لیا تو شوہر کو وہی ملے گا جو عورت نے اس معاملہ میں دینا کر لیا ہو باقی ان میں سے ایک کا دوسرے کے ذمہ مہر وغیرہ کی بابت کوئی دعویٰ نہ رہیگا برابر ہے کہ عورت مہر لے چکی ہو یا نہ لے چکی ہو صحبت ہونے سے پہلے یہ معاملہ ہوا ہو یا بعد میں ہوا ہو اگر کسی نے اپنی نابالغ لڑکی کے مال کے بدلے اس کے شوہر

---

[1] یعنی یہ شرط بیکار ہو جائے گی اور خلع قائم ہو جائیگا کیونکہ خلع اُن معاملات میں سے ہے جو فضول شرطوں سے ٹوٹتے نہیں بلکہ شرطیں ہی بیکار ہو جاتی ہیں۔ ۱۲

سے خلع کرلیا تو یہ خلع اس لڑکی پر جائز نہ ہوگا اور اس لڑکی پر طلاق پڑ جائے گی اگر نابالغ لڑکی کے باپ نے ایک ہزار (روپیہ) پر خلع کیا اس شرط پر کہ ایک ہزار کا میں ضامن ہوں تو لڑکی پر طلاق پڑ جائے گی اور ایک ہزار (روپیہ) اس کے باپ کے ذمہ واجب ہوگا۔

ظہار کا بیان

ترجمہ۔ ظہار (شرع میں) اپنی منکوحہ کو ایسی عورت سے تشبیہ دینے کو کہتے ہیں جو اس پر ہمیشہ کو حرام ہو (مثلاً ماں۔ بہن۔ بیٹی۔ پوتی وغیرہ) اگر شوہر نے اپنی بیوی سے یہ کہدیا کہ تو مجھ پر مثل میری ماں کی پشت کے ہے تو (ظہار ہو گیا اس سے) اس عورت سے صحبت کرنا یا صحبت کے لوازم مثلاً بوسہ لینا یا مساس کرنا وغیرہ سب حرام ہو گئے یہاں تک کہ یہ (کہنے والا ظہار کا) کفارہ دیدے پس اگر یہ کفارہ دینے سے پہلے صحبت کر بیٹھا اب (اس پر دوسرا کفارہ واجب نہیں ہوتا) یہ اپنے اللہ سے بس استغفار ہی کرے اور قرآن شریف میں ظہار کرنے والوں کے بارے میں) عود کرنے سے صحبت کرنیکا قصد کرنا مراد ہے (نہ کہ صحبت کرنا کہ اس کے یہ معنے ہوں کہ کفارہ دینے سے پہلے صحبت کرنا درست ہے) اور اس میں پیٹ یا ران یا شرمگاہ کہنا پشت کہنے کے حکم میں ہے (یعنی چاروں کا ایک حکم ہے مثلاً۔ کسی نے بیوی سے یہ کہا کہ تیرا پیٹ یا ران یا شرمگاہ ایسی ہے جیسے میری ماں کا پیٹ یا ران یا شرمگاہ ہے تو ظہار ہو جائیگا اور اس میں بہن۔ پھوپھی۔ رضاعی ماں سگی ماں کی طرح ہیں (یعنی ان کی مشابہت سے بھی ظہار ہو کر حرمت ثابت ہو جائے گی) اگر کسی نے بیوی سے یہ کہا کہ تیرا سر یا تیری شرمگاہ یا تیرا منہ یا تیری گردن یا تیرا آدھا بدن یا تیرا تہائی بدن میرے لئے میری ماں کی پشت کی طرح ہے تو یہ ایسا ہی ہے جیسے یہ کہے کہ تو مجھ پر ایسی ہے (غرض یہ ہے کہ ان اعضاء کی مشابہت سے بھی ظہار ہو جاتا ہے) اگر بیوی سے یہ کہا کہ مجھ پر ایسی ہے جیسی میری ماں اور اس کے کہنے سے اس نے عزت اور بزرگی کی نیت کی یا ظہار کی نیت کی یا طلاق کی نیت کی تو جو نیت کرے گا وہی ہوگا اور اگر کچھ نیت نہیں کی تو (شیخین کے نزدیک اس کا کہنا) لغو ہوگا اگر کسی نے ظہار یا طلاق کی نیت کر کے بیوی سے یہ کہا کہ تو مجھ پر میری ماں کی طرح حرام ہے تو جو نیت کرے گا وہی ہوگا اور اگر

لہ ظہار لغت میں ایک کے دوسرے طرف پشت کر لینے کو کہتے ہیں حاشیہ اصل

سہ ظہار کے کفارے کا بیان انشاء اللہ آگے آئیگا ۱۲ مترجم عفی عنہ۔

طلاق یا ایلاء کی نیت کر کے بیوی سے یہ کہے کہ تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح حرام ہے تو یہ (امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک) ظہار ہی ہوگا اور ظہار اپنی بیوی کے سوا کسی غیر عورت سے نہیں ہو سکتا اگر کسی نے ایک عورت سے بغیر اس کی اجازت کے نکاح کر لیا تھا پھر اس سے ظہار کر لیا اس کے بعد اس عورت نے نکاح کی اجازت دی تو یہ ظہار بالکل بیکار گیا[1] اگر کسی نے اپنی چند بیویوں سے کہا کہ تم مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہو تو یہ اُن سب سے ظہار ہو جائیگا اب یہ ہر ایک کی طرف سے ایک ایک کفارہ دے۔

فصل۔ ظہار کا کفارہ یہ ہے کہ صحبت کرنے سے پہلے) ایک بردہ آزاد کر دے (خواہ مرد ہو یا عورت ہو یعنی غلام ہو یا لونڈی ہو بڑا ہو یا چھوٹا ہو مسلمان ہو یا کافر ہو) ہاں ایسے کو آزاد کرنا کافی نہیں ہو سکتا ہے جو اندھا ہو یا جس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوں یا ہاتھوں کے دونوں انگوٹھے یا دونوں پیر کٹے ہوں یا دیوانہ ہو یا مدبر ہو یا اُم ولد ہو یا ایسا مکاتب جو (اپنے بدل کتابت میں سے) کچھ ادا کر چکا ہو (اگر اس نے ابھی کچھ ادا نہیں کیا تھا یا کسی نے اپنے قرابتدار کو اس کفارہ کی نیت کر کے خرید لیا یا اپنا نصف غلام کفارہ میں آزاد کر دیا تھا اور پھر باقی نصف بھی کفارہ ہی میں آزاد کر دیا تو (تینوں صورتوں میں) یہ آزاد کرنا درست (اور کافی) ہو جائیگا۔ اگر (ظہار کرنے والے نے کفارہ میں) آدھا غلام مشترک آزاد کر دیا اور باقی کا ضامن ہو گیا یا اپنا آدھا غلام (کفارہ میں) آزاد کر دیا تھا پھر اس عورت سے صحبت کر لی جس سے ظہار کیا تھا اور باقی غلام آزاد کیا تو (دونوں صورتوں میں) یہ کفارہ ادا نہ ہوگا (کیونکہ کفارہ واجب ادا ہوتا ہے کہ صحبت سے پہلے پورے بردے کی آزادی ظہور میں آجائے اور یہ بات یہاں دونوں صورتوں میں نہیں ہے اگر کسی میں بردہ آزاد کرنے کی وسعت نہ ہو تو وہ پے در پے (یعنی لگاتار) دو مہینے کے روزے رکھے ان میں رمضان شریف نہ ہو اور نہ ایسے دن ہوں جن میں روزہ رکھنا منع ہے (مثلاً ایام تشریق[2] اور دونوں عید کے دن) پس اگر ان دو مہینوں کے اندر رات کو یا دن کو بھول کر صحبت کر بیٹھا یا روزہ نہ رکھا (خواہ عذر سے یا بے عذر) تو پھر نئے سرے سے روزے رکھے اور غلام کو کفارے میں سوائے روزے رکھنے کے اور کچھ جائز نہیں ہے (خواہ وہ مکاتب ہی ہو کیونکہ وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا جو کچھ اُس کے پاس رہتا ہے وہ سب آقا کا ہے) اگرچہ اُس کا آقا اس کی طرف سے (ساٹھ مسکینوں کو) کھانا کھلا دے یا غلام آزاد کر دے

---

[1] کیونکہ ظہار کے وقت تک چونکہ عورت نے نکاح سے رضامندی ظاہر نہیں کی تھی لہذا وہ ابھی اس کے نکاح میں نہیں آئی تھی تو ظہار کے وقت اس کی بیوی نہ ہوئی ۱۲ م

[2] ایام تشریق ذی الحجہ کی گیارہویں بارہویں تیرہویں تین روز کو کہتے ہیں ۱۲ مترجم۔

اگر روزے رکھنے کی طاقت نہیں ہے تو ساٹھ مسکینوں کو فطرے کی طرح کھانا دیدے یا اس مقدار کی قیمت تقسیم کر دے اور اگر ظہار کرنے والے نے اور کسی شخص کو کہدیا کہ وہ اس کی طرف سے اس کے ظہار کا کھانا دیدے اور اس نے اس کا کہنا کر دیا تو درست ہو جائیگا اور کل کفارات اور فدیہ میں مباح کر دینا درست ہے نہ کہ صدقات اور عشر میں۔

فائدہ۔ یعنی کفارہ خواہ ظہار کا ہو خواہ روزے کا ہو خواہ قسم کا ہو خواہ احرام میں شکار مارنے کا ہو سب میں اباحت درست ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ فقیروں کے روبرو کھانا رکھ کر یہ کہدے کہ کھالو علیٰ ہذا القیاس فدیہ میں برابر ہے کہ وہ شیخ فانی کے روزے کا یا حج میں جنایات ہونے کی جزاؤں کا ہو مگر صدقات اور عشر میں جائز نہیں ہے کیونکہ ان میں مالک بنا دینا شرط ہے۔ طحطاوی و عینی۔

ترجمہ۔ اور (اباحت کے کھانے میں) یہ شرط ہے کہ ہر فقیر کو پیٹ بھر کے دو صبح یا دو شام یا ایک صبح اور ایک شام کھلائے اور اگر ایک ہی فقیر کو دو مہینے کھلائے جائے تب بھی کفارہ ادا ہو جائیگا اور ایک ہی فقیر کو ایک ہی روز سارا کھانا دیدیا تو دیہ درست نہ ہوگا ہاں خاص اسی ایک دن (اور ایک آدمی) کے کھلانے میں شمار ہو جائیگا اور اگر کھانا کھلانے کے درمیان اسی عورت سے صحبت کر لی تو کھانا نئے سر سے نہ کھلائے اور اگر دو ظہاروں کے کفارے میں ساٹھ فقیروں کو کھانا دیا اس طرح کہ ہر فقیر کو ایک ایک صاع گیہوں دیدیا (یعنی ایک ایک کو دونا دونا دیا) تو اس سے فقط ایک ظہار کا کفارہ ادا ہوگا اور اگر ایک کفارہ رمضان شریف کے روزے کا تھا اور دوسرا ظہار کا اور کھانا اسی صورت سے ایک ایک صاع تقسیم کیا یا دو ظہاروں کے کفاروں میں دو غلام آزاد کر دیئے اور کچھ تعیین نہیں کی (کہ اس کا کون سا ہے اس کا کون سا ہے) تو دونوں ظہار کا کفارہ ہو جائینگے اور یہی حکم (دو ظہاروں کے کفارہ میں) روزے رکھنے اور کھانا کھلانے کا ہے (یعنی اگر کسی نے چار مہینے کے روزے رکھ لئے اور کسی کفارے کی کچھ تعیین نہیں کی یا ایک سو بیس فقیروں کو کھانا کھلا دیا اور کچھ تعیین نہیں کی تو دونوں کفارے پورے ہو جائینگے اگر کسی نے دو ظہاروں کے کفارے میں ایک بردہ آزاد کیا یا دو مہینے کے روزے رکھ لیے تو یہ فقط ایک ہی ظہار کا کفارہ ہوگا اور اگر ایک کفارہ ظہار کا تھا اور ایک قتل کا اور اس نے ایک کفارہ بلا تعیین ادا کیا تو اس صورت میں ایک بھی ادا نہ ہوگا (کیونکہ یہاں دونوں کفارے ایک جنس کے نہیں ہیں لہذا یہاں کفارہ دینے سے پہلے تعیین ہونی چاہیئے ہاں جہاں دونوں ایک جنس کے ہوں وہاں دینے کے بعد کی نیت کافی ہو جاتی ہے۔

لعان کا بیان

فائدہ ۔ لعان جس سے میاں بیوی میں جدائی ہوجاتی ہے لعن سے مشتق ہے لغت میں اس کے معنی لعنت کرنے اور دھتکارنے کے ہیں اور شرع میں وہ ہیں جو آگے مصنف نے ذکر کیئے ہیں ۔ عینی ۔

ترجمہ ۔ لعان (میاں بیوی کی) چند گواہیوں کو کہتے ہیں جو چند قسموں سے مضبوط کی گئی ہوں ان میں لعنت کا لفظ بھی شامل ہو یہ گواہیاں مرد کے حق میں تہمت لگانے کی سزا کے قائم مقام ہوتی ہیں اور عورت کے حق میں زنا کی سزا کے قائم مقام پس اگر شوہر نے بیوی پر زنا کی تہمت لگائی اور یہ دونوں مسلمان پر گواہی دینے کے قابل ہیں (یعنی آزاد عاقل اور مسلمان ہیں) اور وہ عورت اس شان کی ہے کہ اس کو تہمت لگانے والے کو سزا ملتی ہو یا شوہر نے بیوی کے اپنے سے بچہ ہونے کا انکار کر دیا (یعنی اس کے بچے کی بابت یہ کہدیا کہ یہ میرا نہیں ہے) اور عورت نے اپنے شوہر کو اس تہمت کی سزا دلوانے کا دعویٰ کیا تو ایسی صورت میں (دونوں پر) لعان کرنا واجب ہے اب اگر شوہر لعان سے انکار کرے تو اسے قید کیا جائے یہاں تک کہ یا تو لعان کرے اور یا اپنے آپ کو جھوٹا بتلائے تو پھر اس پر تہمت لگانے کی حد جاری کی جائے اور اگر شوہر نے لعان کر دیا تو پھر عورت پر بھی لعن کرنا واجب ہے اگر عورت انکار کرے تو اسے بھی قید میں رکھا جائے تاکہ وہ لعان کرے یا اپنے شوہر کے کہنے کی تصدیق کرے (کہ اس کا کہنا تہمت نہیں ہے بلکہ میں ہی خطاوار ہوں اور آپ زنا کی سزا سر پر لے) اور اگر شوہر اس لائق نہ ہو کہ اس کی گواہی کا اعتبار کیا جائے (مثلاً کافر ہو یا غلام ہو یا پہلے سزا یافتہ ہو) تو اسے تہمت لگانے کی سزا دیدی جائے اور اگر مرد گواہی دینے کے لائق ہے مگر وہ عورت ایسی نہیں ہے کہ اس پر تہمت لگانے والے کو سزا دی جائے تو پھر مرد پر حد واجب ہے نہ لعان (کیونکہ وہ تہمت لگانے میں سچا ہے ہاں تعزیر[1] و تنبیہ کیجاوے) اور لعان کی صورت وہی ہے جو قرآن شریف نے بیان[2] کی ہے ۔

فائدہ ۔ وہ یہ ہے کہ اول شوہر قاضی کے روبرو کھڑا ہو کر چار مرتبہ اس طرح کہے کہ میں

---

[1] تعزیر اُسے کہتے ہیں کہ حد سے کم ہو حاکم جو مناسب سمجھے اُسے سزا دلا دے ۱۲

[2] یعنی سورۂ نور میں اور حدیث میں بھی اس کی تصریح آئی ہے ۱۲ عینی ۔

خدا کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ میں نے جو اس عورت پر زنا کی تہمت لگائی ہے میں اس میں بیشک سچا ہوں اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اگر میں اس بارے میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو اس کے بعد چار مرتبہ عورت بھی اس طرح کہے کہ میں خدا کو حاضر ناظر جان کر اس بات کی قسم کھاتی ہوں کہ اس مرد نے جو مجھ پر زنا کی تہمت لگائی ہے اس میں یہ بے شک جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ اس طرح کہے کہ اگر یہ مرد اس بارے میں سچا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب نازل ہو۔

ترجمہ - پس جب (میاں بیوی) دونوں لعان کر چکیں تو پھر ان کا حاکم کے جدا جدا کر دینے سے نکاح ٹوٹ جائیگا اور اگر شوہر نے بچہ کے ذریعہ سے تہمت لگائی تھی (کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے) تو حاکم اس بچہ کا مرد سے نسب توڑ کر اسے اس کی ماں کے ساتھ کر دے اور اگر (لعان کے بعد) شوہر اپنے آپ کو جھوٹا بیان کرے تو اسے حد قذف لگائی جائے (یعنی تہمت لگانے کی سزا دی جائے) اور اسے اس عورت سے نکاح کر لینا جائز ہے اسی طرح اگر کسی نے غیر عورت پر تہمت لگائی تھی اس میں اسے سزا ہوئی یا کسی عورت نے زنا کیا تھا اور زنا کی اُسے سزا مل گئی تو (اُن دونوں صورتوں میں) مرد کو اس عورت سے نکاح کر لینا جائز ہے اور گونگے (شوہر) کے تہمت لگانے اور حمل کا انکار کر دینے سے لعان لازم نہیں ہوتا۔

فائدہ - اس کی وجہ یہ ہے کہ قابل لعان تہمت زبان سے ہوتی ہے اور گونگا زبان سے کچھ نہیں کہہ سکتا یہی وجہ حمل کے انکار کرنے میں ہے کہ وہ بھی پوری تہمت نہیں ہے کیوں کہ شاید حمل نہ ہو کسی بیماری سے پیٹ پھول گیا ہو۔

ترجمہ - اگر شوہر بیوی سے یہ کہے کہ تو نے زنا کیا ہے اور یہ حمل زنا ہی کا ہے تو اُس پر دونوں لعان کریں (کیونکہ یہ صریح تہمت ہے) اور حاکم اس حمل کو اس مرد سے جدا نہ کرے۔ اگر کوئی شخص اپنے گھر میں بچہ پیدا ہونے پر) مبارک بادی دیئے جانے کے وقت کہے کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے یا جننے کے وقت کی کارآمد چیزیں خریدتے وقت ایسا کہدے تو اس کا یہ کہنا معتبر ہوگا (یعنی یہ بچہ اس کا نہیں رہے گا) مگر لعان دونوں صورتوں میں کرنا ہوگا اور اس (مبارکبادی اور خریداری) کے بعد انکار کرنے سے کچھ نہیں ہو سکتا اگر جوڑواں بچے ہوئے اور شوہر نے پہلے بچہ کا انکار کیا (کہ یہ میرا نہیں ہے) اور دوسرے کا اقرار کیا تو اس کو تہمت لگانے کی سزا دی جائے اور اگر اس کے برعکس کیا (کہ پہلے کا اقرار اور دوسرے کا انکار کیا) تو لعان کرے اور دونوں صورتوں میں یہ دونوں بچے اسی کے شمار ہونگے

لے کہ ماں ہی اُس کو رکھے اور اس کی پرورش کرے مرد کو اُس سے کچھ تعلق نہ ہوگا۔

نامرد کا بیان

ترجمہ۔ (شرع میں) عنینؔ اُس کو کہتے ہیں جو عورتوں سے صحبت نہ کر سکے یا کنواریوں سے نہ کر سکے اور ریسیوں سے کر سکے۔ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو دیکھے کہ اُس کا ذکر کٹا ہوا ہے (وہ صحبت نہیں کر سکتا) تو ان کو حاکم اسی وقت علٰحدہ علٰحدہ کر دے (یعنی ان کا نکاح توڑ دے) اور اگر شوہر عنین یا خصی ہے تو اسے ایک برس روز کی مہلت دی جائے اگر ایک برس میں اُس نے (ایک دفعہ) صحبت کر لی تو فبہا ورنہ اگر عورت درخواست کرے تو حاکم انہیں علٰحدہ علٰحدہ کر دے اب وہ عورت بائنہ ہو جائے گی (یعنی نکاح نہیں رہے گا) اور اگر ایک برس پورا ہونے کے بعد) مرد نے کہا کہ میں نے صحبت کر لی ہے اور عورت) اس کا انکار کرتی ہے اور عورتیں (دیکھنے والی) کہتی ہیں کہ باکرہ ہے (اُس سے ابھی صحبت نہیں ہوئی) تو اس عورت کو (وہیں بیٹھے رہنے تک) اختیار دیا جائیگا (کہ چاہے اس شوہر کے پاس رہے چاہے نہ رہے) اور اگر باکرہ نہیں ہے (پہلے خاوند کر چکی ہے) تو شوہر سے قسم لے کر اس کے کہنے کا اعتبار کر لیا جائیگا اگر عورت نے اپنے عنین ہی شوہر کو پسند کر لیا تو اب اس کا حق (جدا ہونیکا) باطل ہو گیا اور میاں بیوی میں سے ایک کو دوسرے کے عیب کیوجہ سے اختیار نہ دیا جائیگا۔

فائدہ۔ یعنی خواہ کیسا ہی عیب ہو مثلاً دونوں میں ایک دیوانہ ہو جائے یا خون بگڑ جائے یا بدن پر سپید دھبے ہو جائیں یا عورت کی فرج کے اوپر گوشت اُبھر آئے جسے رتق کہتے ہیں اس میں اس سے صحبت نہیں ہو سکتی یا وہاں ہڈی ہو جائے کہ وہ بھی صحبت کو مانع ہوتی ہے اور اسے قرن کہتے ہیں امام شافعیؒ کا اس میں اختلاف ہے وہ فرماتے ہیں کہ ان پانچ امراض میں دونوں کو اختیار دیدیا جائے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ نکاح سے مقصود صحبت ہوتی ہے اور یہ عیوب اسے بالکل فوت نہیں کرتے ہاں خلل انداز ہوتے ہیں اور اس خلل کو اتنا دخل نہیں دیا جا سکتا۔ عینی۔

عدّت کا بیان

ترجمہ۔ عدت انتظار کا نام ہے جو عورت پر لازم ہو جاتا ہے حرہ (یعنی آزاد عورت)

---

[1] لغت میں عنین کے معنی مطلق نامرد کے ہیں ۱۲ مسکین۔

کی عدت طلاق ملجانے پر نکاح فسخ ہوجانے کے بعد تین حیض ہیں (اگر اسے حیض آتا ہو) تین مہینے ہیں اگر حیض نہ آتا ہو (یعنی بچی ہو یا بڑھیا ہو) اور شوہر مرجانے کی عدت چار مہینے اور دس دن ہیں اور لونڈی کی عدت اگر اسے حیض آتا ہو دو حیض ہیں اور اگر حیض نہ آتا ہو تو حرہ کی عدت کا نصف ہے۔

فائدہ۔ یعنی تین مہینوں میں سے ڈیڑھ مہینہ اور چار مہینے دس دن میں سے دو مہینے پانچ دن مگر عدت میں یہ شرط ہے کہ جہاں رہتے ہوئے طلاق ملی یا شوہر مرا ہے وہیں عدت گذارے اگر کہیں مجبورًا جانا پڑ جائے تو دن کو جاکر رات کو ضرور اپنے گھر آجائے ورنہ عدت لوٹ جائے گی۔

ترجمہ۔ حاملہ عورت کی عدت (ہر حالت میں) بچہ جن لینا ہے۔ اگر کسی نے اپنے مرض الوفات میں بیوی کو طلاق دیدی تھی پھر اسی عرصہ میں مرگیا جسے شرع میں فار[۱] کہتے ہیں) تو اس کی بیوی طلاق اور وفات کی عدتوں میں سے جو بڑی ہو وہ پوری کرے (یعنی اگر تین حیض چار مہینے دس دن سے زیادہ دنوں میں آتے ہیں تو ان کا انتظار کرے اور اگر کم میں آتے ہیں تو چار مہینے دس دن عدت میں رہے) اور جو لونڈی رجعی طلاق کی عدت میں آزاد ہو بائن طلاق کی اور موت کی عدت میں آزاد نہ ہو تو وہ (عدت کے حکم میں) حرہ[۲] کی طرح ہے اور جس عورت کو عدت کے (تین ماہ بعد حیض آنے لگے تو اس کی عدت حیض ہی کے حساب سے ہوگی اور جس عورت کا نکاح فاسد ہوا ہو یا جن سے شبہ میں صحبت کرلی گئی ہو ان دونوں کی اور ام ولد کی عدت شوہر کے مرنے وغیرہ میں حیض ہی سے شمار کی کی جاتی ہے (مہینوں کا اعتبار نہیں ہوتا) اگر کسی نابالغ کے مرنے کے وقت اس کی عورت حاملہ ہو تو اُس کی عدت حمل کا جن لینا ہے اور اگر اس کے مرنے کے بعد حاملہ ہوتی ہے تو اس کی عدت مہینوں کے حساب سے ہوگی (یعنی وہی چار مہینے دس دن ہیں) اور ان دونوں صورتوں میں یہ بچہ اس نابالغ کا شمار نہیں کیا جائیگا۔ اگر کسی عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دی جائے تو وہ حیض عدت میں شمار نہیں ہوگا (بلکہ اس کے علاوہ تین[۳] حیض ہونے چاہئیں) اگر عدت والی عورت سے شبہ میں صحبت کرلی جائے تو اس پر دوسری عدت

---

[۱] عدت کے لغوی معنے گننے اور احاطہ کرنے کے ہیں۔ عینی [۲] ایسی طلاق دینے والے کو شرع میں فار کہتے ہیں جس کے اصلی معنے بھاگنے والے کے ہیں گویا یہ طلاق کے ذریعہ اپنی غریب بیوی کو ترکہ دینے سے بھاگتا ہے۔ ۲۲۔ [۳] یعنی جو عدت ایسی طلاق کے بعد آزاد عورت کرتی ہے وہی اسے بھی پوری کرنی ہوگی ۱۲ از حاشیہ اصل [۴] یعنی جو اس حیض کے بعد طہر ختم ہونے کے بعد شروع ہوں گے۔

واجب ہے اور ان دونوں عدتوں میں تداخل ہو جائیگا (یعنی ایک دوسری میں داخل ہو جائینگی اور جو حیض اس صحبت کے بعد آئے گا وہ دونوں عدتوں میں شمار ہوگا۔ ہاں اگر پہلی عدت ختم ہوگئی ہے تو اب دوسری عدت پوری کرے اور عدت طلاق یا موت کے بعد سے شروع ہوتی ہے اور نکاح فاسد میں علیحدگی کے بعد سے یا اُس وقت سے شروع ہوتی ہے کہ جب مرد اس عورت سے صحبت نہ کرنے کا پختہ قصد کرے۔ اگر عورت دعوی کرے کہ میری عدت گذر چکی ہے اور شوہر اُسے جھوٹی بتائے تو اس صورت میں عورت سے قسم لے کر اسی کے قول کا اعتبار کیا جائیگا اگر کسی نے اپنی عدت میں بیٹھی جورو سے نکاح کر لیا اور صحبت کرنے سے پہلے اُسے پھر طلاق دیدی تو اس عورت کو پورا[1] مہر دینا واجب ہوگا اور عورت پر اب نئے سرے سے عدت پوری کرنی لازم ہوگی اور اگر کوئی ذمیہ عورت کو طلاق دیدے تو اس پر عدت واجب نہیں ہے۔

سوگ کا بیان

فصل۔ اگر عورت بالغ مسلمان ہو اگرچہ لونڈی ہو اور اسے بائن طلاق مل جائے یا اُس کا شوہر مر جائے تو وہ عدت میں اس طرح سوگ کرے کہ نہ اپنا بناؤ سنگار کرے نہ خوشبو اور تیل لگائے نہ سُرمہ لگائے ہاں کسی عذر سے سُرمہ اور تیل کا استعمال جائز ہے اور نہ مہندی لگائے نہ کسمی اور نہ زعفرانی کپڑے پہنے اور اگر کوئی آزادی کی عدت میں ہو (مثلاً آقا نے اپنی ام ولد کو آزاد کر دیا ہو اور وہ اس کی عدت میں ہو) یا نکاح فاسد کی عدت میں ہو تو وہ سوگ نہ کرے اور عدت والی عورت سے صراحۃً نکاح کرنے کو نہ کہا جائے (مثلاً کوئی یہ کہدے کہ میرا ارادہ تجھ سے نکاح کرنے کا ہے) ہاں اشارۃً کنایہ سے اُس پر اپنے نکاح کا ارادہ ظاہر کر دینا درست ہے اور جو عورت طلاق کی عدت میں ہو وہ گھر سے باہر نہ نکلے اور جو شوہر کے مرنے کی عدت میں ہو اُس کو دن رات اور شروع رات میں نکلنا درست ہے (بشرطیکہ رات کا زیادہ حصّہ اپنے گھر ہی میں گذارے) یہ دونوں اسی گھر میں عدت گذاریں جس میں عدت اُن پر واجب ہوئی ہو (یعنی جس[2] گھر میں طلاق یا شوہر کی موت ہوئی ہو) ہاں اگر کوئی اُس میں سے نکالدے یا وہ مکان گر جائے تب دوسری جگہ عدت گذارنی جائز ہے اگر کسی عورت کو سفر میں طلاق ملی یا اُس کا شوہر مر گیا اور اس عورت کے اور اُس کے شہر کے درمیان تین منزل سے کم فاصلہ ہے تو یہ اپنے شہر چلی آئے اور اگر تین منزل کا فاصلہ ہے تو اب اُسے اختیار ہے چاہے اپنے شہر چلی آئے اور چاہے جہاں جا رہی ہے وہاں چلی جائے خواہ اُس کے ساتھ کوئی ولی و محرم ہو یا نہ ہو اور اگر کسی شہر میں تھی تو وہیں عدت

---

[1] یعنی پہلے مہر کے دلادو اب دوسرا مہر پورا دینا ہوگا ۱۲ حاشیہ اصلی۔

[2] یعنی جہاں اس کے شوہر کا انتقال ہوا ہے ۱۲۔

میں بیٹھ جائے اور عدت کے بعد) خواہ وہاں سے کسی (اپنے) محرم کے ساتھ آئے ۔

ثبوتِ نسب

ترجمہ ۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اگر میں فلانی عورت سے نکاح کروں تو اس پر طلاق ہے پھر (اس سے نکاح کرلیا اور (نکاح سے چھ ماہ بعد اس عورت کے اولاد ہو گئی تو یہ اولاد اسی کہنے والے کی ہوگی اور (اس عورت کو پورا مہر دینا اس پر لازم ہوگا اور رجعی طلاق کی عدت والی عورت کی اولاد (اس کے شوہر کی ہوتی ہے اگرچہ وہ (طلاق ہونے سے) دو برس کے بعد جنے جب تک کہ وہ عورت عدت گذرنے کا اقرار نہ کرے اس بچہ کا دو برس سے زیادہ میں ہونا (باعث) رجعت ہے اگر دو برس سے کم میں ہو تو رجعت نہیں ہے اگر کوئی عورت بائن طلاق کی عدت میں تھی اور اس کے دو برس سے کم میں اولاد ہو گئی (اور اس نے ابھی عدت پوری ہونے کا اقرار نہیں کیا) تو یہ اولاد اس کے شوہر کی ہوگی اور اگر دو برس سے کم میں نہیں ہوئی (بلکہ دو برس میں یا زیادہ میں ہوئی ہے) تو وہ اس شوہر کی نہ ہوگی ہاں اگر وہ شوہر اس کا دعویٰ کرے اگر کوئی قریب البلوغ لڑکی طلاق کی عدت میں ہو اور نو مہینے سے کم میں اس کے اولاد ہو جائے تو وہ اولاد اس کے شوہر کی ہوگی اور اگر نو مہینے سے زیادہ میں ہو تو اس کے شوہر کی نہ ہوگی (برابر ہے کہ طلاق رجعی ہو یا بائنہ ہو) جو عورت اپنے شوہر کے مرنے کی عدت میں ہو اور دو برس سے کم میں اس کے اولاد ہو جائے یا جو عورت اپنی عدت پوری ہو جانے کا اقرار کرتی ہو اور اقرار کے وقت سے لے کر چھ مہینے سے کم میں اس کے اولاد ہو جائے تو ان دونوں کی اولاد ان کے شوہروں کی ہوگی اور چھ مہینے میں یا زیادہ میں ہوئی تو شوہر کی نہ ہوگی ۔ جو عورت (طلاق یا موت کی) عدت میں ہو اور اس کی اولاد کا اس کے شوہر نے (یا اس کے وارثوں نے) انکار کر دیا ہو (کہ یہ میری نہیں ہے) تو وہ اولاد دو مردوں کی گواہی یا ایک مرد اور عورتوں کی گواہی سے یا (صاف) اس کا حمل ظاہر ہونے سے یا شوہر کے اس حمل کا اقرار کر لینے سے یا (شوہر کے مرنے کے بعد) وارثوں کے اس عورت کی تصدیق کر لینے سے یہ اولاد اسی شوہر کی ہوگی منکوحہ عورت کا بچہ اس کے شوہر کا اس وقت ہوگا کہ جب چھ مہینے میں یا زیادہ میں ہو اگرچہ شوہر چپ رہے اور اگر وہ انکار کرے تو پھر ایک عورت کی گواہی اس بچہ کی ولادت پر ہونے سے وہ بچہ اس کے شوہر کا قرار دیا جائیگا ۔ اگر عورت کے

بچہ پیدا ہوا اور پھر میاں بیوی میں اختلاف ہو جائے عورت کہے کہ تیرا مجھ سے نکاح ہوئے چھ مہینے ہوگئے ہیں اور شوہر کہے ابھی چھ مہینے نہیں ہوئے تو (اس صورت میں عورت کے کہنے کا اعتبار کریں گے (اور اُس کو قسم نہیں دیں گے اسی پر فتویٰ ہے) اور یہ لڑکا اسی شوہر کا شمار کیا جائیگا اگر شوہر نے بیوی کی طلاق اُس کے بچہ ہونے پر معلق کر دی (یعنی یہ کہدیا کہ اگر تیرے بچہ ہو تو تجھ پر طلاق ہے) اور ایک عورت نے اس کے بچہ پیدا ہونے پر گواہی دی تو (اس کی گواہی قبول نہ ہوگی اور) اس پر طلاق نہیں پڑے گی ہاں اگر شوہر اس کے حمل کا اقرار کرے تو بلا گواہی طلاق پڑ جائے گی حمل کی مدت زیادہ سے زیادہ دو برس ہیں اور کم از کم چھ مہینے پس اگر کسی نے لونڈی سے نکاح کر کے اُسے طلاق دیدی پھر اُسے خرید لیا اور خریدنے کے وقت سے لیکر چھ مہینے سے کم میں اُس کے بچہ ہو گیا تو یہ بچہ اُسی شخص کے سر پڑیگا اور اگر چھ مہینے سے کم میں نہیں ہوا بلکہ زیادہ میں ہوا تو اُس کے سر نہیں پڑے گا۔ اگر کوئی اپنی لونڈی سے کہے کہ اگر تیرے پیٹ میں بچہ ہے تو وہ میرا ہے پھر ایک عورت نے اُس کے بچہ ہونے کی گواہی دی تو یہ لونڈی اس شخص کی ام ولد ہو جائے گی۔ اگر کوئی شخص کسی لڑکے کو کہدے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور بعد میں مر جائے پھر اس لڑکے کی ماں دعویٰ کرے کہ میں اس کی بیوی ہوں اور یہ مجھ سے اُس کا بیٹا ہے تو یہ (ماں پوت) دونوں اس مردے کے وارث ہوں گے اور اگر اس عورت کا حرہ ہونا کسی کو معلوم نہیں اور میت کا وارث (یعنی بیٹا) یہ کہتا ہے کہ تو میرے باپ کی ام ولد ہے (نکاحی بیوی نہیں ہے) تو اب اسے میراث نہیں ملے گی۔

بچہ کی پرورش کرنا

ترجمہ۔ بچہ کی پرورش کرنے کے لئے سب سے زیادہ حقدار اس کی ماں[2] ہے (نکاح ٹوٹ کر) جدائی ہونے سے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی پھر (اگر ماں نہ ہو تو) نانی نانی نہ ہو تو دادی اگر یہ بھی نہ ہو تو سگی بہن یہ نہ ہو تو ماں شریکی بہن یہ نہ ہو تو باپ شریکی بہن اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر اسی (سگی سوتیلی کی) ترتیب سے خالائیں اگر خالائیں بھی نہوں تو اسی ترتیب سے پھوپھیاں

---

[1] عورت کے ایسا کہنے سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ یہ بچہ تیرے ہی نطفہ سے ہے زنا کا نہیں ہے اور مرد اُسے حرامی ٹھیرانا چاہتا ہے ۱۲

[2] یعنی سب سے پہلے اس بچہ کی پرورش کرنیکا حق ماں کو ہے اور اسکے بعد نانی کو علیٰ ہذا القیاس ۱۲ عینی۔

اور جو عورت بچہ کے غیر محرم سے نکاح کرے تو اُس کا حق جاتا رہیگا۔

فائدہ۔ یعنی جس سے اب اس عورت نے دوسرا نکاح کیا ہے او وہ اس بچہ کا قریبی رشتہ دار نہیں ہے تو اب اس بچہ کی پرورش کرنے میں اس عورت کا حق نہیں رہا۔

ترجمہ۔ اگر ان میں جدائی ہو جائے تو اس کا حق پھر لوٹ آئیگا اور اگر (بچہ کی پرورش کرنے کے لئے) یہ عورتیں نہوں تو پھر اُس کے حقدار علی الترتیب عصبی ہیں (یعنی جتنا عصبہ کوئی قریب کا ہوگا اتنا ہی مقدم ہوگا) ماں اور نانی بچہ کو پرورش کرنے کی حقدار اس وقت تک ہیں کہ وہ اپنی ضروریات کو خود کرنے لگے اس کے لئے لڑکے کے حق میں اندازاً سات برس مقرر کر دیئے گئے ہیں (کہ جب وہ سات برس کا ہو جائے تو پھر اُن کی پرورش میں رکھنے کی ضرورت نہیں ہے) اور لڑکی کی بابت یہ ہے کہ اُسے شہوت ہونے لگے (مثلاً کم از کم نو برس کی ہو جائے اور اسی پر فتویٰ ہے) لونڈی اور ام ولد کا (اپنے پرورش کرنے میں) کوئی حق نہیں ہے جبتک کہ یہ دونوں آزاد نہ کردی جائیں (کیونکہ یہ دونوں اپنے آقا کی خدمت کے شغل کی وجہ سے اس کام کو انجام نہیں دے سکتیں) اور ذمی عورت اپنے مسلمان بچہ کی سب سے زیادہ حقدار ہے جب تک کہ اُسے دین کی سمجھ نہ آئے (ذمیہ کا بچہ مسلمان اس طرح ہوسکتا ہے کہ اس کا شوہر مسلمان ہو) اور بچہ کو اس بارے میں کچھ اختیار نہیں ہوتا اور طلاق دی ہوئی عورت اپنی اولاد کو سفر میں نہ لے جائے ہاں اپنے اس وطن کو جہاں اُس کا نکاح ہوا تھا لیجانے میں چنداں ہرج نہیں ہے۔

بیوی کا نان نفقہ

فائدہ۔ نفقہ لغت میں اُسے کہتے ہیں جو آدمی اپنے بال بچوں پر خرچ کرے یہ لفظ خوراک پوشاک وغیرہ سب پر شامل ہے۔ فتح القدیر۔

ترجمہ۔ مرد پر اپنی بیوی کا کھانا کپڑا دونوں کی حیثیت کے موافق واجب ہے اگرچہ بیوی[1] اپنا مہر وصول کرنے کی غرض سے شوہر کو صحبت نہ کرنے دے ہاں جو عورت شوہر کے کہنے میں نہ ہو اُس کی بے اجازت گھر سے نکل جائے یا ایسی کم عمر ہو کہ وہ اُس سے صحبت نہ کر سکے یا قرضدار ہونے کے سبب سے قید میں چلی گئی ہو یا کسی نے زبردستی چھین لی ہو یا غیر آدمی کے ساتھ حج کرنے

[1] یعنی برابر ہے کہ شوہر اس سے شب زفاف کر چکا ہو یا نہ کر چکا ہو اور وہ مسلمان ہو یا کافرہ ذمیہ ہو دن وغیرہ ہو اور مالدار ہو یا کنگالن ہو ۱۲ مسکین۔

چلی گئی ہو یا بیمار ہو کہ اُس سے شب زفاف کی بھی نوبت نہ آئی ہو تو ان کا کھانا کپڑا شوہر کے ذمہ نہیں ہے اور اگر شوہر مالدار ہے تو بیوی کی خدمت کرنے والے کا بھی کھانا کپڑا دے اور اگر شوہر کھانا کپڑا نہ دے سکے (کسی وجہ سے مجبور ہو) تو اس سبب سے ان میں علیحدگی نہ کیجائے بلکہ عورت کو مرد کے نام سے قرض لے کر کھانے کی اجازت دی جائے۔ اگر شوہر پہلے تنگدست تھا اور اب مالدار ہوگیا تو اب اسے اس مالداری ہی کی حیثیت کا کھانا کپڑا دینا چاہیئے اگرچہ اس پر مفلسی کے کھانے کپڑے کا حکم ہو چکا ہو اور جو دن گذر گئے ہوں اور ان میں شوہر نے کچھ نہ دیا ہو تو ان کا خرچہ دینا واجب نہیں رہتا ہاں حاکم کے حکم کرنے یا شوہر کے خود ہی رضامند ہو جانے سے لازم ہو جاتا ہے اور میاں بیوی میں سے ایک کے مرجانے سے حکم شدہ نفقہ ساقط ہو جاتا ہے اور جو نفقہ عورت پیشگی لے چکی ہو (اور پھر شوہر کا انتقال ہو جائے) تو وہ اُس سے واپس نہیں لیا جا سکتا اور غلام کو اُس کی بیوی کے نفقہ میں فروخت کر دیا جائے (اگر وہ غلام ایسا ہو کہ اُس کے آقا نے اُس کو نکاح کرنے کی اجازت دیدی ہو) منکوحہ لونڈی کا نفقہ رات کو شوہر کے پاس بھیجدینے سے واجب ہوتا ہے (یعنی اگر لونڈی کا آقا اس سے اپنی خدمت نہ لے اور اُسے اُس کے شوہر کے پاس رات کو بھیجدے تو شوہر کے ذمہ نان نفقہ ہو جائیگا) اور بیوی کے رہنے کے لئے شوہر پر ایک ایسا مکان دینا بھی واجب ہے جس میں نہ شوہر کے گھر کے آدمی رہتے ہوں اور نہ بیوی کے) ہاں عورت کے گھر کنبہ والوں کو اُسے دیکھنا اور اس سے باتیں کرنا جائز ہے اگر کوئی شخص بے پتہ کہیں چلا جائے اور اُس کا روپیہ ایسے شخص کے پاس ہو جو اُس کا روپیہ اور اس کی بیوی ہونے کا اقرار کرتا ہو تو حاکم کو چاہیئے کہ اس کی بیوی اور چھوٹے بچوں اور اس کے ماں باپ کا اس کے روپیہ میں سے کچھ مقرر کر دے اور (احتیاطاً) عورت سے ایک ضامن لے لیا جائے اور یہی (یعنی روٹی کپڑا اور رہنے کا مکان) طلاق کی عدت والی عورت کو بھی (عدت تک) دینا واجب ہے نہ کہ اس عورت کو جو شوہر کے مرنے کی عدت میں ہو یا شوہر کی نافرمانی کرنے پر اُس سے علیحدگی ہو گئی ہو اور عورت کا بائنہ طلاق پڑنے کے بعد مرتد ہو جانا اس کے نفقہ کو ساقط کر دیتا ہے نہ کہ شوہر کے بیٹے کو اپنے اوپر قابو دیدینا (یعنی اپنی ہم بستری کا اُسے موقع دیدینا نفقہ کو ساقط نہیں کرتا) آدمی پر اپنے محتاج بچوں کا بھی نفقہ واجب ہے اور بچہ کی ماں پر دودھ پلوانے میں زبردستی نہ کی جائے (یعنی اگر وہ نہ پلائے تو بچہ کا باپ اس پر زبردستی نہ کرے) ہاں ماں کے پاس کسی دودھ پلانے والی کو نوکر رکھدے اگر بچہ کی ماں اس کے باپ کے نکاح میں ہو یا عدت میں ہو تو اُس کو وہ دودھ پلانے کا معاوضہ دے اور عدت کے بعد اگر وہ اوراناؤں سے زیادہ تنخواہ نہ مانگے تو سب سے بہتر یہی ہے اور آدمی پر اپنے ماں باپ دادا

دادی اور نانا نانی کو بھی کپڑا دینا واجب ہے اگر وہ محتاج (حاجتمند) ہوں (اگر کھاتے پیتے ہوں تو واجب نہیں ہے) رشتہ داروں میں) دین کے مختلف ہونے سے نفقہ واجب نہیں رہتا سوائے دو رشتوں یعنی) میاں بیوی ہونے اور باپ بیٹا ہونے کے۔

فائدہ - کہ ان دونوں میں باوجود دین کے اختلاف کے بھی نفقہ واجب رہتا ہے اور دین مختلف ہونے کے یہ معنی ہیں کہ مثلاً شوہر مسلمان ہو اور بیوی اہل کتاب میں سے یہودن یا نصرانن ہو یا ماں باپ کافر ہوں بیٹا مسلمان ہو یا بیٹا کافر ہو ماں باپ مسلمان ہوں تب بھی اُن کا روٹی کپڑا لازم رہتا ہے۔

ترجمہ - اولاد کے اپنے ماں باپ کو نفقہ دینے میں اور باپ کے اپنی اولاد کو نفقہ دینے میں اور کوئی رشتہ دار شریک نہیں ہو سکتا (یعنی اوروں پر واجب نہیں ہے اولاد پر ماں باپ کا واجب ہے اور ماں باپ پر اولاد کا) اور جو قریب کا ذی رحم محرم حاجت مند اور کمانے سے عاجز ہو تو اس کا روٹی کپڑا میراث کے حصہ کے موافق (وارث پر) واجب ہے اگر وارث مالدار ہو اور باپ کو اپنے روٹی کپڑے کے خرچ کے لئے اپنے بیٹے کے اسباب کو بیچ لینا درست ہے اس کی زمین کو بیچ لینا درست نہیں ہے اگر (کسی نے اپنا روپیہ کسی کے پاس امانۃً رکھدیا تھا اور) اُس کے امین نے اس کی اجازت بغیر اس کے ماں باپ کا خرچ اٹھایا تو امین اس کا دیندار ہوگا اور اگر ماں باپ نے وہ روپیہ خرچ کر لیا جو اُن کے پاس (اُن کے بیٹے کا رکھا ہوا) تھا تو وہ دیندار نہ ہونگے[۱] (کیونکہ ان کا خرچ تو حکم حاکم سے ہی اس کے ذمہ ہے بس انھوں نے اپنا وہ حق وصول کر لیا) (اگر ماں باپ کے نفقہ کا اولاد پر یا اولاد کے نفقہ کا باپ پر یا اور کسی قرابت دار کے نفقہ کا حاکم نے حکم دیدیا تھا اور) ایک مدت گذر گئی (کہ وہ نفقہ کسی وجہ سے ان کو نہ ملا) تو اب وہ ساقط ہو گیا ہاں اگر حاکم نے (ان کو) قرض لے کر کھانے کی اجازت دیدی ہو (تو اس صورت میں دینا پڑے گا) اور غلام لونڈی کا روٹی کپڑا اس کے آقا پر واجب ہے اگر وہ دینے سے) انکار کرے تو غلام کو اپنی کمائی میں سے لے لینا چاہیئے اور اگر وہ کما نہ سکتا ہو تو اسے فروخت کر دینے کا حکم دیدیا جائے

---

[۱] یعنی جو کہ بیٹے کے ذمہ تھا اور جو اپنا حق لے لیتا ہے وہ دیندار نہیں کرتا ۱۲ -

کتاب العتاق

غلام کا آزاد ہونا

فائدہ۔ عتق اور عتاق کے معنیٰ قوت کے ہیں شراب کا نام بھی عتیق اُس میں زیادہ قوت ہی ہونے کی وجہ سے ہے اور کعبہ کو بھی عتیق اس کی قوت ہی کے سبب سے کہتے ہیں اسلئے کہ کوئی شخص اس پر غالب نہیں آسکتا اور اس کے شرعی معنے یہ ہیں جو آگے مصنف نے بیان کئے ہیں۔

عن د عینی۔

ترجمہ۔ عتاق (یعنی آزادی) ایک ایسی قوت شرعیہ کا نام ہے جو مملوک میں غلامی بن جاتے رہنے اور (آقا کی) ملک سے باہر ہونے کے بعد حاصل ہوتی ہے اگر حُر مکلف (یعنی آزاد عاقل بالغ) اپنے مملوک سے اتنا کہدے کہ تو حُر ہے (آزاد ہے) تو وہ آزاد ہو جائے گا یا کوئی اور ایسا لفظ کہدے جس سے سارا بدن مراد لیا جاتا ہو (مثلاً یوں کہے تیرا سر آزاد ہے تیرا منہ آزاد ہے تیری گردن آزاد ہے وغیرہ وغیرہ) یا کہدے کہ تو آزاد ہے۔ تو آزاد کیا گیا ہے۔ تو حُر کر دیا گیا ہے یا میں نے تجھے آزاد کر دیا ہے یا میں نے تجھے حر کر دیا ہے تو ان سب صورتوں میں وہ آزاد ہو جائیگا برابر ہے کہ اس کہنے والے نے نیت کی ہو یا نہ کی ہو یا آزاد کرنے کی نیت کرکے یوں کہدے کہ اب میں تیرا مالک نہیں رہا یا اب تو میرا غلام نہیں رہا یا لونڈی نہیں رہی یا اب تجھ پر میرا اختیار نہیں رہا یا یہ کہدے کہ یہ میرا بیٹا یا باپ ہے یا (لونڈی کی بابت کہے) یہ میری ماں ہے یا یہ کہے کہ یہ میرا آقا ہے یا اس طرح پکارے کہ او میرے آقا او حر یا او آزاد تو ان سب الفاظ سے آزاد ہو جائیگا ہاں اگر اس طرح پکارے کہ اے بیٹے۔ اے بھائی یا اس سے کہے اب تجھ پر میری حکومت نہیں رہی یا (لونڈی کی بابت) وہ الفاظ کہے جن سے طلاق پڑ جاتی ہے یا کہے

لہ کیونکہ جن الفاظ کے معنے ظاہر ہوں ان میں نیت ضرور نہیں ہوتی نیت کی ضرورت کنایات میں ہوتی ہے جس کی تفصیل طلاق کے کنایات میں گذر چکی ہے ۱۲ مترجم۔

کہ تو آزاد کی طرح ہے تو ان الفاظ سے آزاد نہ ہوگا اور اگر یہ کہا کہ تو نہیں ہے مگر آزاد تو اس سے بھی آزاد ہو جائیگا اور اگر کوئی (اپنے) قریب (ذی رحم) محرم کا مالک ہو جائے تو وہ آزاد ہو جائیگا اگرچہ یہ مالک ہونے والا لڑکا یا دیوانہ ہی ہو اگر کوئی (اپنے لونڈی غلام سے) یہ کہے کہ تو اللہ کی خوشنودی کے لئے آزاد ہے یا شیطان کی خوشنودی کے لئے آزاد ہے یا بت کے لئے آزاد ہے یا کسی کے زبردستی کرنے سے آزاد کر دے یا نشہ میں آزاد کر دے تب بھی آزاد ہو جائیگا۔ اگر آزادی کو (اپنے) مالک ہونے پر یا کسی اور شرط پر معلق کر دیا تو یہ تعلیق درست ہو جائے گی (اور یہ شرط پوری ہونے پر وہ آزاد ہو جائیگا) اگر کسی نے اپنی حاملہ لونڈی کو آزاد کر دیا تو (وہ اور اس کا بچہ) دونوں آزاد ہو جائیں گے اور اگر بچہ کو آزاد کیا تو فقط وہی آزاد ہوگا اور مالک ہونے آزاد ہونے۔ غلام ہونے۔ مدبر یا ام ولد ہونے اور مکاتب میں بچہ اپنی ماں کے تابع ہوتا ہے (یعنی اگر اس کی ماں کسی چیز کے خریدنے یا ہبہ ہونے کے ذریعہ سے مالک ہوئی یا آزاد وغیرہ ہوئی تو بچہ کا بھی یہی حکم ہوگا) اور لونڈی کا جو بچہ اُس کے آقا سے ہو وہ آزاد ہے۔

غلام کا کچھ حصّہ آزاد ہونا

ترجمہ۔ اگر کوئی شخص اپنے غلام کا کچھ حصہ آزاد کر دے (مثلاً چوتھائی یا تہائی یا نصف) تو وہ سارا آزاد نہیں ہوتا (بلکہ جتنا اُس نے کیا ہے اُتنا ہی آزاد ہوتا ہے) پھر جتنا آزاد ہونے سے رہ جائے اس مقدار کے بدلے روپیہ کما کر یہ اپنے آقا کو دے اور یہ مکاتب[1] کے حکم میں ہوتا ہے۔

فائدہ۔ مکاتب کا بیان آگے آئیگا مگر اس میں اور مکاتب میں اتنا فرق ہے کہ اگر مکاتب کمانے سے عاجز ہو جائے تو وہ پھر غلام ہو جاتا ہے بخلاف اس کے کہ اس کا جتنا حصہ آزاد ہو گیا ہے وہ عاجزی کی صورت میں بھی غلام نہیں ہو سکتا۔

ترجمہ۔ اگر کسی نے (مشترک غلام میں سے) اپنا حصہ آزاد کر دیا تو اب اس کے شریک کو اختیار ہے چاہے وہ آزاد کر دے چاہے (اپنے حصہ کی قیمت) اس غلام سے کموائے اس صورت میں اس غلام کا ترکہ ان دونوں شریکوں کو پہنچیگا یا یہ (کرے کہ اپنے حصہ کی قیمت) اس آزاد کرنے والے سے وصول کرلے اگر وہ مال دار ہو اور وہ اسے دے کر پھر غلام سے وصول

[1] یعنی مکاتب کی طرح یہ بھی آقا کے قبضہ سے باہر ہو جاتا ہے اب جہاں چاہے چلا جائے اور اپنی آزادی کا معاوضہ دینے کا بندوبست کرے ۱۲ مترجم۔

کرے اس صورت میں اس کا ترکہ اس آزاد کرنے والے کا ہوگا اگر ایک غلام میں دو شریک تھے اور) ہر ایک نے دوسرے کے حصہ کے آزاد کرنے پر گواہی دی (یعنی ہر ایک نے یہ کہا کہ میرے شریک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہے تو اب یہ غلام دونوں کے حصہ کا روپیہ کما کر دے (خواہ وہ امیر ہوں یا غریب ہوں) اور اگر دو شریکوں میں سے ایک نے اس غلام کی آزادی کو فلاں کے کل کوئی فعل کرنے پر معلق کیا (مثلاً یہ کہا کہ اگر زید کل گھر میں آئے تو تو آزاد ہے) اور دوسرے نے اس کا الٹا کیا (یعنی یہ کہا کہ اگر زید کل گھر میں نہ آئے تو تو آزاد ہے اور وہ کل گذر گئی اور اس کا آنا نہ آنا معلوم نہیں ہوا تو اس صورت میں نصف غلام آزاد ہو جائیگا اور وہ اپنے باقی نصف کی قیمت دونوں کو کما کر دے گا (اور اس کا ترکہ ان دونوں کو ملے گا) اگر (دو میں سے) ہر ایک نے اپنا اپنا غلام آزاد کرنے کی (پہلی صورت کی طرح) قسم کھائی تو کوئی غلام آزاد نہ ہوگا۔

فائدہ۔ اس صورت میں بھی عتق کی قسم کھانے سے اسے کسی شرط پر معلق کر دینا ہی مراد ہے جیسے اس گذشتہ صورت میں تھا فرق دونوں میں صرف اتنا ہے کہ پہلی صورت میں غلام ساجھے کا تھا اور اس میں دونوں کے الگ الگ دو غلام ہیں۔

ترجمہ۔ اگر کوئی شخص دوسرے کی شرکت میں اپنے بیٹے کا مالک ہو گیا (یعنی کسی کی شراکت میں اس نے اپنے بیٹے کو خرید لیا) تو (اس میں سے) اس کا حصہ فوراً آزاد[1] ہو جائیگا اور یہ باپ اپنے ساجھی کے حصہ کا ضامن نہ ہوگا اس ساجھی کو چاہیئے کہ یا تو (اپنا حصہ بھی) آزاد کر دے یا (اپنے حصہ کی قیمت) کموالے ایک غلام میں سے آدھا ایک اجنبی نے خرید لیا تھا اور بعد میں باقی کا آدھا اس غلام کے باپ نے خرید لیا تو اب اس اجنبی کو اختیار ہے چاہے اپنے حصہ کا روپیہ باپ سے وصول کرلے اور چاہے بیٹے سے کموالے۔ اگر باپ نے اپنے بیٹے کا نصف ایسے شخص سے خریدا جو تمام کا مالک تھا تو (امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک) یہ باپ بیچنے والے کا ضامن نہ ہوگا۔ ایک غلام تین مالدار آدمیوں کی شرکت میں تھا ان میں سے اول ایک نے اسے مدبر کر دیا پھر دوسرے نے اُسے آزاد کر دیا (اور تیسرا ابھی خاموش ہے) تو خاموش اس مدبر کرنے والے سے اپنے حصہ کی قیمت وصول کرلے اور یہ اسے قیمت دے کر آزاد کرنے والے سے اس غلام کے مدبر ہونے کی تہائی قیمت لے لے نہ کہ وہ قیمت جو اس نے اپنے ساجھی خاموش رہنے والے کو بھری تھی۔ ایک لونڈی میں دو شریک تھے ایک نے دوسرے سے کہا کہ یہ لونڈی تیری اُم ولد ہے اور اس نے انکار کیا (کہ میری ام ولد نہیں ہے) تو یہ لونڈی اب ایک روز اُس انکار کرنے والے کی خدمت کریگی اور ایک

---

[1] کیونکہ اس غریب باپ کی طرف سے کسی قسم کی تعدی اور زیادتی نہیں ہوئی بلکہ یہ حکم شریعت کا ہے کہ باپ بیٹے کا یا بیٹا باپ کا اگر مالک ہو جائے تو وہ خود ہی آزاد ہو جاتے ہیں ۱۲۔

روز چھٹی میں رہے گی اور چونکہ اُم ولد کی قیمت نہیں ہوتی اس لئے اگر اس کے دو شریکوں میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کردے گا تو یہ دوسرے کا ضامن نہ ہوگا۔

فائدہ۔ اس کی صورت یہ ہے کہ ایک لونڈی دو آدمیوں کی شرکت میں تھی اس کے اولاد ہوئی تو اولاد پر دونوں نے دعویٰ کیا ایک کہتا ہے بچہ میرا ہے دوسرا کہتا ہے میرا ہے اس صورت میں یہ لونڈی ان دونوں کی ام ولد ہوگئی پھر ان میں سے ایک نے اسے آزاد کردیا تو اسے آزاد کرنے سے تاوان نہیں دینا پڑے گا۔ طحطاوی۔

ترجمہ ایک آدمی کے تین غلام تھے اُس نے ان میں سے دو کو مخاطب کرکے کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہے اس کے اتنا کہتے ہی ان میں سے ایک الگ ہوگیا اور تیسرا (جو ان میں پہلے نہیں تھا اب) آکھڑا ہوا اور آقا نے پھر اسی طرح کہا (کہ تم دونوں میں سے ایک آزاد ہے) اور اسی وقت مرگیا یہ بیان نہیں کیا کہ میرے نزدیک کون سا آزاد ہے تو اس صورت میں تین چوتھائی تو اُس غلام کی آزاد ہوں گی جو دونوں دفعہ وہیں کھڑا رہا اور نصف نصف ان دونوں میں سے آزاد ہو جائیگا اور اگر یہ بات اس نے مرض الموت میں کہی تھی (اور بیان کرنے سے پہلے مرگیا تو تمام ترکہ کا) ایک تہائی اسی حساب سے تقسیم کردیا جائیگا۔

فائدہ۔ یعنی اگر یہ بات اس نے اپنے مرض الموت میں کہی تھی تو یہ بمنزلہ وصیت کے ہوئی اور یہ قاعدہ ہے کہ وصیت ترکہ کی تہائی میں جاری ہوا کرتی ہیں گویا اس شخص کے پاس سوائے ان تین غلاموں کے اور کچھ نہ تھا اور یہ تینوں ایک ہی قیمت کے تھے اور اس شخص کے وارثوں نے ان غلاموں کے حق میں اس کا کہنا پورا نہ کیا تو اب اس کی وصیت کو تہائی ترکہ میں جاری کرکے ان غلاموں پر اسی مذکورہ حساب سے تقسیم کردیں گے مثلاً ہر غلام کے سات سات حصے کریں گے پس جو غلام دونوں دفعہ وہیں موجود تھا اس کے تین حصہ آزاد ہونگے اور اُسے چار حصوں کی قیمت کما کر دینی ہوگی اور باقی دونوں کے دو دو حصے انھیں اپنے پانچ پانچ حصوں کی قیمت کما کر دینی ہوگی

ترجمہ۔ بیچنا۔ آزاد کرنا۔ مدبر کرنا۔ ہبہ کرنا۔ یا مرجانا مبہم آزاد کرنے کا بیان ہوتا ہے نہ کہ صحبت کرنا۔

فائدہ۔ مثلاً کسی کے دو غلام تھے اس نے دونوں کو خطاب کرکے یہ کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہے تو یہ آزاد کرنا مبہم ہوا پھر اُس نے خود ہی اُن میں سے ایک بیچدیا یا آزاد کردیا یا کسی کو ویسے ہی دیدیا یا ایک مرگیا تو اب یہ دوسرا آزاد ہو جائیگا اور ان افعال کے سبب سے یہ سمجھا جائیگا کہ اس نے اس وقت اسی کو آزاد کیا تھا اور اگر اپنی دو لونڈیوں سے یہ کہا تھا اور پھر ایک سے صحبت کرلی تو یہ اس امر کی دلیل نہیں ہوگی کہ دوسری لونڈی آزاد ہے طحطاوی وعینی۔

ترجمہ ۔ ہاں صحبت کرنا اور مر جانا مبہم طلاق میں بیان ہوتا ہے ۔

فائدہ ۔ مثلاً کسی کی دو بیویاں تھیں ان سے کہا کہ تم میں سے ایک کو طلاق ہے پھر اُن میں سے ایک سے صحبت کر لی یا ایک مر گئی تو طلاق دوسری پر پڑ جائیگی ۔ طحطاوی و عینی ۔

ترجمہ ۔ کسی نے (اپنی لونڈی) سے کہا کہ اگر تو پہلے لڑکا جنے تو تو آزاد ہے اس نے لڑکا اور لڑکی دونوں جن دیے اور یہ معلوم نہیں ہوا کہ ان میں سے پہلے کون سا پیدا ہوا ہے تو یہ لڑکا غلام رہے گا اور لڑکی اور اس کی ماں نصف نصف آزاد ہو جائیں گے اگر دو آدمی (کسی شخص پر) گواہی دیں کہ اس نے اپنے دو غلاموں میں سے ایک کو آزاد کر دیا ہے یا اپنی دو لونڈیوں میں سے ایک کو آزاد کر دیا ہے تو (امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک) یہ گواہی لغو ہوگی ہاں اگر یہ گواہی وصیت میں یا مبہم طلاق میں ہو) تو معتبر ہوگی ۔

فائدہ ۔ مثلاً دو آدمی گواہی دیں کہ فلاں شخص نے اپنے مرض الموت میں اپنے دو غلاموں میں سے ایک کو آزاد کر دیا ہے تو یہ گواہی بالاتفاق قبول ہوگی یا دو شخص اس بات کی گواہی دیں کہ فلاں شخص نے اپنی بیویوں میں سے ایک کو طلاق دیدی ہے تو یہ بھی بالاتفاق مقبول ہوگی ۔

آزاد کرنے پر قسم کھانا

فائدہ ۔ یہاں آزاد کرنے پر قسم کھانے سے یہی مراد ہے کہ آزاد کرنیکو کسی شرط سے معلق کردے

ترجمہ ۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگر میں گھر میں جاؤں تو اس روز جتنے میرے مملوک (غلام) ہوں سب آزاد ہیں تو اس کہنے کے بعد جتنے غلام اس کی ملک میں آئیں گے اس کے گھر میں جانے سے وہ سب آزاد ہو جائیں گے اور اگر اس روز کا لفظ نہیں کہا تو نہیں ہونگے (یعنی اس کہنے کے بعد جن کا یہ مالک ہوگا وہ آزاد نہ ہوں گے بلکہ وہی آزاد ہوں گے جو اس وقت اس کی ملک میں ہوں گے) اور مملوک کا لفظ حمل کو شامل نہیں ہوتا (مثلاً اگر کسی نے یہ کہا کہ میرے جتنے مملوک ہیں یا جس کا میں مالک ہوں وہ کل کے بعد آزاد ہے یا میرے مرنیکے بعد آزاد ہے تو اس کا یہ کہنا فقط اسی کو شامل ہوگا جس کا یہ اس قسم کے (یعنی اس کہنے کے) وقت مالک ہوا اگر کوئی لونڈی حمل سے تھی تو لونڈی آزاد ہوگی حمل نہیں ہوگا) ہاں اس دوسری صورت میں اس کے تہائی مال میں سے وہ مملوک بھی آزاد ہو جائیگا جس کا یہ اس شرط لگانیکے

بعد مالک ہوا ہو۔

غلام کو مال کے بدلے آزاد کرنا

ترجمہ۔ اگر کسی نے اپنے غلام کو مال پر آزاد کر دیا (یعنی یہ کہا کہ مثلاً تو ایک ہزار پر ایکہزار کے بدلے میں آزاد ہے) اور اس نے منظور کر لیا تو یہ غلام ابھی آزاد ہو گیا اور اگر اس کی آزادی کو روپیہ ادا کرنے پر آقا نے معلق کر دیا تھا (یعنی مثلاً یہ کہا تھا کہ اگر تو اتنا روپیہ مجھے دیدے تو تو آزاد ہے) تو اب وہ (دلالت حال سے) ماذون فی التجارۃ[1] ہو جائیگا اور تخلیہ سے آزاد ہو جائے گا۔

فائدہ۔ ایسے موقع پر تخلیہ سے یہ مراد ہوتی ہے کہ غلام اپنے آقا کے سامنے اس طرح روپیہ رکھ دے کہ وہ ہاتھ بڑھا کر اسے لے سکے اس غلام کو آقا کے ہاتھ میں دینا ضروری نہیں نہیں ہے۔ عینی۔

ترجمہ۔ اگر آقا نے اپنے غلام سے یہ کہا کہ تو ایکہزار روپیہ کے عوض میں میرے مرنے کے بعد آزاد ہے تو غلام کی طرف سے اس کا منظور کرنا آقا کے مرنے کے بعد معتبر ہوگا (آقا کے مرنے سے پہلے منظور کر لینے کا اعتبار نہ کیا جائیگا اور نہ یہ آزاد ہوگا ہاں اگر وارث یا آقا کا وصی آزاد کر دے) اگر کسی نے اپنے غلام سے یہ کہا کہ میری ایک سال خدمت کرنے پر تو آزاد ہے اور غلام اسے منظور کر چکا ہے) اور اگر آقا خدمت کرانے سے پہلے مر گیا تو اس غلام کو اپنی قیمت دینی واجب ہوگی (اور اگر یہ غلام مر جائے تو اس کے ترکہ میں لی جائے گی) اگر کسی نے ایک لونڈی کے آقا سے کہا کہ تم اس اپنی لونڈی کو ایک ہزار روپیہ کے عوض اس شرط پر آزاد کر دو کہ تم اس کا نکاح مجھ سے کر دو (اس نے اس کے کہنے پر لونڈی کو آزاد کر دیا اور (بعد میں لونڈی سے کہا کہ میں تیرا نکاح اس سے کرتا ہوں تو) لونڈی نے اس سے نکاح کرانے سے[2] آزاد کر دیا تو یہ لونڈی مفت آزاد ہو جائے گی اور اگر وہ یہ کہے کہ اس کو ایک ہزار میں میری طرف سے آزاد کر دو تو اب یہ ہزار روپیہ اس کی قیمت پر اور اس کے مہر مثل پر بانٹ

[1] یعنی آقا کی طرف سے اس کو تجارت کرنے کی اجازت ہو جائے گی اگرچہ آقا نے اپنی زبان سے اس کو تجارت کرنیکی نہیں دی ۱۲ حاشیہ اصل۔ [2] کیونکہ جس کے کہنے سے یہ آزاد ہوئی ہے اس نے روپیہ دینے کی یہ شرط کر لی تھی کہ لونڈی سے میرا نکاح کر دینا اور چونکہ اس کی شرط پوری نہیں ہوئی لہذا اس کے ذمہ کچھ نہیں آئیگا ۱۲۔

دیئے جائیں گے اور جو کچھ قیمت کے مقابلہ میں آئیگا بس وہ ہی اس کے کہنے والے کو دینا واجب ہوگا

تدبیر کرنے کا بیان

فائدہ ۔ لغت میں تدبیر کے معنے انجام کار میں غور کرنے کے ہیں اور شرعی معنے یہی ہیں جو آگے مصنف بیان فرماتے ہیں ۔ عینی ۔

ترجمہ ۔ لونڈی غلام کی آزادی کو فقط اپنی موت پر معلق کرنیکا نام (شرع میں) تدبیر ہے مثلاً آقا یہ کہے کہ جب میں مرجاؤں تو تو آزاد ہے یا کہے جسدن میں مرجاؤں یا کہے میرے بعد تو آزاد ہے) یا کہے کہ تو مدبر ہے یا کہے کہ میں نے تجھے مدبر کر دیا اور (مدبر و مدبرہ کا حکم یہ ہے کہ) اب وہ نہ بک سکتا ہے اور نہ ہبہ ہو سکتا ہے ہاں آقا اس سے اپنی خدمت کراتا رہے یا (اپنے کو ضرورت خدمت کی نہ ہو تو دوسرے کے ہاں) نوکر رکھا دے اور (اگر مدبرہ لونڈی ہے تو) اس سے صحبت کرلیا کرے اور اگر چاہے تو اور کسی سے اس کا نکاح کردے اور جب یہ آقا مرجائیگا تو اس کے تہائی مال میں سے مدبر آزاد ہو جائیگا اب اگر آقا فقیر تھا (کہ اس مدبر غلام لونڈی کے سوا اور مال اس کے پاس نہ تھا) تو یہ مدبر اپنی قیمت کے دو تہائی کما کر آقا کے وارثوں کو دے گا اور اگر آقا قرضدار تھا تو اسے اپنی ساری قیمت کما کر دینی پڑے گی اور اگر آقا نے اپنی لونڈی غلام سے یہ کہا کہ اگر میں اپنی اس بیماری میں مرجاؤں یا اپنے اس سفر میں مرجاؤں یا دس برس کے اندر اندر مرجاؤں یا تو فلاں شخص کے مرنے کے بعد آزاد ہے تو اب آقا کو اس کا بیچنا جائز ہے (پہلی قسم کے مدبر کو مدبر مطلق کہتے ہیں اور اس دوسری قسم کے مدبر کو مدبر مقید ان دونوں قسموں میں یہی فرق ہے کہ پہلی قسم کے کو بیچنا ناجائز اور اسے جائز) اور اگر (آقا کے بیچنے سے پہلے وہ شرط وقوع میں آگئی (جس پر اس نے اس کی آزادی کو معلق کیا تھا تو یہ مدبر آزاد ہو جائیگا۔

ام ولد کرنا

فائدہ ۔ استیلاد کے لغوی معنی مطلق اولاد طلب کرنے کے ہیں اور شرعی معنی اپنی لونڈی سے

لہ مثلاً مدبر ایک ہزار کا تھا اور اس کے سوا دو ہزار اس کے آقا نے اور چھوڑے تو اس صورت میں یہ مدبر بے فکری سے آزاد ہو جائے گی اور اگر کچھ نہ چھوڑا تو اس کی صورت تین میں دیکھو ۱۲ مترجم عفی عنہ ۔

اولاد چاہنے کے ہیں ۔ عینی ۔

ترجمہ ۔ (اگر لونڈی کے (اس کے) آقا سے اولاد ہو جائے (اور آقا اس کا اقرار کرے کہ یہ میرے ہی نطفہ سے ہے) تو پھر یہ لونڈی دوسرے کی ملکیت میں نہیں جا سکتی (یعنی نہ آقا اسے بیچ سکتا ہے اور نہ ہبہ کر سکتا ہے) ہاں اس سے صحبت کرتا رہے اپنی خدمت کرائے جائے یا کسی کے ہاں نوکر رکھا دے یا چاہے تو کسی سے نکاح کر دے اب اگر اس پہلے بچہ کے بعد اس کے دوسرا بچہ ہو جائے تو یہ بلا آقا کے دعوی کئے آقا ہی کا ہوگا بخلاف پہلے کے اور آقا کے مرنے کے بعد یہ لونڈی اس کے کل مال سے آزاد ہو جائے گی اگر آقا قرضدار بھی ہوگا تو یہ اس کے قرض خواہ کو اپنی قیمت کما کر نہیں دے گی (اور ایسی لونڈی کو ام ولد کہتے ہیں) اگر کسی نصرانی کی ام ولد مسلمان ہو جائے تو اسے اپنی (تہائی) قیمت کما کر آقا کو دینی پڑیگی اگر (کسی نے ایک لونڈی سے نکاح کر لیا تھا اور نکاح میں رہتے ہوئے اس سے اولاد ہو گئی اور بعد میں (کسی وجہ سے) یہ شخص اس لونڈی کا مالک بن گیا تو (ہمارے نزدیک) یہ لونڈی اس کی ام ولد ہے اگر دو آدمیوں کی شرکت کی ایک لونڈی تھی اور اس کے بچہ ہونے) پر ایک شریک نے دعوی کر دیا (کہ یہ میرے نطفہ سے ہے) تو اس بچہ کا نسب اس سے ثابت ہو جائیگا اور یہ لونڈی اس کی ام ولد ہوگی اور اس شخص پر اس لونڈی کی نصف قیمت اور صحبت کرنے کی نصف اجرت لازم ہوگی اس بچہ کی قیمت نہیں دینی پڑے گی اور اگر ایسی مشترکہ لونڈی پر دونوں شریکوں نے اکٹھا دعوی کر دیا تو یہ بچہ دونوں ہی کا قرار دیا جائے گا اور یہ لونڈی دونوں کی ام ولد ہوگی اور ان میں سے ہر ایک کے ذمہ صحبت کی نصف اجرت لازم ہوگی ہاں پھر آپس میں یہ ایک دوسرے کو مجرا دے لیں اور یہ لڑکا ان دونوں کا ایک پورے بیٹے کی طرح وارث ہوگا اور اگر یہ مر گیا تو اس کے ترکہ کو وہ دونوں آدھوں آدھ بانٹ لیں گے اگر کوئی اپنے مکاتب (غلام) کی لونڈی کے بچہ پر دعوی کرے (کہ یہ میرے نطفہ سے ہے)[1] اور وہ مکاتب اس کی تصدیق کرے تو وہ بچہ اس مدعی کا ہوگا اور اس مدعی کو صحبت کرنے کی اجرت اور بچہ کی قیمت مکاتب کے حوالے کرنی پڑے گی اور یہ لونڈی اس کی ام ولد نہیں ہونے کی اور اگر مکاتب نے اس کی تکذیب کر دی (کہ جھوٹ کہتا ہے) تو وہ بچہ اس کا ثابت نہ ہوگا ۔

---

[1] یعنی بخلاف پہلے بچہ کے جب تک اس کا خود آقا اقرار نہ کرے کہ یہ میرا بیٹا ہے میرے نطفہ سے ہے تو اس کا بیٹا شمار نہیں ہو سکتا ۔ ۱۲ عینی ۔

کتاب الایمان

قسموں کا بیان

ترجمہ۔ خبر کی دونوں طرفوں (یعنی سچ اور جھوٹ) میں سے ایک کو مقسم[1] کے ذکر سے مضبوط کرنے کا نام (شرع میں) قسم ہے اب اگر کسی نے گذشتہ بات پر جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی تو اس کا نام غموس ہے اور اگر اپنے غالب گمان پر کھائی تو اس کا نام لغو ہے پہلی میں گنہگار ہوتا ہے اور دوسری قسم میں نہیں ہوتا اور اگر آئندہ کرنے پر کھائی تو اس کا نام منعقدہ ہے اور فقط اس میں قسم کے خلاف کرنے پر کفارہ آتا ہے خواہ وہ خلاف کسی کی زبردستی سے ہو چاہے بھول کر ہو اور قسم اللہ کی رحمٰن کی رحیم کی۔ اللہ کی عزت اس کی بزرگی اور اس کی کبریائی کی ہوتی ہے اور یہ الفاظ کہنے سے بھی ہو جاتی ہے کہ میں قسم کھاتا ہوں۔ میں حلف اٹھاتا ہوں میں گواہ کرتا ہوں گو یہ نہ کہے کہ خدا کی (قسم کھاتا یا اس کو گواہ کرتا ہوں) اگر کوئی یہ کہے کہ میں اللہ کی بقا کی یا اللہ کی یا اللہ کے عہد کی یا اس کے پیمان کی قسم کھاتا ہوں یا کہے (اگر میں ایسا کروں تو) مجھ پر نذر ہے یا اللہ کی نذر ہے یا (کہے) اگر میں ایسا کروں تو کافر ہوں تو ان الفاظ سے بھی قسم ہو جاتی ہے ہاں اللہ کے علم کی اس کے غصہ کی اس کے غضب کی۔ اس کی رحمت کی۔ نبی کی۔ قرآن مجید کی۔ کعبہ کی۔ اللہ کے حق کی قسم کھانے سے قسم نہیں ہوتی اور نہ یہ کہنے سے ہو کہ اگر میں یہ کام کروں تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو یا اس کا غصہ ہو یا میں زانی ہوں یا چور ہوں یا شراب خوار ہوں یا سود خوار ہوں اور (عربی زبان) میں قسم کے حروف یہ ہیں بؔ۔ وؔ۔ تؔ۔

[1] یعنی جس کی قسم کھاتا ہے خواہ اللہ کے ناموں سے کوئی نام ہو یا صفات میں سے کوئی صفت ہو ۱۲ حاشیہ اصل ملخصاً

فائدہ - مثلاً کوئی یوں کہے باللہ لا فعلن کذا و اللہ لا فعلن کذا تاللہ لا فعلن کذا اور معنی تینوں کے یہی ہیں کہ خدا کی قسم میں ایسا کام ضرور کروں گا اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ واللہ اور باللہ کہنے سے قسم منعقد ہو جاتی ہے بعض آدمی معمولی باتوں میں دونوں لفظ کہدیتے ہیں ان کے ذمہ قسم ہو جاتی ہے اس کی ضرور احتیاط رکھنی چاہیئے - مترجم عفی عنہ -

ترجمہ - کبھی یہ حروف پوشیدہ بھی ہوتے ہیں (جیسے کوئی اللہ کہے اور اس سے مراد واللہ ہو) اور قسم کا کفارہ ایک غلام یا لونڈی کو آزاد کرنا یا دس غریبوں کو کھانا کھلانا ہے جیسا کہ ان دونوں کا ذکر ظہار (کے کفارے) میں ہو چکا ہے یا دس غریبوں کو اتنا اتنا کپڑا دے جس سے اُن کا بدن آدھے سے زیادہ ڈھک جائے[۱] پس اگر کوئی ان میں سے ایک بھی نہ کر سکے تو وہ لگاتار تین روزے رکھے اور قسم کے خلاف[۲] کرنے سے پہلے کفارہ نہ دے جو شخص کوئی گناہ کا کام کرنے پر قسم کھائے تو اُس پر واجب ہے کہ اس قسم کو توڑ کر اس کا کفارہ دے (مثلاً اس پر قسم کھائے کہ میں نماز نہ پڑھوں گا یا روزہ نہ رکھوں گا علیٰ ہذا القیاس تو اس کا کفارہ ہی ذمہ لے لینا لازم ہے) اور کافر پر کفارہ واجب نہیں ہوتا اگرچہ وہ مسلمان ہو کر اپنی قسم جھوٹی کرے - اگر کوئی اپنی چیز کو (اپنے پر) حرام کرے تو وہ حرام نہیں ہوتی - لیکن ہاں اگر یہ اس کو اپنے لئے مباح کرنی چاہے تو کفارہ دے (کیونکہ حلال چیز کو حرام کر لینا قسم ہے) اگر کوئی یہ کہے کہ ہر حلال چیز مجھ پر حرام ہے تو یہ کہنا کھانے اور پینے کی چیزوں پر واقع ہوگا اور فتویٰ اس پر ہے کہ اس کہنے سے بدون (طلاق کی) نیت کے اس کی بیوی پر بائنہ طلاق پڑ جائے گی (کیونکہ ایسا کہنے کا زیادہ استعمال طلاق میں ہی ہے) اگر کسی نے مطلق منت مانی یا کسی شرط پر معلق کر دی اور وہ شرط پائی گئی تو (دونوں صورتوں میں) وہ اپنی نذر پوری کرے - اگر کسی نے قسم کے ساتھ انشاء اللہ کہدیا تو وہ اس کے ذمہ نہیں رہی (اس کے خلاف کرنے میں یہ ماخوذ نہ ہوگا -

آنے جانے پر قسم کھانا

ترجمہ - کسی نے یہ قسم کھائی گھر میں نہ جاؤں گا تو اب اس کے کعبہ میں جانے یا مسجد یا گرجا

[۱] اسی وجہ سے قسم کا صرف پائجامہ دینے سے کفارہ ادا نہیں ہوتا ہاں اگر کھانے کی قیمت کر کے اس میں فقط پائجامہ کا کپڑا غریبوں کو دیدے تو کافی ہو جائیگا ۱۲ عینی [۲] جس کو قسم توڑنا کہتے ہیں اگر اس سے پہلے کفارہ دیدیا تو قسم ٹوٹنے کے بعد وہ اس کی طرف سے کافی نہ ہوگا ۱۲ از حاشیہ اصل -

یا ہیودیوں کے مندر یا دگھر کی) دہلیز یا چھجے کے نیچے یا صفہ میں جانے سے اُس کی قسم نہیں ٹوٹے گی (صفہ تین دیواری چبوترے کو کہتے ہیں) اور اگر یہ قسم کھائی کہ میں کسی گھر نہ جاؤنگا تو کھنڈروں میں جانے سے حانث نہ ہوگا (یعنی قسم نہیں ٹوٹے گی) اور اگر یہ قسم کھائی کہ میں اس گھر میں نہ جاؤں گا تو اُس گھر میں جانے سے حانث ہو جائیگا اگرچہ وہ گر جانے کے بعد پھر سے بنا ہو ہاں اگر اس گھر کو (توڑ کر) باغ یا مسجد یا حمام بنا دیا ہو یا (سارے کی ایک) کوٹھری بنا دی ہو تو اس میں جانے سے حانث نہ ہوگا جیسا کہ کوئی یہ قسم کھائے کہ میں اس کوٹھری میں نہ جاؤں گا پھر وہ گر جائے یا اُس کی جگہ اور بن جائے تو اس میں جانے سے حانث نہیں ہوتا جو شخص کسی مکان کی چھت پر کھڑا ہو وہ اس مکان میں شمار ہوتا ہے (اس لئے اگر کوئی یہ قسم کھائے کہ میں فلاں کے مکان میں نہ جاؤں گا اور اس مکان کی چھت پر کھڑا ہو جائے تو یہ حانث ہو گیا کیونکہ چھت مکان ہی کی ہے) ہاں اگر اس مکان کے دروازے کی محراب میں کھڑا ہوگا تو حانث نہ ہوگا اور کپڑا دیر تک پہنے رہنا اور سواری پر دیر تک سواری کرنا اور مکان میں دیر تک رہنا ابتداء سے شروع کرنے کی طرح ہے ۔

فائدہ ۔ یعنی اگر کسی نے یہ قسم کھائی کہ میں یہ کپڑا نہ پہنوں گا حالانکہ پہنے ہوئے تھا اب اگر اس نے یہ اسی وقت اُتار دیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر پہنے رہا تو گویا اس نے ابھی پہنا ہے حانث ہو جائیگا علیٰ ہذا القیاس اگر یہ قسم کھائی کہ میں گھوڑے پر سوار نہ ہوں گا حالانکہ سوار تھا یا کہا کہ میں فلاں مکان میں نہ رہوں گا حالانکہ اس میں تھا تو اب اگر یہ دیر لگائیگا تو یہ ابھی سوار ہونے اور ابھی مکان میں رہنے کے حکم میں ہوگا اور حانث ہو جائیگا ۔ عینی ۔

ترجمہ نہ کہ گھر میں ٹھہرے رہنا (یعنی اگر یہ قسم کھائی تھی کہ میں گھر میں نہ آؤں گا حالانکہ گھر میں ہی تھا تو اب اگر یہ چند روز بھی اس میں رہے تو حانث نہ ہوگا جب تک کہ باہر آکر پھر نہ اندر آئے) اگر کسی نے یہ قسم کھائی کہ میں اس مکان میں یا اُس کمرے میں یا اُس محلہ میں نہ رہوں اور خود وہاں سے نکل گیا مگر اس کا اسباب اور گھر کے آدمی وہیں رہے تو یہ حانث ہو گیا بخلاف شہر کے

فائدہ ۔ یعنی اگر یہ قسم کھائی تھی کہ میں اس شہر میں یا اس گاؤں میں نہ رہوں گا اور خود وہاں سے نکل آیا مگر اور گھر کے آدمی وہیں رہنے دیئے تو یہ حانث نہ ہوگا ۔ عینی ۔

ترجمہ ۔ اگر کسی نے یہ قسم کھائی تھی کہ (گھر سے) نہ نکلوں گا پھر اس کے کہنے سے لوگ اسے لائے تو حانث ہو گیا اور اگر اس کے کہنے سے نہیں بلکہ اس کی نارضامندی سے یا زبردستی اٹھا لائے ہیں تو حانث نہ ہوگا جیسا کہ کوئی یہ قسم کھائے کہ میں گھر سے صرف جنازے ہی میں جانے کے لئے نکلوں گا پھر وہ جنازے میں جانے کے لئے نکلے اور ساتھ ہی کوئی اپنا کام

بھی کرے تو حانث نہیں ہوتا (کیونکہ وہ گھر سے تو جنازے ہی کے لئے نکلا ہے) اگر کسی نے یہ قسم کھائی کہ میں مکہ کا سفر نہ کروں گا یا مکہ میں نہ جاؤں گا پھر وہ مکہ کا ارادہ کرکے چل دیا مگر راستہ سے لوٹ آیا تو حانث ہو گیا ہاں اگر قسم کے وقت یہ کہا تھا کہ میں مکہ نہ جاؤں گا تو حانث نہ ہوگا (جب تک کہ مکہ نہ پہنچ جائے) اگر اس پر قسم کھائی کہ میں زید کے پاس جاؤں گا اور نہیں گیا یہاں تک کہ مرگیا تو مرتے وقت حانث ہو گیا۔ اگر یہ قسم کھائی کہ میں زید کے پاس جاؤنگا اگر مجھ سے جایا جائیگا تو اس جائے جانے سے تندرست رہنا مراد لیا جائیگا اور اگر اس نے اس سے قدرت ہونے کی نیت کر لی تھی تو حاکم اس کا اعتبار نہ کرے گا ہاں اللہ کے نزدیک سچا ہوگا اگر (اپنی بیوی سے) یہ کہا کہ تو میری بے اجازت باہر نہ نکل (ورنہ تجھ پر طلاق ہے تو اس صورت میں ہر دفعہ باہر نکلنے کے لئے اجازت کا ہونا شرط ہے (ورنہ جب نکلیگی طلاق پڑ جائے گی) بخلاف اس کے اگر یہ کہا ہو کہ تو میری اجازت کے بغیر باہر نہ نکلے یا جب تک کہ میں اجازت نہ دوں (تو اس صورت میں فقط ایک دفعہ اجازت شرط ہے) ایک عورت گھر سے نکلنا چاہتی تھی کہ اس نے کہا اگر تو نے غلام کو مارا (تو وہ آزاد ہے) تو یہ قسم (یعنی یا آزادی) اس نکلنے یا مارنے کے ساتھ مقید ہوگی جیسے کوئی کسی سے کہے کہ بیٹھو کھانا کھاؤ وہ جواب میں کہے اگر میں کھانا کھاؤں (تو میرا غلام آزاد ہے) تو اس کا اسی کھانے سے تعلق ہوگا اور حانث ہونے میں اپنے غلام کی سواری اپنی سواری کے حکم میں ہے اگر ان کی نیت کر لی ہو اور غلام قرضدار نہ ہو۔

فائدہ ۔ اس مسئلہ کی صورت یہ ہے مثلاً آقا کہے کہ اگر میں گھوڑے پر سوار ہوں تو میرا غلام آزاد ہے اور نیت یہ کرلے کہ خواہ میرا گھوڑا ہو خواہ میرے غلام کا ہو تو اب اگر یہ اپنے یا اپنے غلام کے گھوڑے پر سوار ہوگا تو دونوں صورتوں میں یکساں حانث ہوگا یعنی دونوں صورتوں میں اس کا غلام آزاد ہو جائیگا بشرطیکہ وہ غلام قرضدار نہ ہو اگر وہ قرضدار ہو یا اس کے آقا نے اپنے ہی گھوڑے کی نیت کی تو حانث نہ ہوگا۔ عینی و فتح القدیر۔

کھانے پینے پہننے وغیرہ پر قسم کھانا

ترجمہ ۔ اگر کسی نے (ایک درخت کی طرف اشارہ کرکے) قسم کھائی کہ میں اس درخت کو نہ کھاؤنگا

---

[۱] کیونکہ گھر سے تو مکہ کے ارادہ سے نکل ہی چکا ہے اور اسی پر قسم کھائی تھی اگرچہ بیچ ہی سے لوٹ آیا [۲] یعنی اس کی شرط پوری نہ ہوگی جو اس نے اپنے غلام کے آزاد ہونے کے لئے ٹھرائی ہے ۱۲ مترجم۔

تو وہ اس درخت کا پھل کھانے سے حانث ہوگا بشرطیکہ وہ پھلدار ہو) اور اگر کچے چھوہارے
کھانے یا دودھ نہ پینے کی تعیین کر دی تھی (یعنی یہ قسم کھائی تھی کہ میں کچے یا پکے چھوہارے نہ
کھاؤں گا یا دودھ پیوں گا تو کچوں کو معین کرنے کی صورت میں پکوں کے کھانے سے اور پکوں
کی صورت میں سوکھے چھوہارے کھانے سے اور دودھ کی صورت میں وہی کھانے سے حانث
نہ ہوگا بخلاف اس کے کہ کسی نے یہ قسم کھائی کہ میں اس لڑکے سے نہ بولوں گا اور جب وہ
لڑکا جوان ہوگیا تو اس سے بولا) یا یہ کہ میں اس جوان سے نہ بولوں گا (اور جب وہ جوان
بوڑھا ہوگیا تو اس سے بولا) یا یہ قسم کھائی تھی کہ میں اس حلوان کو نہ کھاؤں گا (اور جب وہ
پورا بکرا ہوگیا تو اُسے کھایا تو ان تینوں میں حانث ہو جائیگا) اگر کسی نے (بلا تعیین) یہ
قسم کھائی کہ میں کچا چھوہارا نہ کھاؤں گا اور پھر اس نے پکا ہوا کھالیا تو وہ حانث نہیں
ہوا (کیونکہ جس پر اُس نے قسم کھائی تھی وہ نہیں کھایا) اور اگر اس طرح قسم کھائی کہ میں
پکے یا کچے چھوہارے نہ کھاؤں گا یا پکے کھاؤں گا یا نہ کچے تو وہ کچا پکا چھوہارا
کھانے سے حانث ہو جائے گا۔

فائدہ مذنب اس چھوہارے کو کہتے ہیں جو ڈنٹھل کی طرف سے کچا ہو باقی پکا ہو یا
آدھ کچرا ہو جسے اردو میں گدرا کہتے ہیں۔ عینی۔

ترجمہ ۔ اگر کسی نے یہ قسم کھائی کہ میں پکے چھوہارے نہ خریدوں گا اور پھر اُس نے
کچے چھوہاروں کے ایسے خوشے خریدے جن میں کچھ پکے بھی تھے تو وہ حانث نہیں ہوگا۔ اگر
اگر گوشت نہ کھانے پر قسم کھائی تھی تو وہ مچھلی کھانے سے حانث نہ ہوگا (کیونکہ قسموں کا دار و مدار
عرف پر ہے اور عرف میں مچھلی کھانے کو گوشت کھانا نہیں کہتے) سور اور آدمی کا گوشت اور
کلیجی اور اوجھڑی گوشت (کے حکم میں) ہیں۔

فائدہ ۔ یعنی اگر کوئی یہ قسم کھائے کہ میں گوشت نہ کھاؤں گا اور پھر وہ سور کا یا آدمی کا
گوشت کھائے یا کلیجی یا اوجھڑی کھائے تو وہ حانث ہو جائیگا کیونکہ یہ چاروں گوشت کا
حکم رکھتے ہیں مگر صحیح یہ ہے کہ آدمی اور سور کا گوشت کھانے سے وہ حانث نہیں ہوگا کیونکہ
ان دونوں کا کھانا متعارف نہیں ہے اور قسموں کا دارومدار عرف پر ہے اور اسی پر فتویٰ ہے
اور محیط میں ہے کہ اگر گوشت نہ کھانے پر قسم کھائی تو ہمارے عرف میں کلیجی اور اوجھڑی کھانے
سے حانث نہ ہوگا کیونکہ یہ دونوں گوشت شمار نہیں ہوتے اور اہل کوفہ کے نزدیک حانث

سلہ کیونکہ کم چیز زیادہ کے تابع ہوتی ہے تو گویا یہ خرخشہ کچوں ہی کا ہے ہاں اگر یہ قسم کھانے
پر ہوتی تو یہ حانث ہو جاتا ۱۲ عینی و طحطاوی۔

ہو جائیگا۔ عینی و مستخلص۔

ترجمہ۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں چربی نہ کھاؤں گا اور پھر پیٹھ کی چربی کھائی یا اس طرح قسم کھائی کہ میں گوشت یا چربی نہ کھاؤں گا اور پھر اس نے دنبہ کی چکتی کھالی یا اس طرح قسم کھائی کہ میں یہ گیہوں نہ کھاؤں گا اور پھر اس کی روٹی کھالی تو حانث نہ ہوگا اور اگر یہ قسم کھائی کہ میں یہ آٹا نہ کھاؤں گا تو وہ اس کی روٹی کھانے سے حانث ہو جائیگا آٹا پھانکنے سے حانث نہ ہوگا اور روٹی (پر قسم کھانے کی صورت میں) ویسی مراد ہوگی جیسی اس شہر کے لوگ کھاتے پکاتے ہوں اور قسم میں بھنا ہوا یا پکا ہوا کہنے سے گوشت مراد ہوگا (مثلاً کسی نے یہ قسم کھائی کہ میں بھنا ہوا یا پکا ہوا نہ کھاؤں گا تو یہ قسم گوشت نہ کھانے پر ہوگی) اور سری (نہ کھانے پر قسم کھانے) سے وہ مراد ہوگی جو اس شہر میں بکتی ہو (یعنی جس کا اس شہر میں رواج ہو بکرے کی ہو یا گائے کی ہو اگر کسی نے میوہ نہ کھانے پر قسم کھائی تو اس سے سیب۔ خربوزہ آلو بخارہ (اور انجیر وغیرہ) مراد ہوں گے (یعنی ان پر قسم ہوگی) نہ کہ انگور۔ انار۔ پکے ہوئے چھوہارے۔ کھیرا اور ککڑی (کیونکہ یہ چیزیں میوے میں شمار نہیں ہوتیں) اگر کسی نے سالن نہ کھانے کی قسم کھائی تو اس سے وہ مراد ہوگا جس میں روٹی تر کی جائے مثلاً سرکہ۔ نمک زیتون (کا تیل) اس سے گوشت اور انڈے بھنے ہوئے اور پنیر مراد نہ ہوں گے (کیونکہ یہ عرف میں سالن نہیں کہلاتے) اور دن[1] کے کھانے کا وقت صبح سے لے کر ظہر کے وقت تک ہے اور شام کے کھانے کا وقت ظہر سے لے کر آدھی رات تک ہے اور آدھی رات سے صبح صادق تک کے کھانے کو سحری کہتے ہیں۔

فائدہ۔ پس اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں دن کا کھانا نہ کھاؤں گا اور پھر اس نے صبح صادق سے لے کر ظہر تک کچھ کھالیا تو وہ حانث ہو جائیگا اسی طرح اگر کسی نے شام کے نہ کھانے کی قسم کھائی اور ظہر سے لے کر آدھی رات تک کھالیا یا سحری نہ کھانے کی قسم کھائی اور آدھی رات سے صبح صادق تک کھالیا تو وہ حانث ہو جائے گا۔ عینی۔

ترجمہ۔ اگر کسی نے (قسم کھائی اور) یہ کہا کہ اگر میں پہنوں یا کھاؤں یا پیوں (تو میرا غلام آزاد ہے) اس نے ایک خاص چیز (کے کھانے پینے یا پہننے) کی نیت کرلی تو اس کی نیت کا بالکل اعتبار نہ کیا جائیگا (نہ حاکم مانیگا نہ دیانۃً اسے سچا کہینگے) ہاں اگر اس نے یہ کہا ہو کہ اگر میں کپڑا پہنوں یا کھانا کھاؤں یا کوئی پینے کی چیز پیوں (تو میرا غلام آزاد ہے اور اس میں اس نے کسی خاص چیز کی نیت کرلی) تو دیانت کی رو سے اس کا اعتبار کرلیا جائیگا (اور حاکم یہاں

[1] عربی کنز میں یہاں غداء عشاء اور سحور کا لفظ ہے ان ہی تینوں کی یہ تفصیل ہے ۱۲ مترجم عفی عنہ۔

بھی اعتبار نہیں کرے گا) اگر کسی نے اس پر قسم کھائی کہ میں جمنا سے پانی نہ پیوں گا تو یہ قسم اوکھ (یعنی چلّو) سے پینے پر ہوگی بخلاف اس کے اگر اس طرح میں جمنا کا پانی نہ پیوں گا (اس صورت میں اگر کسی برتن میں لے کر پیئے گا تب بھی حانث ہوجائیگا) اگر کسی نے یہ کہا کہ اگر میں اس کوزے کا پانی آج پیوں تو میری عورت پر طلاق ہے حالانکہ اس کوزے میں پانی نہیں ہے یا پانی تھا مگر وہ گرادیا گیا یا اُس نے آج (کے پینے) کی قید نہ لگائی اور نہ کوزے میں پانی ہے تو (ان سب صورتوں میں) وہ حانث نہ ہوگا اور اگر (اُس نے آج کے پینے کی قید نہ لگائی تھی اور) اس کوزے میں پانی تھا تو پھر وہ گرادیا گیا تو حانث ہوجائے گا (اور کفارہ دینا پڑے گا) ایک آدمی نے قسم کھائی کہ میں آسمان پر چڑھوں گا یا (کہا کہ) اس پتھر کو سونا کردوں گا تو وہ یہ کہتے ہی حانث ہو جائیگا (اسے کفارہ دینا چاہیئے) اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلانے سے نہیں بولوں گا پھر اسے سوتے میں اس طرح پکارا کہ اُس کی آنکھ کھل گئی (تو یہ حانث ہوگیا) یا یہ کہا تھا کہ اس کی اجازت کے بغیر اُس سے نہ بولوں گا اور اُس نے اجازت دیدی مگر اسے اجازت دینے کی خبر نہیں ہوئی اور اُس نے اس سے گفتگو کی تو یہ حانث[ل] ہوگیا اگر یہ قسم کھائی کہ میں فلانے سے مہینے بھر نہ بولوں گا تو یہ مہینہ اسی وقت سے شروع ہوجائیگا جس وقت اُس نے قسم کھائی ہے۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں کلام نہ کروں گا پھر اُس نے قرآن شریف پڑھا یا تسبیح پڑھی تو وہ حانث نہ ہوگا (کیونکہ یہ عرف میں کلام کرنا نہیں ہے بلکہ اس کو تلاوت کرنا یا تسبیح پڑھنا کہتے ہیں اور اسی پر فتوی ہے) اگر کوئی یہ کہے کہ میں فلانے سے جسدن کلام کروں میرا غلام آزاد ہے تو اس صورت میں دن اور رات دونوں مراد ہوں گے (یعنی اگر یہ دن کو بولے گا تب بھی اور رات کو بولے گا تب بھی اس کا غلام آزاد ہوجائیگا) اور اگر اُس نے (یہ کہتے وقت) خاص دن (کو بولنے) کی نیت کرلی تھی تو اُس کا اعتبار کرلیا جائیگا اور اگر یہ کہا کہ اگر میں فلانے سے رات کو کلام کروں گا تو میرا غلام آزاد ہے مگر یہ کہ زید آجائے یا (کہے) مگر یہ کہ زید اجازت دے یا یہاں تک کہ زید اجازت دے اور پھر زید کے آنے یا اُس کے اجازت دینے سے پہلے کلام کرلیا تو وہ (ان سب صورتوں میں) حانث ہوجائیگا اور اگر زید کے آنے یا اس کے اجازت دینے کے بعد کلام کیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر زید مرگیا تو یہ قسم ہی جاتی رہے گی۔ اگر کسی نے یہ قسم کھائی کہ میں فلانے کا کھانا نہ کھاؤں گا یا اس کے گھر نہ جاؤں گا یا اُس کا کپڑا نہ پہنوں گا یا اُس کے گھوڑے پر سوار نہ ہوں گا یا اُس کے غلام سے کلام نہ کروں گا اگر اُس نے ان چیزوں کی طرف

ل کیونکہ اس کے علم کے اعتبار سے اس کی گفتگو بلا اجازت ہی ہوئی ہے جس پر اُس نے قسم کھائی تھی ۱۲ مترجم عفی عنہ۔

اشارہ کرکے کہا تھا اور وہ چیزیں اس شخص کی ملکیت سے نکل گئیں تب اس نے ایسا کیا کہ وہ کھانا کھایا یا اس گھر میں گیا یا وہ کپڑا پہنایا اس گھوڑے پر سوار ہوا وغیرہ تو یہ حانث نہ ہوگا جیسا کہ اگر اس کی نئی خریدی ہوئی چیزوں سے یہ ایسا کرے تو[1] بالاتفاق حانث نہیں ہوتا) اور اگر اشارہ نہیں کیا تھا تو ان چیزوں سے اس کی ملکیت زائل ہونے کے بعد ان کاموں کے کرنے سے حانث نہ ہوگا اور (اس صورت میں اس کی نئی خریدی ہوئی چیزوں کے ساتھ ایسا کرنے سے حانث ہو جائیگا کیونکہ حانث ہونے کی شرط یعنی اُن چیزوں کا اُس شخص کی طرف منسوب ہونا اور اس کا مالک ہونا تھا جو یہاں موجود ہے) اگر کسی نے اشارہ کرکے کہا کہ میں فلانے کے اُس دوست سے یا اُس کی اُس بیوی سے گفتگو نہ کروں گا تو ان کی دوستی اور نکاح نہ رہنے کے بعد بھی ان کے ساتھ گفتگو کرنے سے حانث ہو جائیگا ہاں اگر اشارہ نہ کیا ہو تو (دوستی اور نکاح نہ رہنے کے بعد گفتگو کرنے سے حانث نہ ہوگا اور (اس صورت میں سابق کی طرح) اس شخص کے نئے دوست اور نئی بیوی کے ساتھ گفتگو کرنے سے حانث ہو جائیگا اگر کسی نے یہ قسم کھائی کہ میں اس چادر والے سے بات نہ کروں گا اور اس چادر والے نے وہ چادر بیچدی تب اُس نے اُس سے بات کی تو یہ حانث ہوگیا[2] اگر کسی نے اپنی قسم میں زمانہ اور حین کو معرفہ بولا (یعنی الزماں اور الحین کہا) یا اُن کو نکرہ بولا (یعنی زمان یا حین کہدیا) تو ان دونوں صورتوں میں اس سے چھ مہینے مراد ہوں گے (مثلاً یوں کہا کہ میں ایک زمانہ تک یا الزماں تک بات نہ کروں گا اگر کروں تو ایسا ہو تو گویا اس نے چھ مہینے کہے ہیں) اور اگر الدہر یا الابد کہا تو اس سے تمام عمر مراد ہے اور دہر[3] کا لفظ مجمل ہے (اس کی کوئی مقدار معین نہیں) اور اگر الایام یا ایام کثیرہ کہا یا الشہور کہا یا السنون کہا تو اس سے دس مراد ہیں (یعنی الایام اور ایام کثیرہ سے دس دن اور الشہور سے دس مہینے اور السنون سے دس برس) اور اگر ان سب کو نکرہ (یعنی بدون الف لام کے) کہیگا تو تین مراد ہوں گے۔

طلاق دینے اور آزاد کرنیکی قسم کھانا

ترجمہ اگر کسی نے (اپنی بیوی یا اپنی لونڈی سے) یہ کہا کہ اگر تو بچہ جنے تو تجھ پر طلاق ہے یا

---

[1] یعنی اپنی قسم کے اخلاف ان چیزوں کو استعمال میں لے آتے ہو ۱۲۔ [2] کیونکہ اس قسم میں اصل مقصود چادر والے سے نہ بولنا تھا اور وہ چادر بیچنے کے بعد بدستور ہے ۔ ۱۲ عینی۔ [3] اس کے بارے میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے لا ادری میں نہیں جانتا فرمایا ہے اور صاحبین کا قول یہ ہے کہ یہ چھ مہینے پر حمل کیا جائیگا اور اسی پر فتویٰ ہے

تو آزاد ہے تو مرا ہوا بچہ ہونے سے یہ حانث ہو جائے گا (یعنی اس کی بیوی پر طلاق پڑ جائے گی اور لونڈی آزاد ہو جائے گی) اگر بخلاف اس کے یہ کہا ہو کہ وہ بچہ آزاد ہے (تو اس صورت میں اس بچہ کا زندہ پیدا ہونا شرط ہے نہ مرا ہوا بچہ آزاد ہوگا نہ وہ شخص حانث ہوگا) اگر کسی نے یہ کہا کہ جس غلام کا میں اول مالک ہوں وہ آزاد ہے پھر وہ ایک غلام کا مالک ہوا تو وہ آزاد ہو جائیگا اور اگر ایک ساتھ دو کا مالک ہوا پھر تیسرے کا ہوا تو ان میں سے ایک بھی آزاد نہیں ہوگا ہاں اگر اُس نے یہ کہا ہو کہ جس اکیلے غلام کا میں اوّل مالک ہوں وہ آزاد ہے تو (اِس صورت میں) یہ تیسرا آزاد ہو جائیگا (جو دو کے بعد خریدا ہے) کیونکہ یہ خریدے جانے میں اکیلا ہے) اگر کسی نے یہ کہا کہ جس غلام کا میں سب سے آخر میں مالک ہوں وہ آزاد ہے پھر اُس نے ایک ایک کرکے دو غلام خریدے اس کے بعد مر گیا تو یہ پیچھے خریدا ہوا غلام اُس وقت سے آزاد ہوگا جس وقت سے آقا اس کا مالک ہوا تھا۔ اگر کسی نے یہ کہا کہ جو غلام مجھے فلاں بات کی خوشی سنائے وہی آزاد ہے پھر اس کو تین غلاموں نے یکے بعد دیگرے اس بات کی خوشی سُنائی تو (ان میں سے) پہلا غلام (یعنی جس نے پہلے خوشی سنائی ہے) آزاد ہو جائیگا اور اگر تینوں نے ایک ساتھ ہی خوشی سنائی تھی تو تینوں آزاد ہو جائیں گے اور اور کفارے کی ادائیگی کے لئے اپنے باپ کو خرید لینا جائز ہے

فائدہ۔ یعنی ایک شخص کے ذمہ مثلاً روزے کا کفارہ تھا اور اُس نے اس کفارے کی ادا ہونے کی نیت کرکے اپنے باپ کو خرید لیا تو اس کا باپ آزاد اور کفارہ ادا ہو جائیگا اور یہی حکم ہر ذی رحم محرم کا ہے جو خریدتے ہی آزاد ہو جائے بشرطیکہ خریدنے کے وقت کفارہ ادا کرنے کی نیت ہو۔ عینی وغیرہ۔

ترجمہ۔ ہاں (کفارے کے لئے) ایسے شخص کا خریدنا کافی نہیں ہو سکتا جسکے آزاد کرنے کی قسم کھالی ہو (مثلاً دوسرے کے غلام سے کہدیا تھا کہ اگر میں تجھے خریدوں تو تو آزاد ہے پھر کفارہ ادا ہونے کی نیت کرکے اسے خرید لیا تو اُس کے آزاد ہونے سے کفارہ ادا نہ ہوگا) اور نہ اپنی ام ولد کو (کفارہ کے لئے) خریدنا (کافی ہو سکتا ہے) اگر کوئی کہے کہ اگر میں لونڈی کو حرم بناؤں تو وہ آزاد ہے تو اس کا یہ کہنا ٹھیک ہو جائیگا اگر وہ لونڈی (اس کے یہ کہنے کے وقت) اس کی ملک میں ہو اور اگر اُس وقت اس کی ملک میں نہیں ہے تو یہ کہنا ٹھیک نہ ہوگا۔ اگر کوئی یہ کہدے کہ میرے کل مملوک[1] آزاد ہیں تو اس کہنے سے اس کے سارے غلام اور اس کی ام ولد لونڈیاں اور اس کے مدبر غلام آزاد ہو جائیں گے اور

[1] مملوک کا اطلاق لونڈی غلام دونوں پر ہوتا ہے۔ ۱۲

اور اس کے مکاتب آزاد نہ ہوں گے (کیونکہ مکاتب پورا مملوک نہیں ہوتا) اگر کسی نے اپنی چند بیویوں سے یہ کہا کہ اس کو طلاق ہے یا اس کو اور اس کو تو اس صورت میں تیسری کو (جس کی طرف سب سے پیچھے اشارہ کیا ہے) طلاق ہو جائے گی اور پہلی دو میں شوہر کو اختیار دیا جائیگا کہ ان دونوں میں سے جونسی کو چاہئے طلاق کے لئے خاص کر دے) اور یہی حکم آزاد کرنے اور اقرار کرنے کا ہے۔

ترجمہ مثلاً اپنے چند غلاموں سے کہا کہ یہ آزاد ہے یا یہ اور یہ تو یہ پچھلا آزاد ہو جائے گا اور پہلے دو میں اسے اختیار دیا جائیگا کہ ان میں سے جس کی آزادی چاہے بیان کر دے اسی طرح کسی نے یہ اقرار کیا کہ میرے ذمہ فلانے کے ایک ہزار ہیں یا فلانے کے اور فلانے کے تو جس کا آخر میں ذکر ہوا ہے اس کے لئے پانچ سو کا اقرار ثابت ہو جائیگا اور باقی کے پانچسو میں اسے اختیار ہے کہ پہلے دونوں میں سے جس کے لئے چاہے اقرار کرے۔ عینی۔

خرید وفروخت اور اسلامی فرائض پر قسمیں کھانا

ترجمہ۔ وہ امور کہ جن کے خود کرنے سے آدمی حانث ہو جائے اور اگر دوسرے سے کہہ کر کرائے تو حانث نہ ہو یہ ہیں بیچنا۔ خریدنا۔ ٹھیکہ دینا۔ مزدوری پر کام لینا۔ مال دیکر صلح کرنا۔ تقسیم کرنا۔ مقدمات میں جوابدہی کرنا۔ اولاد کو مارنا۔

فائدہ۔ مثلاً کسی نے قسم کھائی کہ میں یہ چیز نہ بیچوں گا اور پھر اس نے دوسرے سے کہہ کر یعنی اپنا وکیل کر کے بکوا دے یا اسی طرح خریدنے وغیرہ کی قسم کھائی تھی اور پھر دوسرے کے ذریعہ سے خرید والی تو یہ حانث نہ ہوگا۔

ترجمہ۔ وہ امور کہ (جن کے خود کرنے یا دوسرے کے ذریعہ کرلینے) دونوں صورتوں میں حانث ہو جاتا ہے یہ ہیں نکاح کرنا۔ طلاق دینا۔ خلع کرنا۔ آزاد کرنا۔ مکاتب کرنا۔ عمداً قتل کرنے سے صلح کرنا۔ ہبہ کرنا۔ صدقہ دینا۔ قرض دینا۔ قرض لینا۔ غلام (یا لونڈی) کو مارنا۔ ذبح کرنا۔ مکان بنانا۔ سینا۔ اپنی چیز دوسرے کے پاس امانت رکھنا یا دوسرے کی اپنے پاس امانت رکھنا۔ اپنی چیز مانگے دینا یا دوسرے کی چیز مانگے لینا۔ قرض ادا کرنا۔ اپنا قرض وصول کرنا کپڑا پہننا کوئی چیز سواری پر لادنا مثلاً قسم کھائی کہ میں یہ چیز سواری پر نہ لادوں گا اور پھر دوسرے سے لدوادی تو حانث ہو گیا جیسا کہ اگر خود لادتا تو حانث ہو جاتا) (عربی میں) بیع۔ شراء

اجارہ ۔ صناعہ ۔ خیاطہ ۔ بناکے بعد لام کا آنا (جس کے معنے واسطے کے ہیں) اس لئے ہوتا ہے کہ یہ فعل اسی شخص کے ساتھ مخصوص ہے جس پر قسم کھائی گئی ہے یعنی اس کی اجازت سے ہوا ہے برابر ہے کہ اس کی ملک ہو یا نہ ہو مثلاً اِنْ بِعْتُ لَكَ ثَوْبًا ۔

فائدہ ۔ اس مثال کے یہ معنی ہیں کہ اگر میں تیرے واسطے یا تیرے لئے کپڑا بیچوں تو میرا غلام آزاد ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تیری اجازت سے بیچوں گویا اس موقع پر لام آنا اس شخص کی اجازت ہونے پر دلالت کرے گا برابر ہے کہ وہ چیز مثلاً اس مثال میں کپڑا اس کی ملک ہو یا نہ ہو ۔ اس مثال میں لام بیع کے بعد ہے اسی طرح اوروں میں سمجھئے مثلاً کہے اِنِ اسْتَوْتَيْتُ لَكَ ثَوْبًا فَعَبْدِیْ حُرٌّ یعنی اگر میں تیرے لئے کپڑا خریدوں تو میرا غلام آزاد ہے یا کہے اِنْ اَجَرْتُ لَكَ دَارًا فَعَبْدِیْ حُرٌّ اگر میں تیرے لئے مکان کرایہ پر دوں تو میرا غلام آزاد ہے یا اِنْ صَنَعْتُ لَكَ خَاتِمًا فَعَبْدِیْ حُرٌّ اگر میں تیرے لئے انگوٹھی بناؤں تو میرا غلام آزاد ہے صناعہ کے معنے زیور بنانے کے ہیں یا کہے اِنْ خِطْتُ لَكَ ثَوْبًا فَعَبْدِیْ حُرٌّ اگر میں تیرے لئے کپڑا سیوں تو میرا غلام آزاد ہے خیاطہ کے معنے سینے کے ہیں اور بنا کے معنی مکان بنانے کے ۔ عینی ۔

ترجمہ ۔ یہی لام دخول ضرب اکل ۔ شراب اور کسی چیز کے بعد آنا یہ بیان کرنے کے لئے ہوتا ہے کہ وہ چیز اسی شخص کی ہو یعنی وہ اس کا مالک ہو برابر ہے کہ وہ اجازت دے یا نہ دے مثلاً کہے اِنْ بِعْتُ ثَوْبًا لَكَ فَعَبْدِیْ حُرٌّ ۔

فائدہ ۔ اگر میں تیرا کپڑا بیچوں تو میرا غلام آزاد ہے یہاں لام اس کی ملکیت ظاہر کرنے کے لئے ہے پس اگر اس کہنے کے بعد اس نے اس کی اجازت بغیر اس کا کپڑا بیچدیا تو اس کا غلام آزاد ہو جائے گا اسی پر دخول اور ضرب وغیرہ کو بھی قیاس کر لینا چاہیے مثلاً دخول کی صورت میں کہے اِنْ دَخَلْتُ لَكَ دَارًا فَعَبْدِیْ حُرٌّ اگر میں تیرے مکان میں جاؤں تو میرا غلام آزاد ہے یہاں بھی وہ مکان اس کی ملک[1] ہونی چاہیئے ۔

ترجمہ ۔ اور اگر کہنے والے نے نیت اس کے سوا کی یعنی لفظوں میں تو فعل کے بعد لولا اور نیت ان معنی کی کی جو چیز کے بعد لام آنے سے ہوتے ہیں یا اس کا عکس کیا) تو اس صورت میں اس کا اعتبار کر لیا جائیگا جس میں اس کا نقصان ہو اور اگر اس کی نیت کے موافق معنے لینے میں اس کا فائدہ ہو تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائیگا) اگر کسی نے یہ کہا کہ اگر میں اس غلام کو بیچوں یا خریدوں تو یہ آزاد ہے پھر اسے جا کر بیچدیا یا خرید لیا تو وہ حانث (اور غلام آزاد) ہو جائے گا یہی حکم بیع فاسد اور بیع موقوف کا ہے ہاں اگر بیع باطل کے طور پر بیچا یا خریدا تو یہ حانث نہ

[1] اگر گھر مکان اس کی ملک ہو اور یہ کہنے والا اس میں چلا جاوے تو اس کا غلام آزاد ہو جائیگا ۔ ۱۲

ہوگا (نہ غلام آزاد ہوگا) اگر کوئی یہ کہے کہ اگر میں اس غلام کو نہ بیچوں تو میری عورت پر طلاق
ہے اور پھر خود ہی اس غلام کو آزاد کر دیا یا مدبر کر دیا تو یہ حانث ہو گیا (یعنی اس کی عورت پر طلاق
پڑ گئی) ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو نے مجھ پر اور نکاح کر لیا ہے اس نے جواب میں کہا کہ جو
میری بیوی ہو اس پر طلاق ہے تو اس قسم دلانے والی پر طلاق پڑ جائے گی (کیونکہ جو میں یہ
بھی ہے اور اگر کوئی اور ہو تو اس پر بھی) اگر کوئی یہ کہے کہ بیت اللہ تک یا (خانہ) کعبہ تک
پیدل جانا میرے ذمہ ہے تو وہ پیدل جا کر حج کرے یا عمرہ کرے اور اگر اس نے (آدھے سے
زیادہ) راستہ سواری پر طے کیا تو یہ ایک بکری ذبح کرے بخلاف اس کے اگر یہ کہا کہ بیت اللہ تک
سفر کرنا یا جانا میرے ذمہ ہے (تو اس پر کچھ لازم[1] نہ ہوگا) یا یہ کہا کہ حرم تک یا صفا تک یا مروہ
تک پیدل جانا میرے ذمہ ہے (تو اس سے بھی پیدل حج کرنا لازم نہیں ہوتا) اگر کوئی کہے کہ
اگر میں اس سال حج نہ کروں تو میرا غلام آزاد ہے پھر (حج کر لینے کا دعوی کیا اور) دو گواہوں
نے) گواہی دی کہ اس نے (اس سال کوفہ میں قربانی کی ہے تو (اس گواہی کا اعتبار نہ کیا جائیگا
اور) غلام آزاد (نہ ہوگا (کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس نے حج کر کے قربانی کوفہ میں کر لی ہو) اگر کسی
نے قسم کھائی کہ میں روزہ نہ رکھوں گا تو یہ روزے کی نیت سے ایک ساعت کا روزہ رکھ لینے
سے حانث ہو جائیگا اور اگر یہ کہا تھا کہ میں ایک دن کا روزہ نہ رکھوں گا یا ایک دن کا روزہ نہ
رکھوں گا تو یہ سارے دن کا روزہ رکھنے سے ہوگا اور اگر (قسم میں) یہ کہا کہ میں نماز نہ پڑھوں
گا تو یہ ایک ساعت پڑھنے سے حانث ہو جائیگا اور اگر یہ کہا تھا کہ کوئی نماز نہ پڑھوں گا تو دو
رکعت پڑھنے سے حانث ہوگا۔ اگر کسی (جلاہے) نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر میں تیرا کاتا
ہوا پہنوں تو وہ صدقہ ہے اس کے بعد اس نے خود روئی خریدی اور اس عورت نے اس کو
کاتا اور اس نے خود بنا اور پہن لیا تو (امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک) وہ کپڑا صدقہ ہے۔ سونے
کی انگوٹھی یا موتیوں کا ہار پہننا زیور پہننے کے حکم میں ہے۔

فائدہ ۔ یعنی اگر کسی نے یہ قسم کھائی کہ میں زیور نہ پہنوں گا اور پھر اس نے سونے کی
انگوٹھی یا موتیوں کا ہار پہن لیا تو حانث ہو گیا۔

ترجمہ ۔ ہاں چاندی کی انگوٹھی زیور کے حکم میں نہیں ہے اگر کسی نے اس پر قسم کھائی تھی کہ
میں زمین پر نہ بیٹھوں گا پھر وہ فرش پر یا بوریے پر بیٹھ گیا یا اس پر سویا یا اس پر قسم کھائی تھی کہ

---

[1] کیونکہ عرف میں ان الفاظ کو بول کر حج کو جانا مراد نہیں لیا جاتا اور دار و مدار عرف ہے۔ ۱۲ طحطاوی و عینی

[2] کیونکہ اس کا کاتا ہوا پہن لیا اگرچہ روئی خود ہی لایا تھا اور خود ہی کپڑا بنا تھا۔ ۱۲

میں اس تخت پر نہ بیٹھوں گا پھر اس پر دوسرا تخت بچھالیا اور اس پر بیٹھا) تو (ان تینوں صورتوں میں) حانث نہ ہوگا ہاں اگر فرش پر پلنگ پوش بچھایا یا تخت پر فرش یا بوریا ڈال لیا اور اس پر بیٹھا تو حانث ہو جائیگا۔

ضرر پہنچانے یا جان سے مارنے پر قسم کھانا

ترجمہ۔ اگر (کسی نے قسم کھا کر دوسرے سے کہا کہ اگر) میں تجھ کو ماروں یا تجھے کپڑا پہناؤں یا تجھ سے بات کروں یا تیرے پاس آؤں (تو میرا غلام آزاد ہے) تو یہ قسم اس مخاطب کی زندگی تک رہے گی (اگر اس کے مرنے کے بعد یہ کام کرے گا تو حانث نہ ہوگا) بخلاف اس کے کہ اس پر قسم کھائی کہ میں فلانے کو غسل نہ دوں گا یا نہ اٹھاؤں گا یا اسے ہاتھ نہ لگاؤں گا کیونکہ ان تینوں صورت میں اگر اس کے مرنے کے بعد بھی اسے غسل دے گا یا اٹھائیگا یا ہاتھ لگائے گا تو حانث ہو جائے گا) اگر کسی نے اس پر قسم کھائی کہ میں اپنی عورت کو نہ ماروں گا پھر اس کے بال کھینچے یا گلا گھونٹا یا دانت توڑ دیے تو یہ حانث ہو گیا۔ اگر کسی نے اس پر قسم کھائی کہ اگر میں فلاں شخص کو نہ ماروں تو میری عورت پر طلاق ہے اور وہ اس کے یہ کہنے سے پہلے ہی مر چکا تھا تو اگر اس کو (قسم کے وقت) اس کے مرنے کی خبر تھی تو یہ حانث ہو گیا اور اگر خبر نہیں تھی تو حانث نہیں ہوا۔ اگر کوئی قسم میں عنقریب کا لفظ کہے تو اس سے ایک مہینے سے کم دن مراد ہوں گے اور اگر مدت دراز کہے تو ایک مہینہ اور اس سے زیادہ مراد ہوگا۔ اگر کسی نے اس پر قسم کھائی کہ میں زید کا قرض ہی ادا کروں گا اور پھر ایسے روپے دیے جو کھوٹے ہیں یا چلتے نہیں ہیں یا دوسرے شخص کے ہیں تو اس کی قسم پوری ہو گئی لیکن اگر رانگ کے دئے یا سہ ناقہ دئے تو قسم پوری نہیں ہوئی اور قرض کے عوض اگر قرضخواہ کے ہاتھ یہ کوئی چیز بیچ دے تو یہ قرض ادا کرنے کے حکم میں ہے (یعنی اس صورت میں بھی اس کی قسم پوری ہو جائے گی) نہ کہ اس کا ہبہ کرنا۔ اگر کسی نے اس پر قسم کھائی کہ میں اپنا قرض متفرق نہ لوں گا اور پھر اس نے تھوڑا سا روپیہ لے لیا تو یہ حانث نہیں ہوا جب تک کہ سارا قرض متفرق نہ لے اور ضروری تفریق سے (جیسے روپے گننے یا تولنے میں ہوتی ہے) قسم نہ ٹوٹے گی ایک شخص نے کہا کہ اگر میرے پاس مال ہو مگر سو روپے یا اس کے سوا اور کچھ تو میرا غلام آزاد ہے تو اگر اس کے پاس سو روپے یا سو سے کم ہوں گے تو یہ

لہ کیونکہ عرف کی رو سے ان دونوں صورتوں میں اسکا تخت ہی پر بیٹھنا شمار کیا جاتا ہے۔ ۱۲۔ طحطاوی از حاشیہ اصل

حانث نہ ہوگا (اگر زیادہ ہوں گے تو حانث ہو جائے گا اگر کوئی کہے کہ میں ایسا نہ کروں گا تو یہ اُسے کبھی نہ کرے (یعنی اگر اس طرح کہنے کے بعد ایک بار بھی کیا تو قسم کے خلاف ہوگا) اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں یہ کام ضرور کروں گا تو ایک دفعہ کے کرنے سے قسم پوری ہو جائے گی اگر حاکم نے کسی سے اس بات پر قسم لی کہ تو ہمیں ہر بدمعاش کے حال کی اطلاع دیا کر جو اس شہر میں آئے تو یہ قسم اس حاکم کی حکومت تک رہے گی (اس کے موقوف ہونے کے بعد یہ بھی جاتی رہیگی) اگر کسی نے اس پر قسم کھائی کہ میں یہ چیز فلانے کے لئے ہبہ کروں گا اور پھر اس نے ہبہ کر دی تو جس کے لئے ہبہ کی ہے اس کے قبول کے بغیر اس کی قسم پوری ہو جائیگی بخلاف بیع کے۔

فائدہ ۔ یعنی اگر بیع میں قسم کھائی کہ میں یہ چیز فلانے کے ہاتھ نہ بیچوں گا اور پھر بیچدی مگر مشتری نے ابھی قبول نہیں کی تو اس کی قسم پوری نہیں ہوئی ۔

ترجمہ ۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں ریحان نہ سونگھوں گا تو وہ گلاب اور چنبیلی کے پھول سونگھنے سے حانث نہ ہوگا (کیونکہ ریحان اس خوشبودار گھانس کا نام ہے جو تنہ دار نہ ہو اور گلاب و چنبیلی میں تنہ ہوتا ہے) اگر کسی نے بنفشہ یا گلاب سونگھنے پر قسم کھائی تو یہ قسم ان دونوں کے پھولوں کی پتی پر ہے (نہ کہ ان کے تیل یا عرق یا ٹہنیوں کے سونگھنے پر) اگر کسی نے اس پر قسم کھائی کہ میں نکاح نہ کروں گا اور پھر ایک فضولی نے اس کا نکاح کر دیا (فضولی اس اجنبی آدمی کو کہتے ہیں جو خود بخود ہی کسی سے کسی کا نکاح کر دے) اور اس[ع] نے زبانی اجازت دیدی تو یہ حانث ہوگیا اور اگر فعل سے اجازت دی (مثلاً اس عورت کا مہر دیدیا یا اس سے صحبت کر لی) تو حانث نہیں ہوا اگر کوئی شخص کسی گھر کا مالک ہو یا کرایہ پر لے رکھا ہو (یا عاریۃً لے لیا ہو) تو (قسم میں) وہ گھر اسی کا شمار ہوگا ۔

فائدہ ۔ مثلاً اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلانے کے گھر نہ جاؤں گا پھر وہ خاص اسی کے گھر میں یا اُس کے کرایہ پر یا عاریۃً لیے ہوئے میں چلا گیا تو حانث ہوگیا ۔ عینی ۔

ترجمہ ۔ اگر کسی نے اس پر قسم کھائی کہ میرے پاس مال نہیں ہے حالانکہ کسی مفلس یا مالدار نادہند کے ذمہ اس کا قرض ہے تو یہ حانث نہ ہوگا ۔

---

[۱] یعنی کسی بات پر قسم کھائے مثلاً یہ کہ میں حلوا نہ کھاؤں گا تو یہ قسم ہمیشہ کے نہ کھانے پر ہوگی ۱۲ عینی از حاشیہ اصل ۔ [۲] یعنی پہلی قسم کی طرح اس فعل کو ہمیشہ کرتے رہنا اس کے ذمہ نہ ہوگا ۔ ۱۲

[۳] مثلاً یوں کہدیا کہ یہ نکاح مجھے منظور ہے یا میں اس پر رضامند ہوں وغیرہ ۱۲ عینی ۔

کتاب الحدود

سزاؤں کا بیان

فائدہ - لغت میں حد کے معنے روکنے کے ہیں اسی وجہ سے دربانوں کو عربی میں حداد کہتے ہیں کہ وہ لوگوں کو مکان میں آنے جانے سے روکتے ہیں - عینی -

ترجمہ - حد (شرع میں) اُس سزا کا نام ہے جو خداوند عالم (کی حق تلفی کا بدلہ دینے) کے لئے مقرر کی گئی ہو (اور جو سزا بندی کی حق تلفی پر ہو اُس کو حد نہیں کہتے) اور زنا اس صحبت کا نام ہے جو ایسی شرمگاہ میں ہو کہ نہ وہ زانی کی ملک ہو (یعنی نہ بیوی ہو نہ لونڈی ہو) اور نہ ملک کا شبہ ہو (مثلاً کسی نے اپنی بیوی کے شبہ میں کسی عورت سے صحبت کر لی تو وہ زنا نہ ہوگا) اور زنا چار آدمیوں کی گواہی سے ثابت ہوتا ہے جو زنا ہی کہہ کر گواہی دیں (وطی یا جماع کہہ کر گواہی دینگے تو زنا ثابت نہ ہوگا) اور اُن کے گواہی دینے کے بعد حاکم اُن سے جرح کرے زنا کی ماہیت پوچھے (کہ یہ بتاؤ زنا کہتے کس کو ہیں) اُس کی کیفیت پوچھے (کہ زبردستی ہوا ہے یا خوشی سے خواہ اُس کی جگہ پوچھے (کہ کہاں ہوا ہے) اُس کا وقت پوچھے (کہ کس وقت) اُس عورت کو دریافت کرے (کہ وہ کون تھی) اگر وہ سب اس کو بیان کر دیں (یعنی جرح میں پورے اُتر جائیں) اور یوں کہیں کہ ہم نے اس مرد کو اُس عورت سے ایسے زنا کرتے دیکھا ہے جیسے سرمہ دانی میں سلائی اور ان گواہوں کے عادل ہونے کی بھی علی الاعلان اور خفیہ تحقیق کر لی گئی ہو تو اب حاکم زنا ثابت ہونیکا حکم کرے اور خود زانی کے چار مجلسوں میں چار دفعہ زنا کا اقرار کرنے سے بھی زنا ثابت ہو جاتا ہے اور جب وہ اقرار کرے حاکم اُس کے اقرار کو ٹال دے اور اس سے وہی پانچوں امور (زنا کی ماہیت اور کیفیت وغیرہ) دریافت کرے اگر وہ سب بیان کر دے تو اس کو سزا دیدے اور اگر سزا ہونے

سے پہلے وہ اپنے اقرار سے پھر جائے یا سزا ہوتے ہوئے پھر جائے تو اسے رہا کر دے اور مستحب ہے (کہ زنا کا اقرار کرنے والے سے انکار کرانے کے لئے) حاکم اُسے سمجھائے (یعنی اُس کے اقرار کے جواب میں کہے) کہ شاید تو نے بوسہ لیا ہو (تاکہ وہ بھی کہدے کہ ہاں میں نے بوسہ ہی لیا تھا) یا شاید تو نے ہاتھ لگایا ہو یا شاید تو نے کسی شبہ میں صحبت کر لی ہو (پس اگر وہ اُسکے سمجھانے پر بھی اپنے زنا کا اقرار کرتا ہے تو سزا کا حکم کر دے) پس اگر زانی محصن ہے (یعنی اپنی نکاحتہ سے صحبت کر چکا ہے) تو اسے کھلے میدان[۲] میں سنگسار کرنے یہاں تک کہ وہ مرجائے اور سنگسار کرنا گواہ شروع کریں اور اگر وہ شروع کرنے سے انکار کریں تو یہ حد موقوف ہو جائے گی اور گواہوں کے بعد امام کرے پھر اور لوگ اور اگر زانی اقراری ہو تو سنگسار کرنا حاکم شروع کرے پھر اور لوگ اور اگر زانی محصن نہیں ہے تو اس کے سو کوڑے لگائے (یعنی اس کی حد سو کوڑے ہیں) اور غلام کے لئے پچاس اور کوڑا ایسا ہو کہ اُس کے سرے پر گرہ نہ ہو اور اوسط درجہ کی چوٹ مارے اور (حد جاری کرنے کے وقت) اُس کے کپڑے اُتار لئے جائیں اور کوڑے اس کے بدن پر متفرق جگہ ماریں سر اور منہ اور شرمگاہ پر نہ ماریں اور سب حدود میں مرد کو کھڑا کر کے غیر ممدود ماریں۔

فائدہ ۔ غیر ممدود سے مراد یہ ہے کہ اسے زمین پر نہ ڈالدیں یا جلاد کوڑا مار کر نہ گھسیٹے جس سے زخم ہو جائے یا یہ کہ جلاد اپنا ہاتھ سر تک نہ اٹھائے تاکہ چوٹ زیادہ لگے۔ عینی۔

ترجمہ ۔ اور عورت پر حد لگاتے وقت) اُس کے کپڑے نہ اُتاریں ہاں اگر وہ پوستین یا روئی دار کپڑا پہنے ہوئے ہو تو اس کو اتارلیں (کیونکہ ان کے ہوتے چوٹ کم لگتی ہے) اور کوڑے عورت کے بٹھلا کر ماریں[۳] اور سنگسار کرنے میں اس کے لئے (سینہ تک گہرا ایک گڑھا کھود لیا جائے مرد کے لئے اس گڑھے کی ضرورت نہیں اور آقا سلطان کی اجازت کے بغیر اپنے غلام (یا لونڈی) پر حد نہ لگائے اور سنگسار کرنے میں محصن ہونے کے یہ معنے ہیں کہ زانی آزاد ہو عاقل بالغ مسلمان ہو اور صحیح[۴] نکاح کر کے اپنی بیوی سے صحبت کر چکا ہو (پھر زنا کیا ہو) اور یہ صفت مرد و عورت دونوں میں ہو اور کوڑے مارنے اور سنگسار کرنے کو جمع نہ کیا جائے اور نہ کوڑے مارنے اور جلاوطن کرنے کو جمع کیا جائے (یعنی اکٹھی دونوں سزائیں نہ دی جائیں ہاں اگر (کسی خاص مصلحت کے باعث) حاکم کی رائے ہو اور چند روز کے لئے جلاوطن کر دے تو درست ہے اور بیمار کو سنگسار تو کر دیا جائے لیکن اگر اس کو کوڑوں کی سزا دینی ثابت ہو تو جب تک وہ اچھا نہ ہو جائے یہ سزا نہ

---

[۱] یہاں سے زنا کی سزا کی تفصیل شروع ہوتی ہے ۱۲ مترجم عفی عنہ [۲] میدان میں سزا دینا اس وجہ سے ہے تاکہ بہت سے آدمی جمع ہوں اور اس کو دیکھ کر عبرت پکڑیں ۱۲ از حاشیہ اصل [۳] تاکہ کپڑا اِدھر اُدھر ہونے سے اُس کی بے پردگی نہ ہو ۱۲ [۴] صحیح نکاح کی تفصیل نکاح کے باب میں دیکھنا چاہیئے ۔ ۱۲ مترجم عفی عنہ ۔

دی جائے (کیونکہ وہ جان سے مار ڈالنے کا مستحق نہیں ہوتا اس لئے اندیشہ ہے کہ شاید بیماری میں کوڑوں کی زد سے مر جائے لہٰذا تاخیر کرنی ضروری ہے بخلاف سنگساری کے کہ اس میں مقصود جان ہی سے مارنا ہوتا ہے اس میں تاخیر کرنے سے کوئی نتیجہ نہیں ہے) اور حاملہ عورت جب تک بچہ نہ جن لے اس پر بھی کوئی حد جاری نہ کی جائے۔ ہاں اگر کوڑوں کی سزا دینی ہے تو بچہ جننے اور نفاس سے پاک ہونے کے بعد دی جائے۔

حدّ جاری کرنے کا بیان

ترجمہ۔ اگر صحبت کرنے کا محل (یعنی وہ عورت) مشتبہ[2] ہو تو اس صحبت سے حد واجب نہیں ہوتی اگرچہ صحبت کرنے والے کو اس کے حرام ہونے پر ظن غالب ہو مثلاً کوئی اپنے بیٹے یا پوتے کی لونڈی سے یا اس عورت سے صحبت کرے جسے اشارے یا کنایہ سے طلاق دی ہوا ور وہ عدت میں ہو اور نہ اس صحبت سے حد واجب ہوتی ہے کہ جس میں حلال ہونیکا شبہ ہوا ور مرد کو اس کے حلال ہونے پر ظن غالب ہو مثلاً وہ عورت جو تین طلاقوں کی عدت میں ہو یا اس کے باپ یا ماں یا بیوی یا آقا کی لونڈی ہو اور نسب فقط پہلی صورت میں ثابت ہوگا (اس دوسری میں نہ ہوگا) اگرچہ وہ دعوٰی بھی کرے) اگر کوئی اپنے بھائی یا چچا (رشتہ) کی لونڈی سے زنا کرے تو اس پر حد جاری کی جائے اگرچہ اسے غالب گمان اس کے حلال ہونے کا ہو اور اگر کوئی اپنے بستر پر غیر عورت کو دیکھ کر اس سے زنا کرے تو اس پر بھی حد جاری کی جائے (گو وہ یہ کہے کہ میں نے اسے اپنی بیوی سمجھا تھا یا اگرچہ وہ اندھا بھی ہو) ہاں اگر شب زفاف میں اجنبی عورت کو مرد کے پاس بھیجدیا گیا اور یہ کہدیا گیا یہ تیری بیوی ہے اور اس نے اس سے صحبت کرلی تو اس پر حد واجب نہ ہوگی مہر (مثل) واجب ہوگا اور نہ اس عورت سے صحبت کرنے پر جو اس مرد پر حرام تھی اس سے نکاح کرلیا (تو اس نکاح کے شبہ سے حد موقوف ہو جائے گی) یا کسی نے اجنبی عورت سے پیشاب گاہ کے سوا کہیں اور ایسا فعل کرلیا یا اغلام کیا یا چوپایہ سے بدفعلی کی یا دار الحرب میں جاکر یا باغیوں کے ملک میں جاکر زنا کرلیا (تو ان سب

لہ جس پر سزا ملنی لازمی اور ضروری ہو جاتی ہے اور جس پر ضروری نہیں ہوتی ۱۲۔

۲ہ عورت کے مشتبہ ہونے کی تفصیل آگے مطلوں میں آرہی ہے ۱۲۔

۳ہ ذمہ اس کو کہتے ہیں کہ جو کافر عورت اسلامی بادشاہ سے امن وامان کا ذمہ لیکر دار الاسلام میں رہنے لگے ۱۲ منہ

صورتوں میں زانی پر حد واجب نہ ہوگی ہاں اگر دار الحرب کا رہنے والا ذمیہ عورت سے زنا کرے تو مرد پر حد نہ ہوگی (اور عورت پر ہوگی) اگر نابالغ لڑکا یا دیوانہ جوان عورت سے زنا کرے تو اس پر بھی حد واجب نہ ہوگی، اور اگر اس کا اُلٹا ہو (یعنی عاقل بالغ آدمی کسی دیوانی یا نابالغ بچی سے زنا کرے) تو اس پر حد واجب کی جائے گی اور خرچی دے کر زنا کرنے یا زبردستی زنا کرنے یا ایک کے زنا کا اقرار کرنے اور دوسرے کے انکار کرنے سے بھی حد واجب نہیں ہوتی اگر کسی نے لونڈی سے اس طرح زنا کیا کہ اُسے جان سے مار ڈالا تو اس پر زنا کی حد اور (لونڈی کی) قیمت دینی لازم ہوگی۔ اگر بادشاہ ناحق خون کر دے یا کسی کا مال تلف کر دے تو اس سے مؤاخذہ کیا جائے اور حدود کا مؤاخذہ اس سے نہ کیا جائے غرض یہ ہے کہ اس سے بندوں کے حقوق کا مواخذہ کیا جائے اللہ کے حقوق کا نہ کیا جائے۔

زنا پر گواہی دینا اور پھر جانا

ترجمہ۔ اگر گواہوں نے ایک پرانی حد پر گواہی دی خواہ وہ چوری کی ہو یا زنا کی یا شراب خواری کی (سوائے (نماز کے) تہمت کی حد کے تو اب حد نہ لگائی جائے گی ہاں چور سے مال مسروقہ کا تاوان لے لیا جائے گا اگر گواہ ایک مرد کے کسی غائب عورت سے زنا کرنے کو ثابت کر دیں تو اس پر حد جاری کر دی جائے بخلاف چوری کے۔

فائدہ۔ یعنی اگر گواہ اس بات کو ثابت کر دیں کہ اس شخص نے فلاں غائب کا مال چرایا ہے تو اس چور پر حد جاری نہ کی جائے گی یعنی اس کا ہاتھ نہیں کٹے گا کیونکہ کوئی دعویٰ کرنے والا نہیں ہے۔ طحطاوی و عینی۔

ترجمہ۔ اگر کوئی اس بات کا اقرار کرے کہ میں نے ایسی عورت سے زنا کیا ہے جسے میں پہچانتا نہیں ہوں تو اس پر حد جاری کر دی جائے (کیونکہ اگر اپنی بیوی یا لونڈی سے کرتا تو ضرور پہچانتا ہوتا) اگر گواہ ایسے زنا پر گواہی دیں تو وہاں حد جاری نہ ہوگی جیسا کہ اگر یہ عورت کی خوشی یا ناخوشی سے زنا ہونے میں یا شہر میں اختلاف کریں (مثلاً دو کہیں زنا عورت کی خوشی سے ہوا ہے دو کہیں زبردستی سے یا دو کہیں دہلی میں ہوا ہے دو کہیں لکھنؤ میں تو ان کی گواہی پر حد جاری نہیں ہو سکتی) اگرچہ ہر شہر میں زنا ہونے پر چار گواہ ہوں اور اگر یہ ایک ہی کمرے (کے گوشوں) میں اختلاف کریں تو مرد و عورت دونوں پر حد جاری کر دی جائے گی اور

اگر گواہوں نے ایک عورت پر زنا کی گواہی دی حالانکہ وہ عورت اس وقت باکرہ ہے یا گواہ بدمعاش ہیں یا اس بات کی گواہی دیں کہ چار آدمیوں نے (اس شخص کے) زنا کرنے پر گواہی دی ہے اگرچہ اصلی گواہ بھی اس پر گواہی دیں تو ان کی گواہی سے (مرد و عورت میں سے) کسی پر حد جاری نہ ہوگی اور اگر (زنا کے) گواہ اندھے ہوں یا پہلے تہمت لگانے میں سزا یافتہ ہوں یا تین ہی ہوں تو ان صورتوں میں) ان گواہوں پر حد لگے گی نہ کہ اس پر جس کے ملزم ہونے پر یہ گواہی دیتے ہیں اگر کسی پر چار گواہوں کی گواہی سے حد لگ گئی پھر معلوم ہوا کہ گواہوں میں ایک غلام تھا یا (تہمت لگانے میں) سزا یافتہ تھا تو اب ان گواہوں پر (تہمت کی) حد لگائی جائے اور اس آدمی کے جو حد کی چوٹ لگی ہے (یا کوئی زخم ہو گیا ہے) اس کا کسی پر تاوان نہیں ہے اور اگر (ایسی گواہی سے) کوئی سنگسار ہو گیا ہے تو اس کا خون بہا اس کے وارثوں کو) بیت المال سے دینا چاہیئے اور اگر (زنا کے) چار گواہوں میں سے سنگسار ہونے کے بعد ایک گواہ پھر گیا تو اس پر تہمت کی) حد جاری کی جائے اور چوتھائی خون بہا کا تاوان بھرے گا اور اگر (حکم لگنے کے بعد اور) سنگسار ہونے سے پہلے کوئی پھر گیا ہے تو پھر ان چاروں گواہوں کو (تہمت لگانے کی سزا دی جائے اور سنگساری موقوف اور اگر زنا پر پانچ آدمیوں نے گواہی دی تھی اور ان میں سے ایک پھر گیا تو اس کے ذمہ کچھ نہیں ہے اور اگر اس کے بعد دوسرا پھر گیا تو اب ان دونوں کو (تہمت کی) سزا دی جائے اور دونوں (نصفا نصف) چوتھائی خون بہا کا تاوان بھریں گے اگر کوئی شخص زنا کے گواہ گزرنے پر سنگسار کر دیا گیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ سارے گواہ غلام ہیں (گواہی کے لائق نہیں ہیں) تو اس سنگسار شدہ کا خون بہا مزکی کے ذمہ ہوگا (مزکی وہ ہے جو گواہوں کے عادل دیندار گواہی کے لائق ہونے کو جانتا اور بتلاتا ہو) جیسا کہ اس صورت میں تاوان بھرنا واجب ہوتا ہے کہ ایک آدمی ایسے شخص کو قتل کر دے جسے سنگسار کرنے کا حکم ہو گیا ہو اور پھر ظاہر ہو کہ (اس کے زنا کے) گواہ غلام تھے اور اگر اس نے قتل نہیں کیا بلکہ حکم کے موافق سنگسار کیا تھا پھر گواہوں کا غلام ہونا ظاہر ہوا تو اس کا خون بہا بیت المال سے دینا ہوگا اور اگر زنا کے گواہ یہ بیان کریں کہ ہم نے (ان کو زنا کرتے ہوئے) قصداً دیکھا تھا تب بھی ان کی گواہی قبول کر لی جائے گی (کیونکہ گواہی دینے کے لئے دیکھنا جائز

ف کیونکہ ان صورتوں میں یا تو گواہی کا نصاب پورا نہیں ہے اور یہ زنا کی گواہی کی شرطیں پوری نہیں ہیں لہذا اب ان کا دوسرے کو زانی کہنا تہمت شمار ہو کر انہیں سزا ملے گی ۱۲ عفی عنہ

ف عربی کنز میں یہاں لفظ دیت کا ہے دیت اس روپے کو کہتے ہیں جو قاتل کو یا قاتل کے وارثوں وغیرہ کو مقتول کے خون کے بدلے دینا پڑتا ہے اس کی تفصیل دیت کے باب میں آئے گی ۱۲ ۔

ہے) اور اگر زنا کا ملزم (اپنے) محصن ہونے کا انکار کرے اور اس پر ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں (کہ یہ محصن ہے) یا اس کی بیوی کے اس سے اولاد ہو جائے تو (دونوں صورتوں میں) یہ سنگسار کر دیا جائے ۔

شراب پینے کی حد

ترجمہ ۔ اگر کسی نے شراب پی اور ایسے وقت گرفتار ہوا کہ اس کی بو موجود تھی یا وہ نشہ میں تھا اگرچہ نشہ چھوہارے (وغیرہ) کے نبیذ ہی کا ہوا اور دو آدمی گواہی دیں (کہ اُس نے شراب پی ہے) یا فقط ایک دفعہ وہ خود اقرار کرے تو نشہ اُترنے کے بعد اس پر حد جاری کر دی جائے اگر یہ معلوم ہو کہ اس نے اپنے اختیار سے پی ہے

فائدہ ۔ چھوہاروں یا منقے وغیرہ میں پانی ڈال کر چند روز رکھنے سے جو پانی گاڑھا شربت ہو جاتا ہے عربی میں اس کو نبیذ کہتے ہیں اور اگر اسی طرح انگوروں میں پانی ڈال کر چند روز رکھا جائے اور صرف رکھے رہنے سے اس میں جوش آجائے تو اس کو عربی میں خمر اور اردو میں شراب کہتے ہیں ۔ عینی وغیرہ ۔

ترجمہ ۔ اگر شراب کی بو جاتے رہنے کے بعد اُس نے خود اقرار کیا یا دو گواہوں نے گواہی دی مگر ان کا گواہی میں تاخیر کرنا اس وجہ سے نہ تھا کہ یہ عدالت دیا کو توالی سے) زیادہ فاصلہ پر تھے ان کے (آتے آتے) اس کی بو جاتی رہی اگر ایسا ہوا تو حد قائم رہے گی) یا کہ صرف اس سے شراب کی بو پائی گئی اور کسی طرح ثبوت نہیں ہوا یا شراب کی قے کی یا (پینے کا اقرار کر کے پھر) اپنے اقرار سے پھر گیا یا نشہ کی حالت میں اقرار کیا اور نشہ ایسا تھا کہ اس کی عقل بالکل جاتی رہی تھی تو ان سب صورتوں میں) حد جاری نہ ہوگی اور نشہ کی سزا (خواہ کوئی شراب پینے سے نشہ ہوا ہو) اور انگوری شراب پینے کی جگہ اگرچہ ایک ہی قطرہ پیا ہو (ہمارے نزدیک) اسّی کوڑے ہیں اور غلام کے لئے اس کا نصف (یعنی چالیس کوڑے) اور زنا کی حد کی طرح یہ کوڑے اس کے بدن پر الگ الگ کر کے مارے جائیں ۔

زنا کی تہمت لگانے کی حد

ترجمہ ۔ تہمت کی حد تعداد میں اور ثبوت میں شراب پینے کی حد کے برابر ہے ۔

فائدہ ۔ تعداد سے مراد یہ ہے کہ جیسے اس میں آزاد آدمی کے لئے اسی کوڑے اور غلام کے لئے چالیس کوڑے ہیں اسی طرح اس میں بھی ہیں اور ثبوت سے مقصود یہ ہے کہ جیسے وہ حدود دو مردوں کے گواہی دینے یا اس کے ایک دفعہ اقرار کرنے سے ثابت ہو جاتی ہے اسی طرح یہ بھی ثابت ہو جاتی ہے لیکن اس میں عورتوں کی گواہی کا اعتبار نہیں ہوتا ۔ طحطاوی وعینی ۔

ترجمہ ۔ اگر کسی (مرد یا عورت نے) محصن مرد یا محصنہ عورت پر زنا کی تہمت لگائی اور وہ سزا کرانے کے خواستگار ہیں تو اس کے بدن پر متفرق حد لگائی جائے اور سوائے پوستین اور روئی دار کپڑے کے اور کوئی کپڑا بدن سے نہ اتارا جائے اور اس بارے میں محصن ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وہ عاقل ۔ بالغ ۔ آزاد ۔ مسلمان ہو اور زنا کاری سے بچا ہوا ہو پس اگر ایک نے دوسرے سے غصہ میں کہا کہ تو اپنے باپ کا نہیں ہے یا (اس کے باپ کا نام لے کر) کہا کہ تو فلانے کا بیٹا نہیں ہے تو اس کہنے والے پر حد لگائی جائے اور اگر غصہ میں نہیں کہا تو حد نہ لگے گی[1] جیسا کہ اگر کوئی کسی کو یہ کہدے کہ تو اپنے دادا کا نہیں ہے تو اس پر حد نہیں لگتی) یا عربی کو کہے کہ او نبطی (نبطی عراق میں ایک قوم ہے جو بد اخلاقی اور اکھڑ زبانی میں مشہور رہے) یا او آسمان کے پانی کے بیٹے یا کسی کو اس کے چچا کا بیٹا یا اس کے ماموں کا بیٹا یا اس کی ماں کے شوہر کا بیٹا کہدیا تو ان سب صورتوں میں حد نہیں لگتی اگر کہا او زنا کار (یا چھنال) کے جنے اور اس کی ماں مر چکی ہے اور اس کا نانا یا اس کا بیٹا یا پوتا اس کو سزا کرانے کا خواستگار ہے تو اس کو تہمت کی سزا دیجائے اور بیٹا اپنے باپ کو اور غلام اپنے آقا کو اپنی ماں پر تہمت لگانے سے سزا نہیں کرا سکتا اور جس پر تہمت لگائی جائے اس کے مرجانے سے تہمت کی سزا جاتی رہتی ہے نہ کہ اقرار کر کے پھر جانے یا معاف کر دینے سے ۔

فائدہ ۔ یعنی اگر کوئی تہمت لگانے کا اقرار کر کے پھر جائے اور یہ کہے کہ میں نے جھوٹ طوفان کہدیا تھا یا جس پر تہمت لگائی تھی وہ کہے میں اس مجرم کو معاف کرتا ہوں تو یہ سزا موقوف نہ ہوگی کیونکہ اس میں حق اللہ بھی ہے اس لئے بندے کے معاف کرنے سے معاف نہیں ہو سکتا ۔ عینی ۔

ترجمہ ۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ تو نے پہاڑ میں زنا کیا ہے اور اس سے پہاڑ پر چڑھنا مراد لیا تو اسے سزا دیجائے ۔

فائدہ ۔ اس موقع پر کنز میں زنات ہمزہ سے ہے جو چڑھنے کے معنی میں آتا ہے مگر چونکہ یہاں یہ معنے لینے کا کوئی قرینہ نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ اس نے چڑھنے کے معنے نہیں لئے بلکہ غلطی سے اس طرح کہدیا ہے لہذا حد واجب ہے ۔

ترجمہ ۔ اگر کسی نے دوسرے کو کہا کہ او زانی اور اس نے جواب میں اسے زانی کہا تو ان دونوں

---

[1] یعنی زنا سے بدنام نہ ہو ۱۲ ۔ کیونکہ مذاق میں ایسی باتیں ہوہی جاتی ہیں اور ان سے واقعی زانی کہنا مقصود نہیں ہوتا ۱۲

کو سزا دی جائے اور اگر مرد نے اپنی بیوی سے کہا کہ او زناکار اور اس نے اُلٹ کر اُسے زانی کہا تو فقط عورت کو سزا دی جائے اور اس صورت میں لعان نہ ہوگا اور اگر عورت نے اسے جواب دیا کہ میں نے تو تجھ سے ہی زنا کرایا ہے تو اب سزا اور لعان دونوں جاتے رہیں گے (نہ کسی کو سزا دیجائیگی نہ لعان ہوگا) اگر کوئی لڑکے کا اقرار کر کے پھر یہ کہدے کہ یہ تیرا نہیں ہے تو یہ لعان کرے اور اگر اس کا اُلٹا کیا تو اسے سزا دی جائے۔

فائدہ۔ اُلٹا کرنیکا یہ مطلب ہے کہ پہلے کہدیا تھا کہ یہ لڑکا میرا نہیں ہے اور بعد میں کہتا ہے کہ میرا ہی ہے تو اس کو سزا دی جائے گی۔

ترجمہ۔ ان دونوں صورتوں میں وہ لڑکا اسی کا رہے گا اور اگر اُس نے یہ کہا کہ یہ نہ میرا بیٹا ہے نہ تیرا بیٹا ہے تو حد اور لعان دونوں باطل ہوں گے اگر کسی نے ایسی عورت پر زنا کی تہمت لگائی جس کے بچہ کا باپ معلوم نہیں ہے یا ایسی عورت پر کہ اس کے بچہ ہونے کے سبب سے وہ اپنے شوہر سے لعان کر چکی ہے یا ایسے مرد پر کہ جس نے دوسرے کی لونڈی سے یا ساجھے کی لونڈی سے صحبت کرلی تھی یا ایسے مسلمان پر تہمت لگائی جس نے کفر کی حالت میں (یعنی مسلمان ہونے سے پہلے) زنا کیا تھا یا ایسے مکاتب پر جو اپنا پورا بدل کتابت چھوڑ مرا ہے تو (ان تمام صورتوں میں) تہمت لگانے والے کو سزا نہ دی جائے گی۔ اگر کسی نے آتش پرست لونڈی سے یا حیض کی حالت میں اپنی بیوی سے یا مکاتبہ (لونڈی) سے صحبت کرلی تھی اور اس پر کسی نے زنا کی تہمت لگائی یا ایسے مسلمان پر تہمت لگائی جس نے کفر کی حالت میں اپنی ماں سے نکاح کرلیا تھا تو اسے تہمت لگانے کی سزا دی جائے گی اگر کوئی مستامن مسلمان پر تہمت لگائے تو اسے سزا دی جائے (مستامن اُس کافر کو کہتے ہیں جو دار الحرب سے دار السلام میں آیا ہوا ہو اور سلطان سے امن لے چکا ہو) اگر کسی نے چند دفعہ کسی پر تہمت لگائی یا چند دفعہ زنا کیا یا چند دفعہ شراب پی تھی پھر اسے ایک دفعہ سزا مل گئی تو یہی سب دفعہ کیلئے کافی ہوگی (کیونکہ حدود میں تداخل ہو جاتا ہے)۔

تعزیر کا بیان

فائدہ۔ تعزیر عزر سے ماخوذ ہے جس کے لغوی معنے دھمکانے اور سرزنش کرنے کے ہیں اور شرع میں تعزیر اُس سزا کو کہتے ہیں جو حد سے کم ہو اس پر ساری امت کا اتفاق ہے کہ اگر کسی سے کوئی بڑی خطا سرزد ہو اور اس میں حد نہ آتی ہو تو ایسے آدمی کو تعزیر کرنی واجب ہے

مگر اس کی کوئی مقدار معین نہیں ہے حاکم کی رائے پر موقوف ہے کہ حد سے کم جس سزا کا چاہے حکم لگا دے ۔ عینی ملخصاً ۔

ترجمہ ۔ اگر کسی نے غلام پر یا کافر پر زنا کی تہمت لگائی یا مسلمان کو کہا کہ او فاسق ۔ او کافر او خبیث ۔ او چور ۔ او بدکار ۔ او منافق ۔ او اغلامی ۔ او لونڈے باز ۔ او سود خوار ۔ او شرابی او دیوث (دیوث اُسے کہتے ہیں جسے اپنی بیوی سے زنا کراتے غیرت نہ آئے) او ہیجڑے ۔ او خائن او حرام کے جنے ۔ او بددین ۔ او کٹنے ۔ او رنڈی باز یا چوروں کے ٹھانگیئے ۔ او حرام زادے تو (ان سب صورتوں میں اس کہنے والے کو) تعزیر کیجائے گی اور اگر یہ کہا کہ او کتے ۔ او بوک او گدھے ۔ او سور ۔ او سانڈ ۔ او سانپ ۔ او حجام (کمینے) او رنڈیوں کے اُستاد ۔ او زنا کی خرچی لینے والے ۔ او ولد الحرام ۔ او عیاش ۔ او کبڑے ۔ او کبڑ ۔ او مسخرے ۔ او ٹھٹھے باز ۔ او بے عزت ۔ او بے وقوف ۔ او دور غلانے والے ۔ او منحوس تو اس کہنے والے کو تعزیر نہ کی جائے گی ۔ اور تعزیر کے زیادہ سے زیادہ انتالیس کوڑے ہیں (کیونکہ چالیس کوڑے غلام کی حد ہے اس سے تعزیر کم رہنی چاہیئے) اور کم سے کم تین کوڑے ہیں اور تعزیر میں کوڑے مارنے کے بعد مجرم کو قید کرنا جائز ہے اور کوڑے سب سے زیادہ زور سے تعزیر میں مارے جائیں[1] اور اس سے کم زور سے زنا کی حد میں اور اس سے کم شراب پینے کی حد میں اور اس سے کم تہمت لگانے کی حد میں ۔ اگر کوئی حد کے یا تعزیر کے صدمہ سے مر جائے تو اس کا خون معاف ہے بخلاف شوہر کے کہ جب وہ اپنی بیوی کو سنگھار نہ کرنے پر یا اس پر کہ اُسے اپنے بستر پر بلایا اور وہ نہ آئی یا نماز نہ پڑھنے پر یا حیض و جنابت سے غسل نہ کرنے پر یا گھر سے نکلجانے پر تعزیر کرے اور وہ مر جائے تو اسے خون بہا دینا پڑیگا ۔

---

[1] کیونکہ تعزیر کے کوڑے شمار میں سب سزاؤں کے کوڑوں سے کم ہیں لہذا زور سے مارنے میں بھی کمی نہ کی جائے ۱۲ ۔

کتاب السرقہ

چوری کا بیان

ترجمہ۔ (شرع میں) چوری اسے کہتے ہیں کہ کوئی عاقل بالغ آدمی دس درم چہرہ شاہی کی مقدار (خواہ درم ہی ہوں یا اتنی یا اس سے زیادہ قیمت کا مال ہو) کسی محفوظ جگہ سے یا پہرے میں سے پوشیدہ لیلے پس اگر اس طرح لینے کا وہ خود ایک دفعہ اقرار کرلے یا دو آدمی گواہی دے دیں تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے اور اگر چور (پکڑے) بہت سے (گئے) ہیں اور ان میں مال لینے والے چند ہیں تو ان سب کے ہاتھ کاٹے جائیں بشرطیکہ وہ مال اتنا ہو کہ ہر ایک کے حصہ میں اسکا نصاب (یعنی دس درم) کی مقدار آتا ہو اور اگر اتنا نہ آتا ہو تو ان کے ہاتھ نہیں کٹیں گے) اور لکڑی۔ گھاس۔ نرسل۔ مچھلی۔ پرند۔ شکار۔ ہڑتال۔ گیرو۔ چونہ۔ تر میوہ یا جو درخت پر لگا ہوا ہو اور دودھ۔ گوشت۔ خربوزہ (جیسا پھل) اور وہ کھیتی جو ابھی کٹی نہ ہو اور نشہ آور پینے کی چیزیں اور تنبورہ اور قرآن مجید اگرچہ اس پر سونے کا کام ہو اور مسجد کا دروازہ اور سونے کی سوئی۔ شطرنج۔ چوسر۔ آزاد لڑکا اگرچہ زیور پہنے ہوئے ہو اور بالغ غلام اور دفتروں کے چرانے پر ہاتھ نہ کاٹا جائیگا بخلاف اس کے اگر کوئی نابالغ غلام یا حساب کا دفتر چرالے (تو اس کا ہاتھ کٹے گا) اور کتے۔ چیتے۔ دائرے۔ ڈھول۔ سارنگی اور بانسری وغیرہ چرانے پر اور خیانت کرنے۔ لوٹ مار کرنے۔ اچک لیجانے اور کفن چرانے اور بیت المال کا مال یا اپنے ساجھے کا مال یا بقدر اپنے قرض کے قرضدار کا مال چرانے یا ایسی چیز چرانے سے جس میں اس کا ایکدفعہ ہاتھ کٹ چکا ہو اور وہ چیز ابھی بدلی نہ ہو (ویسی ہی ہو) چور کا ہاتھ نہ کٹے گا اور ساگوان کی لکڑی نیزے کی چھڑ۔ آبنوس۔ صندل۔ سبز نگینے۔ یاقوت۔ زمرد۔ موتی۔ برتن اور لکڑی کے بنے ہوئے

لہ لغت میں سرقہ کے معنی یہ ہیں کہ مالک کی اجازت بغیر اس کی چیز پوشیدہ طور پر کوئی لیلے ۱۲ عینی۔

دروازے چرانے پر چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا۔

حرز کا بیان

فائدہ - حرز لغت میں محفوظ جگہ کو کہتے ہیں یعنی جہاں کسی چیز کی حفاظت کی جائے اور شرع میں اس کو جہاں عادۃً مال کی حفاظت کی جائے۔ عینی۔

ترجمہ - اگر کوئی اپنے ذی رحم[1] محرم کا مال چرائے مگر اس کا یہ رشتہ رضاعت کے سبب سے نہ ہو (یعنی رضاعی ماں بہن نہ ہوں) یا شوہر اپنی بیوی کا یا بیوی اپنے شوہر کا یا غلام اپنے آقا کا یا آقا کی بیوی کا یا آقا بیوی کا یا آقا اپنے مکاتب کا یا سسر اپنے داماد کا یا داماد اپنے سسر کا یا غنیمت کا مال یا حمام کا مال چرانے یا ایسے مکان میں سے چرائے جس میں جانے کی لسے اجازت ہو تو ہاتھ نہیں کٹے گا اور اگر کوئی مسجد میں سے کچھ اسباب چرالے اور اسباب والا وہیں ہو تو اس کا ہاتھ کٹے گا کسی مہمان نے اپنے میزبان کے گھر چوری کرلی یا کوئی چیز چرالی اور ابھی گھر سے باہر نہیں لے گیا تھا کہ پکڑا گیا، تو اس کا ہاتھ نہیں کٹے گا اور اگر چوری کی چیز کو حجرے سے نکال کر گھر کے صحن میں لے آیا تھا یا (ایک جگہ چند حجرے بنے ہوئے تھے ان) حجرے والوں میں سے ایک نے دوسرے حجرے کو لوٹ لیا یا کوئی نقب لگا کر اندر گیا اور گھر کا کچھ اسباب نکال کر رستہ میں ڈال دیا پھر باہر آ کے اٹھا لیا یا سواری پر لاد کر اسے ہانک دیا اور اسی صورت سے نکال کرلے گیا تو (ان سب صورتوں میں) اس کا ہاتھ کٹے گا اور اگر باہر سے دوسرے کو دیدیا یا گھر میں سے صرف ہاتھ ڈال کر مال نکال لیا یا نبولی آستین (یا کپڑے) سے باہر تھی وہ کترلی یا قطار میں سے ایک اونٹ چرا لیا یا اونٹ وغیرہ کا بوجھ[2] چرا لیا تو (ان سب صورتوں میں) ہاتھ نہیں کٹے گا اور اگر اونٹ کی گون چیر کر اس میں سے مال لے لیا یا اسباب کا تھیلا چرا لیا اور اس کا مالک اس کی حفاظت کر رہا تھا یا اس کے اوپر پڑا سو رہا تھا یا کسی صندوق میں یا دوسرے کی جیب میں یا کسی کی آستین میں ہاتھ ڈال کر مال نکال لیا تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

---

[1] بہن بھائی جیسے قریبی رشتہ داروں کو عربی میں ذی رحم محرم کہتے ہیں ۱۲ -

[2] یہاں عربی کنز میں حمل کا لفظ ہے حمل اس کو کہتے ہیں جو کسی چوپایہ پر لادا جائے ۱۲ - فائدہ

ہاتھ کاٹنے کی کیفیت

ترجمہ - چور کا دہنا ہاتھ پہنچے تک کاٹ کر اُس کو داغ دیا جائے (تاکہ خون بند ہو جائے) اور اگر دوبارہ کرے تو بایاں پیر کاٹ دیا جائے پھر اگر تیسری دفعہ چوری کرے تو اسے قید کر دیا جائے تاکہ چوری کرنے سے توبہ کرلے اور اس کا بایاں ہاتھ نہ کاٹا جائے جیسا کہ اس آدمی کا ہاتھ نہیں کٹتا جو چوری کرے اور اُس کے بائیں ہاتھ کا انگوٹھا کٹا ہوا ہو یا شل ہو یا انگوٹھے کے سوا بائیں ہاتھ کی دو انگلیاں کٹی ہوئی ہوں یا دہنا پیر کٹا ہوا ہو اگر کسی کا دہنا ہاتھ کٹنے کا حکم ہوا اور جلاد بایاں کاٹ دے تو اُس پر تاوان نہیں آئے گا اور ہاتھ کٹنے میں یہ شرط ہے کہ جس کا مال چوری گیا ہو وہ اس سزا کی درخواست کرے اگرچہ یہ مال اس کے پاس امانت رکھا ہو یا کسی سے چھین لیا ہو یا یہ سود[1] خوار ہو اور اگر ان ہی لوگوں کے پاس سے مال چوری جائے اور اصل مالک سزا کی درخواست کرے تب بھی ہاتھ کاٹ دیا جائیگا ہاں اگر اس چور کا ہاتھ کٹنے کے بعد اُس کے پاس سے دوسرے نے چرا لیا اور اب اصل مالک یا پہلا چور سزا کی درخواست کرے تو دوسرے چور کا ہاتھ نہ کٹے گا اگر کسی نے کوئی چیز چرائی اور رپٹ ہونے سے پہلے اُس نے مالک کے حوالے کردی یا ہاتھ کٹنے کا حکم ہونے کے بعد وہ اس چیز کا مالک ہو گیا یا اُس نے دعویٰ کیا کہ یہ چیز میری ہی ہے یا (ہاتھ کٹنے کے) نصاب (دس درم) سے اب اس کی قیمت کم ہو گئی تو (ان سب صورتوں میں) ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اگر دو آدمیوں نے چوری کا اقرار کرلیا تھا پھر ان میں سے ایک نے دعویٰ کیا کہ یہ مال میرا ہی ہے تو اب اُن دونوں کے ہاتھ نہیں کٹیں گے اور اگر دو نے چوری کی تھی اور ان میں سے ایک روپوش ہو گیا اور دو آدمیوں نے ان دونوں کے چوری کرنے پر گواہی دی تو اس موجود چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ اگر غلام (عاقل بالغ) چوری کا اقرار کرے تو (امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک) اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے اور چوری کا مال (اگر موجود ہو) اسے دے دیا جائے جس کے ہاں سے چرایا گیا ہو (اور اگر نہ ہو تو اُس کا تاوان نہیں ہے) اور ہاتھ کٹنا اور مال کا تاوان لینا دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے (یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ چور کا ہاتھ بھی کاٹا جائے اور مال کا تاوان بھی دلایا جائے) اگر چوری کا مال بعینہ موجود ہو تو وہ مالک کو دلا دیا جائے اگر کسی نے بہت سی چوریاں کی تھیں بعد میں ایک چوری پر اس کا ہاتھ کٹ گیا تو اب اسے اُن چوریوں میں سے کسی کا تاوان دینا نہیں پڑیگا (غرض یہ ہے کہ یہ ایک ہی سزا سب چوریوں کا بدلہ ہو جائیگی) اگر کسی نے کپڑا وغیرہ چرا کر وہیں گھر میں پھاڑ ڈالا پھر باہر نکالا تو اس کا ہاتھ کٹے گا (بشرطیکہ پھاڑنے سے وہ بالکل بیکار نہ ہو گیا ہو اور اب بھی دس درم سے کم قیمت

---

[1] یعنی وہ روپیہ سود کا ہو مثلاً کسی نے پانچ روپیہ سے دس روپیہ خریدے تھے اور یہ دسوں چوری چلے گئے تو اس صورت میں بھی چور کو سزا ملے گی - ۱۲ - فتح القدیر -

کا نہ ہو) اور اگر کسی نے بکری چرا کر وہیں ذبح کر لی اور پھر باہر نکالی تو اب اس کا ہاتھ نہ کٹے گا۔

فائدہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چوری گوشت پر پوری ہوئی ہے کیونکہ ذبح ہوئی گوشت کے حکم میں ہے گوشت چرانے پر ہاتھ نہیں کٹتا بلکہ اسمیں قیمت کا تاوان دینا پڑتا ہے لہذا یہاں بکری کی قیمت دینی ہوگی۔عینی

ترجمہ۔ اگر چور نے چاندی سونا چرا کر روپے اشرفیاں بنالیں تو اس کا ہاتھ کٹے گا اور وہ روپے اشرفیاں مالک کو پھیر دی جائیں گی۔ اگر کسی نے سپید کپڑا چرا کر سرخ رنگ لیا اور چرانے پر اس کا ہاتھ کاٹا گیا تو اب وہ نہ کپڑا واپس دے نہ اس کی قیمت کا ضامن ہو اور اگر سیاہ رنگ لیا ہے تو کپڑا پھیر دے[1]

رہزن کی سزا

ترجمہ۔ اگر کوئی رہزنی کا ارادہ رکھنے والا رہزنی کرنے سے پہلے گرفتار ہو جائے تو اسے قید خانہ ڈالدینا چاہیئے یہاں تک کہ وہ اس ارادے سے توبہ کرے اور اگر رہزن نے معصوم مال (یعنی جو مسلمان یا ذمی کا ہو) چھین لیا ہے تو اس کا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پیر کاٹ دیا جائے (مثلاً دہنا ہاتھ اور بایاں پیر) اور اگر اس نے خون کر دیا ہے تو حد میں (یعنی اسکی سزا میں) اُسے قتل کر دیا جائے اگرچہ اُس مقتول کے ورثاء اسے معافی بھی دیں اور اگر اُس نے خون کر کے مال چھین لیا ہے تو اس کا دہنا ہاتھ اور بایاں پیر کاٹ کر قتل کر دیا جائے اور پھر سولی پر چڑھا دیا جائے یا (ہاتھ پیر نہ کاٹے جائیں) صرف قتل کر کے سولی پر چڑھا دیا جائے (اور اگر حاکم کی رائے ہو تو) زندہ کو سولی پر چڑھا کر بھالے سے اُس کا پیٹ پھاڑ دیا جاتے تاکہ مرجائے اور پھر تین روز تک سولی پر لٹکا رہنے دیں اور اس صورت میں جو مال اس نے لیا ہوگا (اگر وہ تلف ہوگیا ہو تو) اس کا تاوان نہ دے گا اور ڈاکہ ڈاکہ (اگر ڈاکے میں بہت سے آدمی ہوں) تو ڈاکہ نہ ڈالنے والا ڈالنے والے کے حکم میں ہے (یعنی سزا ملنے میں سب برابر ہیں) اور لاٹھی یا پتھر سے مار ڈالنا تلوار سے مار ڈالنے کے حکم میں ہے۔

فائدہ۔ یعنی اگر ڈاکو نے کسی کو لاٹھی یا پتھر سے مار دیا تو یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اُس نے تلوار ہی سے قتل کیا ہے اس پر حد جاری ہوگی بخلاف قصاص کے۔

ترجمہ۔ اگر ڈاکو نے کسی کو زخمی کر کے مال چھین لیا ہے تو اس کا دہنا ہاتھ اور بایاں پیر کاٹ دیا جائے اور زخم (کی سزا) معاف ہے اور اگر ڈاکو نے کسی کو فقط زخمی ہی کیا ہے یا خون کر کے ڈاکہ زنی سے توبہ کر لی ہے یا ڈاکوؤں میں بعض غیر مکلف تھے (یعنی عاقل بالغ نہ تھے یا گونگے بہرے تھے) یا جسکو لوٹا ہے وہ ڈاکوؤں کا قریبی رشتہ دار تھا یا کسی نے رات کو راستہ لوٹا یا دن کو کسی شہر پر ڈاکہ ڈالا یا دو شہروں کے بیچ میں ڈاکہ ڈالا تو ان سب صورتوں میں) حد جاری نہ ہوگی ہاں (ان سب صورتوں میں مقتول کے) وارث کو اختیار ہے چاہے قصاص لے لے چاہے معاف کر دے اور اگر کوئی شہر میں کئی دفعہ گلا گھونٹ کر آدمیوں کو مار چکا ہو تو اسے اس کے عوض قتل کر دیا جائے۔

---

[1] عرب میں ایک کپڑا سرخ رنگ لینے سے دوسرے کپڑے کے حکم میں ہو جاتا ہے اور سیاہ رنگ سے دوسرا شمار نہیں ہوتا بلکہ یہ سیاہی اسی کپڑے میں عیب شمار کی جاتی ہے لہذا پہلی صورت میں واپس نہیں ہو سکتا کیونکہ اور ہے دوسری صورت میں واپس ہوگا ۱۲ - مترجم

کتابُ السّیر والجہاد

سیر اور جہاد کا بیان

فائدہ - سیر س کے زیر اور ی کے زبر سے سیرت کی جمع ہے جسکے لغوی معنے جلدی کی حالت کے ہیں اور شرع میں اس کا اطلاق امور جہاد پر ہوتا ہے اور فقہاؑ و محدثین کی اصطلاح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عادت شریفہ اور طریقہ کا نام ہے جو آپنے جہادوں میں برتا ہے اور محض اللہ کے دین کی مدد کرنے اور اسے ترقی دینے کے لئے اللہ کے راستہ میں اپنی طاقت خرچ کر دینے اور تکلیفیں برداشت کرنے کو شرع میں جہاد کہتے ہیں - عینی -

ترجمہ - اپنی طرف سے جہاد شروع کرنا فرض کفایہ ہے (جس کے معنی یہ ہیں) کہ اگر تھوڑے سے مسلمان اس کام کے لئے کھڑے ہوجائیں تو سب کے ذمہ سے اُتر جائے گا اور اگر کوئی بھی نہ کھڑا ہو تو سب گنہگار ہونگے اور نابالغ بچے - عورت - غلام - اندھے - اپاہج اور لولے پر جہاد واجب نہیں ہے اگر دشمن چڑھ آئے تو اس وقت جہاد فرض عین ہے (جس کے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک پر فرض ہے ایک کے کرنے پر دوسرے کے ذمہ سے ساقط نہیں ہو سکتا) اس وقت عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکل کھڑا ہو اور اگر فئے (کا مال بیت المال میں) ہو تو غازیوں کو دینے کے لئے لوگوں سے روپیہ وصول کرنا مکروہ ہے اگر بیت المال میں نہ ہو تو مکروہ نہیں -

فائدہ - فئ اس مال کو کہتے ہیں جو بلا جنگ کئے وصول ہوا ہو مثلاً خراج اور جزیہ کا روپیہ اور جو جنگ کرنے سے وصول ہو اس مالِ غنیمت کہتے ہیں - فتح القدیر -

ترجمہ - پس اگر ہم (یعنی مسلمان) کفار کا[1] محاصرہ کریں تو پہلے اُن سے یہ کہیں کہ تم مسلمان ہو جاؤ اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو فبہا ورنہ اُن سے جزیہ کی درخواست کریں اگر وہ اسے منظور کرلیں تو پھر

[1] یعنی دار الحرب میں کفار کے کسی شہر کا یا قلعہ کا محاصرہ کریں ۱۲ -

مسلمانوں کی طرح اُن کے بھی جان و مال کی حفاظت کی جائے اور معاملات میں اُن پر بھی وہی احکام جاری کئے جائیں جو مسلمانوں پر ہوتے ہیں اور جسے اسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو (یعنی اُس سے اسلام لانے کے لئے نہ کہا گیا ہو) اُس سے ہمیں لڑنا نہ چاہیئے اور جسے پہنچ چکی ہو اُسے اُس وقت دوبارہ دعوت دینا مستحب ہے (واجب نہیں ہے) اگر وہ جزیہ دینے سے بھی انکار کریں تو ہم اللہ سے نصرت و مدد کی دعا کر کے اُن سے اس طرح لڑیں گے کہ اُن پر گوپھئے قائم کر دیں گے اُن کی آبادی میں آگ لگا دیںگے انھیں غرق کر دیں گے اُن کے باغات کاٹ ڈالیں گے اُن کی کھیتیاں مسمار کر دیں گے اُن پر تیروں کی بھر مار کر دیں گے اگرچہ وہ اپنے بچاؤ کے لئے بعض مسلمانوں کو اپنے آگے کرلیں تو ہم تیر وغیرہ مارنے میں کفار ہی کو مارنے کا قصد کریں گے (اگرچہ وہاں کا کوئی مسلمان زخمی ہو یا مارا بھی جلئے) اور جس سریہ[1] پر شکست ہونے کا اندیشہ ہو (سریہ چار سو جوانوں کے دستہ کو کہتے ہیں) اس میں قرآنِ مجید اور عورتوں کو لیجانے سے ہمیں منع کر دیا گیا ہے اور اس سے بھی کہ ہم غداری کریں یا غنیمت کے مال میں خیانت کریں یا کسی کے ناک کان کاٹیں اور عورتوں یا بے عقل اور نابالغ بچوں یا بڈھے پھوس یا اندھے اپاہج کو قتل کریں ہاں اگر ان میں کوئی ایسا ہو جو جنگی تدبیریں تبلاتا ہو یا خود بادشاہ ہی ہو تو اسے مار دینا چاہیئے اگر کسی مسلمان کا مشرک باپ جنگ میں ہو تو یہ) بیٹا اپنے مشرک باپ کو قتل نہ کرے بلکہ اسے انکار کر دینا چاہیئے تاکہ اُسے کوئی اور [2] قتل کر دے اگر کوئی مصلحت ہو تو ہمیں کفار سے صلح کر لینی جائز ہے خواہ روپیہ دے کر خواہ لے کر (اور اگر صلح توڑنے میں مصلحت ہو تو ہم صلح توڑ دیں گے اور اگر ان کا بادشاہ خیانت کرے (یعنی ہمیں دھوکا دے) تو ہمیں بدون صلح توڑے اُن سے لڑنا جائز ہے اور مرتدوں سے مال لیئے بغیر صلح کی جائے اور اگر لے لیا گیا ہو تو وہ انہیں واپس نہ دیا جائے اور مسلمانوں کو کافروں کے ہاتھ ہتھیار بیچنا جائز نہیں ہے (اور مسلمانوں میں سے) اگر کوئی آزاد (مرد یا آزاد عورت کسی کافر کو پناہ دیدے تو اُسے قتل کرنا درست نہیں ہے ہاں اگر اسے پناہ دینا بُرا (باعث فساد) ہو تو اسے توڑ دیں گے اگر کوئی ذمی یا قیدی یا سوداگر یا ایسا غلام جسے لڑنے کا حکم نہ ہو کسی کافر کو پناہ دیدے تو اُس کا اعتبار نہ ہو گا۔

غنیمتوں کی تقسیم

ترجمہ۔ سلطان جس ملک کو زبردستی فتح کرے وہ مسلمانوں کو بانٹ دے یا وہیں کے باشندوں

---

[1] سریہ چار سو سپاہیوں کے دستہ کو کہتے ہیں۔ ۱۲۔ از حاشیہ اصل [2] یہ ترجمہ لفظوں کے لحاظ سے کر دیا گیا ہے ورنہ مطلب یہ ہے کہ بیٹا باپ کے مارنے سے کنارہ کشی کرے تاکہ اسے کوئی اور مار ڈالے ۱۲ حسینی مترجم۔

کے پاس رہنے دے اور ان کے سر جزیہ اور اُن کی سرزمینوں پر خراج مقرر کر دے اور قیدیوں (کی بابت اختیار ہے چاہے ان) کو قتل کر دے چاہے (لونڈی غلام بنانے چاہے علیٰ حالہ آزاد رہنے دے کہ وہ مسلمانوں کی رعیت رہیں (مگر یہ حکم ان لوگوں کے لئے ہے جو نہ مرتد ہوں نہ عرب کے مشرک ہوں کیونکہ انہیں رعیت بنانے کی اجازت نہیں ہے) اور جو کافر جہاد میں پکڑے آئیں انھیں دار الحرب جانے دینا اُن سے کچھ روپیہ لے کر یا کسی مسلمان قیدی کے بدلے میں ان کو رہا کرنا یا ان پر محض احسان رکھ کر چھوڑنا یا جن مویشی کو دار الاسلام میں لانا مشکل ہو ان کے ہاتھ پیر کاٹ دینا حرام ہے بلکہ اُن جانوروں کو ذبح کر کے وہیں پھونکدیا جائے (تاکہ اُن سے کفار فائدہ نہ اٹھا سکیں غنیمت (کے مال) کو دار الحرب میں تقسیم کرنا اور تقسیم ہونے سے پہلے اسے فروخت کرنا بھی حرام ہے ہاں امانت کے طور پر غازیوں کے حوالے کر دینا حرام نہیں ہے اور جو لوگ غازیوں کی کمک اور مدد کو پہنچیں وہ بھی غنیمت میں برابر کے شریک ہوں گے (اگرچہ اس کمک کو لڑنے کا اتفاق نہ ہوا ہو) ہاں دکاندار لوگ شریک نہیں ہو سکتے اور نہ وہ جو دار الحرب میں مرگیا ہو اور جو غنیمت کو دار الاسلام میں لانے کے بعد مرا ہو اُس کا حصہ اس کے وارثوں کو ملیگا غنیمت میں سے دار الحرب میں اُس کے تقسیم ہونے سے پہلے چارہ۔ غلّہ۔ سوختہ۔ ہتھیار اور تیل کو کام میں لانا جائز ہے مگر ان چیزوں کو غازی فروخت نہ کریں اور دار الحرب سے چلے آنے کے بعد انھیں کام میں لانا جائز نہیں ہے اور (اُن میں سے) جو کچھ بچے اسے غنیمت میں ملا دیں۔ اگر دار الحرب والوں میں سے کوئی (کافر وہیں) مسلمان ہو جائے وہ اپنے آپ کو۔ اپنی نابالغ اولاد کو۔ اپنے مال کو جو اُس کا مال کسی مسلمان یا ذمی کے پاس امانت رکھا ہو سب کو بچالے گا ہاں اپنی بالغ اولاد۔ اپنی بیوی اور اُس کے حمل اور اپنی زمین اور اپنے جنگ میں شریک ہوئے غلام کو نہیں بچا سکتا۔

حصّوں کی تقسیم

فصل ۔ (غنیمت میں سے) پیادے کو ایک حصّہ اور سوار کو دو حصّے ملینگے اگرچہ کسی سوار کے پاس دو گھوڑے ہوں اور حصہ ملنے میں عجمی اور عربی گھوڑا دونوں برابر ہیں ہاں اونٹ اور خچر (اور گدھے) کا حصہ نہیں ہوتا (ان تینوں کے سوار پیادوں کے حکم میں ہوں گے) اور سوار و پیادہ شمار ہونے میں اس وقت کا اعتبار ہے جب دار الاسلام کی سرحد سے آگے بڑھیں (اس وقت جو پیادہ ہوگا اُسے ایک حصّہ ملیگا اور جو سوار ہوگا اُسے دو حصے) اور غلام۔ عورت۔ نابالغ لڑکے اور ذمی کا غنیمت میں پورا حصّہ نہیں ہے (اگر یہ جنگ میں شریک رہے ہوں تو) انھیں مناسب سمجھ کر دیدیا جائے غنیمت میں سے پانچواں حصّہ۔ یتیموں مسکینوں اور (محتاج) مسافروں کو دینا چاہیئے اور (خاندان

لہ یعنی اگر افسر لشکر مناسب سمجھے تو غنیمت کا مال غازیوں کے حوالے کر دے کہ امانت طور پر اسے دار الاسلام تک لے چلیں ۱۲

بنی ہاشم کے) وہ فقیر جن کو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) قرابت ہو ان (مذکورہ) تینوں قسموں سے مقدم سمجھے جائیں یعنی انہیں سب سے پہلے دیا جائے) اور جو ان میں غنی ہوں ان کا اِس (پانچویں حصہ میں) کوئی حق نہیں ہے اور آیت وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ اِلیٰ اٰخِرِہٖ میں) اللہ کا ذکر تبرک کے لئے مذکور ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حصہ آپ کی وفات کے بعد سے ساقط ہوگیا ہے جیسا کہ صفی ساقط ہوگیا ہے۔

فائدہ۔ صفی ص کے زبر ف کے زیر سے اسے کہتے ہیں کہ) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت میں سے کچھ اپنے لئے پسند فرمالیتے تھے خواہ وہ زرہ ہو یا تلوار ہو یا لونڈی ہو جیسا کہ خیبر کی غنیمت میں سے آپ نے صفیہ بنت حیی بن اخطب کو پسند فرمایا تھا اور بدر کی غنیمت میں سے ذوالفقار (تلوار) پسند فرمایا تھا مگر حضور کی وفات سے یہ صفی کا ہونا بھی موقوف ہوگیا اب بادشاہوں یا افسروں کو صفی لینا جائز نہیں ہے اسی پر سب کا اجماع ہے۔ عینی۔

ترجمہ۔ فوج کا کوئی زور آور دستہ افسر کی بلا اجازت دارالحرب میں چلا جائے اور وہاں سے کچھ مال لائے تو اس میں سے پانچواں حصہ لیا جائے (کیونکہ وہ غنیمت کے حکم میں ہے) اور اگر زور آور دستہ نہیں ہے تو ان کے لائے ہوئے میں سے نہ لیا جائے اگر سالار فوج نے فوج میں یہ اعلان کر دیا کہ جو سوار جس کافر کو مارے اُس مقتول کا کل سامان اسی کو دیدیا جائیگا تو اس کے لئے جائز ہے کہ اپنے اس کہنے کی وجہ سے اور غازیوں کے حصہ سے اُن کو زیادہ دیدے علیٰ ہذا القیاس اگر کسی دستہ سے یہ کہدیا ہو کہ غنیمت میں پانچواں حصہ نکالنے کے بعد ایک چوتھائی تمھیں الگ دوں گا (تم ہمت کر کے لڑو) تو اس کی وجہ سے بھی زیادہ دینا جائز ہے مگر غنیمت کو دارالاسلام میں لا کر یہ زیادہ مال خمس ہی میں سے دینا چاہیے (کیونکہ باقی کے چار حصے تو اور غازیوں کا حصہ ہے ان میں سے دینے پر اوروں کی حق تلفی ہوگی) اگر افسر فوج نے ایسا زیادہ دینے کا اعلان نہ کیا ہو تو مقتولین کا سامان سب غازیوں کو تقسیم ہوگا اور سامان[1] سے مراد مقتول کا گھوڑا اس کے کپڑے اس کی تلوار اور اُس کی سواری وغیرہ جو اس کے پاس ہوں یہ سب ہے۔

کفّار کا غالب آنا

اگر ترکی کفار روم کے نصاریٰ کو (فتح پاکر) پکڑ کر لے جائیں اور رومیوں کا مال بھی تو ترکی مالک ہو

[1] یہاں اصل میں سلب لفظ ہے جس کے معنی چھینے ہوئے کے ہیں اور یہاں اس سے مقتول کا سامان مراد ہے ۱۲

جائیں گے (کیونکہ اب ان رومیوں کا مال مباح ہوگیا ہے اور مباح چیز پر غالب آنا ملکیت کا سبب ہے) اس کے بعد اگر ہم ان ترکوں پر غالب آجائیں (یعنی ہم مسلمانوں کی فتح ہوجائے تو جو کچھ ہمیں وہاں ملیگا اس سب کے ہم مالک ہوجائیں گے۔

فائدہ ۔ یعنی خواہ ترکوں کا ذاتی ہو اور خواہ اس میں روم کا بقیہ ہو جو انھوں نے رومیوں پر فتح پانے میں حاصل کیا تھا اب وہ ہماری ملکیت میں آجائیگا۔ ۱۲ عینی۔

ترجمہ ۔ اگر وہ ہمارے مال پر غالب آجائیں اور اسے سمیٹ کر اپنے دار الحرب میں لیجائیں تو وہ بھی اس مال کے مالک ہوجائیں گے اس کے بعد اگر ہم ان پر پھر غالب آجائیں تو ہم میں سے جو شخص اپنی چیز بدستور وہاں دیکھے وہ تقسیم ہونے سے پہلے پہلے اسے مفت لے سکتا ہے اور تقسیم ہونے کے بعد اگر لینی چاہے تو (جس کے حصہ میں وہ گئی ہے اسے) قیمت دیکر لے اور اگر ان دار الحرب والوں سے کوئی تاجر خرید لایا ہے اور اب اصل مالک اپنی چیز لینی چاہتا ہے تو جو قیمت یہ تاجر کہے وہ دے کر لے سکتا ہے اگرچہ (ایسی صورت کسی غلام وغیرہ میں ہو خواہ اس کی کسی نے آنکھ پھوڑ دی ہو اور اس تاجر نے اس آنکھ کا معاوضہ بھی لیلیا ہے اگر قید ہونا اور خریدنا دو[2] دفعہ ہوجائے تو پہلا خریدنے والا دوسرے سے وہ قیمت دے کر لے سکتا ہے کہ جو وہ مانگے اور اس کے بعد اصل مالک دونوں قیمتیں دے کر لے سکتا ہے (کیونکہ اس پہلے خریدنے والے کو دو دفعہ قیمت دینی پڑی ہے) اور کفار (ہم پر غالب آنے سے) ہمارے آزادوں اور مدبروں اور ام ولدوں اور مکاتبوں کے مالک نہیں ہوتے اور ہم ان پر ان سب کے مالک ہوجاتے ہیں (کیونکہ جب ہم ان پر غالب آجائیں تو اس وقت ان کا کوئی مال معصوم نہیں رہتا سب مباح ہوجاتا ہے اور مباح پر غالب آنے سے ملکیت ثابت ہوجاتی ہے) اگر ہمارا کوئی گھوڑا یا اونٹ وغیرہ بھاگ کے ان کے ہاں چلا جائے اور وہ اسے پکڑلیں تو وہ ان کی ملکیت ہوجائیگا اگر ہمارا کوئی غلام بھاگ کے ان کے ہاں چلا جائے اور وہ اسے پکڑلیں (تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک) وہ اس کے مالک نہیں ہوں گے پس اگر کوئی غلام ایک گھوڑا اور کچھ اسباب لے کر بھاگ گیا تھا اور وہاں کفار نے اسے پکڑ لیا) اور ان سے یہ سب کا سب ایک تاجر خرید کے دار الاسلام میں لے آیا تو اب اصل مالک اپنے غلام کو مفت لے لیگا اور باقی گھوڑا اور اسباب قیمت دے کر لے گا۔

---

[1] یعنی اس کی تفصیل کہ کفار پر ہم یا ہم پر کفار غالب آجائیں تو ان کو کیا حکم ہے ۱۲۔

[2] اس کی صورت یہ ہے کہ ایک غلام کو دشمن قید کرکے لے گئے تھے وہاں سے ایک تاجر خرید کے اسے دار الاسلام لے آیا پھر دشمن قید کرکے اسے دار الحرب لیگئے اور اب دوبارہ اور تاجر خرید لایا اس صورت میں قید اور خریدنا مکرر ہے۔ (۱۲ - عینی)

فائدہ ۔ کیونکہ گھوڑے اور اسباب کے جب کفار مالک ہو گئے تو اسے اُس کا حق نہیں رہا اب اگر ہے تو قیمت دے کر لے بخلاف غلام کے کہ اُس کے کفار مالک ہی نہیں ہوئے تھے گویا اس کی چیز اس کی بے اجازت بیع دی گئی لہٰذا اب یہ اپنی چیز لے سکتا ہے ۔

ترجمہ ۔ اگر کسی مستامن نے دارالاسلام میں سے ایک مسلمان غلام خرید لیا تھا اور پھر وہ اُسے اپنے دارالحرب میں لے گیا یا کوئی غلام وہیں (دارالحرب میں) مسلمان ہو گیا تھا پھر وہ ہمارے پاس (دارالاسلام میں) آگیا یا ہم ان دارالحرب والوں پر غالب آگئے تو سب صورتوں میں غلام آزاد ہو جائیگا اور اس کی ولاء بھی کسی کو نہیں پہنچے گی ۔

امن طلب کرنیکا بیان

فائدہ ۔ استیمان کے معنی امن طلب کرنے کے ہیں اور مستامن وہ ہے جو بادشاہ سے امن لے کر امن میں آجائے ۔ عینی ۔

ترجمہ ۔ اگر کوئی مسلمان تاجر دارالحرب میں (وہاں کے بادشاہ سے امن لے کر) جائے تو اسے ان کی کسی چیز سے بھی تعرض کرنا حرام ہے اور اگر یہ (ان کی بلا اجازت) انکی کوئی چیز لے آیا تو نہایت بدتر ملک سے یہ اُس کا مالک ہو جائے گا اسے وہ چیز صدقہ کر دینی چاہیئے پس اگر کسی حربی نے اس تاجر کے ہاتھ اپنی کوئی چیز ادھار بیچ دی تھی یا اس نے حربی کے ہاتھ ادھار بیچدی تھی یا ان میں سے ایک نے دوسرے کی کوئی چیز غصب کر لی تھی اور وہ دونوں ہمارے ہاں (دارالاسلام میں آگئے ۔ اور ہماری عدالت میں فیصلہ چاہا) تو یہاں اُن کا کچھ فیصلہ نہ کیا جائیگا اور اسی طرح اگر ایسا مقدمہ لانیوالے دو حربی ہوں کہ انھوں نے اس قسم کا معاملہ کر کے پھر دارالاسلام میں امن لیلیا ہو تو اُن کا بھی دارالاسلام میں کچھ فیصلہ نہ کیا جائیگا اگر یہ دونوں مسلمان ہو کر دارالاسلام میں آگئے (اور پھر انھوں نے اسلامی حاکم کے ہاں مقدمہ دائر کر کے فیصلہ چاہا تو اب اُن کے اُدھار کا مقدمہ یہاں فیصل کر دیا جائیگا اور غصب کا فیصلہ نہیں کیا جائیگا اگر دو مسلمان امن لے کر دارالحرب میں گئے تھے وہاں ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا تو قاتل کے حمایتیوں سے اس مقتول کا خون بہا ضرور لیا جائے گا برابر ہے کہ اس نے جان کو جھ کر قتل کیا ہو یا غلطی سے کرنے میں کفارہ بھی واجب ہو گا اگر دو مسلمان دارالحرب

لہ اسس کی تفصیل آگے باب میں دیکھو ۱۲ مترجم عفی عنہ ۔

لہ یعنی وہ باعث گناہ اور ممنوع ہے اس سے علیحدہ ہونا چاہیئے ۔ ۱۲

میں قید ہوں ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دے تو ان میں کچھ نہیں ہے یعنی نہ قصاص ہے اور نہ خونبہا) سوائے اس کے کہ خطا سے مارنے میں کفارہ لازم ہوگا جیسا کہ اس صورت میں کہ جب (دارالحرب میں) ایک مسلمان دوسرے ایسے مسلمان کو قتل کر دے جو وہیں مسلمان ہوا ہو تو اس پر بھی خطا سے مارنے کی حالت میں کفارہ لازم ہوتا ہے)

مدت امن

فصل - مستامن کو دارالاسلام میں پورے ایک سال تک رہنے کی اجازت نہیں دینی چاہیئے (بادشاہ کی طرف سے) اسے کہہ دیا جائے کہ اگر تو پورے سال بھر رہیگا تو تجھ پر جزیہ لگا دیا جائیگا پس اگر اس کہنے کے بعد وہ سال بھر رہا تو اب وہ ذمی ہے اب اُسے دارالحرب جانے ہی نہ دیا جائے (اور اس سے جزیہ وصول کیا جائے) جیسا کہ اگر یہ یہاں زمین خرید لے اور اس پر خراج مقرر کر دیا جائے یا کوئی مستامنہ عورت ذمی مرد سے نکاح کر لے (تو ان دونوں صورتوں میں بھی پھر انہیں دارالحرب نہیں جانے دیا جائیگا) بخلاف اس کے کہ اگر کوئی مستامن دارالاسلام میں رہ کر پھر دارالحرب) چلا گیا اور کسی مسلمان یا ذمی کے پاس اس کی امانت رکھی تھی یا ان دونوں کے ذمہ اس کا قرض تھا تو اب اس کا مار ڈالنا درست ہو گیا پس اگر وہ وہاں سے قید ہو کر آیا یا مسلمانوں نے وہ ملک فتح کر لیا اور وہ حربی قتل ہو گیا تو اس کا قرض جاتا رہا اور اُس کی امانت اب غنیمت شمار ہوگی اور اگر مسلمانوں نے وہ ملک فتح نہیں کیا اور وہ حربی مارا گیا یا اپنی موت سے مر گیا تو اس کا قرض اور اس کی امانت اُس کے وارثوں کو دیدینی چاہیئے۔ اگر کوئی حربی امن لے کر ہمارے یہاں آیا اور اس کی بیوی بچے وہیں رہے اور اس کا (تھوڑا تھوڑا) مال کسی مسلمان ذمی اور حربی کے پاس تھا پھر یہاں وہ مسلمان ہو گیا اس کے بعد مسلمان اس کے ملک پر غالب آگئے تو اب اُس کی نابالغ اولاد آزاد مسلمان شمار ہوگی اور جو مال اس نے کسی مسلمان یا ذمی کے پاس امانت رکھا تھا وہ اُسی کو مل جائیگا اور اس کے سوا (یعنی اس کی بیوی اور بالغ اولاد وغیرہ) غنیمت[1] شمار ہوگی۔ اگر کسی نے غلطی سے ایسے مسلمان کو مار ڈالا جس کا کوئی وارث نہیں ہے یا ایسے حربی کو مار ڈالا جو امن لے کر دارالاسلام آیا تھا اور یہاں آکر مسلمان ہو گیا تھا تو (دونوں صورتوں میں) اس مقتول کا خونبہا قاتل کے حمایتیوں سے امام وصول کرے اور اگر قصداً مارا ہے تو قصاص میں قتل کرے یا خونبہا لے معاف نہ کرے (یعنی دونوں مسئلوں میں مفت معاف کر دینا جائز نہیں ہے)

---

[1] یعنی وہ لونڈی غلاموں میں شمار ہو کر غازیوں میں تقسیم ہو جائیں گے - ۱۲

عشر-خراج-اور جزیہ

فائدہ - عشر عین کے پیش سے اُسے کہتے ہیں جو زمین کی پیداوار میں سے بحساب وہ یکے لیا جائے یعنی کل پیداوار کے دس حصے کرکے اس میں سے ایک حصہ لے لیا جائیگا اور خراج اس روپیہ کو کہتے ہیں جو زمین کے محصول میں بادشاہ لیتا ہوا اور جزیہ اس روپیہ کو کہتے ہیں جو ذمی سے لیا جائے فتح القدیر

ترجمہ - عرب کی ساری زمین اور جہاں کے باشندے (اپنی خوشی سے) مسلمان ہو گئے ہوں یا جو ملک جنگ کے ذریعہ سے فتح کیا گیا ہو وہاں کی زمین غازیوں کو تقسیم کردی گئی ہو تو یہ تینوں قسم کی زمینیں عشری ہیں۔

فائدہ - عرب کی زمین طول میں ریف عراق سے لیکر انتہا یمن تک ہے اور عرض میں جدہ سے لے کر سرحد شام تک ہے اس میں حجاز - تہامہ - یمن - مکہ - طائف - بادیہ - جزیرۂ عرب کی زمینیں داخل ہیں - فتح القدیر -

ترجمہ - اور سواد (یعنی عراق کی زمین) یا ایسے ملک کی زمین جو زبردستی فتح ہوا ہو اور پھر وہیں کے باشندوں کو اس پر قابض رہنے دیا ہو یا امام نے اُن سے صلح کرلی ہو تو ایسی زمینیں خراجی ہیں اگر کوئی بنجر زمین کو آباد کرے تو اس کے (عشری وغیرہ ہونے میں) پاس کی زمین کا اعتبار کیا کیا جائیگا (اگر اس کے پاس کی زمین عشری ہے تو یہ بھی عشری ہے اور اگر وہ خراجی ہے تو یہ بھی خراجی ہے) اور بصرہ (کی زمین) با جماع صحابہؓ عشری ہے اور جس زمین میں کھیتی ہوتی ہو اس پر خراج ہر بیگہ پیچھے ایک صاع (غلہ) اور ایک درم ہے اور ترکاری کی زمین میں ہر بیگہ پر پانچ درم ہیں اور جس زمین میں انگور اور چھوہاروں کے بکثرت درخت ہوں تو اس میں ہر بیگہ پیچھے دس درم ہیں اور اگر (پیداوار میں) اس قدر خراج کی گنجائش نہیں ہے تو کم کردیا جائے بخلاف زیادہ (پیداوار) ہونے کی صورت کے (کہ اس میں بالاجماع بڑھانا جائز نہیں ہے) اگر زمین پر پانی چڑھ آیا (جس سے کھیتی خراب ہوگئی) یا بالکل ہی پانی نہ آیا یا کوئی (آسمانی) آفت آگئی تو (ان تینوں صورتوں میں) خراج دینا نہ آئیگا اگر زمیندار نے (خراجی) زمین کو خود ہی ڈالے رکھا یا وہ مسلمان ہوگیا یا کسی مسلمان نے خراجی زمین خرید لی تو (ان تینوں صورتوں میں) خراج دینا واجب ہوگا اور خراجی زمین کی پیداوار میں عشر نہیں ہوتا (بس خراج ہی کافی ہے)

احکامِ جزیہ - **فصل** - اگر جزیہ آپس کی رضامندی سے ٹھہرا ہو تو اس میں کمی بیشی نہ

کی جائے ورنہ ایسے فقیر پر جو خود کما سکتا ہو بارہ درم سالانہ مقرر کر دیئے جائیں اور جس کی حالت اوسط درجہ کی ہو اُس پر اُس کا دُگنا (یعنی چوبیس درم) اور زیادہ مالدار پر اُس کا دُگنا (یعنی اڑتالیس درم) اور اس سے ہر مہینے چار درم لئے جائیں اور اُن سے جزیہ ماہواری وصول کیا جائے اور جزیہ عرب کے یہود و نصاریٰ پر اور عجم کے بُت پرستوں اور آتش پرستوں پر مقرر کیا جائے نہ کہ عرب کے بُت پرستوں پر مرتد۔ نابالغ لڑکے۔ عورت غلام۔ مکاتب۔ اپاہج۔ اندھے اور ایسے فقیر پر جو کما نہ سکتا ہو اور نہ ایسے گوشہ نشین پر جو لوگوں سے میل جول نہ رکھتا ہو اور جس کافر پر جزیہ مقرر رہا ہو اور وہ مسلمان ہو جائے یا ابھی ایک سال کا وصول نہیں ہوا تھا کہ دوسرا سال بھی گذر گیا یا وہ مرگیا تو (ان تینوں صورتوں میں) جزیہ ساقط ہو جائیگا (یعنی دوسرا سال گذرنے کی صورت میں اسے ایک ہی سال کا دینا ہوگا) دارالاسلام میں نیا گرجا یا یہود کا عبادت خانہ نہ بننے پائیگا ہاں اگر پرانا ڈھے گیا ہو تو اسے وہ پھر بنا لیں گے اور ذمیوں کو لباس میں۔ سواری میں اور زین کے استعمال کرنے میں مسلمانوں سے فرق رکھنا چاہیئے پس کوئی ذمی کبھی گھوڑے پر سوار نہ ہو نہ ہتھیاروں سے کمر بستہ رہے اور اپنا کستیج کپڑوں سے اوپر رکھے اور ایسی زین پر سوار ہو جو پالان کی شکل کی ہو۔

فائدہ۔ کستیج ایک ادنیٰ دھاگے کو کہتے ہیں جو بہت موٹا اور اُنگلی کے برابر ہوتا ہے اُس کو ذمی کفر کی علامت ہونے کے لئے اپنے کپڑوں کے اوپر باندھ لے کستیج اُس زنار کو نہیں کہتے جو سوتی دھاگوں کا بنا ہوا ہوتا ہے جیسا کہ بعض مترجموں نے لکھ دیا ہے۔

ترجمہ۔ ذمی کے جزیہ دینے سے انکار کرنے یا مسلمان عورت سے زنا کر لینے یا کسی مسلمان کو قتل کر دینے یا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دینے سے اس کے ذمی ہونے کا عہد نہیں ٹوٹتا ہاں اگر حضور انور کو علی الاعلان گالیاں دے اور اس کی یہ عادت ہی ہو جائے تو اُسے قتل کر دینا ضروری ہے، ہاں اگر دار الحرب (والوں) میں جا ملا یا ایسے چند آدمی مل کر کسی جگہ جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے تو (ان دونوں صورتوں میں) اس کا عہد ٹوٹ جائیگا اور یہ مرتد کے حکم میں ہو جائیگا (یعنی اس وقت اُس کا خون کرنا اور اس کا مال اس کے وارثوں کو دینا درست ہو جائیگا اور تغلبی سے خواہ مرد ہو خواہ عورت بشرطیکہ دونوں بالغ ہوں دونی زکوٰۃ لی جائیگی۔

فائدہ۔ دونی زکوٰۃ لینے کا یہ مطلب ہے کہ مسلمانوں سے مثلاً کل مال کا چالیسواں حصہ لیا جاتا ہے تو اُن سے اُن کے کل مال کا بیسواں حصہ لیا جائیگا اور تغلبی عرب میں سے ایک فرقہ کا نام ہے اُن سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جزیہ طلب کیا تھا انھوں نے جزیہ سے انکار کیا اور یہ کہا کہ مسلمان جو زکوٰۃ دیتے ہیں ہم اُس سے دوچند دیں گے چنانچہ اسی پر اُن سے صلح ہو گئی

لہ عینی لکھتے ہیں تغلبی لام کے زبر سے بنو تغلب کی طرف منسوب ہے اور یہ عرب کے نصاریٰ میں سے ایک قوم ہے جو روم کے قریب ہیں ۱۲

اور حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا کہ حقیقت میں تو یہ تمھاری طرف سے جزیہ ہی ہے اب تم اُس کا نام جو چاہو رکھ لو۔ شرح وقایہ۔

ترجمہ۔ اس فرقہ کا آزاد کیا ہوا غلام قریشی آدمی کے آزاد کیئے ہوئے کے حکم میں ہے۔

فائدہ۔ یعنی جیساکہ جب کوئی قریشی اپنے کافر غلام کو آزاد کرے تو اُس سے فقط جزیہ یا اگر اس کے پاس زمین ہو تو اس کا خراج لیا جاتا ہے اسی طرح تغلبی کا غلام بھی اگر کافر ہو اور آزاد کر دیا جائے تو اُس سے جزیہ اور خراج ہی لیا جائے دوچند زکوٰۃ نہ لی جائے۔ فتح القدیر وغیرہ

ترجمہ۔ (زمین کا) خراج اور جزیہ اور تغلبی کا مال اور دار الحرب کے کفار جو تحفے میں روپیہ بھیجیں یا جو اُن سے جنگ کئے بغیر مسلمانوں کے ہاتھ لگ جائے تو یہ سب مال مسلمانوں کی بہتری کے کاموں میں صرف کرنا چاہیئے مثلاً سرحد کی مضبوطی دریاؤں کے پل باندھنے اُن کی مرمتیں کرنی اور قاضیوں عالموں مولویوں فوجیوں اور اُن کی اولاد کے وظیفے (اور تنخواہیں) مقرر ہوں اور جو اُن میں سے سال کے بیچ میں مرجائیگا وہ سالانہ بخشش سے محروم رہے گا۔

اسلام سے پھر جانا

فائدہ۔ مرتد کے لغوی معنی مطلق پھرنے والے کے ہیں اور شرع میں مرتد دین اسلام سے پھرنے والے کو کہتے ہیں اور مرتد ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ شخص ایمان لانے کے بعد اپنی زبان سے کفر کا کلمہ کہے اس کے بغیر کوئی مرتد نہیں ہو سکتا۔ فتح القدیر۔

ترجمہ۔ مرتد پر اسلام پیش کیا جائے (یعنی اس سے کہا جائے کہ تو اب پھر مسلمان ہو جا) اور اس کا شبہ (جو امر دین میں اسے ہو گیا ہے) حل کر دیا جائے اور تین روز اسے قیدخانہ میں رکھا جائے اگر (ان تین روز میں) وہ مسلمان ہو گیا (تو بہتر) ورنہ اسے قتل کر دینا چاہیئے اور مرتد کا مسلمان ہونا یہ ہے کہ سوائے دین اسلام کے اور سب دینوں سے وہ ناراضی اور بیزاری ظاہر کرے یا جو دین اس نے اختیار کیا تھا اس سے بیزاری ظاہر کرے اور اس پر اسلام پیش کرنے سے پہلے اسے قتل کر دینا مکروہ ہے لیکن تاہم اگر کوئی قتل کر دے تو قاتل اُس کے خون کے تاوان کا ضامن نہ ہوگا (کیونکہ مرتد کا خون کرنا مباح ہو جاتا ہے اور مباح کے کرنے پر تاوان لازم نہیں ہوا کرتا) اگر کوئی عورت مرتد ہو جائے تو اسے قتل نہ کیا جائے بلکہ جب تک (وہ مسلمان نہ ہو اُسے قید میں رکھا جائے مرتد کے مال سے اس کی ملکیت ملتوی طور پر زائل ہو جاتی ہے (یعنی مرتد

ہونے کے بعد وہ اپنی مملوکہ چیزوں کا مالک نہیں رہتا، پھر اگر وہ مسلمان ہوگیا تو اس کی ملکیت پھر قائم ہوجاتی ہے اور اگر مرتد ہونے کی حالت میں مرگیا یا قتل کردیا گیا تو جو اس کی کمائی اسلام کی حالت میں ہوگی وہ اسلامی حالت کا قرضہ اس کی طرف سے ادا کرنے کے بعد اس کے مسلمان وارث کو بطور ورثہ کے مل جائے گی اور جو اس کی کمائی مرتد ہونے کی حالت میں ہوگی وہ اُس کی طرف سے مرتد ہونے کی حالت کا قرضہ ادا کرنے کے بعد مال غنیمت قرار دے کر (بیت المال میں رکھ) دیجائیگی اگر کسی مرتد کے حق میں اس کے دار الحرب میں چلے جانیکا حاکم کی طرف سے حکم لگ گیا تو اب اس کا مدبر (غلام) اور ام ولد (لونڈی) آزاد ہوجائیں گے اور جو قرضہ اُس کے ذمہ ہوگا وہ اُسی وقت ادا کرنا ہوگا۔

فائدہ ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرتد کے دار الحرب میں چلے جانے پر حاکم کی طرف سے حکم ہوجانا اس کے مرجانے کے حکم میں ہے اسی سبب سے اس وقت اس کا مال بھی وارثوں کو دیدیا جاتا ہے۔

ترجمہ ۔ اس کے (مرتد ہونے کی حالت کے معاملات یعنی) خرید و فروخت کرنا یا ہبہ کرنا (وغیرہ سب) ملتوی رہیں گے اگر یہ پھر مسلمان ہوگیا تو وہ معاملات جاری ہوجائیں گے اور اگر مرگیا (یا قتل ہوگیا) تو (امام صاحب کے نزدیک) وہ سب کالعدم ہوجائیں گے اگر کسی مرتد کے دار الحرب چلے جانے پر حاکم کی طرف سے حکم لگ چکا تھا اور پھر مسلمان ہوکر آگیا تو وہ اپنے مال میں کسی مرتد کے دار الحرب چلے جانے پر حاکم کی طرف سے حکم لگ چکا تھا اور وہ پھر مسلمان ہوکر آگیا تو وہ اپنے مال میں سے جو چیز اپنے وارثوں کے پاس پائے لے لے اور اگر ان کے پاس کچھ نہیں ہے تو اب اُن سے تاوان نہیں لے سکتا اور اگر کسی مرتد کی لونڈی عیسائی تھی اور اس کے مرتد ہونے کے وقت سے چھ مہینے میں (یا اس سے زیادہ میں) اس کے بچہ پیدا ہوا اور اس مرتد نے اس پر دعویٰ کیا کہ یہ بچہ میرا ہے تو وہ لونڈی اس کی ام ولد ہوجائے گی اور یہ بچہ اس کا بیٹا آزاد قرار دیا جائیگا اور یہ بچہ اس مرتد کا وارث نہ ہوگا۔

فائدہ ۔ یعنی اگر یہ مرتد مرگیا تو اس کا ترکہ اس بچہ کو نہیں ملے گا اس کا سبب یہ ہے کہ یہ قاعدہ ہے کہ اگر کسی بچہ کے ماں باپ میں دینی اختلاف ہو تو وہ بچہ ان دونوں میں سے بہتر دین والے کے تابع ہوتا ہے اسی قاعدہ پر یہ بچہ اپنے مرتد باپ کے تابع کر کے مرتد شمار کیا جائیگا اور مرتد چونکہ وارث نہیں ہوا کرتا اس سبب سے یہ بھی وارث نہ ہوگا۔ عینی ملخصًا۔

ترجمہ ۔ اگر لونڈی مسلمان تھی اور مرتد اپنی مرتد ہونے کی حالت میں مرگیا یا دار الحرب (والوں) میں جا ملا تو اب یہ بچہ اس کا وارث ہوجائیگا (کیونکہ اب یہ بچہ اپنی مسلمان ماں کے تابع ہوکر مسلمان قرار دیا جائیگا اور مسلمان مرتد کا وارث ہوتا ہے اور اگر کوئی مرتد اپنا مال (واسباب) لے کر دار الحرب چلا گیا تھا پھر مسلمانوں نے اس ملک کو فتح کرلیا تو اس مرتد کا مال (بھی) غنیمت میں (شمار) ہوگا

اگر کوئی مرتد خالی ہاتھ دار الحرب چلا گیا تھا اور پھر دار الاسلام آیا اور اپنا مال لے کر پھر دار الحرب چلا گیا اور اس کے بعد مسلمانوں نے وہ ملک فتح کر لیا تو اب اُسکا وہ مال اس کے وارثوں کو ملے گا اگر کوئی مرتد دار الحرب چلا گیا (اور اپنا غلام دار الاسلام میں چھوڑ گیا) اور اس کا غلام حاکم کے حکم سے اُس کے بیٹے کو مل گیا اور اس کے بیٹے نے اُس غلام کو مکاتب کر دیا اس قصہ کے بعد وہ مرتد مسلمان ہو کر دار الاسلام آگیا تو اب یہ کتابت کا روپیہ یا غلام مرجائے تو اُس کا ترکہ اس مورث (مرتد) کو ملے گا (جو اب مسلمان ہوا ہے اس کے بیٹے کو نہیں ملے گا) اگر مرتد نے غلطی سے کوئی خون کر دیا اور دار الحرب چلا گیا یا ارتداد کی حالت میں قتل کر دیا گیا تو اب اس مقتول کا خونبہا اس مرتد کے اُس مال میں سے دینا ہوگی جو اس نے اسلام[1] کی حالت میں کمایا تھا اور اگر ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان نے قصداً ہاتھ کاٹ ڈالا تھا ہاتھ کٹنے کے بعد یہ مرتد ہو گیا یا اس ہاتھ کٹنے کے صدمہ میں یہ مرتد ہو گیا یا دار الحرب چلا گیا اور پھر وہاں سے مسلمان واپس آیا پس اگر اسی زخم میں مر گیا تو (ان سب صورتوں میں) اس کاٹنے والے کے مال میں سے نصف خونبہا اس مرتد کے وارثوں کو دلایا جائیگا اور اگر ایسا مرتد دار الحرب نہیں گیا اور یہیں پھر مسلمان ہو کر اسی زخم سے مر گیا تو اب وہ کاٹنے والا پورے خونبہا کا دیندار ہوگا اگر کوئی مکاتب (غلام) مرتد ہو کر دار الحرب چلا گیا (اور وہاں اُس نے کچھ روپیہ کمایا) پھر مع اپنے مال کے پکڑا گیا اور مرتد ہونے کی حالت میں قتل کر دیا گیا تو اُس کے مکاتب ہونے کا روپیہ اس کے آقا کو ملے گا اور جو روپیہ بچے گا وہ مکاتب کے وارثوں کو دیا جائیگا اگر میاں بیوی مرتد ہو کر دار الحرب چلے گئے تھے وہاں اُن کے ایک لڑکا ہوا اور پھر اُس لڑکے کے لڑکا ہوا اس عرصہ کے بعد مسلمانوں نے یہ ملک فتح کر لیا (اور کافروں کے ساتھ یہ چاروں بھی پکڑے ہوئے گئے تو یہ بیٹا اور پوتا مال غنیمت میں شمار کئے جائیں گے اور بیٹے پر مسلمان کرنے کے لئے زبردستی کیجائیگی اور پوتے پر نہیں کی جائے گی اور عاقل لڑکے کا مرتد ہونا صحیح ہے جیساکہ اُس کا اسلام لانا صحیح ہے۔

فائدہ ۔ اس مسئلہ میں عاقل سے مراد یہ ہے کہ وہ اسلام کے حق ہونے اور کفر کے باطل ہونے کو سمجھتا ہو اور جانتا ہو اور بعض فقہاء کا یہ قول ہے کہ اُسے اتنی سمجھ ہو کہ اسلام نجات کا سبب ہے اور اچھی بری چیز میں تمیز کرتا ہو اور صحیح ہونے سے مقصود یہ ہے کہ اس کا مرتد ہونا معتبر ہے اُس پر مرتد کے احکام جاری کئے جائیں گے ۔ عینی ۔

ترجمہ ۔ ایسے لڑکے پر مسلمان ہونے کے لئے زبردستی کیجائے گی اور یہ قتل نہیں کیا جائیگا

[1] یعنے خاص اسلامی حالت کی کمائی میں سے لیجائے گی اور یہی مذہب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے ۔

باغیوں کا بیان

فائدہ - بغاۃ باغی کی جمع ہے جیسے قاضی کی جمع قضاۃ آتی ہے باغی اُن لوگوں کہتے ہیں جو امام حق یعنی شاہ اسلام کی فرمانبرداری سے ناحق نکل جائے - عینی -

ترجمہ - جو مسلمان اسلامی بادشاہ کی فرماں برداری سے نکل کر کسی اسلامی شہر کو دبا بیٹھیں تو انھیں یہ بادشاہ اپنی فرماں برداری کرنے کے لئے کہے اور جس شبہ سے وہ اس فساد پر آمادہ ہوتے ہوں اسے رفع کرے اور (اگر وہ نہ مانیں تو) اُن سے جنگ شروع کر دے اگرچہ اُن کی طرف سے جنگ کا آغاز نہ ہوا ور اگر (ان باغیوں کے) کچھ اور لوگ بھی ان کے معین ہیں تو پھر جنگ کے موقع پر جوان باغیوں میں زخمی ہو اُسے جان سے مروا دے اور جو باغی بھاگے اُس کا پیچھا کرائے اور اگر باغیوں کا کوئی معین نہ ہو تو پھر نہ زخمی کو مروائے اور نہ بھاگتے کا پیچھا کرائے اور نہ اُن کی اولاد کو قید کرے ہاں اُن کے مال واسباب کو حراست میں رکھے یہانتک کہ وہ (اس بغاوت سے) توبہ کر لیں اور اگر بادشاہ کو ضرورت ہو تو وہ اُن کے ہتھیاروں اور گھوڑوں کو برابر کام میں لائے اگر کسی باغی نے اپنے جیسے باغی کو قتل کر دیا تھا اس کے بعد مسلمانوں نے اُن پر فتح پالی تو اس قاتل کے ذمہ کچھ نہیں ہے (یعنی نہ قصاص نہ خونبہا کیونکہ باغی کا خون کرنا جائز ہو جاتا ہے) اور اگر باغیوں نے کوئی اسلامی شہر دبالیا تھا اس شہر کے ایک آدمی نے اپنے جیسے شہری کو مار ڈالا پھر مسلمانوں نے وہ شہر لے لیا تو اب یہ قاتل (قصاص میں) قتل[ا] کیا جائیگا اور اگر دو آدمی آپس میں ورثہ پانے کی قرابت رکھتے تھے ان میں سے ایک بادشاہ کا فرماں بردار یعنی عادل تھا اور دوسرا باغی اور عادل نے باغی کو یا باغی نے عادل کو قتل کر ڈالا اور یہ کہا کہ میں (اس قتل کرنے میں) حق پر ہوں تو وہ اپنے اس مقتول کا وارث ہوگا (یعنی اُسے ترکہ پہنچیگا اور اس قتل کے باعث وہ ترکہ سے محروم نہ ہوگا - ہاں اگر باغی یہ کہے کہ میں نے ناحق ہی قتل کیا ہے تو اب اُسے ترکہ نہیں ملے گا اور مفسدوں کے ہاتھ (خواہ وہ باغی ہوں یا ڈاکو وغیرہ ہوں) ہتھیاروں کا بیچنا مکروہ ہے اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ یہ خریدار مفسدوں میں سے ہے تو اس وقت اُس کے ہاتھ بیچنا مکروہ[۲] نہیں -

---

[ا] کیونکہ اُس نے ایک خون ناحق اور قصداً کیا ہے جو سبب قصاص ہے - ۱۲ عینی -

[۲] کیونکہ دارالاسلام میں اکثر آدمی اچھے ہی ہوتے ہیں شاذونادر کوئی مفسد ہو جاتا ہے اور حکم میں اکثر کا اعتبار ہوتا ہے نہ کہ نادرالوجود کا - عینی ۱۲

کتابُ اللّقیطُ

پڑے ہوئے بچّہ کے احکام

فائدہ ۔ لقیط فعیل کے وزن پر مفعول کے معنی میں ہے یہ لغت میں اُس چیز کا نام ہے جو زمین سے اٹھائی جائے اور شرع میں لقیط اُس زندہ بچہ کا نام ہے جسے اس کے وارثوں نے خرچ کی تنگی کے فکر سے یا زنا کی تہمت سے بچنے کی غرض سے پھینکدیا ہو اور وارث معلوم نہ ہو۔ طحطاوی وعینی ۔

ترجمہ ۔ لقیط (یعنی لاوارثی بچہ کو) اٹھالینا مستحب ہے اور اگر وہ ایسی جگہ پڑا ہے جہاں) اس کے تلف ہونے کا اندیشہ ہے تو اسے اٹھالینا واجب ہے اور یہ بچہ آزاد رہیگا (یعنی اٹھانے والا اسے اپنا غلام لونڈی نہیں بنا سکتا) اور اس کا خرچ بیت المال سے ملیگا جیسا کہ اس کا ترکہ بیت المال میں داخل ہوتا اور اس کے قصوروں کا تاوان بھی بیت المال ہی سے ملتا ہے ۔

فائدہ ۔ یہ حکم اس وقت ہے کہ اُٹھانے والا اس بات کا پورا ثبوت دیدے کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے بلکہ میں نے پایا ہے اور دوسری شرط یہ ہے کہ اس بچہ کے پاس مال نہ ہو ورنہ اُسی کے مال میں سے خرچ کرنا ہوگا ۔ طحطاوی ۔

ترجمہ ۔ اس بچہ کو اس اٹھانے والے سے اور کوئی نہیں لے سکتا اور اس کا نسب ایک آدمی

سلہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ دونوں نے اکھٹا دعویٰ کیا ہو اور کوئی وجہ ایک کو ترجیح دینے کی نہ ہو اور اگر ایک کا دعویٰ پہلے دائر ہو چکا ہے تو اُسی کا بیٹا قرار دیا جائیگا ۔ ۱۲ ۔

سے اور دو آدمیوں سے ثابت ہو جاتا ہے (یعنی اگر ایک آدمی نے دعوٰی کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے تو اس کا بیٹا قرار دیا جائے گا اور اگر اس طرح دو نے دعوٰی کیا تو دو کا) اور اگر ان دونوں میں سے ایک نے اس لڑکے کی کوئی نشانی بتلادی تو یہ دوسرے کی نسبت اس کا زیادہ مستحق ہوگا اگر کسی ذمی نے دعوٰی کیا کہ یہ میرا لڑکا ہے تو اسی کا لڑکا قرار دیا جائیگا اور یہ آزاد رہے گا اور یہ لڑکا کسی کا غلام نہیں ہو سکتا (یعنی اگر کوئی دعوٰی کرے کہ یہ میرا غلام ہے تو یہ غلام نہیں ہو سکتا) ہاں اگر گواہوں سے یہ بات ثابت ہو جائے (تو ہو جائیگا) اور اگر ایسے بچہ کے ساتھ کچھ مال بھی ملا ہے تو وہ مال اس بچہ ہی کا ہوگا اور اٹھانے والے کو اس کا نکاح کرنا اور اس کے مال کو بیچنا اور اس سے مزدوری کرانا درست نہیں ہے ہاں اس کو ہنر سکھانے کے لیے کسی پیشہ میں لگا دینا درست ہے اگر کوئی شخص اس بچہ کے لئے کوئی چیز ہبہ کرے تو یہ اس کی طرف سے ہو کر خود لے لے)

کتابُ اللّقطہ

پائی ہوئی چیز کے احکام

فائدہ - لقطہ اشتقاق اور معنے لغوی میں مثل لقیط کے ہے یعنی یہ دونوں التقاط سے مشتق ہیں جس کے معنی اٹھانے کے ہیں پس لقطہ لام کے پیش اور قاف کے زبر اور جزم سے اُس چیز کا نام ہے جو کہیں سے کوئی پڑی ہوئی اٹھالے - عینی -

ترجمہ - حرم اور خارج حرم کی پائی ہوئی چیز امانت (کے حکم میں ہوتی) ہے بشرطیکہ اٹھانے والے نے اس قصد سے اٹھائی ہو کہ وہ اس کے مالک کو واپس دیدیگا اور (اس بات پر لوگوں کو) گواہ بھی کرلیا ہو (کہ یہ چیز میں نے اس لئے اُٹھائی ہے کہ یہ اُس کے مالک کو واپس دیدونگا پس یہ دونوں شرطیں ہونے کے بعد اگر یہ چیز اس کے پاس تلف ہوگئی تو تاوان نہیں آئیگا کیونکہ امانت تھی اور امانت میں تاوان نہیں آیا کرتا) اور اب یہ اٹھانے والا اتنے دنوں تک لوگوں سے ضرور اسے بیان کرے کہ اسے یہ یقین ہوجائے کہ اب اُس کا مالک اُسے تلاش نہیں کرتا ہوگا (اگر کوئی لینے والا نہ آئے تو) پھر اسے خیرات کردے اگر خیرات کرنے کے بعد مالک آجائے تو اب مالک کو اختیار ہے (اگر وہ ثواب لینا) چاہے تو اس کے خیرات کردینے کو بدستور باقی رکھے (اُسے بھی اس کا ضرور ثواب ہوگا) اور چاہے اس اٹھانے والے سے اس کی قیمت لیلے اور چوپایہ (اگر کہیں لاوارثی پھرتا ہو تو اُس) کو پکڑ لینا درست ہے اور (پائی ہوئی چیز کے حکم میں ہے اور ایسے جانور یا بچہ پر اگر اٹھانے والا حاکم کی اجازت بغیر) کچھ خرچ کردے تو وہ احسان اور سلوک کے درجہ میں ہے (یعنی یہ اُس کا معاوضہ نہیں لے سکتا) ہاں اگر حاکم کی اجازت سے خرچ اٹھایا تھا تو یہ (مالک کے ذمہ) قرض ہوگا (جب وہ لینے آئے اُس سے وصول کرے) اگر وہ جانور ایسا ہے کہ اُس سے کچھ نفع حاصل ہوسکتا ہے (مثلاً کوئی گھوڑا ہے یا گدھا ہے یا اونٹ ہے) تو حاکم اُسے کرایہ پر دلادے اور اُسی

کی آمدنی میں سے اُس کا خرچ اٹھوائے اور اگر وہ کسی کار کا نہیں ہے تو اُسے فروخت کرا کے اُس کی قیمت حفاظت سے رکھوا دے) اور اٹھانے والے کو اتنا اختیار ہے کہ (اگر اُس نے حاکم کی اجازت سے اُس پر خرچ کیا تھا تو) جب تک اپنا خرچہ وصول نہ کرے وہ چیز مالک کو نہ دے اگر ایسی چیز کو کوئی اپنی بتلائے تو جب تک وہ اپنی ہونا کسی ذریعہ سے ثابت نہ کردے اسے ہرگز نہ دے ہاں اگر مدعی نے (بلا دیکھے) اس کی کوئی علامت بیان کردی تو اب اسے دیدی جائز ہے مگر اب بھی وہ اس سے زبردستی نہیں لے سکتا اگر ایسی چیز کا اٹھانے والا خود ہی غریب اور محتاج ہو تو اسے فائدہ اٹھانا[ل] جائز ہے ورنہ کسی اجنبی محتاج کو صدقہ کے طور پر دیدے اور اگر اس کے ماں باپ یا بیوی یا (بڑی) اولاد محتاج (اور غریب) ہیں تو اُن پر صدقہ کردینا جائز ہے۔

ل کیونکہ اس صورت میں اس کے مباح ہونے کی وجہ فقر ہے اور وہ یہاں موجود ہے ۱۲

کتاب الآبق

بھاگے ہوئے غلام کا بیان

ترجمہ ۔ بھاگے ہوئے غلام کو پکڑ لینا مستحب ہے بشرطیکہ پکڑنے کی قدرت رکھتا ہو اور جو ایسے غلام کو سفر کی مدت (یعنی تین منزل چھتیس میل) سے پکڑ کر لائے تو اسے چالیس درم مزدوری کے ملیں گے اگرچہ غلام اس سے کم ہی قیمت کا ہو اور جو مدّت سفر سے کم فاصلہ سے لائیگا اُسے مزدوری اسی حساب سے ملے گی (مثلاً ایک منزل کے فاصلہ سے لائیگا تو چالیس درم کی تہائی کا مستحق ہوگا اور علی ہذا القیاس) مدبر اور ام ولد (اس حکم میں) مثل غلام کے ہیں (یعنی اُن کو پکڑ کے لانے سے بھی اسی مزدوری[له] کا مستحق ہوگا) اور اگر اس پکڑ کر لانے والے سے غلام چھوٹ کر بھاگ جائے تو اُس پر قیمت دینی نہیں آئے گی اور یہ پکڑنے والا گواہ (ضرور) کر لے یعنی اس پر کہ میں نے یہ غلام اس کے مالک کے پاس پہنچانے کے لئے پکڑا ہے اگر کوئی غلام رہن تھا اور وہ بھاگ گیا تو اسے پکڑ کر لانے والے کی مزدوری مرتہن کے ذمہ ہوگی (یعنی جس کے پاس یہ رہن تھا) اور اُس کے کھانے وغیرہ میں جو کچھ صرف کیا اُس کے وصول ہونیکا حکم مثل پائی ہوئی چیز کے ہے (اگر حاکم کی اجازت سے صرف کیا ہے تو مل جائیگا ورنہ نہیں ۔

له کہ جس مزدوری کا لونڈی غلام کو پکڑ کے لانے سے کوئی ہوتا ہے کیونکہ مدبر اور اُم ولد بھی اپنے آقا کے مملوک ہوتے ہیں ۱۲ ۔ طحطاوی و عینی ۔

کتاب المفقود

گم شدہ آدمی کا بیان

فائدہ - لغت میں مفقود کے معنے معدوم یعنی گم شدہ کے ہیں اور شرعی معنے یہ ہیں جو آگے مصنف رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں۔ عینی۔

ترجمہ - مفقود ایسے غائب کو کہتے ہیں جسکا ٹھکانا معلوم ہو نہ اُس کے مرنے جینے کی خبر ہو حاکم کو چاہیئے کہ ایسے شخص کے لیئے ایک آدمی مقرر کردے جو اُس کا روپیہ پیسہ (لوگوں کے ذمہ اگر ہو) تو وصول کرے اس کے مال کی حفاظت کرے اس کا خبر گیران رہے اور اُس کے مال میں سے اُس کے ماں باپ اور بیوی بچوں کو خرچ دیتا رہے اور حاکم اُس لاپتہ کی بیوی کو اس سے علیحدہ نہ کرے ہاں (اُسکی پیدائش سے لیکر) نوّے برس پورے ہونیکے بعد یہ حکم لگادے کہ اب وہ مرگیا ہے ع (اور اس مسئلہ میں اسی پر فتویٰ ہے) اب اس کی بیوی (اپنے شوہر کے مرجانیکی) عدت میں بیٹھے اور اُسیوقت اُس کا ترکہ بھی تقسیم ہو اس سے پہلے نہ ہو ایسا آدمی کسی کا وارث نہیں ہو سکتا (یعنی اگر اس کے گم ہونے کی حالت میں موت کا حکم ہونے سے پہلے کوئی اس کے رشتہ داروں میں سے مرگیا تو اس کے ترکہ میں سے کچھ نہیں ملیگا پس اگر اس لاپتہ کے ساتھ کوئی ایسا ہو کہ اُس کے ہوتے ہوئے وہ وارث ترکہ سے محروم ہو جاتا ہے تو ابھی اُس کو کچھ نہیں دیا جائیگا کیونکہ یہ لاپتہ حکماً موجود کے حکم میں ہے جب تک کہ اس کے مرنے پر سرکاری حکم نہ لگ جائے) اور اگر ایسا وارث ہے کہ اس لاپتہ کے ہوتے ہوئے اُس کا حصہ کم ہو جاتا ہے تو اسے دونوں حصوں میں سے کم ہی حصہ دیا جائیگا اور باقی ابھی ملتوی رہیگا جیسے حمل کا حصہ ملتوی رہتا ہے (مثلاً اگر کوئی شخص مرگیا اور اُس کی بیوی حاملہ ہے تو اس آدمی کا ترکہ تقسیم کرتے وقت حمل کا حصہ علیحدہ رکھدیا جاتا ہے)

ع جامع الرموز اور تعالیق الانوار علی الدر المختار میں ہے کہ ضرورت کے وقت امام مالک کے مسلک پر عمل کرکے چار سال بعد اس کے لئے نکاح کرنا جائز ہے۔ حبیب۔

کتاب الشّرکۃ

شرکت کے احکام

ترجمہ۔ شرکت (دو قسم کی ہوتی ہے ایک شرکت ملک۔ دوسری شرکت عقد) شرکت ملک یہ ہے کہ دو آدمی (یا کئی آدمی) وراثت کے ذریعہ یا خریدنے کے سبب سے ایک چیز کے مالک ہو جائیں (ان شریکوں یعنی ساجھیوں کا حکم یہ ہے کہ) ان میں سے ہر ایک اپنے شریک کے حصہ میں بالکل اجنبی ہوتا ہے (لہذا ہر ایک کو دوسرے کے حصہ میں دست اندازی کرنا قطعی ناجائز ہے) اور شرکت عقد (جسے شرکت معاملہ کہتے ہیں) یہ ہے کہ دو آدمیوں میں سے ایک دوسرے سے کہے کہ میں نے اتنے (روپوں کی تجارت) میں تجھے شریک کرلیا اس پر دوسرا کہے کہ میں نے اسے منظور کرلیا اور یہ عقد شرکت (چار قسم پر ہے) اگر اس طرح ہے کہ دونوں شریکوں میں سے ہر ایک دوسرے کی طرف سے وکیل اور کفیل ہے اور مال میں تصرف میں اور مذہب میں دونوں برابر ہیں تو اس کا نام شرکت مفاوضہ ہے (مفاوضہ کے معنی برابری کے ہیں گویا یہ دونوں شریک ہر طرح سے برابر ہوتے ہیں) پس اگر ایک شریک آزاد ہو اور دوسرا غلام ہو یا ایک نابالغ ہو دوسرا بالغ ہو یا ایک مسلمان ہو دوسرا کافر ہو تو ان میں یہ شرکت مفاوضہ نہیں ہو سکتی۔

فائدہ۔ دونوں شریکوں میں سے ہر ایک کے وکیل اور کفیل ہونے کا یہی مطلب ہے آزاد و غلام میں یہ شرکت جائز نہ ہونے کی یہ وجہ ہے کہ اول صورت میں تو مال میں برابری نہیں کیونکہ غلام کی ملکیت کچھ نہیں ہوتی اور بعد کی دونوں صورتوں میں تصرف اور مذہب میں برابری نہیں ہے کیونکہ ایک نابالغ ہے تو دوسرا کافر ہے۔ مترجم۔

ترجمہ۔ چونکہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کا وکیل ہوتا ہے لہذا جونسا ان میں سے کوئی چیز خریدے گا وہ دونوں میں مشترک ہو گی سوائے اپنے بال بچوں کی خوراک اور پوشاک کے اور جو قرض کسی تجارت یا غصب یا ضمانت کی وجہ سے ایک کے ذمہ ہو گا وہ

دوسرے کے ذمہ بھی لازم نہ ہو جائیگا اور (یہ شرکت ہونے کے بعد) اگر ایک شریک کو ہبہ یا ورثہ کے ذریعہ سے ایسا مال ملگیا جس میں یہ شرکت ہو سکتی ہو (مثلاً روپئے ہوں یا اشرفیاں ہوں) تو اس وقت یہ شرکت ٹوٹ جائیگی ہاں اسباب (یعنی کپڑا وغیرہ) اس طرح کہیں سے مل جائے تو شرکت نہیں ٹوٹے گی اور یہ شرکت اور شرکت عنان (جس کا بیان آگے آتا ہے) نقدین (یعنی روپیہ یا اشرفیاں) یا چاندی سونے کے ٹکڑوں یا پیسوں کے بغیر جو اُس وقت رائج ہوں درست نہیں ہو سکتی۔

فائدہ - یعنی ان دونوں شرکتوں میں شرط یہ ہے کہ دونوں شریک برابر روپیہ ملائیں یا اشرفیاں یا پیسے وغیرہ جو اس وقت اس ملک میں مروج ہوں اس کے بغیر یہ شرکت درست نہ ہوگی۔ مترجم

ترجمہ - اگر دو شریکوں میں سے ہر ایک اپنا نصف اسباب دوسرے کے نصف اسباب سے بیچدے اور عقد شرکت کرلے تو درست ہو جائے گی اور عقد شرکت کی دوسری قسم شرکت عنان ہے (اور وہ یہ ہے کہ) اگر دونوں شریکوں میں سے ہر ایک دوسرے کا صرف وکیل ہو کفیل نہ ہو پس اگر روپیہ دونوں شریکوں کا برابر ہو اور نفع برابر نہ ٹھیرائیں یا نفع برابر ٹھیرالیں اور روپیہ برابر نہ ہو یا تھوڑے مال میں شرکت ہو (تمام مال میں نہ ہو) یا ایک نے روپیہ دیا ہو دوسرے نے اشرفیاں یا دونوں نے روپیہ نہ ملایا ہو (بلکہ زبانی شرکت ٹھیر گئی ہو) اور دونوں علٰحدہ علٰحدہ تجارت کرتے ہوں ان سب صورتوں میں یہ شرکت عنان درست ہو جاتی ہے (اس میں) جس نے جو چیز خریدی ہو اُس کی قیمت کا مطالبہ اُسی سے کیا جائے (کیونکہ اس میں ایک دوسرے کا کفیل نہیں ہوتا) ہاں یہ خریدنے والا قیمت اپنے پاس سے دیکر پھر اپنے شریک سے اُس کے حصہ کے دام وصول کرلے اگر کوئی تجارتی مال خریدنے سے پہلے دونوں کا روپیہ یا ایک کا روپیہ جاتا رہا تو یہ شرکت نہیں رہیگی (کیونکہ شرکت کا دار و مدار اس روپیہ ہی پر ہے جب یہ نہیں تو پھر شرکت کیسی) اور اگر ایک شریک اپنے روپے سے کوئی چیز خرید چکا تھا اس کے بعد دوسرے شریک کا روپیہ جاتا رہا تو یہ خریدی ہوئی چیز دونوں کی مشترک رہے گی اور یہ خریدنے والا اپنے شریک کے حصہ کے دام اُس سے وصول کرے اور اگر دونوں میں سے ایک کے لئے نفع کے چند روپیہ معین کر دیئے گئے ہوں اتو اس وقت یہ شرکت باطل ہو جائے گی اور شرکت عنان اور مفاوضہ کے دونوں شریکوں میں سے ہر ایک کو اتنا اختیار ہے کہ روپیہ کسی کو بضاعت پر دے دے (یعنی کسی کو تجارت کیلئے دیدے اور کل نفع اپنا ٹھیرالے) یا کسی کو نوکر رکھ لے (جو مال کی حفاظت کرے اور اس کا ہاتھ

---

[۱] یہ ان دونوں کے آپس میں کفیل ہونے کا ثمرہ ہے ۱۲۔

[۲] کیونکہ تجارت میں نفع ہونا اپنے اختیار میں نہیں ہوتا عجب نہیں کہ اس صورت میں بعض اوقات اتنا ہی نفع ہو جو ایک شریک کے لئے ٹھہر گیا اس وقت اس شرط سے شرکت معدوم ہو جائیگی ۱۲۔ عینی و فتح القدیر

بتائے) یا کہیں امانت کے طور پر رکھ دے یا مضاربت پر دیدے یا کسی کو وکیل کردے اور اس مشترک مال میں ہر شریک کا تصرف امانت کے حکم میں ہے (یعنی اگر تصرف سے جاتا رہے تو تاوان لازم نہ آئیگا) شرکت عقد کی تیسری قسم شرکت تقبل ہے جس کی صورت یہ ہے کہ دو درزی یا ایک درزی اور ایک رنگریز (یا اور اسی طرح) اس شرط پر شریک ہوجائیں کہ (دونوں کام) کام دونوں لیا کریں اور مزدوری جو کچھ ہے اسے دونوں بانٹ لیا کریں پس اس شرکت میں اگر ایک کسی کام کو لے لیگا تو دونوں کے ذمہ ہوگا اور جو ایک کمائیگا اس میں دونوں برابر شریک ہونگے اس شرکت کی چوتھی قسم شرکت وجوہ[1] ہے جس کی صورت یہ ہے کہ آدمی بدون روپیہ پیسے کے اس طرح شریک ہوں کہ دونوں اپنے اپنے اعتبار پر مال خرید کے بیچا کریں اس شرکت میں ایک دوسرے کا وکیل ہوتا ہے پس اگر دونوں نے نصفا نصفی یا ایک تہائی اور دو تہائی کے اقرار پر مال خریدا تو نفع بھی اسی طرح ہوگا اور زیادہ (ٹھیرانے) کی شرط باطل ہوگی۔

کن امور میں شرکت باطل ہے

فصل ۔ (جنگل سے) ایندھن لانے یا شکار لانے یا پانی کھینچنے میں شرکت درست نہیں ہوتی (اگر کسی نے کرلی تو) وہ کمائی کام کرنے والے کی ہوگی اور یہ اپنے دوسرے شریک کو اتنی واجبی مزدوری دیدے کہ جتنا اس کا کام ہو۔

فائدہ ۔ اس مسئلہ میں کمائی سے مراد وہی ایندھن یا شکار وغیرہ ہے جس میں یہ دونوں شریک ہوئے تھے پس یہ اصل چیز خاص کام کرنے والے کی ہوگی اور اس پر لازم ہوگا کہ اپنے شریک کو اس کا کام دیکھ کر واجبی یعنی مروجہ مزدوری دیدے۔

ترجمہ ۔ جو شرکت خلاف شرع ہو اس میں منافع مال کی مقدار کے موافق ہوگا اگرچہ ان میں سے کسی نے زیادہ لینا کرلیا ہو (یعنی اس کے اس کرنے اور ٹھیرانے کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ ہر ایک کو اس کے روپیہ کے حساب سے ملیگا) اور دو شریکوں میں سے ایک کے مرجانے پر وہ شرکت ٹوٹ جاتی ہے اگرچہ مرنا حکماً ہی ہو۔

فائدہ ۔ جو مسلمان مرتد ہوکر دار الحرب چلا جائے اور سرکار سے اس کے چلے جانیکا حکم ہو جائے تو یہ اس کا جانا حکماً مرجانا شمار کیا جاتا ہے باب المرتدین میں اس کی تفصیل گذر چکی ہے۔

فائدہ ۔ ایک شریک دوسرے شریک کے مال کی زکوٰۃ اس کی اجازت کے بغیر نہ دے اور اگر ہر ایک نے دوسرے کو اجازت دیدی تھی اور دونوں نے (بے خبری میں) ایک ساتھ زکوٰۃ

---

[1] اس شرکت کا نام وجوہ اس وجہ سے ہے کہ اس میں مال فقط وجاہت سے خریدا جاتا ہے ۱۲ از حاشیہ اصل۔

دیدی تو دونوں کو آپس میں وہ روپیہ بھرنا ہوگا (یعنی دونوں آپس میں مجرا دے لیں) اور ایک ساتھ نہیں دی بلکہ آگے پیچھے دی تھی تو پیچھے دینے والے پر تاوان دینا آئے گا اگر شرکتِ معاوضہ کے دو شریک ہوں اور اُن میں سے ایک دوسرے کو صحبت کرنے کے لئے ایک لونڈی خریدنے کی اجازت دیدے اور وہ شرکت کے روپیہ سے لونڈی خریدے تو یہ لونڈی اسی خریدنے والے کی ہوگی اور اُس کو پھر اپنے پاس سے کچھ دینا نہیں پڑے گا۔

لہ اس صورت میں اگر ایک شریک کا مال دوسرے سے زیادہ ہو تو وہ زیادتی وصول کرے۔ ۱۲۔

کتابُ الوقف

وقف کے احکام

ترجمہ۔ (شرع میں) وقف اُسے کہتے ہیں کہ اصل چیز کو وقف کرنے والا اپنی ملک رکھے
اور اس کا فائدہ خیرات کر دے (اس کے بعد اس چیز کو موقوف اور وقف کہتے ہیں اور اس کرنے
والے کو واقف) اور قاضی کے حکم کر دینے سے یہ موقوف چیز واقف کی ملکیت سے نکلجاتی ہے
اور (اس کے بعد) کسی کی ملکیت نہیں ہوتی اور (جو چیزیں تقسیم ہوسکتی ہوں ان میں) وقف
جب پورا ہوتا ہے کہ واقف (اپنی ملک سے) علٰحدہ کر کے متولی کا اُس پر قبضہ کرا دے اور اُس
کی ایسی صورت کر دے کہ وہ ہمیشہ کے لئے جاری رہے ایسی چیزوں کو وقف کرنے کی یہی دو شرطیں
ہیں زمین کو مع بیلوں اور ہالی یکروں کے وقف کر دینا درست ہے اور ایسے مشاع (یعنی تہائی یا
چوتھائی حصہ) کا بھی جس کے جواز پر سرکاری حکم ہوجائے علیٰ ہٰذا القیاس ایسی منقولی چیزوں کا کہ جس
کا وقف عادۃً مروج ہو (جیسے کتابیں اور برتن وغیرہ) وقف شدہ چیز کا کسی کو مالک بنا دینا یا
بانٹنا جائز نہیں ہے اگرچہ کسی نے اپنی اولاد کے لئے وقف کی ہو اور وقف کی پیداوار شدہ میں
سے سب سے پہلے اس کی مرمت اور درستی کی جائے اگرچہ وقف کرنے والے نے یہ شرط نہ کی ہو
اگر وقف گھر ہے تو اس کی مرمت (وغیرہ) اُسی کے ذمہ ہے جو اُس میں رہتا ہے اور اگر وہ انکا
کرے یا (اپنی تنگدستی کے باعث) کرا نہ سکے تو حاکم اُس کے کرایہ[1] میں سے مرمت کرا دے اور
اور وقف کے ملبے کو اگر ضرورت ہو تو اُسی میں لگا دے اگر ضرورت نہ ہو تو حفاظت سے رکھے تا
کہ ضرورت کے وقت کام آجائے اور حاکم اس ملبہ کو وقف کے مستحقین پر تقسیم نہ کرے اگر واقف
یہ ٹھیر لے کہ اس وقف کی آمدنی (تا حیات) میں لوں گا یا اس کا متولی میں رہوں گا تو یہ درست

---

[1] یعنی اس کو اٹھا کر کرایہ پر دیدے اور کرایہ میں سے اس کی مرمت کرلے تا کہ وہ آئندہ کو باقی رہے اور مرمت
کے بعد پھر اُسی کے حوالہ کر دے جس کے لئے وقف کیا گیا ہے ۱۲ - عینی -

ہے ہاں اگر وہ (بعد میں) خیانت کرے تو اس سے لے لیا جائے اگرچہ اس نے (وقف نامہ میں) یہ شرط کردی ہو کہ یہ وقف میرے قبضہ سے نہ نکلے (اسوقت اس شرط کا لحاظ نہ ہوگا) جیساکہ وصی (کا حکم ہے کہ اگر اس کی خیانت معلوم ہو تو اسے موقوف کرکے دوسرا اس کی جگہ کردیا جاتا ہے)

فصل۔ اگر کوئی مسجد بنائے (تو صرف مسجد کا نام ہونے سے) وہ اس کی ملک سے نہیں نکل جاتی جب تک کہ وہ خود مع اُس کے راستہ کے اپنی ملک سے نہ نکال دے اور لوگوں کو اُس میں نماز پڑھنے کی اجازت نہ دیدے ہاں ان دونوں باتوں کے بعد اگر ایک آدمی نے بھی اس میں نماز پڑھ لی تو اب وہ اُس کی ملک سے نکل گئی اور اگر کسی نے ایسی مسجد بنائی کہ اس کے نیچے تہ خانہ ہے) یا اوپر کوئی کمرہ ہے اور اس میں آنے جانے کی اجازت بھی دیدی تو ان دونوں کو ایسی مسجدوں کا بیچنا درست ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے ترکہ میں یہ اس کے وارثوں کی ہوجائے گی (غرض یہ ہے کہ ایسی مسجد وقف کے حکم میں نہیں ہوتی) اگر کسی نے تالاب یا (مسافروں کے لئے) چوکی یا مسافرخانہ یا قبرستان بنوایا ہے تو ابھی یہ چیزیں اسی کی ملک ہیں یہاں تک کہ حاکم (اس کی ملک نہ رہنے کا حکم کردے اور اگر راستہ میں سے کچھ جگہ مسجد میں لے لی گئی یا مسجد کی زمین (کسی ضرورت سے) راستہ میں شامل کردی گئی تو یہ جائز ہے۔ خداوند عالم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج بتاریخ ۱۸ جمادی الاول روز پنجشنبہ ۱۳۲۹ھ ہجری مطابق ۱۸ مئی ۱۹۱۱ء کو ترجمہ کنز الدقائق کی جلد اول بخیر و خوبی تمام ہوگئی اور اب دوسری جلد شروع ہوتی ہے وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی سید المرسلین وآلہ واصحابہ اجمعین۔ مترجم۔

کتاب البیوع

خرید و فروخت کی اقسام

فائدہ ۔ بیع کے لغوی معنے مطلق مبادلہ یعنی ایک چیز کو دوسری سے بدل لینے کے ہیں اور بیع کے شرعی معنے یہ ہیں جو آگے مصنف بیان فرماتے ہیں اور یاد رکھنا چاہیئے کہ عربی میں بیچنے والے کو بائع کہتے ہیں اور خریدنے والے کو مشتری ۔

ترجمہ ۔ بیچنے اور خریدنے والے دونوں کی رضامندی سے ایک مال کو دوسرے مال سے بدل لینا (شرعًا) بیع ہے اور جب ایجاب وقبول دونوں بصیغۂ ماضی ہوں تو بیع پوری ہو جاتی ہے اور اسی طرح تعاطی سے بھی ۔

فائدہ ۔ بائع مشتری میں سے پہلے کے قول کو ایجاب کہتے ہیں اور دوسرے کے قول کو قبول اور بصیغۂ ماضی ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ایک یوں کہے میں نے بیچدی دوسرا کہے میں نے خرید لی تو اس پر بیع پوری ہوگئی ۔ بیع تعاطی اُسے کہتے ہیں کہ بائع مشتری کو وہ چیز دیدے اور مشتری اسی وقت قیمت دیدے اگرچہ زبان سے دونوں کچھ بھی نہ کہیں اس تعاطی سے بیع پوری ہو جاتی ہے چاہے چیز کسی قیمت کی ہو اور اسی پر فتویٰ ہے ۔ عینی ۔

ترجمہ ۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی قبول کرانے سے پہلے اس مجلس معاملہ سے اٹھ گیا دیا بیٹھے ہی بیٹھے کوئی ایسا کام کرنے لگا جس سے بظاہر اس معاملہ سے اعراض معلوم ہو تو اس سے ایجاب جاتا رہا (اب اگر یہ اس بیع کو پورا کرنا چاہیں تو نئے سرے سے کرنی ہوگی) اگر دام (مشتری کے) پاس نہ ہوں تو ان کی گنتی اور سکہ[1] کی تعیین ضرور کر دے اور اگر پاس ہیں (یعنی ابھی دے

---

[1] سکہ کی تعیین ایسے شہروں میں ضروری ہے جہاں چند سکہ رائج ہوں ورنہ دہلی جیسے شہروں میں ضروری نہیں ۱۲ ۔ مترجم عفی عنہ

رہا ہے) تو اس وقت ان دونوں باتوں کی ضرورت نہیں (بائع خود دیکھ لیگا) بیع نقد اور ادھار دونوں طرح جائز ہے بشرطیکہ دام ادا کرنے کی مدت ٹھہر جائے اور اگر مشتری نے داموں کو گول مول رکھا یعنی زبان سے یہ نہیں کہا کہ روپیہ وغیرہ فلاں سکہ کے دوں گا تو اس سے وہی دیئے آئیں گے جن کا اس شہر میں زیادہ چلن ہو اور اگر کسی شہر میں کئی سکے برابر چلتے ہیں اور مشتری نے کسی سکہ کی تعیین نہیں کی تو یہ بیع پوری نہیں ہونے کی (ہر قسم کا غلہ ناپ کر اور اٹکل کرکے اور کسی برتن یا معین باٹ سے ناپ تول کر بیچنا جائز ہے اگرچہ برتن کا پیمانہ باٹ کا وزن معلوم نہ ہو اگر کسی نے غلہ کا ڈھیر اس طرح بیچا کہ فی صاع ایک درم ہے تو بیع فقط ایک صاع کی ہوگی (صاع ایک پیمانہ کا نام ہے جس میں دہلی کے سیر یعنی اسّی کے تول سے پونے چار سیر کے قریب اناج آتا ہے) اگر کسی نے بکریوں کا ریوڑ یا کپڑے کا تھان اس طرح بیچا کہ فی بکری ایک درم کی یا ایک گز ایک درم کا تو بیع بالکل نہ ہوگی (یعنی ایک بکری یا ایک گز تک کی بیع بھی درست نہ ہوگی ہاں اگر (ان تینوں مسئلوں میں) کل کی تعداد بیان کردے گا تو سب میں بیع درست ہو جائے گی۔

فائدہ۔ کل تعداد بیان کرنے سے یہ مراد ہے کہ سب صاعوں یا سب بکریوں یا سب گزوں کی تعداد بیان کرکے یوں کہے کہ ہر شئے اتنے کی ہے تو اس صورت میں سب کی بیع ہو جائے گی۔

ترجمہ۔ پس اگر (تعداد بیان کرکے بیچا تھا اور لینے والے نے ناپا تو) ایک پیمانہ کم نکلا تو اسے اختیار ہے چاہے حصہ رسد داموں سے لیلے چاہے واپس کردے اور اگر اس مقدار سے زیادہ نکلے تو وہ بائع کا ہے اگر کپڑا اس مقدار سے (جو بائع نے بتلائی تھی) ایک گز کم نکلا تو اب مشتری چاہے پورے داموں لیلے اور چاہے تو واپس کردے اور اگر کچھ زیادہ نکل آئے تو وہ مشتری کا ہے اس وقت بائع کو دیہ اختیار نہیں رہتا (کہ چاہے بیچے اور چاہے نہ بیچے) ہاں اگر اس صورت میں بائع نے یہ کہدیا تھا کہ یہ تھان فی گز اتنے کا ہے اور پھر وہ تھان کم ہو گیا تو اب مشتری کو اختیار ہے چاہے حصہ رسد قیمت سے لیلے اور چاہے واپس کردے اور اگر زیادہ نکل آیا تو اب بھی اگر چاہے سارا تھان فی گز اسی حساب سے لیلے (جو بائع نے کہا تھا) اور چاہے واپس کردے اگر کسی نے ایک مکان میں سے دس گز زمین بیچدی (اور وہ جگہ معین نہیں کی) تو یہ بیع درست نہیں ہوئی ہاں اگر ایک مکان کے سو حصے ہیں اور ان میں سے دس حصے بیچدیے تو یہ بیع ہو جائے گی۔ اگر کسی نے ایک گٹھری اس شرط پر خریدی تھی کہ اس میں دس کپڑے ہیں اور پھر کوئی کپڑا کم یا زیادہ نکل آیا تو اس گٹھری کی بیع نہیں ہوئی ہاں اگر ہر کپڑے کی قیمت بیان کردی گئی تھی اور پھر کوئی کم ہو گیا تو اب بیع حصہ رسد

لہ کیونکہ ہر بیع میں یعنی جو چیز بیچی گئی ہے اس میں جہالت رہی اور بیع کی جہالت سے بیع خراب ہو جاتی ہے کیونکہ جھگڑا پیدا ہوتا ہے ۱۲۔ طحطاوی (عینی۔

داموں سے ہو جائے گی اور مشتری کو اختیار ہوگا کہ چاہے اتنی ہی قیمت دے کر لیلے اور چاہے نہ لے) اگر اس تعداد سے کوئی کپڑا زیادہ نکل آیا تو یہ بیع ٹوٹ جائے گی۔ اگر کسی نے ایک تھان اس شرط پر خریدا کہ یہ دس گز ہے اور فی گز ایک درم کا اور وہ تھان ساڑھے دس گز نکلا تو اب یہ مشتری دس ہی گز کی قیمت سے لیلے اور اُسے واپس کرنے کا اختیار نہیں اور اگر ساڑھے نو گز نکلے تو نو درم کو لیلے اور اس اخیر کی صورت میں اختیار ہوگا کہ چاہے رکھے چاہے واپس کردے۔

مکان کی خرید و فروخت

فصل ۔ مکان کے بیع کرنے میں دیواریں اور (بھمنی تالوں کی) کنجیاں بلا ذکر کئے آجائیں گی اسی طرح زمین کا بیعنامہ کرنے میں جو درخت اس زمین میں ہوں وہ بھی آجائیں گے ہاں زمین کی بیع میں اس زمین کی کھیتی بلا نام لئے نہیں آسکتی اور نہ درختوں کے بیع کرنے میں بلا شرط ٹھیرے اُن درختوں کے پھل آسکتے ہیں۔

فائدہ ۔ کیونکہ درختوں پر پھل مکان میں اسباب ہونے کے مثل ہے بخلاف زمین میں درخت ہونے کے کہ ان کا تعلق زمین سے ایسا ہے جیسا کسی چیز کے ٹکڑے کو اپنے کل سے ہوتا ہے۔

ترجمہ ۔ اگر زمین کی بیع کھیتی کا ذکر کئے بغیر یا درختوں کی بیع پھلوں کی شرط کئے بغیر ہو گئی ہے تو (اب بائع سے کہا جائیگا کہ تو اپنی کھیتی کاٹ لے یا اپنے پھل توڑ لے اور مبیع مشتری کے (یعنی خریدنے والے کے) حوالہ کردے۔ اگر کوئی ایسا پھل بیچے جو ابھی پکنے لگا تھا یا ابھی کچا تھا تو یہ بیع درست ہے اور خریدنے والے کو چاہیئے کہ وہ اپنے اس پھل کو ابھی توڑ لے اور اگر اس نے (لیتے وقت) درختوں پر رہنے دینے کی شرط کر لی ہے تو یہ بیع (بالاتفاق) بیکار ہو جائیگی (کیونکہ یہ شرط معاملہ بیع سے بالکل خارج ہے اس کے بیچ میں آنے سے بیع میں فساد آجائیگا)[1] اگر کسی نے باغ بیچا اور اس میں پھلوں کے چند سیر معین کر کے مستثنے کر لیا (مثلاً یہ کہا کہ بیس سیر پھل میں لوں گا وہ اس بیع میں نہیں ہیں) تو یہ بیع درست ہو جائے گی جیسا کہ گیہوں کو بالوں میں اور لوبیے کو پھلیوں میں بیچنا جائز ہے اور مبیع کے ناپنے (وغیرہ) کی مزدوری بائع کے ذمہ ہوگی اور قیمت پرکھنے یا تولنے کی مزدوری مشتری کے ذمہ اگر کسی نے کچھ اسباب روپوں (وغیرہ) سے بیچا تو اول مشتری کو دام دیدینے چاہئیں اور اگر ایسا نہیں ہے (بلکہ ایک چیز کو دوسری ہی چیز سے بیچا ہے یا نقدی کو نقدی سے بیچا ہے تو دونوں طرف سے لینا دینا ہاتھ بہ ہاتھ ہونا چاہیئے۔

---

[1] کیونکہ بیع میں جو شرط ایسی ہو کہ ہر بیع اس کو مقتضی نہ ہو تو اسکے بیع میں نہ ہونے سے بیع خراب ہو جاتی ہے ۱۲۔ عینی

اختیار کی شرط

ترجمہ ۔ بائع مشتری دونوں یا دونوں میں سے ایک اگر تین دن یا اس سے کم کا اختیار (بیع میں) ٹھیرالیں تو یہ جائز ہے (مثلاً دونوں یا ایک یہ کہدے کہ مجھے تین دن تک اس بیع کا اختیار ہے چاہے میں رکھوں چاہے پھیر دوں تو یہ جائز ہے) اگر تین دن سے زیادہ کیا ہوگا تو یہ اختیار درست نہ ہوگا ہاں اگر باوجود زیادہ اختیار لینے کے پھر تین ہی دن کے اندر (اپنا اختیار چھوڑ دیا اور) بیع ہوجانے کو کہدیا تو یہ بیع درست ہو جائے گی اگر کسی نے کوئی چیز اس شرط پر بیچی کہ اگر مشتری نے تین دن کے اندر قیمت ادا نہ کی تو یہ بیع باقی نہیں رہے گی تو یہ شرط جائز ہے اور اگر چار دن کی شرط لگائی تو جائز نہیں ہوگی ہاں اگر باوجود چار دن کی شرط کر لینے کے مشتری نے تین ہی دن کے اندر قیمت دیدی تو بیع درست ہو جائے گی بیچنے والے کا اختیار لینا اس چیز کو اس کی ملکیت سے نہیں نکلنے دیتا (یعنی جبتک اختیار کے دن ختم نہ ہو جائیں وہ بکی ہوئی چیز اسی کی رہتی ہے) اگر ایسی صورت میں وہ چیز مشتری نے اپنے قبضہ میں کر لی تھی اور اس کے پاس سے وہ جاتی رہی تو اب مشتری کو قیمت دینی پڑے گی اور مشتری کے اختیار لینے سے وہ چیز بائع کی ملکیت نہیں رہتی اور نہ مشتری کی ملکیت ہوتی ہے (بلکہ بیچ بیچ رہتی ہے) اگر اس صورت میں مشتری نے اس پر قبضہ کر لیا تھا اور وہ جاتی رہی تو اب اسے اس کا ثمن دینا پڑے گا جیسے عیب دار ہونے کی صورت میں ۔

فائدہ ۔ ثمن اس عوض کو کہتے ہیں جو بائع مشتری آپسیں ٹھیرالیں اور قیمت اُسے کہتے ہیں جو بازاروں میں کسی چیز کے دام اُٹھتے ہوں یہ دونوں ایک دوسرے سے کم وبیش ہو سکتی ہیں اور عیب دار ہونے کی صورت یہ ہے کہ بیع میں مشتری نے اختیار لیکر اُس پر اپنا قبضہ کر لیا تھا پھر اسمیں کچھ عیب پیدا ہوگیا تو اس صورت میں بھی مشتری کو بازار کی قیمت دینی نہیں پڑتی بلکہ ثمن دینا پڑتا ہے ۔

ترجمہ ۔ پس اسی بناء پر) اگر کوئی منکوحہ لونڈی تھی اُس نے اُس کے آقا کے اختیار پر اسے خرید لیا تو ابھی نکاح باقی ہے (کیونکہ اس معاملہ میں اختیار ہونے کے سبب سے وہ لونڈی

---

[1] کیونکہ یہ اختیار اقتضاء عقد کے مخالف ہے ۱۲ - عینی [2] کیونکہ جو باعث خرابی تھا وہ جاتا رہا ۱۲ - از حاشیہ اصل - [3] یہاں عیب سے وہ عیب مراد ہے جو اُٹھ نہ سکے مثلاً مبیع غلام وغیرہ ہوا ور اس کا ہاتھ کٹ جائے اور اگر عیب اٹھ سکتا ہے جیسے کوئی بیماری تو اس وقت اختیار بدستور رہے گا ۔ ۱۲ عینی -

ابھی ملک میں نہیں آئی جس سے نکاح ٹوٹ جائے پس اگر اسنے (اس اختیار کے دنوں میں) اُس سے صحبت کرلی ہے تو اس وقت بھی اسے واپس کردینے کا اختیار رہیگا (کیونکہ یہ صحبت تو پہلے نکاح ہونے کے سبب سے ہے اس معاملہ کے باعث نہیں ہے) اور جس نے اختیار لیا ہو اگر وہ دوسرے کی عدم موجودگی میں اس بیع کو جائز رکھے تو یہ بیع ہوجائے گی ہاں اس کا فسخ کرنا دوسرے کے موجود ہوئے بغیر جائز نہیں ہے اگر جس کو اختیار تھا وہ مرگیا یا اختیار کے دن گذر گئے یا اختیار رہنے کی شرط پر کوئی غلام خریدا تھا اسے آزاد کردیا یا مدبر کردیا یا مکاتب کردیا یا کوئی مکان یا زمین اختیار کی شرط پر خریدی تھی پھر اس کے ذریعہ سے اس کے قریب کے مکان یا زمین پر حق شفعہ کا دعوٰی کردیا تو (ان سب صورتوں میں) اس کا اختیار ختم (اور) بیع پوری ہوگئی اگر مشتری نے دوسرے کا اختیار شرط کرلیا (مثلاً یہ کہا کہ اگر محمد اسے پسند کرے گا تو یہ بیع ہے ورنہ نہیں) تو یہ بھی درست ہے اور اس کے بعد ان دونوں میں سے جون سا اس بیع کو رکھے یا توڑے وہی ہوجائیگا اور اگر ایک نے رکھی اور دوسرا توڑنی چاہتا ہے تو ان دونوں میں سے پہلا اعتبار کرنیکا زیادہ مستحق ہوگا اگر دونوں کی بات ایک ساتھ ہوئی ہے تو یہ بیع ٹوٹ[1] جائے گی اگر کسی نے دو غلاموں کو اکٹھا اس شرط پر بیچا کہ ان میں سے ایک میں مجھے اختیار ہے (کہ چاہوں اس کی بیع رکھوں چاہے نہ رکھوں تو اگر اس بیع میں ان دونوں غلاموں کی قیمت علیحدہ علیحدہ بیان کردی تھی اور وہ غلام بھی معین کردیا تھا کہ جس میں اختیار رہے) تو یہ بیع درست ہوجائے گی ورنہ نہیں ہوگی (کیونکہ قیمت کی تفصیل اور غلام کی تعیین نہ ہونے کے باعث نہ مبیع معین ہوگی نہ قیمت کی تعیین ہوگی) اور معین کرنے کا اختیار (شرط کرلینا) چار سے کم میں درست ہے۔

فائدہ ۔ یعنی اگر کسی نے تین چیزیں خریدیں اور یہ کہا کہ ان میں سے میں جونسی چاہوں گا لیلوں گا تو یہ درست ہے اور اگر ایسا معاملہ چار چیزوں میں کیا تو درست نہیں جیسا کہ اختیار شرط کرلینے کا حکم ہے کہ تین ہی دن کا درست ہے اس سے زیادہ کا درست نہیں ہے۔ مترجم۔

ترجمہ ۔ اگر دو آدمیوں نے ملکر اس شرط پر کوئی چیز خریدی کہ اُس (کے واپس کردینے) کا دونوں کو اختیار رہے پھر ان میں سے ایک کو وہ پسند آگئی (اور دوسرے کو ناپسند رہی) تو اب یہ دوسرا اسے واپس نہیں کرسکتا اگر کسی نے ایک غلام اس شرط پر خریدا کہ یہ باورچی ہے یا کاتب ہے اور غلام اس کے خلاف نکلا تو اب مشتری کو اختیار رہے چاہے پوری قیمت میں لیلے اور چاہے پھیر دے

---

[1] کیونکہ اب ان میں سے ایک کو بلا وجہ ترجیح نہیں ہوسکتی ۱۲۔ مترجم عفی عنہ۔

راس کی وجہ یہ ہے کہ یہ باورچی وغیرہ ہونا اوصاف ہیں اور اوصاف کے عوض میں قیمت نہیں گھٹا بڑھا کرتی۔

مبیع کو دیکھنے کا اختیار

ترجمہ۔ ایسی چیز خریدلینا جو دیکھی نہ ہو جائز ہے اور ایسے خریدنے والے کو اختیار رہے کہ دیکھنے کے بعد اگر واپس کرنی چاہے تو واپس کردے گو پہلے پسندیدگی بھی ظاہر کرچکا ہو ہاں جس نے بن دیکھے اپنی چیز بیچدی ہو اسے (واپس کرلینے کا) اختیار نہیں رہتا اور یہ دیکھنے کا اختیار بھی ان ہی امور سے جاتا رہتا ہے جن سے شرط والا اختیار جاتا رہتا ہے (مثلاً دونوں میں سے ایک کے مرجانے وغیرہ سے) غلہ کے ڈھیر، غلام، چوپایہ کے منہ یا اس کے پٹھے کو اور لپٹے ہوئے کپڑے کی اوپر کی تہ کو اور فقط اندر سے گھر کو دیکھ لینا کافی ہے۔

فائدہ۔ کافی ہونے سے یہ مراد ہے کہ ان چیزوں کو فقط اس قدر دیکھ لینے کے بعد جو اختیار دیکھنے کا تھا وہ جاتا رہیگا یہ مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور امام زفر رحمہ اللہ کے نزدیک کپڑے کو کھول کر سارا دیکھ لینا ضروری ہے اور اب اسی پر فتویٰ ہے۔ عینی۔

ترجمہ۔ اگر مشتری نے (مبیع پر) قبضہ کرکے لانے کے لئے اپنی طرف سے کسی کو وکیل کردیا تھا تو اس وکیل کو دیکھ لینا اس مشتری کے دیکھ لینے کے حکم میں ہے (یعنی دیکھنے کا اختیار ساقط ہونے میں یہ کافی ہے) ہاں اس کے قاصد کا دیکھ لینا کافی نہیں ہوسکتا (یعنی اس کے دیکھنے سے مشتری کا اختیار نہیں جاتا) اندھے کا خرید و فروخت کرنا درست ہے اور جب اس نے کوئی چیز ٹٹول کر خریدی یا (سونگھنے یا چکھ کر دیکھنے کی تھی اور اس نے) سونگھ کر یا چکھ کر خریدی یا زمین خریدی تھی اور اس کا حال اس سے بیان کردیا گیا تو ان سب صورتوں میں اس کے دیکھنے کا اختیار جاتا رہے گا اگر کسی نے دو تھانوں میں سے ایک دیکھ کر دونوں خرید لئے پھر دوسرے کو دیکھا تو اب اسے اتنا اختیار ہے کہ اگر چاہے تو دونوں کو واپس کردے اور یہ دیکھنے کا اختیار ورثہ میں اختیار کی شرط کی طرح نہیں آسکتا (یعنی اگر اختیار والا مرجائے تو اس کے وارثوں کو یہ اختیار نہیں رہتا اگر کسی نے ایسی چیز خریدی جو پہلے دیکھی تھی تو اگر وہ اب کچھ بدل گئی ہے تو اسے اختیار ہوگا (چاہے رکھے چاہے پھیردے) اور اگر جوں کی توں ہے تو پھر اسے اختیار واپس کردینے کا نہیں اور اگر اس بدلنے

ا۔ کیونکہ مکلف وہ بھی ہے اور کھانے پینے کی چیزوں کے خریدنے کی ضرورت اس کو پڑتی ہے ۱۲ طحطاوی عینی

کے اندر بائع مشتری میں اختلاف ہو جائے (مثلاً بائع کہے کہ یہ جون کی توں ہے اور مشتری کہے کہ یہ بدل گئی ہے) تو بائع کا قول (مع قسم کے) معتبر ہوگا (یعنی اس تبدیلی کو اگر مدعی گواہوں سے ثابت نہ کر سکا تو بائع سے قسم لے کر اس کا اعتبار کر لیا جائیگا) ہاں اگر دیکھنے میں دونوں کا اختلاف ہو تو مشتری کا قول (مع قسم کے) معتبر ہوگا۔

فائدہ۔ دیکھنے میں اختلاف ہونے کی صورت یہ ہے کہ مشتری کہتا ہے میں نے بن دیکھے خریدی تھی لہذا مجھے اب دیکھنے کے بعد اختیار ہے اور بائع کہتا ہے تو نے دیکھ کر خریدی تجھے اب اختیار نہیں اس صورت میں مشتری کے کہنے کا اعتبار ہوگا۔

ترجمہ۔ اگر کپڑے کی ایک گانٹھ خریدی تھی اور اس میں سے ایک تھان نکال کر بیچ ڈالا یا کسی کو ہبہ کر کے اس کے حوالے کر دیا تو یہ عیب کے سبب سے (یعنی اگر گانٹھ میں کوئی عیب نکل آئے) واپس کر سکتا ہے اور دیکھنے کی اور شرط کے اختیار کے سبب سے اب واپس نہیں کر سکتا (کیونکہ اب تھان میں مالکانہ تصرف کرنے سے اس کا اختیار جاتا رہا)

عیب پر اختیار کی شرط

ترجمہ۔ جس کسی کو خریدی ہوئی چیز میں (گھر آکر) کوئی عیب معلوم ہو تو اُسے اختیار ہے کہ اسے پورے داموں لے اور چاہے پھیر دے اور عیب اس نقصان کو کہتے ہیں کہ جس کے بیع میں ہونے سے سوداگروں کے نزدیک اس کی قیمت گھٹ جائے مثلاً غلام لونڈی میں بھاگنا اور (سوتے ہوئے) بچھونے پر پیشاب کر دینا۔ چوری کی عادت رکھنا یا باؤلا ہونا اور خاص لونڈی میں گندہ دہنی ہونی یا بغلوں میں سے بدبو آنی یا زنا کار ہونا یا حرام کی اولاد ہونا (بھی عیب ہے)

فائدہ۔ یہ چاروں باتیں غلام میں عیب شمار نہیں ہوتیں لونڈی ہی میں ہوتی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ لونڈی کو صحبت کرنے پاس سُلانے اور اولاد ہونے کے لئے لیا کرتے ہیں اور یہ چاروں باتیں اس مقصود میں خلل ڈالنے سے خالی نہیں ہیں۔

ترجمہ۔ کافر ہونا دونوں میں عیب ہے اور لونڈی کا ایام سے نہ ہونا یا استحاضہ کا خون (جو ایک قسم کا مرض ہے) جاری رہنا یا پُرانی کھانسی (یعنی دمہ کی بیماری) ہونا یا قرضدار ہونا یا پُشت

لہ کیونکہ بائع اپنا نقصان ہونے پر راضی ہو گیا ہے اب اس کی طرف سے کوئی فکر نہیں اور اگر وہ راضی نہ ہو تو واپس نہیں ہو سکتی ۱۲ - عینی۔

پر زخم ہونا یا آنکھ میں پر بال ہونا عیب ہے پس اگر مشتری کے ہاں اگر مبیع میں دوسرا عیب پیدا
ہو جائے تو چاہیے یہ بائع سے پہلے عیب کے دام پھیر لے ورنہ اگر بائع اس مبیع کے واپس کر لینے پر
راضی ہے تو واپس کر دے اگر کسی نے کپڑا خرید کر قطع کر لیا تھا پھر اس میں عیب معلوم ہوا تو اس
عیب سے جس قدر اس کی قیمت میں کمی آئے وہ بائع سے لیلے اور اگر بائع اس قطع شدہ کپڑے کو
لینا منظور کرے تو اُسے اختیار ہے لیلے اگر یہ قطع شدہ کپڑا اُس مشتری نے بیچدیا تھا (اور وہاں
اس میں نقص نکل کر وہ واپس ہوا) تو اس نقص کا عوض بائع سے نہیں لے سکتا اگر کپڑا خرید کر
اُسے قطع کر کے سی لیا یا اُسے رنگ لیا یا ستّو خرید کر اس میں گھی ملا لیا اس کے بعد اس کپڑے یا ستو
میں نقص معلوم ہوا تو اس نقص کے دام بائع سے پھیر لے جیسا کہ اگر نقص دیکھنے کے بعد یہ سیا
ہوا کپڑا بیچدیا ہو یا مبیع غلام ہوا اور وہ مر گیا ہو یا اسے مفت آزاد کر دیا ہو (تو ان سب صورتوں
میں نقص کے دام بائع سے واپس لے لئے جاتے ہیں ہاں اگر مشتری نے ایسے عیب دار غلام کو
کچھ روپیہ کی شرط کر کے آزاد کر دیا ہو یا خود ہی جان سے مار دیا یا کھانا تھا وہ کھا لیا یا کچھ کھا یا
کچھ پہنے دیا تو (ان سب صورتوں میں) نقص کا بدلہ[1] کچھ نہیں لے سکتا اگر انڈے یا ککڑی یا اخروٹ
خریدے تھے اور وہ ایسے خراب نکلے کہ کسی معمولی کام میں آ سکتے ہیں تو اب مشتری اس خراب
نکلنے کی کمی کے دام بائع سے پھیر لے اور اگر بالکل ہی نکمے ہوں تو کل دام واپس لیلے (اور یہ حکم
ان ہی تین قسم کی چیزوں کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ بادام اور تربوز وغیرہ سب کا یہی حکم ہے)
اگر مشتری نے مول لی ہوئی چیز بیچدی تھی پھر اس میں کوئی نقص ظاہر ہونے کے سبب سے اس
مشتری پر حاکم کے حکم سے واپس ہو کر آئی تو اب اُس نے جس سے وہ مول لی تھی اس کو پھیر دے
اگر اس نے اپنی خوشی سے پھیر لی تھی تو اب یہ اپنے بائع کو نہیں پھیر سکتا اگر مشتری نے ایک چیز خرید
کر اس پر قبضہ کر لیا پھر اس میں عیب ہونے کا دعویٰ کیا تو ابھی اس سے زبردستی قیمت نہیں دلا
سکتے ہاں مشتری کو چاہیئے کہ وہ گواہ پیش کرے یا (اگر گواہ پیش نہ کر سکے تو) اپنے بائع سے (اس
میں عیب نہ ہونے کی) قسم لیلے اگر مشتری کہے کہ میرے گواہ ملک شام میں ہیں تو (گویا یہ گواہوں
کے پیش کرنے سے عاجز ہے لہذا اب بائع (کو قسم دیں گے اُس) نے اگر قسم کھائی تو مشتری کو دام دینے
پڑیں گے۔ اگر کسی نے ایک غلام خرید اتھا پھر اس کے بھگوڑے ہونے کا دعویٰ کر دیا[2] تو ابھی بائع

[1] یہ قول امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے اور صاحبین کا مذہب یہ ہے کہ بقیہ چیز کو لوٹا دے اور جو کھائی ہے اس کے نقصان
کے دام بائع سے واپس لیلے اور اسی پر فتویٰ ہے ۱۲۔ از حاشیہ عربی کنز۔

[2] اور گویا بائع نے اس کے بھگوڑے ہونے کا اقرار کیا کیونکہ اگر بائع اقرار کرے تو اسے قسم دینے کی کوئی
وجہ نہیں ہے ایسے موقع پر کنایہ محذوفات ہوتے ہیں ۱۲۔ مترجم عفی عنہ۔

کو قسم نہیں دیں گے یہانتک کہ مشتری اس بات کے گواہ پیش کرے کہ یہ غلام اس کے پاس سے بھاگا ہے اگر اُس نے گواہ پیش کر دیئے تو اب حاکم بائع سے اس طرح قسم لے (یعنی وہ بائع اس طرح کہے) کہ خدا کی قسم میرے پاس سے یہ غلام کبھی نہیں بھاگا (اگر بائع نے اس طرح قسم کھالی تو اب مشتری واپس نہیں کر سکتا) اور جس کے قبضہ میں جو چیز ہو اس کی مقدار میں اُسی کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا

فائدہ۔ اس مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک تھان خرید اتھا اس کے بعد اُس میں کچھ نقص معلوم ہوا اور اُس نے واپس کرنا چاہا تو اس کی مقدار میں جھگڑا ہو گیا بائع کہتا ہے یہ تیس گز کا تھا اب بیس گز ہے اور مشتری کہتا ہے بیس ہی گز تھا تو اس صورت میں اس مشتری کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا یہی حکم ہے خواہ جھگڑا ضمانت میں ہو یا امانت میں ہو مثلاً ضمانت کی صورت یہ ہے کہ کسی نے کوئی چیز غصب کر لی تھی جب واپس دینے لگا تو اس کے مالک نے اُس کی مقدار زیادہ بتلائی یا کسی کے پاس امانت رکھی تھی جب یہ واپس دینے لگا تو اس کی مقدار میں اختلاف ہو گیا ان سب صورتوں میں جس کے پاس وہ چیز ہے اُسی کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا اگر کسی نے ایک عقد سے دو غلام خرید کر ایک پر قبضہ کیا تھا اور دوسرے میں کوئی عیب معلوم ہو تو اب چاہے یہ مشتری دونوں کو رکھ لے چاہے دونوں کو واپس کر دے۔

فائدہ۔ یعنی اس صورت میں یہ نہیں ہو سکتا کہ جس میں عیب ہے اُسے واپس کر دے اور جس میں عیب نہیں اسے رکھ لے کیونکہ جب یہ ایک عقد سے خریدے ہیں تو دونوں ایک چیز کے حکم میں ہیں لہذا دونوں کا حکم بدل نہیں سکتا۔

ترجمہ۔ اگر دونوں پر قبضہ کر لیا تھا پھر ایک میں عیب معلوم ہوا تو اب فقط اس عیب دار کو پھیر دے اور اگر کوئی چیز ایسی خریدی تھی جو ناپ کر یا تل کر بکتی ہے پھر اس میں کوئی نقص معلوم ہوا تو اب چاہے ساری کو پھیر دے چاہے ساری رکھ لے اور اگر اس میں کوئی حصہ دار پیدا ہو گیا تو باقی کو پھیر دینے کا اسے اختیار نہ ہوگا ہاں اگر کپڑا خرید اتھا اور اس میں کوئی حصہ دار کھڑا ہو گیا تو اب مشتری کو باقی کے پھیر دینے کا اختیار ہوگا (کیونکہ کپڑا اکثر بونت سے لیا جاتا ہے لہذا اس میں شرکت نقص ہے) اگر کسی نے کوئی کپڑا خرید اتھا اور اس کا نقص دیکھنے کے بعد بھی اسے پہن لیا یا گھوڑا وغیرہ خرید اتھا اور اس میں عیب معلوم کرنے کے بعد اپنے کسی کام کے لیئے اس پر سوار ہو گیا اور اسکی دوا دارو کی تو اس سے اس عیب یا نقص پر راضی ہونا قرار دیا جائیگا ہاں اگر اُسے دریا پر پانی پلانے کو لیجانے کے لیئے یا واپس کرنے کے لیئے یا اس کا چارہ خرید کر لانے کے لیئے سوار ہوا تھا تو اس سوار ہونے سے عیب پر راضی ہونیکا حکم نہیں ہو سکتا اگر کسی نے ایک غلام خرید کر اس پر اپنا قبضہ کر لیا تھا اور اس کے قبضہ میں آکر اس غلام کا کسی

ایسے جرم میں ہاتھ کٹ گیا جو اُس نے بائع کے ہاں کیا تھا تو ایسے غلام کو یہ مشتری واپس کردے اور اپنے دام دیئے ہوئے پھیر لے اگر بائع (بیع کے وقت) یہ کہدے کہ میں اس بیع کے عیبوں کا ذمہ دار نہیں ہوں (یہ تمھاری خوشی ہیں آئے تو لو ورنہ نہ لو میں پھر اُسے واپس نہیں کرنے کا) تو یہ کہنا معتبر ہوگا اگرچہ اُس نے سب عیبوں کا نام نہ لیا ہو اور اب مشتری کو کسی عیب کی وجہ سے واپس کرنے کا اختیار نہ ہوگا (کیونکہ یہ اپنا اختیار بیع کے وقت خود ہی کھو چکا ہے)

بیع فاسد کے احکام

فائدہ - اس باب میں مصنف نے بیع فاسد اور بیع باطل دونوں کو بیان کیا ہے اور چونکہ فاسد کا لفظ باطل کو بھی شامل ہے اس لئے اس باب کو اس عام لفظ سے ملقب فرمایا۔ پھر جاننا چاہیئے کہ بیع فاسد اور بیع باطل کے درمیان تمیز کرنے کا قاعدہ ہے کہ عوضین میں سے اگر ایک بھی ایسا نہ ہو جسے کسی آسمانی دین نے مال قرار دیا ہو تو ایسی بیع باطل ہے خواہ وہ چیز مبیع ہو یا قیمت ہو مثلاً مردار کو بیچنا یا خریدنا اسی طرح آزاد آدمی کو بیچنا یا خریدنا اور اگر عوضین میں کوئی ایسی چیز ہے جسے ایک دین نے تو مال قرار دیا ہے اور دوسرے نے نہیں تو پھر یہ دیکھنا چاہیئے کہ اگر اس چیز کو بہ قیمت قرار لینا ممکن ہے تو اس صورت میں بیع فاسد ہے جیسے غلام کو شراب سے بیچنا یا شراب کو غلام کے بدلے بیچنا اور اگر اس چیز کی قیمت نہیں ٹھیرا سکتے بلکہ اُس کا مبیع ہونا ضروری ہے تو اس صورت میں بھی بیع باطل ہے جیسے کوئی مسلمان شراب کو روپیہ سے بیچے یا روپیہ کو شراب کے بدلے بیچے۔ عینی۔

ترجمہ۔ مردار خون۔ سور۔ شراب۔ اُم ولد[1]۔ مدبر۔ مکاتب کو بیچنا جائز نہیں ہے پس اگر (کسی نے ان کو بیچدیا یا خرید لیا تھا اور پھر) یہ چیزیں مشتری کے پاس سے جاتی رہیں (جس نے ابھی قیمت نہیں دی تھی) تو اب مشتری کو قیمت نہیں دینی پڑے گی اس طرح مچھلی کو شکار کرنے سے پہلے بیچنا یا اُڑتے جانور بیچنا یا پیٹ میں بچہ کو یا اس بچہ کے بچہ کو بیچنا یا تھنوں میں دودھ بیچنا یا سیپ کو کھول کر دیکھے اور دکھائے بغیر) بیچنا یا مینڈھے وغیرہ کی اون مونڈنے سے پہلے بیچنا یا چھت میں لگی ہوئی کڑی کو بیچنا یا تھان میں سے بلا تعیین ایک گز کپڑا بیچدینا اور شکاری کا

---

[1] کیونکہ مکلف وہ بھی ہیں اور کھانے پہننے کی چیزوں کے خریدنے کی ضرورت اس کو بھی پڑتی ہے ۱۲۔ طحطاوی علی شامی ام ولد وغیرہ کے معنی میں اگر کسی کو شبہ ہو تو ان کا بیان مستقل پہلے گذر چکا ہے وہاں دیکھ لے ۱۲۔ مترجم عفی عنہ۔

اپنے جال کی ایک پھینک کو بیچدینا اور بیع مزابنت کرنا (جس کی صورت یہ ہے کہ کوئی ٹوٹے ہوئے میوے کو درخت پر لگے ہوئے میوے کے عوض میں اٹکل سے بیچ دے) اور بیع ملامست (مثلاً بائع یا مشتری کہے کہ اگر میں تجھکو یا تیرے کپڑے کو ہاتھ لگادوں تو ہم تم میں بیع ہوگئی) اور بیع القاء حجر (جس کی صورت یہ ہے کہ بائع یا مشتری کہے کہ اگر میں مبیع پر پتھر کنکر ماردوں تو ہم تم میں بیع ہوجائے گی یہ تینوں قسم کی بیع کافروں کے ہاں مروج تھیں جو دوسری جانب کی رضامندی بغیر ہوجاتی تھیں) اور دو کپڑوں میں سے (بلا تعیین کئے) ایک کپڑا بیچنا[1] اور زمین پر کھڑی گھاس بیچنا یا گھاس کی زمین کو کرایہ پر دینا یا شہد کی مکھیوں کو بیچنا جائز نہیں ہے ہاں ریشم کے کیڑے اور اس کے انڈوں کو بیچنا جائز ہے اور بھاگے ہوئے غلام کو بیچنا جائز نہیں لیکن اگر ایسے شخص کے ہاتھ بیچدے جس پر یہ گمان ہو کہ وہ غلام اسی کے پاس ہے تو جائز ہے۔ عورت کا دودھ اور سور کے بالوں کو بیچنا جائز نہیں ہے ہاں سور کے بالوں کو جوتے وغیرہ کے سینے میں استعمال کرنا درست ہے آدمی کے بالوں کو بیچنا اور ان کو کسی کام میں لگاکر ان سے فائدہ اٹھانا اور مردار جانور کا چمڑہ دباغت سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے دباغت کے بعد اسکو بیچنا اور کام میں لانا جائز ہے جیساکہ مردار کی ہڈیوں اور اس کے پٹھوں اور اون اور سینگوں اور مرے ہوئے اونٹ کی اون کو (کام میں لانا) اور بیچنا درست ہے بالاخانہ گرنے کے بعد اس کے حق کو بیچنا اور پانی بہنے کی جگہ کو بیچنا اور اسے ہبہ کرنا جائز نہیں اور اگر لونڈی کہہ کے بیچی تھی بعد میں معلوم ہوا کہ وہ لونڈی نہیں تھی غلام تھا یا کسی نے ایک غلام سمجھ کے خرید ا تھا بعد میں وہ لونڈی نکلی تو ان دونوں صورتوں میں بیع درست نہیں ہوئی بیچی ہوئی چیز کو قیمت لینے سے پہلے کم قیمت پر خریدنا جائز نہیں ہے ہاں اگر اس میں کوئی چیز ملادی ہو تو اس صورت سے بیچنا جائز ہے۔

فائدہ۔ اس مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے دو تھان دس روپے کے بیچے تھے اور ان کی قیمت بھی نہیں لی تھی کہ پھر وہی تھان خود ہی پانچ روپے میں خرید لیے تو اس صورت میں یہ دوسری بیع) ناجائز ہے کیونکہ اب یہ پانچ روپیہ مشتری سے مفت لیگا ہاں اگر ان تھانوں میں مشتری نے تیسرا تھان اور ملادیا تھا اور اس کے بعد بیچے تو اب یہ بیع جس طرح بھی ہو درست ہے تیل کو اس صورت سے بیچنا کہ اس کو مع برتن کے تول لیں اور بعد میں ہر برتن کی جگہ پچاس رطل یا اور کوئی وزن معین کرلیا) مجرا دیدیں گے تو یہ بیع جائز نہیں ہے ہاں اگر یہ صورت ہو کہ (خالی) برتن تول کر اس کا وزن مجرا کرلیا جائیگا تو بیع

---

[1] اور اسی طرح دو غلاموں یا دو جانوروں میں سے بلا تعیین کے ایک جانور یا غلام کو بیچنا درست نہیں کیونکہ بکی ہوئی چیز معین نہیں ہوتی اور یہی سبب بیع کے فاسد ہونیکا ہے ۱۲۔ عینی۔

درست ہوگی اور اگر کوئی تیل وغیرہ مشک سے ناپ کر بیچے پھر مشک کے وزن میں بائع مشتری میں جھگڑا ہو جائے (مثلاً بائع کہے کہ مشک دو سیر کی ہے اور مشتری کہے تین سیر کی ہے) تو اس میں مشتری سے قسم کھلوا کر اس کے قول کا اعتبار کیا جائیگا اگر کوئی مسلمان کسی ہندو سے شراب خریدوائے یا بکوا دے تو جائز ہے[1]۔ لونڈی کو اس شرط سے بیچنا کہ خریدنے والا اسے آزاد کر دے مکاتب یا ام ولد کر دے تو درست نہیں ہے۔

فائدہ۔ مدبرہ اس لونڈی کو کہتے ہیں جس سے آقا یہ کہدے کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے اور مکاتبہ وہ جس کی آزادی کچھ روپیہ ادا کرنے پر موقوف ہو اور ام ولد وہ ہے جس کے آقا سے اولاد ہو اور آقا نے اسے اپنی اولاد تسلیم کر لیا ہو۔ مترجم۔

ترجمہ۔ کسی نے حاملہ لونڈی بیچی اور حمل اپنا رکھا یا غلام کو اس شرط سے بیچا کہ ایک مہینہ اس سے بائع خدمت لیگا یا مکان اس شرط سے بیچا کہ (ایک مہینہ) اس میں بائع رہے گا یا یہ کہ مشتری (بائع کو کچھ روپیہ) قرض (بھی) دے گا یا بائع کو کچھ تحفہ بھیجیگا یا بائع اتنی مدت کے بعد مبیع مشتری کے حوالہ کرے گا یا تھان اس شرط پر بیچا کہ بائع ہی اسے قطع کرے گا اور اس کا کرتہ (وغیرہ) سی دیگا تو ان سب صورتوں میں بیع ناجائز ہوگی۔ اگر (جوتے کا جوڑا) اس شرط سے بیچا کہ بائع اسے قطع کر کے ٹھیک کر دے گا یا اس میں تسمہ لگا دے گا تو یہ بیع درست ہے[2]۔ اگر کوئی چیز ادھار بکی اور قیمت کی ادائیگی کا وقت نوروز یا مہرگان یا عیسائیوں کے روزوں کے دن یا یہود کی عید کا دن ٹھیرا اور (بائع مشتری دونوں یہ نہیں جانتے کہ نوروز یا مہرگان وغیرہ کب ہے (کتنے دن باقی ہیں) یا مشتری نے یہ کہا کہ حاجیوں کے آنے کے وقت قیمت ادا کر دوں گا یا کھیتی کٹنے کے وقت یا اناج گھے جانے کے وقت یا میوہ ٹوٹنے کے وقت دوں گا تو ان سب صورتوں میں بیع ناجائز ہوگی۔

فائدہ ۔ گرمی آنے سے پہلے جب رات دن برابر ہوتے ہیں تو اس دن کو اردو میں نوروز اور عربی میں اسی کا معرب نیروز ہے اور جب جاڑے آنے سے پہلے رات دن برابر ہوتے ہیں تو اس دن کا نام مہرگان اردو میں اور اسی کا معرب مہرجان عربی میں ہے۔

ترجمہ۔ اگر کوئی ان مذکورہ اوقات تک کسی کا ضامن ہو جائے تو ضمانت جائز ہے اگر پہلی مذکورہ صورتوں میں یہ اوقات معین کرنے کے باوجود وقت معین آنے سے پہلے مشتری نے مدت کو

---

[1] لیکن اس کی قیمت مسلمان کے لئے استعمال کرنی حرام ہے۔

[2] اس بارے میں امام زفر رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ بیع ایسی شرط سے بھی نہیں ہونے کی اور قیاس بھی یہی چاہتا ہے مگر یہ مسئلہ استحسانی ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ لوگوں میں یہ معاملہ بلا خلاف مروج ہے ۱۲ از حاشیہ اصل۔

ساقط کردیا (یعنی قیمت اس وقت سے پہلے ہی ادا کردی) تو اس صورت میں بیع درست ہوجائے گی اگر کسی نے ایک آزاد اور ایک غلام ایک عقد سے بیچدیا یا ایک ذبح کی ہوئی اور دوسری مری ہوئی بکری کو ایک ساتھ بیچدیا تو دونوں صورتوں میں) دونوں کی بیع باطل ہے اگر ایک غلام اور ایک مدبر کو یا ایک اپنے غلام کو اور ایک دوسرے کے غلام کو یا اپنی مملوکہ اور ایک وقفی چیز کو ایک ساتھ بیچدیا تو پہلی صورت میں غلام کی بیع اور دوسری میں اس کے غلام کی بیع اور تیسری میں اس کی مملوکہ چیز کی بیع ہوجائے گی (مدبر اور دوسرے کے غلام اور وقف کی بیع نہ ہوگی۔

فسخ بیع

فصل۔ اگر بیع فاسد میں (جو ابھی مذکور ہوئی ہے) بائع کی اجازت سے مشتری مبیع پر قبضہ کرلے اور مبیع اور ثمن دونوں مال ہوں (یعنی شراب اور سور وغیرہ نہ ہوں جن کو شریعت نے مسلمانوں کے لیے مال ہونے سے خارج کردیا ہے) تو مشتری قیمت دے کر مبیع کا مالک ہوجاتا ہے ہاں بائع مشتری میں سے ہر ایک کو اس بیع کا فسخ کردینا واجب[1] ہے لیکن اگر مشتری نے (اپنا قبضہ کرکے پھر) مبیع کو بیچدیا ہو یا ہبہ کردیا ہو یا (وہ مبیع غلام ہو) اُسے آزاد کردیا ہو یا (وہ مبیع زمین ہو) اُس پر مکان بنالیا ہو (تو ایسی صورت میں فسخ کا اختیار نہیں رہتا) اور اس مشتری کو یہ اختیار رہے کہ جب تک بائع سے قیمت وصول نہ کرلے مبیع اُس کو نہ دے اور اگر بائع نے ایسی مبیع کی قیمت سے (تجارت وغیرہ کرکے) کچھ نفع کمالیا ہو تو وہ بائع کے لئے (مباح اور) حلال ہے ہاں اگر مشتری کو اس مبیع سے کچھ فائدہ ہوا ہو تو وہ اُس کیلئے حلال نہیں۔ اگر ایک شخص نے دوسرے پر چند روپوں کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے (حاکم کے حکم سے) وہ روپے اس کو دیدیئے (اور مدعی نے یہ روپے لے کر اُن سے کچھ نفع حاصل کرلیا) اس کے بعد دونوں اس پر متفق ہوگئے کہ مدعا علیہ کے ذمہ کچھ نہیں تھا (فقط جھوٹا دعوی ہوگیا تھا) تو اس صورت میں وہ نفع مدعی کے لئے حلال ہے۔

بخش کے احکام

فصل۔ اگر کسی کو ایک چیز خریدنی منظور نہ ہو اور دوسروں کو اس کی خریداری میں پھنسانے کے لئے اس کی قیمت سے بڑھ کر قیمت کہے تو یہ مکروہ[2] (تحریمی) ہے (اسی کو عربی میں بخش کہتے ہیں) اگر کوئی شخص ایک چیز خرید رہا ہو تو دوسرے کو اس کے مقابلے میں قیمت زیادہ دے کر خرید لینا مکروہ تحریمی ہے (ہاں اگر وہ نہ خریدے تو پھر مضائقہ نہیں) سوداگروں کے قافلہ سے (سستی چیز خرید کر مہنگی بیچنے کے قصد سے) رستہ ہی میں

---

[1] یہاں اصل کنز میں لِکُلٍّ مِنْهُمَا کا لفظ ہے جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی بیع کا فسخ کرنا ان دونوں میں سے ہر ایک کو جائز ہے مگر عینی لکھتے ہیں کہ یہاں لام کے معنے علی کے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ ایسا کرنا دونوں پر واجب ہے ۱۲۔ از حاشیہ اصل۔ [2] کنز میں تو ان دونوں پر فقط مکروہ ہی کا لفظ ہے مگر عینی نے ان سب پر تحریمی کا لفظ بڑھایا ہے اس لئے یہ لفظ بریکٹ میں لے کر ترجمہ میں شامل کردیا گیا۔ ۱۲۔

تجارتی مال شہر میں لائے اور اسے شہری اس کی طرف سے بیچے (اس غرض سے کہ اطمینان کے ساتھ گراں بکے گا) تو یہ بھی مکروہ تحریمی) ہے اسی طرح جمعہ کی اذان کے بعد (نماز تک) خرید و فروخت مکروہ تحریمی) ہے (نیلام کے طور پر اگر کوئی قیمت زیادہ دے اسی کے ہاتھ بیچنا مکروہ نہیں درست ہے) اگر دو غلام ہوں یا ایک غلام اور ایک لونڈی میں قرابت داری قریب کی ہو اور ان میں ایک کم سن ہو تو انھیں بیچنے میں جدا نہ کرنا چاہیئے۔

فائدہ۔ قریب کی قرابتداری مراد یہ ہے مثلاً دونوں بہن بھائی ہوں یا ماں بیٹے ہوں یا بھائی بھائی ہوں تو ان دونوں کو ایک ہی کے ہاتھ بیچے یہ نہ کرے کہ ایک ایک کے ہاتھ بیچدیا اور دوسرا دوسرے کے ہاتھ۔

فائدہ۔ بخلاف بڑی عمر والوں اور میاں بیوی کے کہ ان کو جدا کر دینے میں کچھ مضائقہ نہیں۔

بیع کی واپسی کے احکام

فائدہ۔ اقالہ کے لغوی معنی اکھاڑنے اور اٹھانے کے ہیں اور شرعی معنی بیع کو واپس کرنیکے ہیں۔

ترجمہ۔ اقالہ کرنا بائع مشتری کے حق میں پہلی بیع کا توڑنا ہوتا ہے اور تیسرے شخص (مثلاً شفیع کے حق میں بیع (جدید) ہوتی ہے اور یہ آئی ہی قیمت پر درست ہے جو پہلے دی جاچکی ہے اس قیمت سے کمی بیشی[1] کی شرط کرنا باوجودیکہ مبیع میں کوئی زیادتی یا عیب وغیرہ نہیں ہو لغو ہے لہذا بائع کو پہلی سی قیمت دینی لازم ہوگی اور قیمت کے جاتے رہنے سے اقالہ ہونے میں کچھ فرق نہیں آسکتا ہاں مبیع ہلاک ہونے کے بعد اقالہ نہیں ہوسکتا اور اگر مبیع کا کچھ حصہ تلف ہوگیا ہو تو تلف شدہ میں اقالہ نہیں اور باقی کا اقالہ درست ہے۔

اصل قیمت یا نفع پر بیچنا

ترجمہ۔ خرید کے خرید داموں پر بیچنے کو (شرع میں) تولیہ کہتے ہیں نفع پر بیچنے کا نام مرابحت

[1] مثلاً ایک چیز دس روپیہ کو بکی تھی اور اب اقالہ میں بائع نے دس کی جگہ بارہ ٹھیرا لئے ہیں یا مشتری کم دیتا ہے تو یہ کمی زیادتی فضول ہے وہی قیمت واپس ہوگی ۱۲ از اصل۔

ہے ان دونوں کے جواز کی شرط یہ ہے کہ جو قیمت پہلے مشتری نے دی ہے وہ مثلی ہو۔

فائدہ۔ شرع میں اشیاء دو قسم کی شمار ہوتی ہیں ایک ذوات الامثال دوسری ذوات القیم ذوات الامثال اُن چیزوں کو کہتے ہیں کہ جن کے تلف کرنے سے ویسی ہی دینی لازم آئے مثلاً روپے اور اناج وغیرہ اور ذوات القیم وہ ہیں جن کے تلف کرنے پر قیمت دینی آتی ہے حیوانات وغیرہ اسی قسم میں داخل ہیں کیونکہ ایک حیوان جیسا بعینہ دوسرا ملجانا مشکل ہے۔

ترجمہ۔ جو شخص تولیہ کرنا چاہے وہ دھوبی کی مزدوری۔ رنگائی۔ ترنج کی بنوائی۔ پھندے بٹوائی غلہ کی بار برداری اور بکریوں (وغیرہ جانور اگر ہوں تو اُن کی ہنکائی وغیرہ) اصل مال میں بڑھا وے اور یوں کہدے کہ یہ چیز مجھے اتنے میں پڑی ہے (سارے دام تلا کر یہ نہ کہے کہ میں نے اتنے میں خریدی ہے کیونکہ یہ کہنا جھوٹ ہوگا) اور چرانے والے کی مزدوری اور پڑھائی کی تنخواہ اور جس مکان میں اُسے رکھا ہو اس کا کرایہ اصل مال میں نہ زیادہ کرے۔ اگر مرابحت پر بیچنے والا خیانت کرے (یعنی اصل قیمت سے زیادہ بتلا کر اس پر نفع لینا چاہے تو اس صورت میں) اس خریدنے والے کو اختیار رہے چاہے اُسی قیمت سے لیلے جو وہ خائن کہتا ہے چاہے مبیع واپس کردے ہاں اگر تولیہ میں ایسا موقع ہو تو مشتری اس خیانت کی مقدار قیمت سے منہا کردے اگر ایک شخص نے ایک کپڑا خرید کر نفع بیچدیا تھا اس کے بعد پھر (اُسی قیمت سے) خرید لیا اب اگر یہ دوبارہ نفع سے (یعنی بطور مرابحت کے) بیچنا چاہے تو پہلا کل نفع اس میں سے کم کردے۔

فائدہ۔ اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے چار روپے کو ایک کتاب خریدی تھی پھر چھ روپے کو بیچدی پھر وہی چار روپے کو خریدی اب اگر یہ اس کتاب کو بطور مرابحت کے بیچنی چاہے تو یہ نفع کے دو روپیہ اس کی قیمت میں سے کم کردے اور یہ کہے کہ یہ کتاب مجھکو دو روپے میں پڑی ہے۔

ترجمہ۔ اگر پہلی دفعہ اتنا نفع ہوا تھا کہ اصلی قیمت کے برابر یا اس سے بھی زیادہ تھا تو مرابحت کہہ کے نہ بیچے (بلکہ ازسرنو جس قیمت کو چاہے بیچدے اگر ماذون قرضدار غلام نے ایک تھان دس روپیہ میں خریدا تھا پھر اپنے آقا کے ہاتھ پندرہ کو بیچدیا تو اب اگر آقا مرابحت کہہ کے بیچے تو اصل قیمت دس ہی روپیہ کہے (اگرچہ اُس نے پندرہ دیئے ہیں کیونکہ وہ دینا معتبر نہیں اپنے غلام کا مال اپنا ہی ہوتا ہے) اسی طرح اگر آقا نے ایک تھان دس روپیہ کو خریدا تھا پھر اپنے غلام کے ہاتھ پندرہ کو بیچڈالا اب اگر یہ غلام مرابحت کہہ کے بیچنا چاہے تو اصل قیمت دس ہی بتلائے (اگرچہ اس نے آقا کو پندرہ دیئے ہیں کیونکہ بدلیل سابق یہ دینا معتبر نہیں) اگر (بنصف نفع کے) مضارب نے دس روپے کو خریدا تھا پھر اپنے رب المال کے ہاتھ (یعنی جس کا یہ روپیہ برتتا ہے) پندرہ روپے کو بیچدیا اب اگر وہ رب المال بطور مرابحت کے بیچنا چاہے تو اصل قیمت ساڑھے بارہ روپے کہنے (اپنے

دو روپے آٹھ آنے منہا کرے) اگر مبیع میں خود بخود ہی کچھ نقصان ہو گیا یا مبیع لونڈی شوہر دیدہ تھی اس سے آقا نے صحبت کر لی تو ان دونوں باتوں کے ظاہر کئے مرابحت کے طور پر بیچنا جائز ہے (یعنی ان صورتوں میں یہ ظاہر کرنا ضروری نہیں کہ اس مبیع میں یہ عیب میرے ہاں ہو گیا یا اس لونڈی سے میں نے صحبت کر لی ہے) ہاں اگر مشتری نے قصداً اسے عیب دار کیا یا لونڈی باکرہ تھی اس سے صحبت کر لی تو ان دونوں باتوں کو ضرور ظاہر کر دے (خواہ وہ خریدے یا نہ خریدے) اگر ایک ہزار روپیہ میں کوئی چیز اُدھار[1] خریدی تھی اور سو روپے کے نفع سے (نقد) بیچدی اور یہ ظاہر نہ کیا کہ میں نے اُدھار خریدی تھی تو اس صورت میں اس خریدنے والے کو اختیار دیا جائیگا کہ چاہے وہ گیارہ سو خریدے اور چاہے چھوڑ دے اگر اس مشتری نے مبیع کو تلف کر دیا بعد میں اسے معلوم ہوا کہ بائع نے ایک ہزار میں اُدھار خریدی تھی اور گیارہ سو میں نقد ہی ہے) تو اب اسے گیارہ ہی سو دینے پڑیں گے یہی حکم تولیہ کا ہے (کہ اگر مبیع کے ہوتے ہوئے تولیہ کے طور پر بیچنے والے کی خیانت معلوم ہو جائے تو اب اس خریدنے والے کو اختیار ہے چاہے خریدے چاہے واپس کر دے اور اگر مبیع تلف ہو گئی تو جو دام ٹھیر گئے ہیں وہی دینے پڑیں گے اب تخفیف نہیں ہو سکتی) اگر کسی نے کوئی چیز یہ کہہ کر بیچدی کہ جتنے میں مجھے پڑی ہے اُتنے ہی میں تیرے ہاتھ بیچتا ہوں اور خریدنے والے کو یہ خبر نہیں ہے کہ اسے کتنے میں پڑی ہے تو یہ بیع فاسد ہے اور اگر یہ اُسے وہیں بیٹھے معلوم ہو جائے تو اب اُسے اتنا اختیار ہو گا کہ چاہے خریدے نے چاہے نہ خریدے)

اشیاء کی اقسام

فصل - فائدہ - اشیاء کی دو قسم ہیں ایک منقولی دوسری غیر منقولی منقولی اُن کو کہتے ہیں جو ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکیں مثلاً حیوانات چاندی ۔ سونا ۔ اناج اور کپڑے وغیرہ اور غیر منقولی وہ ہیں جو ایک ہی جگہ رہیں مثلاً زمین ۔ مکانات اور باغات وغیرہ ۔

ترجمہ ۔ زمین (بلکہ ہر غیر منقولی چیز) پر اپنا قبضہ کرنے سے پہلے اسے بیچدینا درست ہے منقولی کو (قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا) درست نہیں ۔ اگر کسی نے ناپنے کی چیز ناپ کر خریدی تو جب تک وہ اُسے خود ناپ نہ لے اسے اس کا بیچنا اور کھانا حرام ہے اور یہی حکم ان چیزوں کا ہے جو وزن سے یا گنتی سے بکتی ہیں اور جو چیز گزوں سے نپ کر بکتی ہے اسے قبضہ کرنے کے بعد ناپنے سے پہلے بیچنا جائز ہے اور قیمت میں قبضہ کرنے سے پہلے تصرف کرنا جائز ہے) مثلاً قیمت

---

[1] کیونکہ اُدھار کی مدت کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کی قیمت ہو سکے لہٰذا اس کے مقابلے میں قیمت بالکل نہیں ہو سکتی ہاں ادھار میں ایک قسم کی آسانی ہے جس کی وجہ سے قیمت بڑھ جاتی ہے اسی وجہ سے اس کو دوسرے مشتری کو اختیار ہو گا ۱۲ - از حاشیہ اصل ۔

ابھی بائع نے اپنے ہاتھ میں نہیں لی تھی پہلے ہی کسی کو دلوا دی تو یہ جائز ہے) اور قیمت معین ہونے کے بعد اگر مشتری اس میں کچھ بڑھا دے یا بائع کچھ کم کر دے تو یہ جائز ہے) اسی طرح مبیع میں بھی کچھ بڑھا دینا جائز ہے ان صورتوں میں بائع اور مشتری کل کے مستحق ہو جاتے ہیں (یعنی مبیع یا قیمت میں اگر کچھ بڑھا دیا گیا ہے تو اب بائع یا مشتری اس سب کا ایسا مستحق ہے کہ گویا اصل عقد اتنی ہی چیز پر یا اتنے ہی داموں پر ہوا تھا) اور سوائے قرض کے ہر قسم کے دین میں (ادا کرنے کی) مدت مقرر کرنی جائز ہے۔

فائدہ۔ قسم کے دین سے مراد یہ ہے مثلاً کسی چیز کی قیمت دینی ہے تو اس کی ادائیگی کا کوئی وقت معین کر دینا جائز ہے اور یہاں جائز سے مراد یہ ہے کہ اب اس وقت سے پہلے اسے مانگنے کا اختیار نہ ہوگا لیکن قرض (یعنی اگر کسی کو کچھ روپیہ دیا ہو تو اسکا) یہ حکم نہیں بلکہ اس میں اگر ادا کرنے کا کوئی وقت بھی معین کر دے تب بھی اس وقت سے پہلے جس کا روپیہ ہے اُسے اختیار ہے یعنی وہ جب چاہے تقاضا کر سکتا ہے۔

سُود کے احکام

فائدہ۔ ربوا کے لغوی معنے زیادتی کے ہیں اور شرعی معنی وہ ہیں جو خود مصنف نے بیان کئے ہیں۔

ترجمہ۔ ربوا مال کی اُس زیادتی کو کہتے ہیں جو مال کو مال سے بدلنے میں بلا عوض ہو (مثلاً دو سیر گیہوں وغیرہ کے بدلے تین سیر لے لئے یا دیدیے یا دس روپے لے کر گیارہ دیدیے یا لے لئے) اور (دو چیزوں میں) ربوا (ہونے) کی علت قدر اور جنس (میں دونوں کا ایک ہونا) ہے (قدر سے مراد یہ ہے کہ جو چیز پیمانہ سے ناپ کر بکتی ہے اُس میں پیمانہ اور جو تل کر بکتی ہو اُس میں تول ایک ہو یعنی دونوں تل کر بکتی ہوں اور جنس کے ایک ہونے کا یہ مطلب ہے کہ دونوں چیزیں ایک ہی قسم کی ہوں مثلاً دونوں گیہوں ہوں یا دونوں جو چنے وغیرہ ہوں) پس جن چیزوں میں یہ قدر و جنس ایک ہو ان میں (ایک طرف سے) زیادتی اور اُدھار دونوں حرام ہیں اور اگر فقط جنس میں یا قدر میں ایک ہیں تو اُدھار حرام ہے (اور زیادہ دینا یا لینا حرام نہیں۔

فائدہ۔ جنس و قدر میں ایک ہونے کی مثال بریکٹ میں گذر چکی ہے یعنی دونوں طرف گیہوں یا مثلاً دونوں طرف چاندی یا سونا ہو تو ایسی صورت میں اگر کمی بیشی ہو گی تب بھی حرام

ہے اور اگر ایک نے آج دیدیا اور دوسرے نے کچھ دنوں کا وعدہ کر لیا تب بھی اس میں ربوا ہوکر یہ بیع حرام ہوگی اور اگر فقط جنس یا قدر ہی میں اتحاد ہے مثلاً ایک طرف گیہوں ہوں اور دوسری طرف جو کہ دونوں قدر میں یعنی تل کر بکنے میں اگرچہ برابر ہیں مگر جنس میں مختلف ہیں تو ایسی صورت میں کمی بیشی ہونی جائز ہے اور ادھار اب بھی حرام ہے۔

ترجمہ۔ اگر قدر و جنس دونوں مختلف ہیں تو پھر ادھار اور کمی بیشی دونوں حلال ہیں (مثلاً اناج روپے سے یا کپڑا اشرفی سے بیچا تو ایک طرف سے بیشی ہونا بھی جائز ہے اور قیمت میں ادھار بھی جائز اور جو چیزیں نپ کر بکتی ہیں) مثلاً گیہوں۔ جو اور چھوارے اور سب اناج اور نمک اور وہ چیزیں جو تل کر بکتی ہیں مثلاً چاندی۔ سونا اور لوہا وغیرہ) اور وہ چیزیں جو رطلی کہلاتی ہیں (مثلاً گھی وغیرہ) اگر ان کو ان کی جنس سے بیچا جائے تو برابر (سرابر) بیچنا جائز ہے اور کمی بیشی سے ہرگز جائز نہیں ہے اور بڑھیا گھٹیا (اور کھری کھوٹی حکم میں) دونوں برابر ہیں (یعنی یہ بھی ناجائز ہے کہ کوئی بڑھیا گیہوں سیر بھر دیدے اور گھٹیا دو سیر لیلے یا کھری چاندی تولہ بھر لیلے اور کھوٹی دو تولہ دیدے) اور چاندی سونے کی بیع کے علاوہ اور سب چیزوں میں بیع کے وقت مبیع اور قیمت کا معین ہوجانا شرط ہے ان پر بائع مشتری کا قبضہ ہوجانا شرط نہیں ہے۔

فائدہ۔ چاندی کو سونے سے یا سونے کو چاندی سے اگر بیچا یا خریدا جائے تو اسے عربی میں بیع صرف کہتے ہیں اس بیع صرف میں یہ بات ضروری ہے کہ بیع ہو جانے کے بعد مبیع اور قیمت پر بائع اور مشتری کا قبضہ بھی ہوجائے ورنہ یہ بیع پوری نہیں ہوتی۔

ترجمہ۔ ایک مٹھی غلہ کو دو مٹھی سے بیچنا جائز ہے اسی طرح ایک سیب کو دو سیبوں سے۔ ایک انڈے کو دو انڈوں سے۔ ایک اخروٹ کو دو اخروٹوں سے۔ ایک کھجور کو دو کھجوروں سے اور ایک پیسے کو دو پیسوں سے بیچنا جائز ہے بشرطیکہ دونوں چیزیں معین ہوں (پہلے گذر چکا ہے کہ ربوا کی علت قدر و جنس (یعنی ناپ تول وغیرہ ہے اور چونکہ ان میں کچھ ناپ تول نہیں ہے لہذا ربوا بھی نہیں ہے) اور گوشت کو کسی حیوان کے بدلے بیچنا یا کپڑے کو روئی سے یا پختہ کھجور کو پختہ یا خشک کھجور کے بدلے برابر (سرابر) بیچنا جائز ہے (کمی بیشی سے جائز نہیں ہے اسیطرح انگور کو انگور یا منقہ سے۔ اور مختلف[1] گوشت کو ایک دوسرے کے عوض کمی بیشی سے بیچنا جائز ہے اور گائے کے دودھ کو بکری کے دودھ سے اور روی کھجور کے سرکہ کو انگور کے سرکہ سے اور پیٹ کی چربی کو چکتی کے چربی سے یا گوشت

[1] مختلف گوشت سے مراد اس کی جنس کا مختلف ہونا ہے مثلاً کوئی بکری کے گوشت کو گائے کے گوشت سے یا اونٹ کے گوشت سے بیچے تو کمی زیادتی جائز ہے اور اگر ایسا نہو مثلاً بکری کا گوشت بھیڑ کے گوشت سے بیچنے لگے اور علی ہذا القیاس تو یہ کمی زیادتی سے بیچنا درست نہیں ہے ۱۲۔ عینی۔

سے اور روئی کو گیہوں سے یا آٹے سے کمی بیشی کے ساتھ بیچنا جائز ہے ہاں گیہوں کو آٹے سے یا ستو سے کمی بیشی کے ساتھ بیچنا جائز نہیں اور زیتون کو روغن زیتون سے یا تلوں کو میٹھے تیل سے بیچنا جائز ہے جب تک کہ یہ روغن زیتون اور میٹھا تیل اس سے زیادہ نہ ہو جو اس زیتون اور تلوں میں ہے اور روٹی کو تول کر قرض لینا جائز ہے گنتی پر لینا جائز نہیں ہے (کیونکہ انہیں تفاوت ہونے کے باعث کمی بیشی کا احتمال ہے) اور آقا اور غلام[1] کے درمیان اور دار الحرب میں مسلمان اور حربی[2] کے درمیان ربوا نہیں ہے (یعنی اگر یہ چاروں آپس میں کمی بیشی کے ساتھ لین دین کرلیں تو ان میں ربوا کا حکم نہ ہوگا۔

حقوق کا بیان

فائدہ ۔ یعنی اس کا بیان کہ وہ کون سے حقوق ہیں جو بیع ہونے سے مبیع میں آجاتے ہیں اور وہ کون سے ہیں جو بیع سے مبیع میں نہیں آتے ۔

ترجمہ ۔ اگر کسی نے کوئی کوٹھری مع اس کے کل حقوق کے خریدی تو اس خریدنے میں بالاخانہ نہیں آئیگا اور نہ مکان کے خریدنے میں آئیگا ہاں اگر مکان خریدنے کے وقت یہ کہا ہو کہ میں اس مکان کو مع اس کے کل حقوق کے خریدتا ہوں یا اس کے کل منافع سمیت خریدتا ہوں یا اس میں جو تھوڑی بہت چیز ہے سب خریدتا ہوں یا جو چیز اس کے متعلق ہے سب خریدتا ہوں (تو ان چاروں صورتوں میں بالاخانہ مکان کی بیع میں آجائیگا اگر کسی نے دار (یعنی گھر) کہہ کر خریدا ہے تو اس خرید میں بالاخانہ بلا نام لئے آجاتا ہے جیسا کے پاتخانہ آجاتا ہے لیکن چھوٹا سائبان نہیں آتا ہاں اگر یہ کہا ہو کہ اس گھر کو مع اس کے کل حقوق خریدتا ہوں (یا بائع اس طرح کہے)

فائدہ ۔ عربی میں تین لفظ ہیں بظاہر تینوں کے معنے گھر کے معلوم ہوتے ہیں لیکن دراصل ان میں فرق ہے وہ لفظ یہ ہیں بیت ۔ منزل ۔ دار ۔ پس بیت اس حجرہ یا کوٹھری کو کہتے ہیں جس میں دروازہ لگا ہوا ہو اور منزل اس کو کہتے ہیں جس میں چند کوٹھریاں اور دالان اور صحن ہو اور دار بڑے گھر کو کہتے ہیں جس میں علاوہ کوٹھریوں اور صحن کے اصطبل اور بالاخانہ وغیرہ ضروری اشیاء سب ہوں[3] ان کے علاوہ ایک لفظ ظلہ ہے کہ تین دیواریں بنا کر چھت ڈال دی جاتی ہے اور دروازہ

---

[1] ان کے درمیان ربوٰ نہ ہوسکی یہ وجہ ہے کہ غلام کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ سب آقا ہی کا ہوتا ہے وہاں ربوٰ کی صورت نہیں ہوسکتی ۱۲ ۔ عینی

[2] حربی تو دار الحرب کے رہنے والے کو کہتے ہیں مگر یہاں اس سے مراد کافر حربی ہے کیونکہ مسلمان حربی کے حق میں بھی ربوٰ ہوگا ۔ ۱۲ عینی

[3] جیسے امیروں کے بڑے بڑے مکانات ہوتے ہیں جو ڈیرے بھی کہلاتے ہیں ۱۲ ۔ مترجم عفی عنہ ۔

نہیں ہوتا اور گھر کہہ کر خریدنے میں (خاص) راستہ اور پانی نکلنے کی جگہ اور زمین کی خرید میں پانی کا حصہ داخل نہیں ہوتا ہاں اگر یہ کہہ کر خریدا ہو کہ مع اُس کے کل حقوق کے خریدتا ہوں بخلاف کرایہ پر دینے (یا لینے) کے کہ اس میں یہ سب حقوق بلا ذکر داخل ہو جاتے ہیں ۔

بیع کا حقدار نکل آنا

ترجمہ ۔ حجت متعدیہ گواہ ہیں اقرار نہیں ہے (یعنی اقرار حجت متعدیہ نہیں ہے ۔

فائدہ ۔ حجت متعدیہ سے مراد یہ ہے کہ ان کے ذریعہ سے ہر کسی پر ہر طرح کا دعویٰ ثابت ہو جاتا ہو بشرطیکہ جو گواہوں کی شرطیں ہیں وہ موجود ہوں بخلاف اقرار کے کہ جو شخص جس چیز کا اقرار کرتا ہے وہ اسی کے ذمہ ثابت ہو جاتی ہے اس سے دوسرے کے ذمہ کچھ ثابت نہیں ہو سکتا لہٰذا اقرار حجت غیر متعدیہ ہوئی کہ مقر سے تجاوز نہیں کرتی ۔

ترجمہ ۔ اور (ملک کے دعوے میں) تناقض ہونا ملک کے دعوے کو غلط کر دیتا ہے ہاں حریت طلاق اور نسب کے دعویٰ میں تناقض ہونا اسے غلط نہیں کرتا ۔

فائدہ ۔ تناقض کلام میں ہونے کے یہ معنی ہیں کہ ایک کلام دوسرے کلام کے معارض اور خلاف ہو مثلاً ایک شخص نے ایک لونڈی خریدی اور پھر یہ دعویٰ کیا کہ یہ لونڈی تو زید کی ہے تو اس کا یہ دعویٰ غلط اور غیر مقبول ہے کیونکہ اس کے خود خریدنے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کے نزدیک وہ لونڈی اس بائع کی تھی جس سے اُس نے خریدی تھی اب جو یہ زید بتلاتا ہے تو ملک کے دعوے میں تناقض ڈالتا ہے لہٰذا اس کا یہ دعویٰ کہ زید کی ہے غلط ہے اور اگر لونڈی خرید کر قبضہ میں کرنے کے بعد یہ دعویٰ کیا کہ یہ تو زید کی آزاد کی ہوئی ہے اس صورت میں یہ کہنا اگرچہ اس کے خریدنے میں مناقض ہے لیکن چونکہ حریت کا دعویٰ ہے لہٰذا باوجود تناقض کے بھی مقبول ہوگا اسی طرح اگر کوئی عورت خلع کرے یعنی اپنے شوہر کو کچھ روپیہ دے کر اُس سے طلاق لیلے اور پھر یہ دعویٰ کرے کہ مجھے تو اس نے خلع سے پہلے ہی تین طلاقیں دیدی تھیں تو یہ دعویٰ باوجود تناقض کے مقبول ہوگا علیٰ ہذا القیاس اگر کسی نے اپنا غلام بیچدیا تھا پھر یہ دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے تو باوجودیکہ اس کے اس دعوے اور بیچنے میں تناقض ہے مگر چونکہ نسب کا دعویٰ ہے لہٰذا باوجود تناقض کے بھی قابل سماعت ہوگا ۔ عینی د فتح القدیر ۔

ترجمہ ۔ اگر بکی ہوئی لونڈی کے (مشتری کے ہاں آکر) بچہ ہو جائے اور پھر گواہوں سے یہ ثابت ہو جائے کہ یہ لونڈی اور کی ہے (جس نے بچی تھی اس کی نہیں ہے) تو یہ لونڈی مع بچہ کے اُس کو دلا دی جائے گی اور اگر خریدنے کے بعد خود ہی اقرار کر لیا کہ یہ لونڈی فلانے کی ہے (بائع نے غلطی سے یا دھوکہ سے میرے ہاتھ بیچی ہے تو چونکہ یہ اقرار ہے اور اقرار حجت غیر متعدیہ ہے لہٰذا بائع کو اُس سے کچھ بھی نقصان نہ ہوگا) تو (اس صورت میں) وہ بچہ ماں کے ساتھ نہ ہوگا (کیونکہ اُس نے فقط لونڈی کا اقرار کیا ہے لہٰذا اس سے لونڈی اسے دلا دی جائے گی) اگر ایک غلام نے ایک شخص سے کہا کہ تو مجھے خرید لے کیونکہ میں غلام ہوں اُس نے خرید لیا تو معلوم ہوا کہ وہ (غلام کسی کا نہیں بلکہ آزاد ہے) اور اس نے دھوکہ سے دوسرے کو روپیہ لادئے ہیں) تو ایسی صورت میں اگر بیچنے والا موجود ہو یا جہاں وہ ہے وہ جگہ معلوم ہے تو وہ خریدنے والا اس غلام پر کسی قسم کا دعویٰ نہیں کر سکتا (بلکہ بائع کو پکڑے اور اسی سے اپنا روپیہ وصول کرے) اور اگر بائع یہاں نہیں ہے اور نہ اس کا پتہ معلوم ہے تو اس صورت میں یہ مشتری اس غلام سے قیمت وصول کرے اور یہ غلام بائع سے وصول کرتا پھرے بخلاف رہن کے ۔

فائدہ ۔ رہن کی صورت یہ ہے کہ ایک غلام نے دوسرے سے کہا کہ تو مجھے اپنے ہاں رہن کرلے میں غلام ہوں اس غریب نے رہن کر لیا بعد میں معلوم ہوا کہ یہ غلام نہیں آزاد ہے تو اب یہ مرتہن غلام کسی حال میں بھی رہن کا روپیہ وصول نہیں کر سکتا برابر ہے کہ راہن موجود ہو یا جہاں وہ ہے وہ جگہ معلوم ہو یا نہ معلوم ہو ۔ عینی ۔

ترجمہ ۔ ایک شخص نے ایک مکان کی بابت اس طرح دعویٰ کیا کہ اس میں کچھ میرا بھی حق ہے اور مدعا علیہ (یعنی صاحب مکان) نے سو روپیہ دے کر اس سے صلح کر لی پھر اس مکان کا جزوی حصہ دار کوئی اور کھڑا ہو گیا تو ابھی یہ مدعا علیہ اس مدعی سے کچھ واپس نہ لے اور اگر اس نے دعویٰ سارے مکان کا کیا تھا (کہ سارا مکان میرا ہی ہے اور اس صاحب مکان نے اسے سو روپے دیکر صلح کر لی تھی) تو اب یہ حصہ رسد اس سے روپیہ پھیرلے (یعنی اگر مثلاً اس صورت میں نصف مکان اس سے کسی نے دعویٰ کر کے لے لیا ہے تو یہ صاحب مکان اس مدعی سے نصف روپیہ واپس لیلے ۔

فصل ۔ اگر کوئی شخص دوسرے کی چیز فروخت کر دے تو بعد میں مالک کو اختیار ہے چاہے اس بیع کو توڑ دے چاہے قائم رکھے بشرطیکہ بائع مشتری اور بیع اور یہ اصل مالک (چاروں) موجود

لہ کیونکہ یہ احتمال ہے کہ شاید اس مستحق کا حق اسی میں ہو جس پر مدعی نے دعویٰ نہیں کیا تھا کیونکہ اس کا دعویٰ سارے مکان پر نہیں تھا ۱۲ ۔ عینی ۔

ہوں اور اگر قیمت میں کوئی چیز[1] دی گئی تھی تو (پانچویں) وہ بھی موجود ہو اور اگر یہ سب نہ ہوں تو پھر بیع توڑنی ہی پڑے گی) اگر کسی نے دوسرے کا غلام چھین کر بیچ دیا تھا اور جس نے خریدا تھا اُسے اُس نے آزاد کر دیا اور اس غلام کے اصل مالک نے اس غلام کے بکنے کی اجازت دے دی تو اس صورت میں اس مشتری کا آزاد کرنا درست ہو جائیگا اور اگر اسے آزاد نہیں کیا بلکہ اس مشتری نے بھی بیچ دیا تھا اور اب اس غلام کے اصل مالک نے اس چھیننے والے کو بیع کی اجازت دی تو اس صورت میں اس مشتری کا بیچنا درست نہ ہوگا اور اگر اس غلام کا ہاتھ اس مشتری کے یہاں کسی نے کاٹ دیا تھا جس کا اس نے تاوان لے لیا تھا اور اب اصل مالک نے بیچنے کی اجازت دی تو یہ تاوان کا روپیہ اس مشتری ہی کا رہیگا اب اگر یہ تاوان غلام کی نصف قیمت لے چکا اور نصف میں اُس کے پاس غلام رہا تو اس زیادتی میں اس کا کوئی حق نہیں ہے) اگر کسی نے دوسرے کا غلام اُس کی اجازت بغیر بیچ دیا تھا پھر خریدنے والے نے اُس پر گواہ پیش کرنے چاہے کہ اس بیچنے والے نے میرے سامنے یہ اقرار کیا تھا کہ اصل مالک نے مجھے بیچنے کی اجازت نہیں دی[2] ہے اور اور ان گواہوں کے پیش کرنے سے اس کا مقصود غلام کا ہٹانا ہے تو یہ نہیں سُنے جائیں گے اور اگر اس بیچنے والے نے حاکم کے روبرو خود ہی اس کا اقرار کر لیا کہ بیشک اصل مالک نے مجھے بیچنے کی اجازت نہیں دی تھی) تو اب اگر وہ مشتری بیع رکھنی نہ چاہے تو بیع یقیناً لوٹ جائے گی اگر کسی نے دوسرے کا گھر بغیر اُس کی اجازت کے بیچ دیا تھا اور خریدنے والے نے لیکر اسے اپنی دوسری حویلی میں ملا لیا تو اب اس گھر کی قیمت کا بیچنے والا ضامن نہ ہوگا۔

فائدہ۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ بیچنے والا اپنے غصب کرنے کا اقرار کرتا ہو اور خریدنے والا اُسے جھوٹا بتاتا ہو کیونکہ اس صورت میں اس بائع کا اقرار مشتری پر نہیں چل سکتا بلکہ گواہ ہونے چاہئیں اور چونکہ مالک مکان نے گواہ پیش نہیں کئے لہذا اس کا یہ نقصان اُسی کی طرف منسوب کیا جائیگا کہ اُس نے گواہ پیش نہ کرنے کی وجہ سے اپنا نقصان آپ کیا ہے اس بیچنے والے کے عقد کی طرف منسوب نہ ہوگا کیونکہ وہ تو غصب کا مقر ہے اور غاصب کی بیع جائز نہیں ہوتی اسی وجہ سے وہ اس گھر کی قیمت کا ضامن نہیں ہوتا۔

بدھنی کا بیان

فائدہ۔ سلم کے لغوی معنے جلدی کرنے کے ہیں اور شرعی معنے یہ ہیں کہ ایک شئے کی قیمت اب

---

[1] یعنی اگر قیمت میں روپے نہیں دیے گئے بلکہ کوئی جانور یا کپڑا وغیرہ دیا گیا تھا تو واپسی کی صورت میں اس کا ہونا بھی ضروری ہے ۱۲۔ [2] عینی یا گواہ اس پر کہ اس نے اصل مالک نے میرے روبرو اقرار کیا ہے کہ میں نے اس غلام کے بیچنے کی اجازت نہیں دی تھی ۱۲۔

دی جائے اور وہ شئے یعنی مبیع ان دنوں کے بعد جو مقرر ہو گئے ہوں لی جائے اسی کو اردو میں بدھنی کہتے ہیں ۔

ترجمہ ۔ جن چیزوں کی مفصل کیفیت بیان کر دینی اور ان کی مقدار کا معلوم ہو جانا ممکن ہو ان میں بدھنی درست ہے اور جن چیزوں میں یہ دونوں باتیں نہ ہو سکیں ان میں درست نہیں اس سے معلوم ہوا کہ وہ چیزیں جو نپ کر بکتی ہیں اور وہ چیزیں جو تُل کر قیمت کے عوض بکتی ہیں ان میں بدھنی درست ہے ۔

فائدہ ۔ قیمت کے عوض بکنے کی قید سے روپے اشرفی کو اس حکم سے نکالنا مقصود ہے کیونکہ ان میں بدھنی درست نہیں اگرچہ چاندی سونا تل کر بکتا ہے اور اس قید سے وہ اسواسطے نکل گئے کہ وہ دونوں خود قیمت میں دئے جاتے اور ثمن کہلاتے ہیں ۔

ترجمہ ۔ اسی طرح اُن چیزوں میں جو گنتی سے بکتی ہوں اور قریب قریب ایک سی ہوں جیسے اخروٹ ۔ انڈے ۔ پیسے ۔ کچی اینٹیں بشرطیکہ ان کا سانچہ معین ہو گیا ہو اور ان میں جو گز سے نپ کر بکتی ہوں مثلاً کپڑا وغیرہ) بشرطیکہ یہ چاروں باتیں بیان کر دی گئی ہوں اول گز (کیونکہ گز دو قسم کے ہوتے ہیں ایک جس سے زمین پنتی ہے دوسرا جس سے کپڑا پنتا ہے) دوسرے صفت (یعنی یہ کہ سوتی ہوگا یا اونی ہوگا یا ریشمی ہوگا) تیسرے بناوٹ ۔ چوتھے صنعت (یعنی یہ کہ کانپوری بُنا ہوا ہوگا یا خاص دہلی کا بنا ہوگا) اور حیوانوں میں اور ان کے اعضاء میں اور کھالوں میں گنتی سے اور سوختہ میں گٹھوں کے حساب سے اور ترکاریوں میں گڈیوں کے حساب سے اور جواہرات میں اور پوتھوں میں اور اُن چیزوں میں جو (بدھنی کے وقت یا ادا کرنے کے وقت) دستیاب نہ ہوں اور تازی مچھلی میں بدھنی درست نہیں ہے ہاں اگر سوکھی مچھلی نمک لگی ہوئی ہو تو اس میں وزن سے بدھنی درست ہے اسی طرح گوشت میں بھی بدھنی درست نہیں ہے اور نہ ایسے پیمانہ اور گز سے جس کی مقدار معلوم نہ ہوا اور نہ کسی خاص گاؤں کے گیہوں (وغیرہ غلہ) میں (کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس گاؤں میں اس سال کچھ پیدا ہی نہ ہو) اور نہ کسی معین درخت کے میوے میں اور بدھنی (کے درست اور صحیح ہونے) کی یہ شرطیں ہیں اول جنس کا بیان ہونا (یعنی جس چیز میں بدھنی کرنی ہے اس کی جنس بیان کر دینا مثلاً یہ کہ گیہوں ہونگے یا چنے ہونگے ۔ دوسرے قسم (یعنی اُن گیہوں کی قسم بیان کرنی (کہ بارانی ہونگے یا چاہی) ہوں گے

ﺳﻠﮧ یہاں پیسوں سے وہ پیسے مراد ہیں جن کا چلن نہ ہو جیسے آج کل عالمگیر پائیاں وغیرہ ورنہ یہ ڈبل یا منصوری پیسے تو مثل روپیہ کے ثمن میں داخل ہیں ان میں بدھنی درست نہیں ہو سکتی چنانچہ امام محمد علیہ الرحمۃ کا یہی مذہب ۱۲۔ عینی مختصر مترجم عفی عنہ ۔

یا دیسی ہوں گے یا چیندوسی ہونگے) تیسرے صفت بیان کردی (کہ موٹے ہونگے یا پتلے ہونگے) چوتھے مقدار بیان کر دی (کہ اتنے من ہونگے) پانچویں مدت (کہ ایک مہینے میں دو مہینے میں ادا کریں گے) اور مدت کم از کم ایک مہینہ ہونی چاہیئے چھٹے اصل مال (یعنی جو اس وقت دیا جارہا ہے باعتبار ناپ یا تول یا شمار کے اس کی مقدار بیان ہونی چاہیئے ساتویں وہ جگہ جہاں بدھنی کی چیز ادا ہوگی (یعنی بدھنی کی چیز کہاں پہنچانی ہوگی وہ جگہ بھی اسی وقت بیان ہو جائے مگر یہ ان چیزوں میں سے جن کی باربرداری کی ضرورت ہو اور جن میں باربرداری کی ضرورت نہ ہو اُن کو بدھنی والا جہاں چاہے دیدے (مثلاً دو سیر گھی میں بدھنی کی تھی تو اس کے لئے کسی دوسرے اٹھانے والے کی چنداں ضرورت نہیں ہے لہذا اس میں ساتویں شرط کے بیان کرنے کی حاجت نہیں ہاں اگر گھی وغیرہ زیادہ ہو تو ضروری ہے) آٹھویں ایک دوسرے کے جدا ہونے سے پہلے اس روپے پر (یعنی جس کے بدلے میں بدھنی ہوئی ہے) قبضہ ہو جانا شرط ہے پس اگر کسی نے دو سو روپوں سے ایک کھیتی گیہوؤں میں بدھنی کی جس میں سے سو روپے اُدھار کر لئے اور سو روپے نقد دیدئے تو سو روپے اُدھار میں بدھنی باطل ہے۔

فائدہ - باطل ہونے کی وجہ یہی ہے کہ بدھنی کی جو آٹھ شرطیں ہیں اُن میں سے ایک یعنی آٹھویں شرط نہ پائی گئی۔ اصل کتاب میں اس موقع پر کر کا لفظ ہے یہ ایک پیمانہ کا نام ہے جو ساٹھ قفیز کا ہوتا ہے اور ایک قفیز بارہ صاع کا اور صاع تقریباً ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہے آگے کے لئے یہ بات ضرور یاد رکھنی چاہیئے کہ بدھنی کرنے والے سے مراد وہ ہے جو بدھنی کا روپیہ دے اور بدھنی والے سے مراد وہ ہوگی جو بدھنی کی چیز دے۔

ترجمہ - اصل روپیہ اور بدھنی کی چیز میں قبضہ کرنے سے پہلے ایسا تصرف کرنا جائز نہیں کہ اس بدھنی میں کسی کو ساجھی کرے یا اسے تولیہ (وغیرہ) سے بیع کر دے (بلکہ اپنے قبضہ میں کرنے کے بعد ایسا تصرف کرنا چاہیئے) پس اگر بدھنی (کرنے کے بعد اس) کا دونوں نے اقالہ کر لیا (یعنی یہ بدھنی کا معاملہ توڑ دیا) تو اب یہ اصل روپے والا اس روپے کی بدھنی والے سے کوئی چیز نہ خریدے (بلکہ جو کچھ دیا ہو وہی پھیر لے پھر اپنا جو چاہے کرے) اور اگر (بدھنی ٹھیرنے کے بعد) اس بدھنی والے نے (کہیں) ایک پیمانہ گیہوؤں کا خرید کر بدھنی کرنے والے سے کہا کہ تم کو مجھ سے جو بدھنی کے گیہوں لینے ہیں ان کے عوض میں وہاں سے جا کر گیہوں لیلو (جو میرے خریدے ہوئے ہیں) تو اسے یہ گیہوں لینا درست نہیں ہاں اگر کسی کے ذمہ گیہوں وغیرہ بطور قرض کے تھے اور وہ اس صورت سے ادا کر دے تو ادا ہو جائیں گے یا یہ کہ بدھنی والے نے بدھنی کرنیوالے سے یہ کہا کہ اول ان گیہوؤں پر میری طرف سے (یعنی میرے وکیل ہوکر) قبضہ

کرو اور پھر اپنی طرف سے قبضہ کر لینا اور اس نے ایسا ہی کیا تو اب یہ بدھنی ادا ہو جائیگی۔ اگر بدھنی کرنے والے نے بدھنی والے سے کہا کہ بدھنی کا غلہ میرے برتن سے ناپ دو اور اس نے اس کی عدم موجودگی میں ناپ دیا تو یہ اس کے قبضہ میں آیا ہوا شمار نہیں ہو گا۔

فائدہ ۔ یعنی بیع میں اگر مشتری نے بائع سے کہدیا ہو کہ یہ غلہ میرے برتن سے ناپ دو اور بائع نے اس مشتری کی عدم موجودگی میں ناپ دیا ہو تو مشتری کا قبضہ ہو جانا درست ہو گا۔

ترجمہ ۔ اگر کسی نے (روپیہ کی جگہ) ایک لونڈی دے کر ایک پیمانہ (گیہوں وغیرہ) میں بدھنی کی اور لونڈی اس بدھنی والے کو دیدی پھر دونوں نے بدھنی کا اقالہ کر لیا (یعنی بدھنی توڑ دی) مگر وہ لونڈی اسی کے پاس مر گئی یا اقالہ ہونے سے پہلے مر گئی تو دونوں صورتوں میں اقالہ رہے گا اور درست ہوگا اور اس لونڈی کی اس بدھنی والے کو (جس کے پاس لونڈی مری ہے) قیمت دینی پڑے گی اور اس کے برعکس (یعنی بالکل الٹا ہے) اگر اس لونڈی کو ہزار میں خریدا ہو۔

فائدہ ۔ یعنی خریدنے کی صورت میں اگر مشتری کے پاس آ کر مر گئی ہو اور اب یا مرنے سے پہلے بائع مشتری دونوں اس میں اقالہ کرنے لگیں تو یہ اقالہ باطل ہوگا۔

ترجمہ ۔ اگر بدھنی میں ایک شخص ردی چیز میں بدھنی ہونے یا مدت معین ہونے کا دعوی کرے اور دوسرا اس کے ردی ہونے اور مدت کی تعیین کا انکار کرے تو اس مدعی کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا (کیونکہ اس کا کہنا بدھنی کی شرطوں کے موافق ہے اور دوسرا اخلاف کہتا ہے) اس منکر کا کہنا معتبر نہ ہوگا اور موزے طشت اور آفتابے جیسی چیزوں میں بدھنی کرنا اور رسائی پر بنوانا درست ہے اور بنوانے والے یا بدھنی کرنے والے کو دیکھنے پر اختیار ہو گا (کہ پسند آئے لیلے نہ پسند آئے نہ لے) اور اس کے دیکھنے سے پہلے بنانے والے کو بھی اختیار ہے کہ چاہے اس کو اور کسی کے ہاتھ فروخت کر دے اور اگر ان چیزوں کو بنا کر دیدینے کا کوئی وقت ٹھہر گیا ہو تو وہ (امام صاحب کے نزدیک) بدھنی ہے (اس میں بدھنی کی سب شرطیں ہونی چاہئیں)

بیع کے متفرق مسائل

ترجمہ ۔ کتے ۔ چیتے ۔ درندوں اور پرندوں کو بیچنا درست ہے ۔ شراب اور سور

۱؎ یعنی اس کی طرف سے بطور وکیل کے ہو کر اس کی ناپ تول کی اور پھر اپنی طرف سے یعنی اپنی چیز سمجھ کر اس کو تول لیا یا ناپ لیا یہ صورت درست ہو جائے گی ۱۲ مترجم ۔ ۲؎ اکثر اہل تصنیف کا یہ طریقہ ہے کہ جب بعض بابوں کے کچھ مسائل ان بابوں میں لکھنے سے رہ جاتے ہیں تو ان کو ان بابوں کی کتاب کے آخر میں ذکر کر دیتے ہیں پس ایسے ہی یہ متفرقات بھی ہیں ۱۲ ۔ مسکین ۔

کے سوا اور چیزوں کے بیچنے میں مسلمان اور ذمی دونوں برابر ہیں (یعنی جو چیزیں ذمی کے لئے بیچنی جائز ہیں وہی مسلمان کے لئے بھی جائز ہیں سوائے ان دو اور دیگر محرمات کے کہ یہ ذمی کے لئے بیچنی جائز ہیں مسلمان کو بیچنی جائز نہیں ہیں) اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ تو اپنا غلام زید کے ہاتھ ایک ہزار روپے میں اس شرط پر بیچدے کہ ان ہزار کے سوا سو روپے کا تیرے لئے میں ضامن ہوں اس نے اس کے کہنے سے غلام بیچدیا تو اس کا ہزار میں بیچنا درست ہوگا اور اس کا ضامن ہونا باطل ہوگا ہاں اگر یہ کہا ہو کہ اس کی قیمت میں سے ایک ہزار کے سوا سو روپے کا میں ضامن ہوں تو اب ایک ہزار اس زید کے ذمہ ہونگے اور سو اس (کہنے والے) ضامن کے ذمہ۔ اگر کسی نے ایک لونڈی سے نکاح کرنے کے بعد اسے خرید لیا اور پھر اس سے صحبت کرلی تو یہ صحبت کرنا قبضہ کرلینا ہے (یعنی اس سے اس کا قبضہ ہوجانا ثابت ہوگیا) اور فقط نکاح کردینے سے قبضہ ہونا ثابت نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی ایک غلام خرید کر (اس کی قیمت ادا کرنے اور اسے اپنے قبضہ میں کرنے سے پہلے) کہیں چلا گیا اور بائع کے اس قرض کرنے پر گواہ پیش کئے اور اس شخص کا پتہ معلوم ہے تو اب اس بائع کے اس قرض (یعنی قیمت کے روپے) کی وجہ سے یہ غلام بیع نہ کیا جائے (یعنی حاکم کو اس کے بیع کرنے کا مجاز نہیں ہے اور اگر وہ لاپتہ ہے تو اب اس بائع کو قیمت دینے کی وجہ سے اس غلام کو بیع کردیا جائے اگر دو آدمیوں نے مل کر کوئی چیز خریدی اور (اس کی قیمت دینے سے پہلے) ان میں سے ایک کہیں چلا گیا تو اس موجودہ مشتری کو اتنا اختیار ہے کہ کل قیمت اپنے پاس سے دے کر وہ شے اپنے قبضہ میں کرلے اور جب تک اپنے شریک سے نصف قیمت وصول نہ کرے مبیع اپنے ہی پاس رکھے اگر کسی نے ایک لونڈی سونے چاندی کے ایک مثقال میں بیچی تو اس صورت میں پانسو مثقال سونے کے لئے جائیں اور پانسو مثقال چاندی کے۔ اگر کسی کے ذمہ کھرے روپے تھے اور اس نے ان کے عوض کھوٹے دیدیئے اور لینے والے کو یہ پرکھ نہیں کہ یہ کھوٹے ہیں یا کھرے اور پھر اس کے پاس سے وہ کھوٹے تلف ہوگئے تو بس یہ اب دینے والے کے ذمہ سے ادا ہوگئے اگر کسی کے باغ میں کسی پرند نے بچے نکال لئے یا انڈے دیدیے یا کسی کی زمین میں ہرن رہنے لگے تو ان کو جو کوئی لیلے یا پکڑلے اسی کے ہیں (زمین یا باغ والے کو یہ کہنے کا مجاز[1] نہیں کہ یہ میری زمین یا باغ میں تھے لہذا میرے ہیں) وہ معاملات جو شرط فاسد سے باطل ہوجاتے ہیں اور شرط فاسد پر معلق (مشروط) نہیں ہوسکتے وہ (سب) یہ (چودہ) ہیں۔ بیع۔ تقسیم۔ اجارہ۔ اجازت (یعنی بیع فضولی کی اجازت دینا) رجعت (یعنی بیوی کو طلاق

[1] کیونکہ یہ مباح چیزیں ہیں اور مباح کا یہ حکم ہے کہ جس کے ہاتھ لگ جائے اسی کی رہتی ہیں۔ ۱۲

دے کر پھر اس سے رجعت کرنا) مال[۲] سے صلح کرنا۔ قرض[۳] سے بری کرنا۔ وکیل کو معزول کرنا۔ اپنے ذمہ[۵] اعتکاف لازم کرنا۔ شرکت[۶] میں کھیتی کرنا۔ دو[۷] مل کر ایک کا دوسرے کے درختوں کو پانی دینا۔ کسی کے حق[۸] کا اپنے ذمہ ہونے پر اقرار کرنا۔ کسی[۹] چیز کو وقف کرنا۔ اور کسی[۱۰] کو بیع متور کرنا۔ اور وہ معاملات جو شرط فاسد سے باطل نہیں ہوتے وہ (ستائیس[۱] ہیں جو) یہ ہیں قرض[۱] دینا۔ ہبہ[۲] کرنا بیعت[۳] کرنا۔ نکاح[۴] کرنا۔ طلاق[۵] دینا۔ خلع[۶] کرنا۔ آزاد[۷] کرنا۔ رہن[۸] رکھنا۔ وصی[۹] بنانا۔ وصیت[۱۰] کرنا۔ شرکت[۱۱] کرنا۔ مضاربت[۱۲] کرنا۔ قاضی[۱۳] بنانا۔ افسر[۱۴] بنانا۔ ضامن[۱۵] ہونا۔ حوالہ[۱۶] کرنا۔ وکالت[۱۷] کرنا بیع[۱۸] کا اقالہ کرنا۔ غلام[۱۹] یا لونڈی کو مکاتب کرنا۔ غلام[۲۰] کو تجارت کی اجازت دینا۔ بچے[۲۱] کے نسب کا دعوی کرنا۔ دانستہ[۲۲] خون کر دینے کے بعد اس سے صلح کرنا۔ زخمی[۲۳] سے صلح کرنا۔ ذمی بننے کا معاملہ کرنا۔ مبیع[۲۵] کی واپسی کو عیب کے سبب پر یا خیار[۲۶] شرط پر معلق کر دینا اور قاضی کو معزول کرنا (پس ان سب معاملات کو اگر شرط فاسد پر معلق کیا جائے گا تو معاملہ درست ہوگا اور معلق کرنا فضول جائے گا۔

نقد کو نقد کے عوض بیچنا

فائدہ۔ صرف کے لغوی معنے پھیرنے کے ہیں اور بعض موقع پر فضل و زیادتی کے بھی معنے آجاتے ہیں اور شرعی معنے یہ ہیں جو آگے خود مصنف بیان فرماتے ہیں۔

ترجمہ۔ صرف ایک ثمن کو دوسرے ثمن سے بیچنے کو کہتے ہیں (مثلاً سونا چاندی کے عوض یا اشرفی روپوں سے فروخت کرے یا روپیہ کو روپیہ سے بیچے) پس اگر دونوں نقدین ہم جنس ہوں (مثلاً دونوں طرف سونا یا دونوں طرف چاندی ہو) تو ایسی صورت میں دونوں کا برابر ہونا اور بائع مشتری دونوں کا (مجلس عقد ہی میں) قبضہ ہو جانا شرط ہے اگرچہ ان دونوں چیزوں کے کھرے پن میں یا گھڑائی میں کچھ فرق ہو (مثلاً چوٹی دار روپیہ کو کوئی تاجدار روپیہ سے بیچے تو یہ تب درست ہوگا کہ دونوں وزن میں برابر ہوں اور دونوں پر فی الحال قبضہ ہو جائے) اور اگر دونوں ہم جنس نہیں ہیں (مثلاً سونے کو کوئی چاندی سے بیچتا ہے یا اس کے برعکس) تو اب (دونوں کا برابر ہونا ضروری نہیں بلکہ دونوں طرف سے قبضہ ہو جانا شرط ہے پس اگر کسی نے سونا چاندی سے اٹکل کر کے بیچا (سونے کو وزن نہیں کیا) تو اگر اسی مجلس میں بائع مشتری دونوں قبضہ کر لیں تو یہ بیع درست ہے (کیونکہ اس صورت

ہیں دو جنس ہونے کی وجہ سے فقط قبضہ ہی ہونا ضروری ہے دونوں چیزوں کا وزن برابر ہونا ضروری نہیں) صرف کی قیمت پر اپنا قبضہ کرنے سے پہلے اس میں تصرف کرنا درست نہیں ہے مثلاً کسی نے ایک اشرفی پندرہ روپے میں بیچی اور (ابھی روپے نہیں لئے تھے کہ) ان روپوں کا کپڑا خرید لیا تو یہ کپڑے کی بیع فاسد ہے (کیونکہ یہاں صرف کی قیمت میں قبضہ کرنے سے پہلے تصرف ہو گیا) اگر کسی نے ایک لونڈی ہنسلی پہنے ہوئے دو ہزار میں بیچی کہ دونوں ایک ایک ہزار کی ہیں اور مشتری نے ایک ہزار روپیہ اسی وقت دیدیا تو یہ دام ہنسلی کے شمار کئے جائیں گے (تاکہ بیع درست رہے کیونکہ ہنسلی کی بیع صرف میں ہے اگر یہ دام لونڈی کے شمار کئے جائیں تو ہنسلی کی قیمت میں ادھار ہونے کے باعث بیع ناجائز ہوگی) اور اگر لونڈی ہنسلی سمیت دو ہزار میں خریدی جس میں ایک ہزار نقد ایک ہزار ادھار تو یہ نقد بیع درست کرنے کے لئے ہنسلی کی قیمت شمار کی جائے گی اگر کسی نے ایک تلوار سو کو بیچی جس پر پچاس روپے کا زیور لگا ہوا ہے اور مشتری نے (قیمت میں سے) کل پچاس روپے نقد دیئے ہیں تو یہ نقد روپے اس زیور کی قیمت شمار کئے جائیں گے اگرچہ مشتری نے یہ بیان نہ کیا ہو کہ یہ روپیہ زیور کی قیمت کے ہیں یا چاہے یہ بھی کہدیا ہو کہ یہ روپے دونوں کی قیمت میں ہیں (دونوں صورتوں میں یہ روپیہ زیور ہی کی قیمت ٹھیرے گی) اور اگر اس صورت میں بائع مشتری قبضہ کرنے سے پہلے الگ الگ ہوگئے تو اگر وہ زیور تلوار سے بلا نقصان علٰحدہ ہو سکتا ہے تو تلوار کی بیع درست ہوگئی زیور کی نہیں ہوئی اور اگر وہ بلا نقصان علیحدہ نہیں ہو سکتا تو دونوں کی بیع باطل ہے (یعنی نہ زیور کی بیع ہوئی نہ تلوار کی) اگر کسی نے چاندی (یا سونے) کا برتن بیچا اور قیمت میں سے کچھ لے لیا اور دونوں الگ ہوگئے تو جتنی قیمت اس نے لی ہے اس میں بیع درست ہوگئی اور یہ برتن بائع مشتری دونوں کا مشترک رہیگا اب اگر اس برتن میں تھوڑا سا کسی اور کا نکل آئے تو اب مشتری کو اختیار ہے چاہے باقی برتن کو حصہ رسد دام دے کر لے لے اور چاہے واپس کردے اگر کسی نے چاندی کی ڈلی بیچی تھی اس میں کسی قدر حصہ دوسرے کا نکل آیا تو اس مشتری کو باقی کا ٹکڑا حصہ رسد دے کر لینا پڑیگا اسے پھیر دینے کا اختیار نہیں ہے۔

فائدہ ۔ ان دونوں مسئلوں میں فرق کی وجہ یہ ہے کہ برتن میں شرکت ہونے سے نقصان[1] اور تکلیف ہوتی ہے اس وجہ سے وہاں مشتری کو اختیار دیا گیا کہ چاہے ساجھے میں رکھے چاہے پھیر دے اور چاندی کی ڈلی میں شرکت سے کچھ نقصان یا تکلیف نہیں اس لئے پھیرنے کا بھی اختیار نہیں ہے۔ عینی۔

---

[1] یعنے برتن میں شرکت نقص شمار کی جاتی ہے ۔

ترجمہ - دو روپے اور ایک اشرفی کو ایک روپیہ اور دو اشرفیوں سے بیچنا درست ہے اسی طرح ایک بوری گیہوں اور ایک بوری جو کو دو بوری گیہوں اور دو بوری جو سے بیچنا اور گیارہ روپوں کو دس روپے اور ایک اشرفی سے بیچنا اور ایک کھرے روپے اور دو کھوٹے روپوں کو دو کھرے روپے اور ایک کھوٹے روپے سے بیچنا یا ایک اشرفی کو ایسے دس روپے میں بیچنا جو بائع کے مشتری پر قرض ہیں یا مطلق دس روپے میں بیچنا جائز ہے اور ان دونوں صورتوں میں یہ بائع مشتری کو اشرفی دیدے اور اس کے بدلے کے دس روپے اپنے ذمہ کے قرض میں مجرا دے لے اور جن چیزوں میں چاندی یا سونا غالب ہو (یعنی ملونی سے زیادہ ہو) تو وہ خالص چاندی اور سونے ہی کے حکم میں ہیں۔

فائدہ - یعنی خواہ نقرئی یا طلائی زیورات ہوں یا روپے اشرفیاں ہوں اگر ان میں چاندی یا سونا ملونی سے زیادہ ہو مثلاً سونا چاندی آٹھ ماشہ ہوں اور ملونی تین ماشہ ہو تو اُن کا حکم بیع وغیرہ میں مثل خالص سونے یا خالص چاندی کے ہے۔

ترجمہ - یہاں تک کہ بے ملونی کے چاندی یا سونے کو ملونی دار چاندی یا سونے سے فروخت کرنا یا ملونی دار کو ملونی دار سے فروخت کرنا درست نہیں ہے جب تک یہ دونوں وزن میں برابر نہ ہوں اور ایسے روپے یا اشرفیوں کو قرض لینا بھی وزن ہی سے درست ہے اور جن چیزوں میں ملونی زیادہ ہو (یعنے چاندی یا سونے سے کھوٹ غالب ہو) تو روپے اور اشرفیوں کے حکم میں نہیں ہیں (یعنے ان کا حکم خالص چاندی یا خالص سونے کا نہیں ہے) اسی وجہ سے ایسی چیزوں کو ان ہی جیسی چیزوں کے بدلے میں کمی بیشی سے بیچنا جائز ہے اور ایسے روپے یا اشرفیوں سے خرید و فروخت کرنا یا قرض لینا رواج کے موافق درست ہے اگر تول کر لین دین کا رواج ہو تو تول سے اگر گنتی سے رواج ہو تو گنتی سے اور اگر دونوں طرح رواج ہو تو دونوں طرح جائز ہے اور ایسے روپے یا اشرفیوں کا جبتک کہیں چلن رہے تو وہ بوجہ اثمان میں سے ہونے کے معین کرنے سے معین نہیں ہوتے اور اگر رواج نہ رہے تو پھر معین کرنے سے معین ہو جائیں گے۔

فائدہ - ایسے مسائل میں تعیین سے یہ مراد ہوتی ہے کہ اگر کسی نے کوئی چیز اُن دس روپے میں بیچی جو مشتری لئے کھڑا ہے تو یہ تعیین فضول ہے یعنی مشتری کو یہی روپے دینے ضروری نہیں ہیں بلکہ اُسے اختیار ہے کہ چاہے یہ دیدے چاہے اُن کو رکھ لے اور ایسے ہی دیدے اگرچہ بائع نے یہ شرط بھی کر لی ہو کہ میں ان ہی روپے سے بیچتا ہوں ہاں اگر روپیہ میں چاندی کم اور ملونی زیادہ ہو تو وہ معین کرنے سے معین ہو جائیگا کیونکہ ایسا روپیہ یا جو کچھ بھی ہو ثمن کے حکم میں نہیں رہتا بلکہ مثل اسباب کے ہو جاتا ہے اور اسباب میں یہ قاعدہ ہے کہ معین کرنے سے معین ہو جاتا

ہے مثلاً اگر بائع نے کوئی چیز کسی خاص چیز کے عوض بیچی تو اب مشتری کو وہی چیز دینی پڑے گی
ترجمہ ۔ جن چیزوں میں چاندی اور ملونی برابر ہو یا سونا اور ملونی برابر ہو تو خرید و فروخت اور قرض لینے میں وہ ان روپے یا اشرفیوں جیسی ہیں جن میں چاندی سونا غالب ہو اور بیع صرف میں ان جیسی ہیں کہ جن میں ملونی غالب ہو (یعنی ان کو ان کی جنس کے ساتھ کمی بیشی سے بیع کرنا درست ہوگا لیکن بیع کے ہوتے ہی قبضہ ہونا شرط ہے) اگر کسی نے ملونی کے روپیہ یا اشرفی یا رائج پیسوں سے کوئی چیز خریدی اور ابھی بائع کو دام نہیں دیئے تھے کہ ان سکوں (یعنی پیسوں وغیرہ) کا رواج جاتا رہا تو یہ بیع باطل ہو جائے گی اور رائج پیسوں سے بیع کرنا جائز ہے اگرچہ معین نہ کئے ہوں (کیونکہ رائج پیسے روپوں کے حکم میں ہیں) اور بے چلن پیسوں سے بیع درست نہیں ہے جب تک کہ ان کو معین نہ کردیں اگر کسی نے پیسے قرض لئے تھے پھر ان پیسوں کا چلن جاتا رہا تو ویسے ہی پیسے دینے واجب ہیں (یعنی ویسے ہی پیسے دیدے ان کی قیمت دینی ضروری نہیں ہے) اگر کسی نے ایک روپے کے نصف پیسوں سے کوئی چیز خریدی تو بیع درست ہے (اس صورت میں مشتری کو نصف روپے کے پیسے دینے ہوں گے اگر کسی نے صراف کو ایک روپیہ دیا اور یہ کہا کہ مجھے آٹھ آنے کے پیسے اور ایک اٹھنی رتی کم کی دیدے تو یہ درست ہے (کیونکہ اس صورت میں رتی کم نصف روپیہ تو رتی کم اٹھنی کے مقابلہ ہو جائیگا اور رتی زیادہ نصف روپیہ ان پیسوں کا عوض شمار ہوگا

ضامن ہونیکا بیان

ترجمہ ۔ (حق) مطالبہ میں ایک کے ذمّے کے ساتھ دوسرے کے ذمّہ ملا دینے کا نام (شریعت میں) کفالت ہے ۔

فائدہ ۔ مثلاً ایک شخص کے ذمّہ دس روپیہ تھے پھر دوسرے شخص نے کہا کہ یہ روپیہ میں دوں گا تو اس نے اس کے ذمہ کے ساتھ اپنا ذمہ ملا دیا کہ پہلے قرض خواہ صرف اسی سے لے سکتا تھا اور اب اس سے بھی لے سکتا ہے اسی کا نام کفالت[۲] اور ضمانت ہے جو کفالت کرتا ہے اسے کفیل کہتے ہیں اور جس کی طرف سے کرتا ہے اس کو مکفول عنہ اور جس کے واسطے کرتا ہے اس

---

[۱] یہ حکم امام صاحب کے نزدیک ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ ایسی چیزوں کو قرض لینا دراصل عاریۃً لینا ہے اور عاریت میں قیمت وغیرہ میں آیا کرتی ہے ۱۲۔ از حاشیہ اصل ۔ [۲] کفالت کے لغوی معنے ملانے کے ہیں چنانچہ قرآن شریف میں جو اکفلنیہا مذکور ہے وہاں یہی معنی ہیں جو مصنفؒ ربیان فرماتے ہیں ۔ ۱۲ ۔ عینی ۔

کو مکفول لہٗ یہ تینوں نام یاد رکھنے ضروری ہیں کیونکہ آئندہ مسائل انہی پر متفرع ہونگے اور اس کفالت یا ضمانت کی دو قسمیں ہیں ایک حاضر ضمانت دوسری مال ضمانت۔

ترجمہ۔ حاضر ضامنی جائز ہے اگرچہ ایک آدمی کے کئی ضامن ہو جائیں اور یہ ضمانت اس طرح کہنے سے ہو جاتی ہے کوئی کہے کہ میں اس کی جان کا کفیل ہوگیا یا جان کی جگہ بدن کے ایسے جزء کا اپنے کو ضامن کہے جس سے سارا بدن مراد ہوتا ہے (مثلاً یہ کہے کہ میں اس کی روح کا یا گردن کا یا سر وغیرہ کا ضامن ہوں) یا جزء غیر معین (یعنی آدھے تہائی یا چوتھائی) کا اپنے کو ضامن ٹھہرائے یا کہے کہ میں اس کا ضامن ہوں یا یہ کہے کہ یہ شخص میرے ذمہ ہے یا میری طرف ہے یا میں اس کا ذمہ دار ہوں یا اس کا طرفدار ہوں (تو ان سب الفاظ سے ضمانت ثابت ہو جائے گی) اور اور اگر یہ کہا کہ میں اس کی پہچان کا ضامن ہوں تو یہ ضمانت نہیں ہونے کی اگر ضامن نے یہ شرط ٹھہرالی تھی کہ میں مکفول عنہ کو فلاں وقت ضرور حاضر کر دوں گا تو اگر مکفول اس وقت حاضر کرانا چاہے تو یہ فوراً حاضر کر دے اگر اس نے حاضر کر دیا تو فبہا ورنہ حاکم اس ضامن کو قید کر دے اور اگر مکفول عنہ کہیں چلا گیا ہو تو اس ضامن کو حاکم اُس تک جانے اور آنے کی مہلت دیدے اور جب مہلت کی مدت گذر جائے اور ضامن اسے حاضر نہ کرے تو اب ضامن کو حاکم قید کر دے اور اگر مکفول عنہ ایسا غائب ہے کہ اس کی جگہ اور پتہ ہی معلوم نہیں ہے تو اب اس ضامن سے کچھ مطالبہ نہ کیا جائے[1] اگر ضامن نے مکفول عنہ کو ایسی جگہ حاضر کر دیا کہ وہاں مکفول لہٗ اُس سے جوابدہی کر سکتا تھا مثلاً شہر میں حاضر کر دیا تو یہ ضامن ضمانت سے بَری ہوگیا اور اگر یہ ٹھیر گیا تھا کہ ضامن قاضی کی کچہری میں مکفول عنہ کو مکفول لہٗ کے سپرد کر دے تو اب اسے کچہری ہی میں سپرد کرنا چاہیئے اور مکفول عنہ کے یا خود ضامن کے مرنے سے یہ حاضر ضامنی باطل ہو جاتی ہے اور مکفول لہٗ کے مرنے سے باطل نہیں ہوتی (بلکہ اس کے وارث یا وصی اس کے قائم مقام ہو جائیں گے) اور مکفول عنہ کو مکفول لہٗ کے سپرد کر دینے سے ضامن بَری ہو جاتا ہے اگرچہ اس نے ضامن ہوتے وقت یہ نہ کہا ہو کہ جب میں تیرے سپرد کر دوں تو میں بَری ہو جاؤں گا اور اگر مکفول عنہ خود ہی حاضر ہو جائے تب بھی ضامن ضمانت سے بَری ہو جائیگا اور اگر ضامن کے وکیل نے یا اس کے قاصد نے اس کی طرف سے مکفول عنہ کو حاضر کر دیا تو تب بھی ضامن بَری ہو جائیگا اور اگر ضامن نے یہ کہدیا تھا کہ اگر میں اس مکفول عنہ کو حاضر نہ کروں تو جو کچھ اُس کے ذمہ ہے اس کا میں ضامن ہوں اور پھر اگلے روز اسے حاضر نہ کیا یا وہ مکفول عنہ مرگیا تو جو کچھ اُس کے ذمہ تھا وہ اس ضامن کو دینا پڑے گا۔ اگر

[1] کیونکہ جب اس کا پتہ معلوم تھا تو باوجود حاضر کرنے کی قدرت رکھنے کے جب اس نے حاضر نہ کیا تو اس سے اس کا ظلم کرنا ظاہر ہوگیا۔ ۱۲۔ عینی۔

ایک شخص نے دوسرے پر (مثلاً) سو اشرفیوں کا دعویٰ کیا اور اس مدعی نے کسی سے کہا کہ اب تو تم مدعا علیہ کو جانے دو کل میں اسے حاضر کر دوں گا اگر کل میں اسے حاضر نہ کر دوں تو یہ سو اشرفیاں میرے ذمہ رہیں پھر اگلے روز اسے حاضر نہ کیا تو یہ سو اشرفیاں اس کے ذمہ ہوں گی اور (اگر کوئی) کسی حد یا قصاص میں (گرفتار ہو تو اسے) حاضر ضمانت دینے پر مجبور نہ کیا جائے (وہ خود ضامن دے دے تو فبہا ورنہ خیر) اور نہ ان دونوں کے مقدموں میں مدعا علیہ قید کیا جائے یہاں تک کہ دو گواہ (مستور الحال) یا ایک گواہ عادل (اس کے جرم پر) گواہی نہ دیں دوسری قسم (ضمانت کی) مال ضمانت ہے اور وہ جائز ہے اگر ضامن کو یہ معلوم نہ ہو کہ مال کتنا ہے بشرطیکہ وہ مال (جس کا یہ ضامن ہوتا ہے) دین صحیح ہو۔

فائدہ ۔ دین صحیح اُس دین کو کہتے ہیں کہ جو بغیر ادا کئے یا بلا قرضخواہ کے معاف کیے ذمہ سے ساقط ہی نہ ہو اس قید کے بڑھانے میں یہ فائدہ ہے کہ اس سے بدل کتابت نکل گیا اس کی کفالت درست نہیں ہے کیونکہ وہ دین صحیح نہیں اس لئے کہ اگر مکاتب یہ کہدے کہ میاں مجھ سے بدل کتابت نہیں دیا جاتا تو اس کے ذمہ سے اتنا کہتے ہی یہ روپیہ ساقط ہو جاتا ہے تو اس پر دین صحیح کی تعریف صادق نہیں آتی۔ عینی و فتح القدیر۔

ترجمہ ۔ یہ مال ضامنی یہ کہنے سے ہو جاتا ہے کہ میں اس کی طرف سے (مثلاً) ایک ہزار روپے کا ضامن ہوں یا جو تیرا اس پر ہے اس کا ضامن ہوں یا جو اس بیع میں مبیع کا کوئی مستحق نکل آنے کی وجہ سے تیرا نقصان ہو یا جو کچھ تو فلانے کے ہاتھ بیچے یا کچھ تیرا اُس کے ذمہ ثابت ہو وہ میرے ذمہ ہے یا جو کچھ تیرا فلانے نے دبا لیا ہو وہ میرے ذمہ ہے اب اس مکفول لہ کو اختیار ہے کہ چاہے اُس ضامن سے مانگے چاہے قرضدار سے ہاں اگر ضمانت کے وقت یہ ٹھیر گیا ہو کہ بس مکفول عنہ بری ہے اب اُس پر تقاضا نہ کیا جائے تو (یہ درست ہے اور) اس صورت میں یہ ضامنی حوالہ ہو جائے گی جیسا کہ حوالہ میں اگر یہ ٹھیر گیا ہو کہ اصل قرضخواہ پر بھی تقاضا رہے تو وہ حوالہ کفالت یعنی ضمانت ہو جاتی ہے اگر مکفول لہ (یعنی روپے والے) نے ضامن یا قرضدار دونوں میں سے کسی ایک پر تقاضا کر دیا تو اب اسے دوسرے پر بھی تقاضا کرنا جائز ہے اور ضمانت کو کسی مناسب شرط پر معلق کرنا جائز ہے (مناسب شرط تین طرح پر ہوتی ہے) اول یہ جو حق مکفول عنہ کے ذمہ لازم ہوا ہے لازم ہونے کی شرط پر ہو مثلاً ضامن یوں کہے کہ اگر مبیع کسی اور کی نکلی تو میں ضامن ہوں۔

فائدہ ۔ یہ اس صورت میں ہے کہ مکفول عنہ نے کوئی چیز بیچی ہے اور مکفول لہ نے خریدی ہے اب اگر یہ چیز کسی اور کی نکل آئے تو مکفول لہ کے دام اس ضامن کو واپس کرنے ہوں گے۔

ترجمہ ۔ دوسرے یہ کہ وہ شرط مکفول عنہ سے حق وصول ہو سکنے کا ذریعہ ہو مثلاً ضامن نے

یہ کہا کہ اگر زید جو مکفول عنہ ہے آجائے تو میں[1] اُس کا ضامن ہوں تیسرے یہ کہ وہ شرط مکفول عنہ سے حق وصول نہ ہو سکنے کا ذریعہ ہو مثلاً ضامن یہ کہے کہ اگر زید جو مکفول عنہ ہے اگر شہر سے چلا جائے تو میں ضامن ہوں (تو ضمانت میں یہ تینوں طرح کی شرطیں درست ہیں اُن سے ضمانت ثابت ہو جائیگی) اور ضمانت کو نامناسب شرطوں پر معلق کرنا درست نہیں ہے مثلاً یہ کہا کہ اگر ہوا چلی تو میں ضامن ہوں (ہوا کا چلنا ضمانت کے مناسب نہیں ہے کیونکہ اس کا ضمانت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اگر ایسی نامناسب شرط (ضمانت میں) مقرر کر لی گئی تو وہ ضمانت درست ہے مگر ضامن کو یہ ضمانت کا روپیہ اسی وقت دینا ہوگا (کیونکہ یہ شرط لغو ہے) پس اگر ضامن نے یوں کہا تھا کہ جو کچھ مدعی کا مدعا علیہ کے ذمہ ہو میں اس کا ضامن ہوں پھر مدعی نے گواہوں سے یہ ثابت کر دیا کہ مدعا علیہ کے ذمہ میرا ایک ہزار روپیہ ہے تو یہ ہزار روپیہ ضامن کو دینا پڑے گا اور اگر گواہوں سے ثابت نہ کر سکا تو جس قدر یہ ضامن قسم کھا کر کہدے اس کا اعتبار کر لیا جائیگا (یعنی اتنا ہی روپیہ اسے دینا آئیگا) اور مکفول عنہ کا کہنا کفیل (یعنی ضامن) پر نہیں چل سکتا (یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ مکفول عنہ جسقدر اپنے ذمہ بتا دے وہی کفیل کو دینا پڑ جائے) ضمانت مکفول عنہ کی اجازت اور بدون اجازت دونوں طرح درست ہے پس اگر کوئی مکفول کے کہنے سے ضامن ہوا تھا تو جو کچھ یہ مکفول عنہ کی طرف سے ادا کرے پھر اس سے لیلے اور اگر اس کی اجازت کے بغیر ضامن ہوا تھا تو اب یہ اس سے کچھ نہیں لے سکتا اور ضامن ضمانت کا روپیہ ادا کرنے سے پہلے اپنے مکفول عنہ پر تقاضا نہ کرے اور اگر مکفول (ضامن کے سر ہو جائے (کہ تجھ سے ضمانت کا روپیہ لئے بغیر نہیں چھوڑوں گا) تو یہ ضامن مکفول عنہ کے سر ہو جائے (یعنی جیسا اس پر تقاضا ہو ایسا ہی یہ مکفول عنہ پر تقاضا کرے) اگر مکفول لہ نے مکفول عنہ کو روپیہ معاف کر دیا تو ضامن بھی بری ہو جائیگا اور اگر اسے کچھ مہلت دیدی تو ضامن کو بھی مہلت ہو جائے گی اور اگر اس کا اُلٹا ہوا یعنی مکفول لہٗ نے ضامن کو بری کر دیا تو مکفول عنہ بری نہ ہوگا یا ضامن کو مہلت دیدی تو یہ مکفول عنہ کے لئے مہلت نہ ہوگی اگر ضامن نے یا مکفول عنہ نے روپیہ والے سے جس کے ہزار چاہیئے تھے پانچ سو صلح کر لی تو ان پانچسو[2] سے ضامن اور مکفول عنہ دونوں بری ہو جائیں گے اگر روپیہ والا ضامن سے کہے کہ جس روپے کا تو ضامن ہوا تھا وہ میں تجھ سے لے چکا تو اب یہ ضامن مکفول عنہ سے وہ روپیہ لیلے (اگرچہ اس نے نہیں دیا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ روپیہ والا خود اقرار کر رہا ہے کہ میں تجھ سے لے چکا پس اس کا اقرار کافی ہے) اور اگر اس نے فقط اتنا کہدیا ہے کہ تو بری ہو گیا یا میں نے تجھے بری کر دیا تو اب یہ مکفول عنہ سے کچھ نہیں لے سکتا۔

[1] کیونکہ اس کا آنا اس کے روپیہ کی ادائیگی کا ذریعہ اور وسیلہ ہے گر وہ نہ آئے تو پھر وصول کس سے کریگا ۱۲

[2] ۔جو صلح میں کم کر دئے گئے ہیں اور جو باقی ہیں وہ انھیں دینے پڑیں گے ۱۲ مترجم عفی عنہٗ۔

فائدہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی صورت میں جو مدعی کی طرف سے اقرار محض تھا یہاں وہ اقرار بھی نہیں ہے غرض کہ ان دونوں صورتوں میں اقرار کے ہونے نہ ہونے سے اتنا فرق ہوگیا۔

ترجمہ۔ ضمانت سے بری ہونے کو کسی شرط پر معلق کرنا باطل ہے۔

فائدہ۔ مثلاً مدعی یعنی مکفول لہ نے ضامن سے یوں کہا کہ اگر فلاں شخص آجائے تو تو ضمانت سے بری ہے تو یہ تعلیق درست نہ ہوگی یعنی یہ ضامن بری نہ ہوگا۔ عینی۔

ترجمہ۔ حد اور قصاص کی حاضر ضمانت باطل ہے اور اسی طرح بیع۔ مرہون اور امانت کی کی بھی ضمانت باطل ہے اور قیمت کی اور مغصوب چیز کی یا ایسی چیز جو مشتری نے خریدنے کے قصد سے لے لی ہو اور بیع فاسد کی مبیع کی ضمانت درست ہے اور کرایہ کے خاص چوپائے پر لادنے کی ضمانت کرنی یا جو غلام خدمت کرنے کے لئے نوکر رکھا گیا ہو اس کے خدمت کرنے کی ضمانت کرنی باطل ہے اور مدعی (یعنی مکفول لہ) کے مجلس عقد میں ضمانت قبول کئے بغیر کوئی ضمانت درست نہیں ہو سکتی (یعنی حاضر ضمانت ہو یا مال ضمانت ہو ضمانت ہوتے وقت مدعی کے ہاں کہے بغیر نہیں ہو سکتی) ہاں اگر کوئی بیمار ہو اور اس کی طرف سے اس کا وارث ضمانت دیدے تو یہ درست ہے اگر کوئی مفلس[1] کنگال مر گیا ہے اور اس کی طرف سے اس کا وارث ضامن ہوتا ہے تو اس صورت میں یہ ضمانت درست نہ ہوگی اگر وکیل اپنے موکل کے لئے اس چیز کی قیمت کا ضامن ہونے لگے جس کے بیچنے کا یہ وکیل ہے یا مضارب رب المال کے لئے مضاربت کے اسباب کی قیمت کا ضامن ہونے لگے یا دو شریکوں نے ساجھے کا غلام جو ایک عقد میں بیچا ہو ان میں سے ایک شریک دوسرے کے لئے مشتری کی طرف سے قیمت کا ضامن ہونے لگے تو یہ تینوں ضمانتیں باطل ہیں اور عہدہ کے لفظ کے ساتھ ضمانت دینی باطل ہے۔

فائدہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عہدہ کا لفظ مشترک ہے وثیقہ۔ عقد۔ خیار۔ شرط۔ حقوق وغیرہ بہت سے معنے میں مستعمل ہوتا ہے پس چونکہ اس لفظ سے ضامن کی مراد معلوم اور معین نہیں ہے لہٰذا یہ ضمانت درست نہ ہوگی۔ طحطاوی۔

ترجمہ۔ اسی طرح مبیع کے چھڑا دینے کا ضامن ہونا بھی باطل ہے (کیونکہ چھڑا دینے کے یہ معنے ہیں کہ مبیع کو اس کے مستحق سے چھڑا کر مشتری کے حوالے کردے اور یہ ضامن کے قابو کی بات نہیں ہے) اور (مکاتب کی طرف سے) مال کتابت کی ضمانت بھی باطل ہے۔

فصل۔ اگر ضامن نے ابھی مدعی کو ضمانت کا روپیہ نہیں دیا تھا کہ مدعا علیہ (یعنی مکفول عنہ) نے اس ضامن کو وہ روپیہ دیدیا تو اب مدعا علیہ اس سے واپس نہ لے (کیونکہ ضامن نے اگرچہ ابھی

---

[1] مفلس سے مراد امام صاحب کے نزدیک یہ ہے کہ اس کے ذمہ قرض بہت سا ہو اور مال بالکل نہ چھوڑے۔ ا

دیا نہیں مگر اب دے گا) اگر یہ ضامن اس روپیہ سے تجارت کر کے کچھ پیدا کرے تو وہ اسی کا ہے ہاں اگر وہ نقد نہ ہو بلکہ ایسی چیز ہو جو متعین ہو سکتی ہے (مثلاً گیہوں یا جَو وغیرہ ہوں تو اس صورت میں اس کا) مدعا علیہ کو دیدینا مستحب ہے اگر مدعا علیہ نے اپنے ضامن سے یہ کہا کہ تو مجھ پر ایک اطلس کے تھان کی بیع عینہ کرے اُس نے کرلی تو یہ خرید اس ضامن کی ہے اور بائع نے جو اس پر نفع لیا ہے وہ بھی اسی کے ذمہ ہے۔

فائدہ۔ بیع عینہ اُسے کہتے ہیں کہ ایک کپڑا کسی سے بیس روپیہ میں اُدھار خرید کر کسی کے ہاتھ پندرہ میں نقد بیچدے تو اس صورت میں یہ خرید اور جو اس میں نقصان ہو ضامن کے ذمہ ہے کیونکہ یہ ضامن مکفول عنہ کے اتنا کہنے سے اس کا وکیل نہیں ہو جاتا تاکہ نفع نقصان مکفول عنہ کے ذمہ رہے۔ عینی۔ ملخصًا۔

ترجمہ۔ اگر کوئی کسی کا اس طرح ضامن ہوا کہ جو کچھ مدعی کا اس کے ذمہ نکلے (اس کا میں ضامن ہوں) یا جو کچھ اس سے حاکم دلائے (اس کا میں ضامن ہوں) پھر مدعا علیہ کہیں چلا گیا اور مدعی نے ضامن پر اس مضمون کے گواہ پیش کئے کہ مدعا علیہ کے ذمہ میرا ایک ہزار روپیہ آتا ہے تو یہ گواہ نہ سنے جائیں گے[1] (یعنی ضامن سے یہ روپیہ نہیں دلوایا جائیگا جبتک مدعا علیہ حاضر نہ ہو جائے) اگر مدعی نے اس پر گواہ پیش کئے کہ زید پر (یعنی مدعا علیہ پر جو یہاں موجود نہیں) میرا اتنا روپیہ ہے اور یہ شخص اس کی اجازت سے اس کا ضامن ہے تو اب اس روپیہ کے دلانے کا اس ضامن اور مدعا علیہ دونوں پر حکم کر دیا جائیگا اگر گواہوں سے اس مدعا علیہ کی بغیر اجازت کے ضامن ہونا ثابت ہو تو اب فقط اس ضامن ہی سے روپیہ دلایا جائیگا اگر کوئی اس طور پر ضامن ہوا کہ اگر مبیع کا کوئی دعویدار نکل آئے تو اس کی قیمت کا میں ضامن ہوں تو یہ ضمانت اس بیع کو تسلیم کر لینا اور اس کا اقبال کر لینا ہے۔ (یعنی پھر یہ ضامن اس مبیع کی بابت یہ دعوٰی نہیں کر سکتا کہ میری ملکیت ہے یا میں نے خریدی ہے اگر اس نے ایسا کیا تو اُس کا دعوٰی رد ہوگا) ہاں ایسی صورت میں فقط بیع نامہ پر گواہی یا مہر کر دینا تسلیم کرنا نہیں ہے (یعنی گواہی یا مہر کر دینے کے بعد اگر اس نے مبیع پر اپنی ہونے کا دعوٰی کر دیا تو وہ دعوٰی قابل سماعت ہوگا۔ اگر کوئی شخص دوسرے کی طرف سے اس کی زمین کے خراج کا ضامن ہو گیا یا خراج کے بدلے کوئی چیز رہن رکھدی یا دوسرے کی نوائب کا (یعنی اُس کے بانی کاشتکاروں کی مزدوری اور مشترک نہر کے کرایہ کا) یا ایک مشترک چیز کو اس کے حصہ داروں میں تقسیم کر دینے کا ضامن ہو گیا تو یہ ضمانت اور رہن سب جائز ہیں اگر ایک شخص نے دوسرے سے

[1] وجہ سنے نہ جانے کی یہ ہے کہ یہ ایسے مال کا ضامن ہوا ہے جو آئندہ مدعا علیہ کے ذمہ واجب ہوگا اور ابھی واجب ہونیکا وقوع نہیں ہوا کیونکہ غیر حاضر پر قاضی ڈگری نہیں دے سکتا ۱۲۔ عینی۔

کہا کہ میں تیرے لئے فلانے کی طرف سے سو روپیہ کا ضامن ہوں جو اس ایک ماہ بعد دینے تھے وہ بولا کہ مہینے بعد نہیں ابھی دینے ہیں تو اس صورت میں ضامن کا کہنا معتبر ہوگا ایک شخص نے ایک لونڈی خریدی اور دوسرا آدمی اس کے لئے اس بات کا ضامن ہوگیا کہ اگر یہ لونڈی کسی اور کی نکلی تو قیمت کا میں ضامن ہوں پھر لونڈی کسی اور کی نکلی تو ابھی یہ مشتری ضامن سے قیمت نہ لے جبتک کہ بائع کو لونڈی کی قیمت واپس کر دینے کا حکم نہ ہو جائے۔[1]

دو آدمیوں کا یا غلام کا ضامن ہونا

ترجمہ ۔ دو شخصوں کے ذمہ کسی کا قرض ہے اُن میں سے ہر ایک دوسرے کے قرض خواہ کے لئے ضامن ہوگیا تو اب اگر ان میں سے ایک کچھ ادا کر دے تو اتنا اپنے شریک سے نہ لے ہاں اگر آدھے قرض سے زیادہ ادا کر دیا ہے تو اس زیادتی کو اس سے لے سکتا ہے اور اگر دو آدمی کسی تیسرے کے ضامن ہوئے تھے پھر یہ دونوں آپسمیں بھی ایکدوسرے کے ضامن ہوگئے تو ان میں سے جو کچھ کوئی ادا کرے اس کا نصف دوسرے سے لیلے یا جو کچھ ادا کیا ہے سب اس اصل مکفول عنہ سے لیلے (اگر اس کے کہنے سے ضمانت ہوئی ہو) اگر مدعی ان میں سے ایک کو بری کر دے تو اب مدعی سارا روپیہ دوسرے سے لے سکتا ہے اگر دو شخصوں میں شرکت مفاوضہ ہے اور دونوں مقروض ہیں پھر انھوں نے یہ شرکت توڑ ڈالی تو اب قرض خواہ ان میں سے جس سے چاہے سارا قرض وصول کر سکتا ہے اور ان میں سے ہر ایک جبتک آدھے سے زیادہ[2] قرض ادا نہ کرے دوسرے سے کچھ نہیں لے سکتا۔

فائدہ ۔ شرکت مفاوضہ کی تفصیل باب الشرکت میں گذر چکی ہے یعنی اُسے کہتے ہیں کہ دو شخص برابر روپیہ لگا کر تجارت کریں اور ان میں سے ہر ایک اپنے شریک کی طرف سے کفیل اور وکیل ہو ۔ مترجم عفی عنہ ۔

ترجمہ ۔ اگر کسی نے اپنے دو غلاموں کو ایک ہی دفعہ مکاتب کر دیا (مثلاً یہ کہا کہ میں نے تمھیں ایک ہزار روپے پر سال بھر کی مہلت سے مکاتب کر دیا) اور پھر یہ دونوں غلام آپسمیں ایک دوسرے کے کفیل ہوگئے تو اب ان میں سے جو کچھ کوئی ادا کرے اس کا نصف دوسرے سے لیلے اگر (مکاتب کرنے کے بعد) ان دونوں میں سے ایک کو اس نے آزاد کر دیا تو اس غلام کے حصہ کے دام

---

[1] کیونکہ محض حقدار کے کھڑے ہو جانے سے بیع نہیں ٹوٹا کرتی ۱۲ [2] کیونکہ آدھا تو اسے خود ہی دینا ہے آپ بری الذمہ ہونے کے بعد جو ادا کرے گا اسے واپس لینے کا مستحق ہوگا ۱۲ ۔ مترجم ۔

جسے اس نے آزاد نہیں کیا جس غلام سے چاہے لیلے اب اگر اس آقا نے آزاد شدہ سے لے لئے تو وہ مکاتب سے لیلے اور اگر اس نے مکاتب ہی سے لئے ہوں تو وہ آزاد سے کچھ نہیں لے سکتا (کیونکہ آزاد کے ذمہ کچھ نہیں ہے) اگر کوئی غلام کی طرف سے ایسے روپے کا ضامن ہوگیا جو اُسے اپنے آزاد ہونے کے بعد دینا تھا تو اُس ضامن کو یہ روپیہ ابھی دینا ہوگا اگرچہ ضامن نے یہ نہ کہا ہو کہ اب دوں گا اگر کسی نے دوسرے کے غلام پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے اور ایک شخص اُس غلام کا حاضر ضامن ہوگیا پھر وہ غلام مرگیا اور اس مدعی نے گواہوں سے یہ ثابت کردیا کہ یہ غلام میرا تھا تو اس ضامن کو غلام کی قیمت دینی پڑے گی اگر کسی نے ایک غلام پر کسی قدر روپے کا دعویٰ کیا تھا اور ایک شخص اس غلام کا حاضر ضامن ہوگیا بعد میں یہ غلام مرگیا تو یہ ضامن (ضمانت سے) بَری ہوگیا (کیونکہ غلام مرنے سے بَری ہوجاتا ہے اور اس کا بَری ہونا ضامن کے بَری ہونے کا سبب ہے) اگر کوئی غلام اپنے آقا کا اس کے کہنے سے ضامن ہوگیا تھا پھر وہ غلام آزاد ہوگیا اور آزادی کے بعد ضمانت کا روپیہ ادا کیا یا غلام کی طرف سے اس کا آقا ضامن ہوگیا تھا اور غلام کے آزاد ہونے کے بعد آقا نے ضمانت کا روپیہ ادا کیا تو ان دونوں صورتوں میں غلام یا آقا آپس میں ایک دوسرے سے کچھ نہیں لے سکتے۔

کتابُ الحوالہ
حوالہ کا بیان

ترجمہ۔ (شریعت میں) ایک کے ذمہ سے دوسرے کے ذمہ قرض کے منتقل ہو جانے کو

کے (یعنی اپنے قرضدار کے) سر نہ ہو ہاں اگر اس کا یہ روپیہ مارا جائے (تو پھر قرضدار اُس سے وصول کرلے) اور مارے جانے کی یہ دو صورتیں ہیں کہ یا تو محتال علیہ حوالہ کا انکار کر دے اور قسم کھالے (کہ مجھے حوالہ کی خبر بھی نہیں) اور اس محتال کے پاس حوالہ کا ثبوت پیش کرنے کے گواہ نہ ہوں یا محتال علیہ مفلس کنگال ہو کے مرجائے پھر اگر محتال علیہ نے محیل سے وہ روپیہ مانگا جو اُس نے اِس کے ذمہ منتقل کیا تھا اور محیل نے یہ جواب دیا کہ میں نے تو تجھ سے وہ روپیہ دلوایا ہے جو میرا تیرے ذمہ قرض تھا تو (یہ جواب لغو ہوگا اور) محیل کو بقدر قرض دینا پڑے گا اور اگر محیل محتال سے کہے کہ میں نے تو حوالہ اس واسطے کیا تھا کہ تو میرا کر کے اُس سے روپیہ

[1] معین سے مراد غلام یا حیوانات جیسی چیزیں ہیں اور کیونکہ یہ چیزیں حسّی ہیں لہذا ان میں نقل علمی کام نہیں دے سکا بلکہ نقل حسی ہونا چاہیئے ۱۲ - عینی -

وصول کرلے اور محتال علیہ کہے کہ نہیں تونے تو میرا روپیہ دلوایا ہے جو تیرے ذمہ قرض تھا تو اس صورت میں محیل کا کہنا معتبر ہوگا (یعنی فقط حوالہ کرنے سے محیل پر قرض ہونا ثابت نہ ہوگا) اگر کسی نے اپنے اس روپے کا حوالہ کردیا (یعنی دوسرے کو دلوادیا جو اس کا (مثلاً زید کے پاس بطور امانت رکھا تھا تو یہ حوالہ درست ہے اور اگر زید کے پاس سے وہ روپیہ جاتا رہا تو محتال علیہ (یعنی زید) بری ہوگیا (کیونکہ روپیہ امانتاً تھا اور امانت کا تاوان نہیں ہوتا لہذا زید کو اپنے اپنے پاس سے نہیں دینا پڑے گا) اور ہنڈوی (کرنا اور کرانا) مکروہ ہے۔

فائدہ ۔ سفاتج سفتجہ کی جمع ہے جو سفتہ کا معرب ہے اور سفتہ کھوکھلی لکڑی کو کہتے ہیں عرب میں یہ رواج تھا کہ لاٹھی وغیرہ کھوکھلی کرکے اس میں روپیہ پیسہ رکھکر سفر میں لیجاتے تھے تاکہ کسی کو یہ خبر نہ ہو کہ اس کے پاس روپیہ ہے اور راستہ میں کچھ اندیشہ نہ رہے اور چونکہ ہنڈوی اسی کو کہتے ہیں کہ ایک شخص راستہ کے خطرہ کی وجہ سے کسی کو اس لئے روپیہ دیدے کہ وہ اسے اس کی جگہ واپس دیدے تو ہنڈوی اور سفتہ کے اصل معنے میں ایک ہنا سبت پائی گئی اس وجہ سے اب ایک معنے ہنڈوی کے لئے جاتے ہیں اور چونکہ اس میں ایک طرف کا فائدہ ہے لہذا جائز نہیں ہے ۔ عینی ملخصاً +

لہ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کے منی آرڈر کو مکروہ فرمانے کی بھی یہی وجہ ہے کہ منی آرڈر میں سفتہ کی صورت ہے ۱۲ ۔ مترجم عفی عنہ ۔

کتاب القضاءت

قاضی ہونیکا بیان

ترجمہ۔ قاضی وہ ہو سکتا ہے جس کی گواہی معتبر ہوتی ہو اور فاسق قاضی ہو سکتا ہے کیونکہ وہ گواہی بھی دے سکتا ہے مگر فاسق کو قاضی کرنا مناسب نہیں ہے اگر کوئی قاضی عادل تھا۔ یعنی فسق و فجور کی اس میں کوئی بات نہ تھی پھر وہ رشوت لینے کے باعث فاسق ہوگیا تو ابھی عہدۂ قضا سے معزول نہیں ہوگا ہاں معزول کر دینے کے لائق بیشک ہوگا اگر کسی نے (بڑے افسر کو) رشوت دے کر عہدۂ قضا لیا تو وہ قاضی نہ ہوگا اور فاسق مفتی ہو سکتا ہے اور بعض فقہا کا قول یہ ہے کہ مفتی نہیں ہو سکتا مناسب نہیں ہے کہ قاضی بدمزاج سنگدل متکبر (حق اور اہل حق سے) عناد رکھنے والا ہو بلکہ قاضی ایسا شخص ہونا چاہیئے کہ اس کے محرمات سے بچنے۔ عقل کامل ہونے اور صلاح نیک بختی۔ سمجھ۔ حدیث دانی اور اس کے آثار صحابہ اور مسائل فقہ سے واقف ہونے میں لوگوں کو اعتماد ہو اور قاضی کے مجتہد ہونے سے قاضی میں اور زیادہ بہتری آجائے گی اور مفتی بھی ایسا ہی ہونا مناسب ہے جس کو یہ اندیشہ ہو کہ (اگر مجھکو کچھ حکومت مل جائے تو) مجھ سے ظلم ہوگا تو اُسے قاضی ہونا (یعنی قضاۃ کا عہدہ قبول کرنا) مکروہ ہے اور جس کو یہ اندیشہ ہو اُسے قاضی بننا مکروہ نہیں ہے ہاں قاضی ہو جانے کی خود خواہش نہ کرنی چاہیئے بادشاہ کی طرف سے عہدہ قضا لینا خواہ وہ عادل ہو یا ظالم ہو اور باغیوں کی طرف سے قاضی ہونا جائز ہے پس جو شخص قاضی بنایا جائے اُسے چاہیئے کہ اپنے سے پہلے قاضی کا دفتر طلب کرے اور دفتر سے مراد وہ بستے ہیں جن میں اس قاضی کے دستخطی حکمنامے اور (مقدمات کی) مثلیں وغیرہ ہوں اور قیدیوں کو دیکھے جو قیدی کسی کے حق کا اقرار کرے یا اُس کے ذمہ کسی کا حق ہونا گواہوں سے ثابت

لہ یعنی ایسا شخص ہو کہ اس کے محرمات سے بچنے کامل عقل ہونے نیکبخت ہونے وغیرہ پر لوگوں کا اطمینان اور بھروسا ہو ۱۲

ہوتا ہو بدستور قید میں رہنے دے اور اگر نہ قیدی اقرار کرے اور نہ گواہ ہوں تو قاضی ایسے قیدی کے بارے میں اعلان کردے (کہ جس کسی کا اس قیدی کے ذمّہ کچھ ہویا تو وہ حاضر ہوکر اس کا ثبوت پہنچائے ورنہ ہم قیدی کو چھوڑ دیں گے) اماتنوں میں اور اوقاف کی آمدنی میں گواہوں پر یا (خود واقف اور امین کے) اقرار پر عمل کرے معزول قاضی کے کہنے پر نہ رہے ہاں اگر کوئی قاضی اس بات کا اقرار کرتا ہو کہ معزول قاضی نے یہ امانتیں میرے پاس رکھوائی تھیں تو خاص ان امانتوں وغیرہ میں اس معزول قاضی کے کہنے کا اعتبار کرے اور مسجد میں یا اپنے گھر پر کچہری کیا کرے اگر کوئی کچھ تحفۃً دے اسے واپس کردے ہاں جو اس کا رشتہ دار ہو یا ایسا شخص ہو کہ وہ اس کے قاضی ہونے سے پہلے بھی اسے بھیجا کرتا تھا اور نہ صرف اپنی ہی دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرے جنازے کے ساتھ اور اور بیمار کی عیادت[1] کو جایا کرے مدعی اور مدعا علیہ دونوں کو برابر بٹھلائے اور دونوں کی طرف برابر توجہ کرے اُن میں سے کسی سے کان میں کوئی بات نہ کرے نہ کچھ اشارے سے کہے نہ جرح قدح کا جواب سکھلائے نہ ان میں سے کسی کی دعوت کرے نہ اُن سے ہنسی مذاق کرے نہ گواہوں کو یہ پڑھائے کہ تم یوں کہو۔

فصل ۔ اور جب مدعا علیہ پر مدّعی کا حق ثابت ہوجائے تو حاکم مدعا علیہ کو حکم کرے کہ اس کا حق جو تیرے ذمہ ہے فوراً ادا کر اگر وہ انکار کرے تو اسے قید کردے اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ یہ حق کسی چیز کی قیمت ہو (جو مدعی نے مدعا علیہ کے ہاتھ بیچی تھی) یا قرض کا روپیہ ہو یا مہر معجّل[2] ہو یا ضمانت کا روپیہ ہو اُن کے سوا اور حقوق میں اگر مدعا علیہ اپنے مفلس ہونے کا دعوٰی کرے تو اسے قید نہ کیا جائے ہاں اگر اس کا قرض خواہ (یعنی مدعی کسی شرعی دلیل سے) اس کے مالدار ہونے کو ثابت کردے تو قاضی جتنے دنوں مصلحت سمجھے اسے قید کردے پھر لوگوں سے اس کے حال کی تحقیق کرے اگر اس کے پاس مال ہونا ظاہر نہ ہو تو چھوڑ دے مگر اُس کے قرضخواہوں کو اُس پر تقاضا کرنے سے نہ روکے) بلکہ ان کو اختیار رہے کہ باوجود مال نہ نکلنے کے بھی وہ جب چاہیں اُس پر تقاضا کرتے رہیں اور مدعا علیہ اگر قید ہونے سے پہلے اپنے مفلس ہونے کے ثبوت میں گواہ پیش کرے تو ان کو قاضی نہ سنے اور اگر مدعا علیہ اپنی مفلسی کے گواہ لائے اور مدعی اس کے مالدار ہونیکے تو مالدار ہونے کے گواہ سنے جانیکے زیادہ لائق ہیں اگر کوئی باوجود مالدار ہونیکے بھی دوسرے کا روپیہ نہ دے (بلکہ انکار کردے) تو اسے قاضی ہمیشہ قید میں رکھے (جب تک وہ روپیہ ادا نہ کرے) اگر کوئی اپنی بیوی کو کھانا کپڑا نہ دے تو قاضی ایسے آدمی کو قید کردے ہاں بیٹے کے قرضے میں باپ کو قید نہ کیا جائے لیکن اگر کوئی اپنی اولاد کو روٹی کپڑا دینے سے انکار کرے تو اسے قید میں ڈال دیا جائے۔

---

[1] عیادت بیمار کو پوچھنے کے لئے جانے کو کہتے ہیں ۱۲۔ [2] مہر معجل اس مہر کو کہتے ہیں جو نکاح کے وقت دینا ہوا اور اگر اس وقت نہ دیا ہو تو اس کے دینے کی کوئی مدت بھی مقرر نہ ہوئی ہو ۱۲ منہ

ایک قاضی کا دوسرے قاضی کو خط لکھنا

ترجمہ۔ حدود اور خون کے مقدموں کے سوا اور مقدمات میں ایک جگہ کا قاضی دوسری جگہ کے قاضی کو خط لکھ سکتا ہے پس اگر ایک قاضی کے روبرو مدعا علیہ کی موجودگی میں گواہوں نے گواہی دیدی ہو تو یہ اس گواہی کو لکھ کر اس پر اپنا حکم فیصلہ کا لکھدے ایسے حکم نامے کو سجل کہتے ہیں اگر مدعا علیہ کے سامنے گواہی نہ ہوئی تو اب یہ قاضی فقط گواہی لکھدے (کہ گواہ یوں بیان کرتے ہیں) تاکہ دوسرا (قاضی یعنی) مکتوب الیہ اس پر فیصلہ کا حکم لگا دے اور ایسے مکتوب کو حکمنامہ کہتے ہیں در حقیقت حکمنامہ ایک جگہ سے دوسری جگہ گواہی کا منتقل کرنا ہے اور یہ قاضی حکمنامہ لکھ کر گواہوں کے روبرو پڑھے اور ان کے سامنے ہی اس پر اپنی مہر کر کے ان کو دیدے پھر جب یہ حکمنامہ دوسرے قاضی یعنی (مکتوب الیہ) کے پاس پہونچے تو وہ اول اس کی مہر دیکھے اور بغیر مدعا علیہ اور گواہوں کے حاضر ہوئے اس حکمنامہ کو قبول نہ کرے پس اگر گواہ اس کی گواہی دیں کہ یہ تحریر فلاں قاضی کی ہے اُس نے اپنی کچہری میں (بر سر اجلاس) ہمارے حوالے کی تھی اور جو کچھ اس میں لکھا ہے وہ ہمیں سنا کر اس پر اُس قاضی نے اپنی مہر بھی کر دی تھی تو اب یہ قاضی اسے (لے کر) کھول لے اور مدعا علیہ کے روبرو پڑھے (تاکہ وہ سن لے) اور جو اس میں لکھا ہو وہ اُس کے ذمہ کر دے (کہ یہ تو فوراً ادا کر) اور لکھنے والا قاضی اگر مر گیا یا موقوف ہو گیا یا جسے لکھا تھا وہ مر گیا تو ان تینوں صورتوں میں یہ تحریر باطل ہو جاتی ہے (قابل اعتبار نہیں رہتی) ہاں اگر مکتوب الیہ کا نام لکھنے کے بعد اس نے یہ لکھدیا ہو کہ مسلمانوں کے قاضیوں میں سے جس قاضی کے پاس یہ تحریر پہنچے وہی اس کی تعمیل کرے (تو اب مکتوب الیہ کے مرنے سے یہ تحریر باطل نہ ہوگی) اور مدعا علیہ کے مرنے سے یہ تحریر باطل نہیں ہوتی۔ سوائے حدود اور خون کے دیگر مقدمات میں عورت کا فیصلہ کرنا جائز ہے اور کوئی قاضی کسی کو اپنا نائب نہ کرے ہاں اگر بادشاہ نے نائب رکھنے کا اسے اختیار دیدیا ہو (تو رکھ سکتا ہے) بخلاف اس شخص کے جو جمعہ کی نماز پڑھانے پر مقرر کیا گیا ہو (کہ اس کو بادشاہ کی طرف سے اختیار ملے بغیر بھی اپنا نائب کر دینا جائز ہے اگر کسی قاضی کے ہاں اس سے پہلے قاضی کے حکم کی اپیل کی جائے تو یہ اسے بحال رکھے اگر وہ قرآن مجید اور حدیث مشہور اور اجماع (امت کے) خلاف نہ ہو اور عقود و فسوخ میں اگر قاضی نے جھوٹی گواہی پر حکم لگا دیا

تو وہ ظاہر و باطن دونوں میں جاری ہو جائیگا۔ نہ املاک مرسلہ میں۔

فائدہ۔ عقود سے مراد یہ معاملات ہیں جیسے خرید و فروخت اور نکاح وغیرہ اور فسوخ سے مراد ان عقود کا حکم باطل کرنا ہے جس طرح بھی ہو پس اس میں طلاق۔ اقالہ اور رد بالعیب داخل ہیں پس اگر دو گواہوں نے جھوٹی گواہی دی کہ اس عورت کا نکاح اس مرد سے ہو گیا ہے اور واقع میں نہیں ہوا تھا اور قاضی نے نکاح ہو جانے کا حکم لگا دیا یا اسی طرح بیع یا ہبہ یا طلاق وغیرہ میں جھوٹی گواہی پر حکم لگا دیا تو یہ حکم ظاہر اور باطن یعنی عند اللہ و عند الناس دونوں میں جاری ہو جائیگا اگر نکاح کی صورت تھی تو اس عورت سے صحبت کرنا اور اگر کسی چیز کے بیع ہونیکی گواہی تھی تو اس سے اس جھوٹے مشتری کو فائدہ اٹھانا جائز ہو گا لیکن املاک مرسلہ میں یعنی ان ملکوں کے دعوے میں کہ مدعی سبب ملک کا دعویٰ نہ کرے فقط ظاہر میں حکم ہو گا باطن میں نہ ہو گا مثلاً ایک شخص نے ایک عورت سے اپنا نکاح ہونے کا دعویٰ کیا جو دوسرے کے نکاح میں ہے اور یہ بیان نہ کیا کہ اس کے شوہر نے اسے چھوڑ دیا ہے اور قاضی نے جھوٹی گواہی پر یہ عورت اُسی مدعی کو دلا دی تو اس مدعی کو اس عورت سے صحبت کرنی درست نہیں کیونکہ اس نے ملک مرسل یعنی نکاح کا دعویٰ کیا اور پہلے شوہر کی طلاق کو بیان نہیں کیا جو سبب ملک ہے اس لئے کہ بغیر اس کے طلاق دئے عورت اس کی نہیں ہو سکتی۔ عینی۔

ترجمہ۔ جو شخص موجود نہ ہو اس پر قاضی حکم نہ کرے ہاں اگر اس کا قائم مقام حاضر ہو مثلاً اس کا وکیل یا وصی حاضر ہو یا وہ چیز جس کا غائب پر دعویٰ ہے وہ حاضر پر دعویٰ کرنے کا لازمی سبب ہو مثلاً ایک شخص نے ایک معین چیز کا دعویٰ کیا جو دوسرے کے قبضے میں ہے کہ یہ چیز میں نے فلاں غائب شخص سے خریدی تھی تو اس صورت میں فلاں غائب سے خریدنا اس حاضر پہ دعویٰ ہونے کا سبب ہے اب یہ حاضر شخص حکماً قائم مقام اس غائب کے ہو جائیگا اور قاضی یتیم[1] کا مال بطور قرض کے دیدے اور اس کا تمسک لکھ لے باقی وصی اور باپ کو اتنا اختیار نہیں ہے۔

فائدہ۔ یعنی وصی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ یتیم کا روپیہ وہ بطور قرض کے دیدے اور نہ اتنا اختیار باپ کو ہے کہ وہ اپنی نابالغ اولاد کا روپیہ قرض دے۔

پنچ بدلے کا بیان

ترجمہ۔ دو آدمیوں نے کسی کو پنچ بدا تھا تا کہ وہ ان دونوں کا فیصلہ کر دے اور اس نے

[1] یتیم اس بچہ کو کہتے ہیں جس کا باپ مر گیا ہو ۱۲ منہ

مدّعی سے گواہ لے کر یا مدعاعلیہ کے اقرار پر یا اُس کے قسم کھانے سے انکار کر جانے پر فیصلہ
کر دیا اور یہ فیصلہ حدود یا خون کے مقدمہ کا یا ایسے خون بہا کا جو قاتل کے کنبہ پر پڑتی ہے نہیں
ہے تو اس کا فیصلہ درست ہے بشرطیکہ جس کو پنچ بدا ہے وہ قاضی ہونے کی لیاقت رکھتا ہو
اس کے فیصلہ کرنے سے پہلے اگر ان دونوں پنچ بدنے والوں میں سے کوئی پھر جائے (تو کوئی
حرج نہیں) اس کا پھر جانا درست ہے اور اگر وہ فیصلہ کر چکا تو یہ فیصلہ دونوں پر لازم ہو گیا
اور اس پنچ کا فیصلہ اگر قاضی کے مذہب کے موافق ہو تو وہ اس کے فیصلہ کو بحال رکھے
اور اگر موافق نہ ہو تو رد کرے۔ اگر کوئی پنچ اپنے ماں باپ یا بیوی بچوں کے موافق فیصلہ
کر دے (کہ جس میں ان کا فائدہ ہو) تو یہ فیصلہ غلط ہو گا جیسا کہ ان کے لئے قاضی کا فیصلہ
غلط ہوتا ہے بخلاف اس کے کہ قاضی یا پنچ اپنے ماں باپ یا بیوی بچوں کے برخلاف فیصلہ
کرے تو وہ صحیح ہو گا۔

متفرق مسائل

ترجمہ۔ (اگر نیچے کا مکان ایک کا ہو اور اوپر کا دوسرے کا) تو نیچے والا اوپر والے
کی بغیر رضامندی نہ مکان میں کھونٹی گاڑے اور نہ طاق کھودے۔ اگر ایک لمبی گلی ہے کہ اس
میں سے ویسی ہی گلی اور نکلی ہے مگر یہ گلی دوسری طرف نہیں نکلتی تو جس کا دروازہ پہلی گلی
میں کو ہو وہ اس دوسری گلی میں کو دروازہ نہیں کھول سکتا (اسکی صورت یہ ہے لمبی گلی میں سے دوسری لمبی گلی
بخلاف اس کے کہ دوسری گلی گول (مثل چوک کے) ہو اس میں دروازہ کھول سکتا ہے
اس کی صورت یہ ہے لمبی گلی گول گلی) ایک مکان ایک شخص کے قبضہ میں ہے اس پر دوسرے شخص
نے یہ دعوی کیا کہ یہ مکان فلاں وقت ..... (مثلاً رمضان شریف میں) اس نے مجھے ہبہ
کر دیا تھا اور جب اس دعوے پر گواہ طلب ہوئے تو کہا کہ اس (مدعاعلیہ) نے ہبہ کرنے سے
جب انکار کر دیا تو میں نے اس سے مول لے لیا تھا اور اس مول ہی لینے پر گواہ پیش کئے جنھوں نے اس
وقت سے پہلے مول لینے کی گواہی دی جس وقت کے ہبہ کرنے کا اس نے دعوی کیا تھا (مثلاً ان
گواہوں نے رجب یا شعبان میں مول لینا بیان کیا ہے) تو اس صورت میں یہ گواہی نہ سنی
جائے گی اور اگر گواہوں نے اس وقت کے بعد مول لینے کی گواہی دی ہے تو گواہی سنی جائیگی
ایک آدمی کے پاس ایک لونڈی ہے اس نے دوسرے سے کہا کہ یہ لونڈی مجھ سے تو نے خرید

لی ہے اور وہ خرید نے سے انکاری ہے تو باوجود انکاری ہونے کے اگر یہ اس سے آئندہ جھگڑا کرنے کا قصد نہ رکھے تو اسے اس لونڈی سے صحبت کرنی جائز ہے ایک شخص نے کسی سے دس روپیہ لینے کا اقرار کر کے پھر یہ کہا کہ وہ دس روپیہ کھوٹے تھے تو اس سے قسم کھلانے کے بعد اس کا اعتبار کیا جائیگا اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ میرے ذمہ تیرا ایک ہزار روپیہ ہے اس نے اس کے کہنے کو رد کر دیا کہ تو غلط کہتا ہے تیرے ذمہ میرا کچھ نہیں ہے) پھر کہا کہ ہاں تو سچ کہتا ہے تو اب اس کے ذمہ کچھ نہیں ہوگا۔

فائدہ - اس کی وجہ یہ ہے کہ اقرار تو پہلا ہی تھا اسے یہ غلط اور رد کر چکا اب دوبارہ کہنا اس کا دعوٰی ہے اور اسے گواہوں سے ثابت کرنا چاہیئے یا مقر کی طرف سے تصدیق ہونی چاہیئے بلا اس کے ثبوت نہیں ہو سکتا۔ عینی۔

ترجمہ - ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعوٰی کیا تھا مدعا علیہ نے یہ جواب دیا کہ میرے ذمہ تیرا کبھی کچھ نہیں ہے اس پر مدعی نے ایک ہزار روپیہ اس کے ذمہ ہونے پر گواہ پیش کیے اور اور مدعا علیہ نے وہ ہزار روپیہ ادا کر دینے یا اس کے معاف کر دینے پر گواہ پیش کیے تو مدعا علیہ کے گواہ منظور کیے جائیں گے اگر مدعا علیہ نے یہ بھی کہدیا تھا کہ میں تجھے پہچانتا بھی نہیں ہوں تو اس صورت میں گواہوں کا بھی اعتبار نہ رہیگا ایک شخص نے دوسرے پر یہ دعوٰی کیا کہ اس نے اپنی لونڈی میرے ہاتھ بیچدی ہے اس نے کہا میں نے تیرے ہاتھ لونڈی کبھی نہیں بیچی اس پر مدعی نے (لونڈیوں کے) خرید نے پر گواہ پیش کیے (تو قاضی نے وہ لونڈی اُسے دلادی) پھر اس لونڈی میں اس نے کوئی عیب دیکھا اور واپس کرنے کا ارادہ کیا تو) اس وقت اس (مدعا علیہ) بائع نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ یہ شخص اس لونڈی کے ہر عیب سے مجھے بری الذمہ کر چکا ہے تو اس کے یہ گواہ نہیں سنے جائیں گے جب تمسک وغیرہ کے اخیر میں لفظ انشاء اللہ ہو گا وہ بیکار اور نکما ہے اگر کوئی یہودی مر گیا بعد میں اس کی جورو نے یہ کہا کہ میں اس کے مرنے کے بعد مسلمان ہو گئی ہوں اور وارث کہتے ہیں کہ تو اُس کے سامنے ہی مسلمان ہو گئی تھی تو اس صورت میں وارثوں کا کہنا معتبر ہوگا۔

فائدہ - علم فرائض کا یہ مسئلہ ہے کہ اگر دو وارثوں میں مذہب کا اختلاف ہو مثلاً باپ یہودی اور بیٹا مسلمان ہو تو ان میں ایک دوسرے کا وارث نہیں ہوا کرتا اس لئے اس عورت کا گویا مقصود یہ ہے کہ میں اپنے شوہر کے مرنے کے وقت چونکہ یہودن ہی تھی ہم دونوں میں اس وقت مذہبی اختلاف تھا اور بعد میں میں مسلمان ہوئی ہوں لہذا مجھے شوہر کا ترکہ ملنا چاہیئے لیکن اس صورت میں وارثوں کا کہنا معتبر ہوگا اور اسے اس کے شوہر کا ترکہ نہیں ملیگا۔

ترجمہ ۔ اگر امین (کسی شخص کی بابت) یہ کہے کہ میرے پاس امانت رکھنے والے کا بیٹا ہے اس کے سوا اس کا اور کوئی وارث نہیں ہے تو یہ امین اُس شخص کو یہ امانت ضرور دیدے اگر (کچھ دنوں کے بعد) دوسرے شخص کی بابت یہ پھر کہے کہ یہ بھی اس کا بیٹا ہے اور پہلا بیٹا اس کی تکذیب کرے۔ (یعنی اس بات میں اس امین کو جھوٹا بتلائے) تو وہ امانت کا روپیہ پہلے ہی کو دلایا جائیگا۔ اگر کسی کا ترکہ (اس کے وارثوں یا) قرضخواہوں میں تقسیم کر دیا گیا تو اب اُن سے اُس کا ضامن نہیں لیا جائیگا (ہاں اگر کوئی وارث یا قرضخواہ نکل آیا تو اُس کا حصہ دینا ہوگا) ایک شخص نے ایک مکان پر یہ دعویٰ کیا کہ یہ میری اور میرے بھائی کی جو اس وقت یہاں نہیں ہے وارث ہے اور اپنے اس دعوے پر گواہ پیش کر دئے تو یہ اس مکان میں سے فقط آدھا لیلے (یعنی اس صورت میں اُسسے اُس کے بھائی کا حصہ نہیں مل سکتا) اگر کسی نے یہ کہا کہ میرا مال یا جس چیز کا میں مالک ہوں وہ مسکینوں کے لئے صدقہ ہے تو یہ کہنا اس مال پر واقع ہوگا جس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

فائدہ ۔ یعنی اس کا جو مال اس کے کام میں رہتا ہو تو خواہ تھوڑا ہو یا بہت ہو مثلاً سواری کا گھوڑا یا برتنے کے برتن وغیرہ تو یہ صدقہ میں نہیں آئیں گے بلکہ جو کسی کی حاجت سے زائد تجارتی مال ہو اس پر صدقہ کا حکم کیا جائیگا۔

ترجمہ ۔ اگر کسی نے اپنے تہائی مال کی وصیت کی تو یہ وصیت (بلا خلاف) ہر چیز میں جاری ہوگی ایک شخص کو کوئی وصیت کر کے مرگیا اور اس وصیت کی خبر نہیں ہوئی تو بھی اس کا وصی ہے (یہانتک کہ اگر وصیت کی خبر ہونے سے پہلے مؤکل کے مال میں کچھ تصرف کر دیا تو وہ تصرف ناجائز ہوگا) اگر اس کو کسی نے وکالت کی خبر کر دی تو پھر اس کا تصرف جائز ہوگا اور وکیل کا موقوف ہونا ثابت نہیں ہوتا جبتک کہ ایک آدمی عادل یا دو (مستور الحال یعنی جن کی حالت کی خبر نہ ہو کہ یہ عادل ہیں یا فاسق ہیں) خبر نہ دیں جیسا کہ آقا کو غلام کے قصور کرنے کی خبر دینی یا شفیع کو یہ خبر دینی کہ تیرے شفعہ کی زمین فلانے کے ہاتھ بیع ہوگئی ہے یا کنواری لڑکی کو یہ خبر کر دی کہ تیرا نکاح ہوگیا ہے یا ایسے مسلمان کو جو دار الحرب چھوڑ کے دار الاسلام میں آیا ہو (احکام شریعت کی) خبر دینی (کہ ان سب صورتوں میں دو آدمی مستور الحال ہونے یا ایک عادل ہونا شرط ہے۔

فائدہ ۔ یعنے یہ شرط پوری ہونے پر ان سب صورتوں میں خبر کا ماننا لازم ہوگا (مثلاً آقا کو غلام کے قصور کے بدلے تاوان دینا پڑے گا اور شفیع اگر اس وقت خاموش ہو رہا تو حق شفعہ جاتا رہے گا اگر کنواری خاموش ہو رہی تو نکاح صحیح ہو جائیگا اور اس مسلمان پر احکام شریعت نماز روزہ وغیرہ سب فرض ہو جائیں گے۔

ترجمہ ۔ اگر قاضی یا قاضی کے امین نے کسی کے غلام کو اُس کے قرض خواہوں کا روپیہ ادا کرنے کی غرض سے بیچکر اُس کی قیمت لے لی اور اُن کے پاس سے وہ قیمت جاتی رہی اور وہ غلام کسی اور کا نکل آیا (کہ اُس نے اُس مشتری سے غلام چھین لیا) تو اب یہ قاضی یا امین قیمت کے ضامن نہیں مشتری ان قرض خواہوں سے قیمت وصول کرے (جن کی وجہ سے یہ غلام بکا تھا) اگر قاضی نے کسی کے وصی کو یہ حکم دیا کہ تو اپنے وصیت کرنے والے کا غلام بیچ کر اُس کے قرضخواہوں کا بھگتان کردے چنانچہ اُس نے غلام بیچ دیا پھر اُس غلام کا کوئی دعویدار کھڑا ہوگیا یا مشتری کے قبضہ سے پہلے غلام مرگیا اور اس وصی کے پاس سے وہ قیمت بھی جاتی رہی تو یہ مشتری وصی سے قیمت وصول کرے اور وصی قرضخواہوں سے لے (جن کے سبب سے غلام بکا تھا) اگر کوئی عادل عالم قاضی تم[1] سے یہ کہے کہ میں نے اس شخص پر سنگسار ہونے کا یا (اُس نے چوری کی تھی اس پر) ہاتھ کاٹنے کا یا (بید) مارنے کا حکم لگا دیا ہے تو میرے حکم کو پورا کردے تو تمھیں اس کا حکم پورا کردینا جائز ہے اگر کوئی موقوف شدہ قاضی کسی سے کہے کہ میں نے جو تجھ سے ہزار روپے لئے تھے وہ میں نے زید کو دیدئے ہیں کیونکہ (فلاں مقدمہ میں) تجھ پر میں نے ان کی ڈگری کی تھی اور وہ (جواب میں) کہتا ہے کہ (نہیں) تو نے تو مجھ سے ظلم سے لئے تھے تو اس صورت میں قاضی کے کہنے کا اعتبار ہوگا اور اسی طرح اگر (کسی ٹنڈے سے) قاضی نے کہا کہ میں نے تیرا ہاتھ حق کے موافق کٹوایا ہے (اور وہ کہے نہیں تو نے ظلماً کٹوایا ہے تو اب بھی قاضی ہی کا کہنا معتبر ہوگا) بشرطیکہ جس کا ہاتھ کٹا ہے یا جس سے روپیہ لیا گیا ہے دونوں اس بات کے مقر ہوں کہ اس نے قاضی ہونے کی حالت میں ہاتھ کٹوایا یا روپیہ لیا تھا (ورنہ پھر قاضی کا کہنا معتبر نہ ہوگا) ؁

---

[1] یہ خطاب ہر شخص کو ہے جو قاضی کا حکم بجالانے کے قابل ہو ۱۲ منہ ۔

کتاب الشہادة[1]

گواہی دینے کا بیان

ترجمہ ۔ ایک واقعہ کو جیسا آنکھوں سے دیکھا ہو اسے بیان کر دینے کا نام (شرع میں) شہادت ہے باقی محض گمان یا اٹکل سے کہنا شہادت نہیں ہو سکتا اگر مدعی کسی کو شہادت کیلئے طلب کرے تو اس وقت اسے شہادت دینی لازم ہے (چونکہ شہادت مدعی کا حق ہے اس لئے اس کی طلبی پر موقوف ہے اور حدود (کے مقدمات میں) شہادت کا چھپانا مستحب ہے چوری کی شہادت (یعنی گواہی) میں گواہ یہ کہے کہ اس نے مال لیا یہ نہ کہے کہ اس نے چرایا (تاکہ مال کا ثبوت ہو جائے اور اس کا ہاتھ کٹنے سے بچ جائے اور زنا کی گواہی میں (زنا کے ثبوت کے واسطے) چار مردوں کی گواہی شرط[2] ہے اور اس کے سوا اور حدود اور قصاص (کے ثبوت) کے لئے دو مردوں کی گواہی کافی ہے اور بچہ پیدا ہونے اور عورت کے کنواری[3] ہونے میں اور عورتوں کے ان عیبوں کے مقدمات میں جن پر مرد مطلع نہیں ہو سکتے ایک عورت کی گواہی کافی ہے ان مذکورہ سب صورتوں کے سوا اور کل مقدمات میں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کافی ہے ہاں ان سب گواہیوں میں گواہی کا لفظ ہونا اور اس گواہ کا عادل (راست گو) ہونا بیشک (ضروری اور شرط ہے (یعنی عادل آدمی یوں کہے میں گواہی دیتا ہوں اگر ایسے لفظ نہ کہیگا تو اس گواہی کا اعتبار نہیں کیا جائیگا خواہ مرد ہو یا عورت ہو) اور کل حقوق (کے مقدمات) میں خفیہ اور علانیہ قاضی گواہوں کے حال

---

[1] شہادت کے لغوی معنی حاضر ہونے کے ہیں اور شرعی معنی یہ ہیں جو خود مصنف بیان فرماتے ہیں ۱۲ منہ
[2] یعنی اگر زنا کے گواہ چار سے کم ہوں گے تو زنا ثابت نہیں ہونے کا ۱۲ منہ
[3] مثلاً ایک شخص نے ایک عورت سے اس کے کنواری ہونے کی شرط پر نکاح کیا تھا بعد میں یہ دعویٰ کر دیا کہ یہ عورت تو شوہر دیدہ ہے اور عورت کا یہ دعویٰ ہے کہ میں کنواری ہوں تو اس صورت میں اگر کسی اور عورت نے اسے دیکھ کر گواہی دیدی کہ بیشک یہ کنواری ہی تو گواہی درست ہوگی۔ ۱۲ منہ

کی تحقیق کرے باقی مدعا علیہ اگر مدعی کے گواہوں کو عادل بتانے لگے تو اس کا کہنا کافی نہیں ہو سکتا ہے
گواہوں کے عادل ہونے کی تحقیق کرنے اور قاصد ہونے اور دوسرے شخص کی زبان سمجھانے کے لیے ایک
آدمی کافی ہے (یعنی اگر قاضی کے تحقیق کرنے پر ایک آدمی نے کہدیا کہ یہ آدمی عادل ہے یا قاضی نے کسی
سے یہ حال معلوم کرنے کے لئے ایک آدمی کو قاصد کرکے بھیجدیا یا ایک آدمی نے دوسری کی زبان کا ترجمہ
اپنی زبان میں کر دیا تو ان تینوں صورتوں میں یہی ایک آدمی کافی ہے دو کا ہونا ضروری نہیں) چند
معاملات مثلاً بیع ۔ اقرار حکم حاکم ۔ غصب ۔ خون کے مقدمات میں ہر آدمی کو اختیار ہے کہ جو کچھ
اس نے دیکھا یا سنا ہو عدالت میں جاکر کہدے اگرچہ اس پر اسے گواہ نہ کیا گیا ہو ہاں دوسرے کی
گواہی پر گواہی نہ دے جبتک کہ اسے گواہ نہ بنا جائے گواہ قاضی اور راوی کو اگر واقعہ پورے طور
پر یاد نہ رہے تو نقط لکھے ہوئے پر کاربند نہ ہو جائیں اور بلا آنکھوں سے دیکھے کسی بات کی
کوئی گواہی نہ دے سوائے نسب ۔ موت نکاح ۔ عورت سے صحبت کرنا ۔ قاضی کی قضاۃ اور اصل
چیز کا وقف کرنا کہ ان چھ چیزوں کو اگر کسی ایسے شخص نے اس سے بیان نہ کیا ہو کہ جس کے نیک
ہونے پر اسے پورا بھروسہ ہے تو یہ ان کی گواہی دے سکتا ہے ۔

فائدہ ۔ نسب کی گواہی سے مراد یہ ہے مثلاً کوئی یہ گواہی دے کہ میں نے لوگوں سے یہ سنا
ہے کہ فلاں آدمی فلانے کا بیٹا یا اس کا بھائی ہے اور موت کی بابت یہ گواہی دے کہ میں نے لوگوں
سے سنا ہے کہ فلاں آدمی مر گیا ہے اور نکاح میں یہ کہے میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ فلانی عورت
فلانے کی بیوی ہے اور صحبت ہونے کی بابت یہ گواہی دے میں نے سنا ہے کہ فلاں شخص نے فلاں
عورت سے نکاح کرکے اس سے ہم بستری کرلی ہے اور قضاۃ قاضی کی گواہی کی صورت یہ ہے کہ یہ کہے کہ
میں نے سنا ہے کہ فلاں فلاں بادشاہ کیطرف سے قاضی ہو گیا ہے اور اصل چیز کے وقف کرنیکی بابت یہ گواہی دے کہ
میں نے سنا ہے کہ فلاں شخص نے یہ زمین وقف کردی ہے تو اس صورت سے یہ سب گواہیاں دینی درست اور جائز ہیں ۔ عینی وغیرہ ۔

ترجمہ ۔ جس کسی کے پاس (یعنی اس کے قبضہ میں) کوئی چیز ہو سوائے غلام اور لونڈی کے
تو اسے دیکھنے والے تیسرے کے لئے یہ جائز ہے کہ تو یہ گواہی دیدے کہ یہ چیز اسی کی ہے (کیونکہ قبضہ
ملک کی دلیل ہے) اگر یہ گواہ نے کھول کر قاضی کے سامنے یہ بیان کر دیا کہ میں سنی سنائی گواہی دیتا
ہوں یا اس چیز پر قبضہ دیکھ کر یہ اس کی بتاتا ہوں تو قاضی ایسی گواہی نہ سنے ۔ اگر کسی نے یہ گواہی
دی کہ میں فلاں آدمی کے دفن ہونے میں شریک تھا یا اس کے جنازے کی نماز میں نے پڑھی ہے تو یہ
آنکھوں سے دیکھنے کی برابر ہے یہانتک کہ اگر ایسا گواہ قاضی کے روبرو کھول کر یہ بیان کر
دے (کہ میں نے لوگوں سے سنا تھا کہ یہ جنازہ فلانے کا ہے تب بھی قاضی اس کی گواہی قبول کرے

گواہی کا مقبول ہونا یا نہ ہونا

ترجمہ - اندھے غلام اور نابالغ کی گواہی قبول کرنیکے قابل نہیں ہوتی ہاں اگر غلام غلامی کی حالت میں اور نابالغ نابالغی کی حالت میں گواہ بنے اور آزاد ہونے کے بعد گواہی دیے تو وہ مقبول ہوگی اور جو تہمت لگانے میں سزا یافتہ ہو اس کی گواہی بھی قبول نہیں ہوسکتی اگرچہ وہ توبہ بھی کرے ہاں اگر کسی کافر کو تہمت لگانے میں سزا ہوئی تھی پھر وہ مسلمان ہوگیا (تو اب وہ داغی نہیں رہیگا) اس کی گواہی مقبول ہوگی اولاد کی گواہی ماں باپ اور دادا دادی کے حق میں اور ماں باپ کی اولاد کے اور دادا دادی کی پوتا پوتی کے حق میں معتبر نہیں ہوسکتی (اور اسی حکم میں نانا نانی نواسہ نواسی بھی ہیں) اور نہ میاں کی بیوی کے حق میں اور نہ بیوی کی میاں کے حق میں اور نہ آقا کی اس کے غلام کے اور اس کے مکاتب کے حق میں اور نہ ایک ساجھی کی دوسرے ساجھی کے حق میں اس مال کے مقدمہ میں جو ان کے ساجھی کا ہو اور نہ مخنث[1] کی اور نہ نوحہ کرنے والی اور نہ گانے بجانے والے کی اور نہ دشمن کی اگر دشمنی دنیاوی سبب سے ہو اور نہ ایسے شرابی کی جو لہو ولعب کے لئے ہمیشہ شراب پیتا ہو (اگر کسی نے دوائی کی غرض سے پی ہو تو اس کی گواہی میں کوئی حرج نہیں) اور نہ ایسے شخص کی جو پرندباز ہو (پرندباز میں مرغباز تیتر باز بٹیر باز کبوتر باز وغیرہ وغیرہ سب آگئے) اور نہ ایسے شخص کی جو لوگوں کو گانا سناتا ہو اور نہ اس کی جو سزا ہونے کے کام کرتا ہو یا حمام میں نہانے کو ننگا یا بے تہبند جاتا ہو یا سود خوار ہو یا جوئے کے طور پر چوسر بازی یا شطرنج بازی کرتا ہو یا چوسر و شطرنج کے سبب اس کی نماز قضا ہو جاتی ہو یا جو رستہ میں پیشاب کرتا یا کھانا پھرتا ہو یا علانیہ بزرگوں کو برا کہتا اور گالیاں دیتا ہو اور ہر شخص کی گواہی اس کے بھائی کے مقدمہ میں یا اس کے چچا یا دودھ کے ماں باپ یا سوتیلی بیٹی یا داماد یا بہو یا سوتیلی ماں یا بدعتیوں کے مقدمہ میں گواہی صحیح ہوگی (یعنی یہ رشتہ وغیرہ گواہی کے بارے میں کچھ مضر نہیں ہوتا) سوائے خطابیہ کے

ترجمہ یعنی خطابیہ گواہی دینے کے قابل نہیں ہوتے خطابیہ رافضیوں کے ایک فرقہ کا نام ہے جو ابوالخطاب محمد بن ابی وہب الاجدع کی طرف نسبت کئے جاتے ہیں اور شمس الائمہ سرخسی نے یہ ذکر کیا ہے کہ یہ ایک قسم کے رافضی ہیں جو اس وقت جھوٹی گواہی دینی جائز کہتے ہیں کہ جب مدعی ان کے سامنے قسم کھا کر یہ کہے کہ میں اپنے دعوے میں حق پر ہوں - عینی -

[1] مخنث اس آدمی کو کہتے ہیں جو عورتوں کے بھیس میں رہے اور بد افعالیاں کیا کرے ایسے کی گواہی قبول نہیں ہوتی کیونکہ یہ فاسق ہے ۱۲ منہ

ترجمہ - ذمی کی گواہی ذمی پر اور حربی کی گواہی حربی پر جائز ہے اور حربی کی گواہی ذمی پر جائز نہیں ہے اگر کوئی کبیرہ گناہ سے بچے اور صغیرہ کا مرتکب ہو تو اس کی گواہی جائز ہے اسی طرح اس کی گواہی جس کا ختنہ نہ ہوا ہو یا جو خصی ہو یا خنثیٰ ہو (یعنی جس کے ذکر اور فرج دونوں ہوں) اور اسی طرح اہلکاروں کی گواہی اور آزاد شدہ غلام کی اس کے آزاد کرنے والے کے مقدمہ میں جائز ہے اگر دو آدمی یہ گواہی دیں کہ فلاں شخص کو ہمارے والد نے اپنا وصی مقرر کیا تھا اور وہ شخص بدعتی ہے اگر اس کا مدعی ہے کہ ہاں مجھے اس نے وصی کیا تھا تو ان دونوں کی گواہی منظور ہوگی اور اگر اس نے انکار کیا تو منظور نہیں ہوگی جیساکہ اگر دو آدمی یہ گواہی دیں کہ اس شخص کو ہمارے والد نے اپنے قرض کا روپیہ وصول کرنے کے لئے وکیل کیا تھا تو اب خواہ یہ وکیل وکالت کا اقرار کرے یا انکار کرے ان کی گواہی مقبول نہیں اگر گواہوں کے فاسق وغیرہ ہونے کی کوئی فضول جرح کرنے لگے تو قاضی گواہی پر جرح ہونے کو نہ سنے اگر کسی نے گواہی دی تھی اس کے بعد ابھی کچہری برخاست نہیں ہوئی تھی کہ اس نے یہ بات کہی کہ گواہی میں مجھ سے کچھ غلطی ہوگئی ہے تو اس کا یہ کہنا تسلیم کیا جائیگا اگر وہ عادل ہو -

گواہی میں اختلاف ہونا

ترجمہ - گواہی اگر دعوے کے موافق ہوئی تو مانی جائے گی اگر مخالف ہوئی تو نہیں مانی جائے گی ایک آدمی نے ایک گھر پر دعویٰ کیا کہ یہ مجھے ورثہ میں پہنچا ہے یا میں نے خریدا ہے اور اس کے گواہوں نے یہ گواہی دی کہ ہاں یہ گھر کا مالک ہے (اور یہ نہ بیان کیا کہ کس طرح مالک ہوا ہے) تو یہ گواہی لغو ہے اور اگر اس کا اُلٹا ہو (یعنی ایک شخص نے دعویٰ تو فقط مالک ہونیکا کیا تھا اور گواہوں نے مالک ہونے کا سبب بھی بیان کردیا) تو اب گواہی لغو نہ ہوگی دونوں گواہوں کا اتفاق لفظ اور معنے دونوں میں ہونا معتبر ہے پس اگر ان میں سے ایک نے ایک ہزار کی گواہی دی اور دوسرے نے دو ہزار کی تو یہ گواہی نہیں سنی جائے گی اور اگر ایک نے ایک ہزار کی دی تھی اور دوسرے نے ڈیڑھ ہزار کی اور مدعی بھی ڈیڑھ ہی ہزار کا دعویٰ کرتا ہے تو ایک ہزار کی بابت گواہی قبول ہوگی اور اگر دو آدمیوں نے ایک ہزار کی گواہی دی تھی پھر ان میں سے ایک نے یہ بیان کیا کہ مدعا علیہ نے پانچ سو ادا بھی کردیئے ہیں تو دونوں کی گواہی ہزار میں مقبول ہوگی (کیونکہ اس پر دونوں کا اتفاق ہے

ف ۱ یعنی وہ شخص جس کو وصیت کیجائے ۱۲ منہ -

اور ایک گواہ کا یہ بیان کرنا نہیں سنا جائیگا کہ پانچسو ادا کر دیئے گئے ہیں ہاں اگر اس کے ساتھ دوسرا
گواہ اور ملجائے (تو اُس وقت چونکہ گواہی کا نصاب پورا ہوگا لہذا وہ گواہی معتبر ہوگی) اور جب
تک مدعی پانچسو وصول کر لینے کا اقرار نہ کرے اسوقت تک گواہ کو گواہی دینی مناسب نہیں ہے۔ اگر دو
آدمیوں نے ایک ہزار روپیہ قرض دینے کی گواہی دی اور اُن میں سے ایک نے یہ بھی کہا کہ اس قرض
لینے والے نے وہ ایک ہزار ادا بھی کر دیے ہیں تو یہ گواہی ہزار روپیہ قرض دینے ہی پر صحیح ہوگی (کیونکہ
قرض کی بابت تو حجت پوری ہے اور ادائیگی کی بابت نہیں ہے) اگر دو آدمیوں نے یہ گواہی دی کہ
فلاں شخص نے زید کو بقر عید کے روز مکہ میں قتل کیا ہے اور اُن کے سوا اور دو نے یہ گواہی دی کہ اسی
زید کو بقر عید کے دن مصر میں قتل کیا ہے تو ان چاروں گواہوں کو دھکے دیدیے جائیں گے اور
یہ دونوں گواہیاں رد کر دی جائیں گی ہاں اگر پہلے دو گواہوں کی گواہی سن کر قاضی حکم لگا چکا ہو
تو اب دوسری گواہی رائیگاں جائے گی اگر دو آدمیوں نے ایک آدمی کے ایک گائے چرانے پر گواہی دی
اور اس کے رنگ میں دونوں کا اختلاف ہوگیا (کہ ایک گوری بتلاتا ہے دوسرا گھیری کہتا ہے) تو اس
گواہی پر چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائیگا ہاں اگر دونوں کا اختلاف نر مادہ ہونے میں ہو (کہ ایک کہے اس
نے بیل چرایا ہے دوسرا کہے گائے چرائی ہے) یا غصب کے بارے میں اختلاف نر مادہ ہونے میں
ہو (کہ ایک کہے اس نے بیل چرایا ہے دوسرا کہے گائے چرائی ہے) یا غصب کے بارے میں اختلاف ہو
(کہ ایک کہتا ہے اس نے چھین لی ہے دوسرا کہتا ہے کہ اس نے چرائی اگرچہ رنگ بیان کرنے میں متفق
ہوں) تو ان دونوں صورتوں میں گواہی قابل اعتبار نہ ہوگی اگر کسی نے ایک شخص کی اس طرح گواہی
دی کہ اس نے فلانے کا غلام ایک ہزار میں خریدا ہے اور دوسرے گواہ نے ڈیڑھ ہزار میں خریدنا بیان
کیا تو یہ ان کی گواہی بیکار ہو جائے گی اسی طرح کتابت اور خلع کی روپوں کی تعداد میں اگر گواہوں
کا اختلاف ہو جائے تو وہ گواہی بھی بیکار ہو جائے گی لیکن (اگر نکاح ہونے کے بعد تعداد مہر میں
اختلاف ہوگیا تو) نکاح ایک ہزار پر صحیح ہو جائیگا مرنے والے کی چیز اس کے وارث کو نہ دلائی جائے
جبتک کہ گواہوں سے یہ ثابت نہ ہو جائے کہ اس شخص کا فلاں وارث مرگیا ہے اور اس نے یہ چیز اس
کے لئے میراث چھوڑ دی ہے یا دونوں گواہ یہ کہیں کہ یہ چیز اس کے مورث کے مرنے کے وقت اُس
کی ملک تھی یا اُس کے قبضہ میں تھی یا اس نے کسی کے پاس امانت رکھوا رکھی تھی یا اس نے کسی کو
مانگے دے رکھی تھی ان سب صورتوں میں قاضی وہ چیز وارث کو دلا دے اگر کوئی مکان وغیرہ کسی
کے قبضہ میں ہے اور گواہوں نے (ایک اور شخص کی بابت) یہ گواہی دی کہ یہ مکان ایک مہینہ (یا
سال بھر) سے اس شخص زندہ کے قبضہ میں ہے تو یہ گواہی رد ہوگی ہاں اگر مدعا علیہ نے بھی اس
کا اقرار کر لیا (کہ بیشک اس پر ایک مہینہ سے اس زندہ کا قبضہ ہے) یا دونوں گواہوں نے یہ گواہی

دی کہ مدعا علیہ نے بھی اس کا اقرار کیا ہے کہ بیشک یہ مکان مدعی کے قبضہ میں ہے تو اب وہ مکان مدعی کو دلا دیا جائیگا۔

گواہی پر گواہی دینا

ترجمہ۔ ان حقوق میں جو شبہ سے ساقط نہیں ہوتے (یعنی سوائے حدود اور خونی مقدمات کے) اگر دو گواہوں کی گواہیوں پر اور دو آدمی گواہی دیں تو یہ گواہی برابر مانی جائیگی (اور پہلے گواہوں کو اصلی گواہ کہا جاتا ہے اور پچھلوں کو فرعی) اور ایک گواہ کی گواہی پر ایک آدمی کی گواہی قبول نہیں ہوگی (بلکہ ہر ایک پر دو ہی گواہ ہونے چاہئیں) اور فرعی گواہ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اصلی گواہ فرعی سے یہ کہے کہ تو میری اس گواہی پر گواہ رہ کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ فلانے نے میرے سامنے اتنے روپے کا اقرار کیا ہے اور اس فرعی گواہی کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر فرعی گواہ یہ کہے کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ فلاں شخص نے اپنے گواہی پر مجھے گواہ کیا تھا اور اس کی وہ گواہی یہ تھی کہ فلاں شخص نے اس کے سامنے اپنے روپیے کا اقرار کیا ہے اور اس نے مجھ سے کہا تھا کہ تو میری اس گواہی پر گواہ رہنا (کہ میرے سامنے فلاں شخص نے اتنے روپے کا اقرار کیا ہے) یہ فرعی گواہی مقبول نہیں ہو سکتی ہاں اگر اصلی گواہ مرجائیں یا بیمار ہو جائیں یا کہیں سفر میں چلے جائیں اگر فرعی گواہ اصلی گواہوں کا عادل ہونا بیان کریں تو ان کی عدالت ثابت ہو جائیگی ورنہ ان کا عادل (وغیرہ) ہونا اوروں سے دریافت کیا جائے اگر اصلی گواہ گواہی سے انکار کردیں تو فرعی گواہی بالکل بیکار ہو جائیگی اگر دو فرعی گواہوں نے اصلی گواہوں کی شہادت کے ذریعہ سے ایک عورت پر جو فلاں شخص کی بیٹی فلاں جگہ کی رہنے والی ہے ایک ہزار روپے ہونے کی گواہی دی اور دونوں نے یہ بھی کہا کہ ہم سے اصلی گواہوں نے یہ بیان کیا تھا کہ وہ اس عورت کو پہچانتے بھی ہیں اس پر مدعی فوراً ایک عورت کو لایا کہ دیکھو یہ وہی ہے جس کے ذمہ ہونے پر تم گواہی دینے آئے ہو) فرعی گواہوں نے کہا ہم یہ نہیں جانتے کہ یہ وہ عورت ہے یا نہیں (یہ پہچان تو اصلی گواہوں کو ہے) تو اب مدعی سے کہا جائیگا کہ تو دو گواہ اور اس بات کے لا جو یہ گواہی دیں کہ یہ عورت وہی ہے (جس پر مقدمہ ہے اور یہی حکم قاضی[ف]

[ف] یعنی اگر ایک قاضی دوسرے قاضی کو لکھ بھیجے کہ فلاں فلاں آدمیوں نے میری عدالت میں گواہی دی ہے کہ فلانے کے ذمہ فلانے کے اتنے روپے آتے ہیں اور یہ تحریر لیجانے والے دو گواہ تھے جو مدعا علیہ کو نہیں پہچانتے تو اب دوسرا قاضی مدعی کو حکم دے کہ تو دو گواہ اس کے لا کہ تیرا مدعا علیہ یہی شخص ہے ۱۲ منہ۔

کے اُس نوشتہ کا ہے تو دوسرے قاضی کے پاس جائے اگر اصلی گواہوں نے ان دونوں صورتوں میں (اس عورت کا پتہ بتلانے کی بابت) اتنا کہا کہ فلاں عورت جو قبیلہ بنی تمیم سے ہے تو اتنا کہنا کافی نہیں ہوگا جبتک کہ اوپر کے قبیلہ میں سے کسی خاص خاندان میں سے اس عورت کے ہونے کو بیان نہ کردیں اور اگر کسی گواہ نے (گواہی دینے کے بعد) یہ اقرار کرلیا کہ میں نے تو جھوٹی گواہی دی تھی تو اس کی اس بیوقوفی کو سارے شہر اور بازاروں میں تشہیر کیا جائے اور (مارنے یا قید کرنے کے ساتھ) تعزیر نہ کیا جائے

گواہی سے پھر جانیکا بیان

ترجمہ ۔ گواہی (دے کر اس) سے پھر جانا جائز نہیں ہے ہاں اگر حاکم کے سامنے کوئی پھر گیا تو اُس کا پھرنا معتبر ہوگا اگر حاکم کے حکم دینے سے پہلے دونوں گواہ پھر جائیں تو اب حاکم ان کی گواہی پر حکم نہ لگائے اور اگر حکم لگ چکا تھا تو پھر (گواہ کے پھر جانے سے) وہ حکم لوٹ نہیں سکتا اگر گواہی کے ذریعہ سے مدعی نے کچھ روپیہ ہتھیا لیا ہو اور پھر گواہ پھر گئے ہوں جو روپیہ انھوں نے تلف کیا ہے اس کے یہ دونوں ضامن ہو کر مدعا علیہ کو دیں گے خواہ وہ کوئی قرض ہو یا کوئی معین چیز ہو اگر ایک گواہ پھرا ہے تو وہ نصف روپیہ کا ضامن ہوگا اور گواہی کے نصاب میں اُن گواہوں کی شمار کا اعتبار ہے جو گواہی سے نہ پھرے ہوں پھرنے والوں کی شمار کا اعتبار نہیں مثلاً (کسی مقدمہ میں) تین آدمیوں نے گواہی دی تھی اور ایک اُن میں سے پھر گیا تو اسے کچھ دینا نہیں پڑے گا (کیونکہ ابھی گواہ کا نصاب پورا ہے) اور اگر دوسرا اور پھر گیا تو اب ان دونوں (پھرنے والوں کو نصف روپیہ مدعا علیہ کو) دینا پڑیگا اگر ایک مرد اور دو عورتوں نے گواہی دی پھر ایک عورت پھر گئی تو یہ چوتھائی مال کی ضامن ہو گی اور اگر دونوں پھر گئیں تو دونوں آدھے کی ضامن ہونگی اور اگر ایک مرد اور دس عورتوں نے گواہی دی تھی پھر آٹھ عورتیں پھر گئیں تو ان آٹھوں پر کچھ نہیں آئیگا پھر اگر دو نویں) اور پھر گئی تو اُس وقت یہ نوکی نو چوتھائی مال کی ضامن ہونگی اگر عورتیں اور مرد سب ہی مر گئے تو اس وقت اس تاوان کے روپے وغیرہ کے جو ان کی گواہی سے مدعی کو دلایا گیا ہے) چھ حصے کئے جائیں گے اُن میں سے ایک حصہ اس مرد پر اور پانچ حصے ان دسوں عورتوں پر (کیونکہ گواہی میں دو دو عورتیں ایک[1] ایک مرد کے برابر ہیں) اگر دو مردوں نے ایک مرد پر یا ایک عورت پر یہ گواہی دی

[1] اس حساب سے دس عورتیں پانچ مردوں کے برابر ہوئیں لہذا پانچ حصے ان دسوں کے ذمہ ہونگے اور ایک چھٹا حصہ اس اکیلے مرد کے ذمہ ۱۲ ۔ منہ

کہ اس نے اپنے مہر مثل پر اپنا نکاح کرایا کیا ہے اور پھر دونوں پھر گئے تو ان پر مہر کا تاوان نہ آئیگا اور اگر مہر مثل سے زیادہ پر نکاح ہونا بیان کیا تھا تو دونوں اس زیادتی کے ضامن ہوں گے اور بیع میں گواہ ضامن نہیں ہوتے سوائے اس نقصان کے کہ جو مبیع کی قیمت میں آجائے۔

فائدہ۔ یعنی مثلاً دو گواہوں نے ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ اس نے اپنی فلانی چیز بیع کر دی ہے اور پھر دونوں پھر گئے تو یہ اس کی قیمت کے ضامن نہیں اور اگر وہ چیز دس روپیہ میں بیع ہونے کی تھی اور گواہوں نے پانچ روپے میں بیع ہونے کی گواہی دی پھر گواہی سے پھر گئے تو اب یہ اس کم قیمت یعنی پانچ روپے کے ضامن ہوں گے۔

ترجمہ۔ صحبت ہونے سے پہلے طلاق ہونے پر (گواہی دینے کے بعد) اگر پھر جائیں تو وہ نصف مہر کے ضامن ہونگے اور اگر صحبت کرنے کے بعد طلاق دی تھی بعد میں پھر گئے تو اب یہ کہیں ضامن نہیں ہونگے اگر غلام کے آزاد کرنے کی گواہی دیکر پھر گئے تو دونوں اسکی قیمت کے ضامن ہونگے (یعنی ان دونوں کو اس غلام کی قیمت اسکے آقا کو دینی پڑیگی اگر کسی کی بابت خون کرنے کی گواہی دیکر پھر گئے تو دونوں پر خونبہا کا تاوان لازم آئیگا اور قصاص میں یہ مارے نہیں جائیں گے اگر فرعی گواہ پھر جائیں تو یہ ضرور ضامن ہوں گے (کیونکہ مال کا تلف ہونا ان ہی کی گواہی سے تعلق رکھتا ہے) اور اصلی گواہ اگر یہ کہدیں کہ ہمنے فرعی گواہوں کو اپنی گواہی پر گواہ نہیں کیا تھا یا کہیں کہ ہمنے انھیں گواہ تو کیا تھا مگر غلطی سے کیا تھا تو ان دونوں صورتوں میں ان اصلی گواہوں پر کچھ تاوان نہ آئیگا اور اگر اصلی اور فرعی سب ہی گواہ پھر گئے تو ایسی صورت میں فقط فرعی گواہوں پر تاوان آئیگا اور فرعی گواہوں کے اس کہنے کی طرف التفات نہ کیا جائیگا کہ اصلی گواہوں نے جھوٹ بولا ہے یا انھوں نے (وہم سے) غلط کہا ہے اور جو شخص گواہوں کے عادل ہونیکی گواہی دینے کے بعد اس سے پھر جائے تو وہ نقصان کا ضامن ہوگا قسم اور زنا کے ثبوت کے گواہ ضامن ہوتے ہیں احصان اور شرط ثابت کرنے کے گواہ ضامن نہیں ہوا کرتے۔

فائدہ۔ یعنی اگر دو گواہوں نے یہ گواہی دی ہو کہ فلاں شخص نے یہ قسم کھائی ہے کہ میں اگر مسجد جاؤں تو میرا غلام آزاد ہے اور ان کے علاوہ اور دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ یہ شخص مسجد میں گیا تھا پھر یہ چاروں گواہ پھر گئے تو جنھوں نے قسم کھانے کی گواہی دی تھی ان پر تاوان آئے گا اور جنھوں نے یہ شرط پوری ہونے کی گواہی دی تھی ان پر کچھ نہیں آئیگا اسی طرح اگر چار گواہوں نے کسی کے زنا کرنے کی گواہی دی اور دو نے اس شخص کے محصن ہونے کی اور اس غریب کے سنگسار ہونے کے بعد یہ سب گواہ پھر گئے تو اس صورت میں زنا کی گواہی دینے والوں پر تاوان آئیگا اور محصن ہونے کی گواہی دینے والوں پر نہ آئیگا۔

لہ مثلاً دو آدمیوں نے ایک آدمی پر یہ گواہی دی کہ اس نے اپنی بیوی کو صحبت کرنے سے پہلے طلاق دیدی ہے پھر دونوں پھر گئے تو یہ نصف مہر کے دیندار ہوں گے ۱۲ - منہ۔

کتاب الوکالۃ

وکیل کرنے کا بیان

ترجمہ۔ وکیل کرنا درست ہے اور وہ (اہل شریعت کی اصطلاح میں) اسے کہتے ہیں کہ جس تصرف کا آدمی خود مالک ہو اس میں اپنی طرف سے تصرف کرنے کے لئے ایک غیر آدمی کو اپنا قائم مقام کر دینا بشرطیکہ جسے وکیل کیا ہے وہ ان معاملات کو اچھی طرح سمجھتا ہو اگرچہ لڑکا ہی ہو یا ایسا غلام ہو جسے تجارت وغیرہ کی آقا نے اجازت نہ دی ہو اور وکیل ان میں ہو سکتا ہے جو آدمی خود طے کر سکے اور طرف ثانی کی رضامندی سے حقوق کی جوابدہی میں بھی وکیل کرنا جائز ہے مگر یہ کہ مؤکل بیمار ہو یا تین دن کے راستے کی مسافت سے زیادہ دور ہو یا سفر کرنے کے لئے تیار بیٹھا ہو یا مؤکلہ پردہ نشین عورت ہو (تو ان چاروں صورتوں میں طرف ثانی کی رضامندی اور اجازت کی ضرورت نہیں ہے) اور کسی کا حق ادا کرنے اور اپنا حق وصول کرنے کے لئے بھی وکیل کرنا جائز ہے ہاں اگر مؤکل (قاضی کی عدالت میں) موجود نہ ہو تو اس کی طرف سے حدود اور خون کے مقدمہ میں وکیل کرنا جائز نہیں ہے (اگر مؤکل وہاں ہو تو اس وقت جائز ہے کیونکہ اس صورت میں کل کاروبار مؤکل ہی کی طرف سے سمجھے جائیں گے اور وکیل کا اعتبار نہیں رہیگا) جن معاملات کو وکیل اپنی طرف نسبت کرتا ہے (یعنی جن معاملات کو خود بطور مالک کے ہو کر کرتا ہے) جیسے بیع کرنا۔ ٹھیکہ دینا اور اقرار سے صلح کرنا تو ان کے حقوق بھی وکیل ہی سے متعلق ہوتے ہیں بشرطیکہ وکیل ایسا غلام یا لڑکا نہ ہو جسے معاملات طے کرنے کی اجازت نہ ملی ہو اور وہ حقوق یہ ہیں مثلاً مبیع کو مشتری کے حوالہ کرنا (اگر وکیل بائع کی طرف سے ہو) بیع پر اپنا قبضہ کرنا (اگر یہ مشتری کی طرف سے ہو) اگر مبیع کا کوئی دعویدار نکل آئے تو بائع سے اس کی قیمت واپس لینا اور اگر مبیع عیب دار ہو تو اس کی بابت بائع سے جھگڑنا، بیع کا مالک اول ہی سے مؤکل ہوتا ہے

اسی وجہ سے یہ مسئلہ ہے کہ اگر وکیل (مؤکل کیواسطے اپنے باپ یا بیٹے وغیرہ رشتہ دار کو (جو غلام ہیں) خرید لے تو وہ[1] آزاد نہ ہونگے اور جن معاملات کو وکیل مؤکل کی طرف نسبت کرتا ہے جیسے نکاح۔ خلع۔ جان بوجھ کر خون کرنے یا انکار کرنے سے صلح کرنا تو ان کے حقوق بھی مؤکل ہی سے متعلق ہوتے ہیں پس (اگر وکیل نے اپنے مؤکل کا کسی عورت سے نکاح کر دیا تو اب) مہر کا مطالبہ وکیل سے نہیں ہو سکتا اور (اگر وکیل عورت کی طرف سے تھا تو اس عورت کو شوہر کے سپرد کرنا اس وکیل کے ذمہ نہیں ہے اور مشتری کو اتنا اختیار ہے کہ (اگر اس نے کوئی چیز وکیل سے خریدی ہو تو) مؤکل کو قیمت طلب کرنے سے روک دے اور اگر مؤکل ہی کو دیدی تب بھی جائز ہے بلکہ وکیل کو اس سے دوبارہ مانگنا جائز نہیں ہے۔

خرید وفروخت کیواسطے وکیل کرنا

ترجمہ۔ اگر کسی نے (مثلاً مثلاً) ہروی[2] کپڑا خریدنے یا گھوڑا یا خچر خریدنے کے لئے وکیل کیا تو یہ توکیل صحیح ہے مؤکل نے (ان چیزوں کی) قیمت بتلائی یا نہ بتلائی ہو اگر ایک مکان یا ایک غلام کے لئے وکیل کیا ہے تو اگر (اندازاً) قیمت بتلائی ہے تو وہ وکیل ہو جائیگا ورنہ وکیل نہیں ہوگا اگر کپڑا یا چوپایہ خریدنے کے لئے وکیل کیا ہے (یعنی وکیل کرتے وقت فقط اتنا کہا ہے کہ تم مجھے ایک کپڑا یا چوپایہ خرید دو اور نہ کپڑے کی کچھ تفصیل کی کہ ہروی ہو یا بنارسی ہو نہ چوپائے کو کہا کہ گائے ہو یا گدھا ہو) تو یہ توکیل درست نہیں ہوگی اگرچہ مؤکل قیمت بھی بیان کر دے اگر کسی نے فقط طعام کہہ کر اس کے خریدنے کے لئے وکیل کیا تو اس سے گیہوں یا گیہوں کا آٹا مراد ہوگا (یہاں تک کہ ان دونوں کے سوا وکیل کو اور کوئی چیز خریدنے کا اختیار نہ ہوگا اور جب تک مبیع وکیل کے قبضہ میں رہے اسے عیب دار ہونے کے سبب سے پھیر دینے کا اختیار ہے اگر مؤکل کے حوالہ کر چکا تھا تو اب اس کی اجازت بغیر نہیں پھیر سکتا اگر وکیل نے اپنے پاس سے مبیع کی قیمت دیدی ہو تو وکیل اس مبیع کو قیمت وصول کرنے کے لئے روک سکتا ہے (یعنی روک لینا جائز ہے اگر ایسی صورت میں

[1] ہاں اگر اول وکیل مالک ہوا کرتا اور بعد میں مؤکل تو ایسی صورتوں میں وکیل کے رشتہ دار اس کی طرف سے آزاد ہو جایا کرتے کیونکہ بحکم شریعت کوئی شخص اپنے باپ بیٹے وغیرہ رشتہ دار کا مالک نہیں ہو سکتا ۱۲ منہ

[2] ہروی جو منسوب ہرات کی طرف ہو ہرات خراسان میں ایک شہر ہے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فتح ہوا تھا ۱۲ منہ۔

روکنے سے پہلے مبیع اُس کے پاس تلف ہوگئی تو یہ نقصان مؤکل کا ہوگا (اسے قیمت دینی پڑے گی اس مبیع کی قیمت مؤکل کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوگی) اور اگر وہ اس کے روکنے کے بعد تلف ہوئی ہے تو وہ مثل مبیع[1] کے ہے۔ بیع[2] صرف اور بدہنی جن میں عاقدین کے جدا ہونے سے پہلے قبضہ ہونا ضروری ہے ان میں وکیل ہی کے جدا ہونے کا اعتبار ہوگا مؤکل کا اعتبار نہیں ہونیکا (یعنی اگر یہ دو عقدین وکیل نے اپنے مؤکل کی موجودگی میں کیں اور قبضہ کرنے سے پہلے آپ وہاں سے چلا آیا تو وہ عقد لوٹ جائے گی باقی مؤکل بیٹھا رہے یا چلا آئے اس کا کچھ اعتبار نہیں) اگر کسی نے آٹھ سیر گوشت ایک روپیہ میں خریدنے کے لئے کسی کو وکیل کیا تھا اس وکیل نے وہی گوشت جو اور جگہ ایک روپیہ میں آٹھ سیر بکتا ہے ایک روپیہ کا سولہ سیر خرید لیا تو اس گوشت میں سے آٹھ آنے کا آٹھ سیر لے لینا اس مؤکل کے ذمہ ہے اگر کسی کو کوئی معین چیز خریدنے کے واسطے وکیل کیا گیا ہے تو اب وہ وکیل یہ چیز اپنے لئے نہ خریدے اگر وکیل نے خرید لی اور قیمت میں روپیہ پیسہ نہیں دیا بلکہ کوئی چیز اسباب کی قسم میں سے دی ہے یا جو قیمت مؤکل نے وکیل کو بتلائی تھی (کہ اتنے کو خریدنا) اس سے کمی یا بیشی کے ساتھ خریدا ہے تو (دونوں صورتوں میں) یہ چیز وکیل ہی کی ہوگی اگر وکیل کسی معین چیز کے خریدنے کے لئے نہیں کیا گیا تھا (اور اب اس نے کوئی چیز خریدی) تو یہ چیز بھی وکیل ہی کی ہوگی ہاں اگر اُس نے (خریدتے وقت) مؤکل کی نیت کر لی ہو یا مؤکل ہی کے داموں سے خریدی ہو (تو ان دونوں صورتوں میں بیشک مؤکل کی ہوگی اگر وکیل (کوئی چیز خرید کر) کہے کہ میں نے اپنے مؤکل کیلئے خریدی ہے اور مؤکل کہے (نہیں) یہ تو اپنے ہی لئے خریدی ہے تو ایسی صورت میں مؤکل کے کہنے کا اعتبار ہوگا اگر مؤکل نے وکیل کو قیمت دیدی تھی تو پھر وکیل کے کہنے کا اعتبار ہوگا۔ اگر کسی نے دوسرے شخص سے کہا کہ (مثلاً) یہ غلام فلانے کے لئے تو میرے ہاتھ بیچدے اس نے بیچدیا پھر اس خریدنے والے نے انکار کر دیا کہ مجھے اس نے خریدنے کے لئے نہیں کہا تھا تو اب اس سے وہی فلانا لے لے (یعنی جس کے لئے کہہ کر اس نے خریدا ہے) ہاں اگر وہ فلانا بھی یہ کہے کہ میں نے اسے خریدنے کے لئے کبھی نہیں کہا تو اب وہ نہ لے مگر یہ کہ ایسی صورت میں یہ مشتری اُسے خود ہی دیدے اگر کسی نے دو معین غلاموں کو خریدنے کیلئے وکیل کیا اور مؤکل نے قیمت کا کچھ ذکر نہیں کیا اُس نے اُس کے واسطے ان غلاموں میں سے ایک خرید لیا تو اس مؤکل کے لئے اکیلا یہ خریدنا صحیح ہے اگر دونوں کو ایک ہزار میں خریدنے کے لئے وکیل کیا تھا اور قیمت میں دونوں برابر ہی تھے اس نے ایک غلام

---

[1] یعنی اب وکیل مؤکل پر لست کا دعوی نہیں کر سکتا جیسا کہ مبیع اگر بائع کے پاس مشتری کو دینے سے پہلے تلف ہو جائے تو وہ عوض بھی مشتری سے کچھ نہیں لے سکتا۔ [2] بیع صرف چاندی سونے کے بیچنے کو کہتے ہیں ۱۲ منہ۔

یا پانچ سو میں یا اس سے کم میں خرید لیا تو یہ خریدنا بھی درست ہے (یہ موکل کو لینا پڑے گا) اگر ایک یا پانچ سو سے زیادہ کو خریدا تو یہ مؤکل کی طرف سے خریدنا نہیں ہوا ہاں اگر مؤکل کے جھگڑنے سے پہلے دوسرے غلام کو بھی بقیہ داموں میں خرید لے تو پھر یہ ٹھیک ہو جائیگا اگر کوئی اس روپے سے خریدنے کے لئے کسی کو وکیل کرے جو مؤکل کا وکیل کے ذمہ قرض ہے اور وہ خرید لے تو یہ خریدنا صحیح ہوگا اور اگر غیر معین چیز کے لئے اسطرح کے تو وہ خریدنا وکیل ہی کا ہوگا اگر کسی کو ایکہزار میں ایک لونڈی خریدنے کا وکیل کیا اور وہ ہزار روپیہ اسے دیدے اس نے خرید لی پھر جب مؤکل کو دینے لگا تو مؤکل نے کہا کہ یہ تو تو نے پانچ سو میں خریدی ہے اور وکیل کہتا ہے میں نے ہزار میں خریدی ہے تو وکیل کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا اور اگر ابھی روپے نہیں دیے تھے تو اس وقت مؤکل کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا اگر کوئی معین چیز خریدنے کے لئے وکیل کیا تھا اور مؤکل نے قیمت معین نہیں کی تھی پھر وکیل نے (خرید کر لا کے) کہا کہ میں نے یہ ایک ہزار میں خریدی ہے اور اسے بائع نے بھی سچا بتلایا اور مؤکل کہتا ہے تو نے پانچ سو میں خریدی ہے تو اس صورت میں ان دونوں سے قسم کھلوائیں گے، ایک غلام نے کسی کو اس بات کے لئے وکیل کیا کہ تو مجھ کو میرے آقا سے ایک ہزار روپے میں خریدلے اور ہزار روپیہ اسے دیدے اس نے اس کے آقا سے جاکر کہا کہ میں (تمھارے) اس غلام کو اسی کے لئے خریدتا ہوں آقا نے اس شرط پر بیچ دیا تو یہ غلام آزاد ہو گیا اس کی ولا اس کے آقا کو پہونچے گی اور اگر یہ غلام کا وکیل فقط اتنا کہہ دے کہ میں نے اپنے لئے خریدتا ہوں تو یہ غلام اسی (وکیل) خریدنے والے کا ہو جائیگا اور وہ ہزار روپیہ (جو غلام نے وکیل کو دئے تھے) اس کے آقا کے ہونگے (کیونکہ اس کے غلام کی کمائی ہے اور اس خریدنے والے (وکیل) کے ذمہ ایک ہزار روپیہ اور ہونگے اگر کسی نے دوسرے شخص کے غلام سے کہا کہ تو اپنے آپ کو اپنے آقا سے میرے لئے خریدلے غلام نے آقا سے جاکر کہا کہ تم مجھکو میرے ہی ہاتھ فلاں شخص کے لئے بیچڈالو اس نے بیچ ڈالا تو یہ غلام اس مؤکل کا ہو جائیگا (جس نے کہہ کر خرید وایا ہے) اور اگر اس غلام نے یہ نہیں کہا کہ فلاں شخص کیلئے بیچ ڈالو (بلکہ اتنا ہی کہا کہ مجھکو میرے ہاتھ بیچ ڈالو اس نے بیچ ڈالا) تو یہ آزاد ہو جائیگا۔

فصل ۔ خرید و فروخت کا وکیل ایسے شخص سے بیع وغیرہ کا معاملہ نہ کرے جس کے حق میں اس کی گواہی رد ہو جاتی ہے، جو شخص بیچنے کے لئے وکیل کیا گیا ہے اسے کم قیمت پر اور زیادہ قیمت پر اسباب

لے یعنی قسم کے ساتھ کیونکہ اس صورت میں گویا مؤکل پانچسو روپیہ کا مدعی ہے اور وکیل منکر ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جب مدعی گواہ نہ لا سکے تو منکر یعنے مدعا علیہ کا کہنا مع قسم کے معتبر ہوتا ہے ۱۲ منہ۔

سے مثلاً ماں باپ بیٹا بیٹی میاں بیوی یا ساجھی وغیرہ کہ ان کی ایک دوسرے کے حق میں گواہی معتبر نہیں۔

کے بدلے اور اُدھار سب طرح بیچنا جائز ہے اور خریدنے کا وکیل پوری ہی قیمت سے خرید سکتا ہے یا اتنی زیادہ دے کہ جس کا لوگوں میں رواج ہو یعنی قیمت لگانے والے لوگ اس چیز کو اتنی قیمت کی جانچتے ہوں اگر کسی نے ایک غلام بیچنے کے لئے کسی شخص کو وکیل کیا تھا اس نے آدھا غلام بیچ دیا تو یہ بیچنا درست ہے اور خریدنے میں (اگر ایسی صورت پیش آئے تو اس کا خریدنا موقوف رہیگا جبتک کہ وہ باقی کو بھی نہ خرید لے (یعنی اگر کسی نے ایک غلام خریدنے کے لئے کسی کو وکیل کیا تھا اس نے آدھا غلام خرید لیا تو جب تک یہ دوسرا آدھا بھی نہ خرید لے یہ خریدنا موقوف رہیگا) اگر مشتری نے بسبب کسی عیب کے جو اس نے گواہوں سے ثابت کر دیا ہے یا اس وکیل کے قسم کا انکار کرنے سے ثابت ہوا ہے مبیع یا بائع کے وکیل پر پھیر دی تو اب وکیل مؤکل پر پھیر دے یہی حکم اس صورت میں ہے کہ وکیل نے مبیع میں ایسا عیب ہونے کا اقرار کر لیا ہو جو آج کل میں نہیں ہو سکتا (بلکہ قدیمی ہے) اور اس عیب کے سبب وہ چیز واپس ہو کر وکیل پر آئی تو یہ وکیل مؤکل کو واپس کر دے اگر بائع کے وکیل نے کوئی چیز اُدھار بیچ دی اس پر مؤکل نے اس سے کہا کہ میں نے تو تجھے ادھار بیچنے کو نہیں کہا تھا اور وکیل کہے کہ تو نے اُدھار یا نقد کا نام نہیں لیا تھا اس صورت میں مؤکل کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا (مگر قسم لے کر) اگر مضاربت[1] میں ایسی صورت پیش آجائے تو مضارب کے کہنے کا اعتبار ہوگا اگر بائع کے وکیل نے قیمت لینے کے بدلے میں مشتری کی کوئی چیز رہن رکھ لی تھی وہ تلف ہو گئی یا مشتری سے کوئی ضامن لے لیا تھا وہ قیمت اس پر ماری گئی (یعنی وہ لاپتہ کہیں چلا گیا یا مفلس ہو کے مر گیا) تو دونوں صورتوں میں قیمت کا) ضامن وکیل نہیں ہوگا۔ اگر کسی نے دو وکیل کئے ہوں تو ان میں سے ایک اکیلا کسی معاملہ میں تصرف نہ کرے ہاں فقط جھگڑنے میں یا بغیر عوض کے طلاق دینے اور آزاد کرنے کے مقدمہ میں یا امانت واپس دینے اور قرض کا روپیہ ادا کرنے کے مقدمہ میں اور وکیل کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اپنی طرف سے اور وکیل کھڑا کر دے ہاں اگر مؤکل کی اجازت ہو یا اس نے وکیل سے یہ کہہ دیا ہو کہ تو اپنی رائے سے جس طرح مناسب سمجھے کر (تو ان صورتوں میں، وکیل کو اختیار ہے کہ اور کسی کو وکیل کر دے) پس اگر اس نے مؤکل کی بلا اجازت وکیل کر لیا تھا اور دوسرے وکیل نے پہلے وکیل کے سامنے کچھ بیع وغیرہ کا معاملہ کیا یا وکیل کے سامنے کسی اجنبی نے اس کے مؤکل کی چیز بیچ ڈالی تھی اور اس وکیل نے اس بیع کو جائز رکھا تو دونوں صورتوں میں یہ بیع درست ہو گی اگر کسی غلام یا مکاتب یا کافر نے اپنی نابالغ بیٹی کا جو آزاد اور مسلمان تھی کسی سے نکاح کر دیا یا اس کی کوئی چیز بیچ دی یا اس کے لئے (اس کے مال میں سے) کوئی چیز خریدی تو یہ درست نہ ہوگا

[1] مضاربت اسے کہتے ہیں کہ ایک شخص کا روپیہ ہو اور دوسرے کی محنت ہو اور نفع میں دونوں شریک ہوں ۱۲ منہ

(یعنی یہ نکاح یا بیع وغیرہ کچھ نہیں ہو نیکا۔

وکیل کے اختیارات

ترجمہ ۔ جھگڑا کرنے یا تقاضا کرنے کے لئے جو وکیل کیا گیا ہو اُسے روپیہ وصول کرنے کا اختیار نہیں ہوتا اور جو روپیہ وصول کرنے کے لئے وکیل کیا گیا ہو اُسے تقاضا کرنے کا اختیار ہوتا ہے اور جو کسی معین چیز کو قبضہ میں کرنے کے لئے وکیل کیا گیا ہو اُسے جھگڑا کرنے کا بھی اختیار نہیں ہوتا۔ اگر وصول کرنے کے وکیل پر مدعا علیہ نے اس بات کے گواہ پیش کئے کہ تیرے مؤکل نے یہ چیز میرے ہاتھ بیچدی ہے تو مؤکل کے آنے تک یہ مقدمہ ملتوی رہیگا یہی حال طلاق کا اور آزاد کرنے کا ہے۔

فائدہ ۔ مثلاً اگر کسی کا وکیل اپنے مؤکل کی جورو کہیں سفر میں لیجانا چاہے اور وہ عورت اس امر کے گواہ پیش کردے کہ تیرا مؤکل مجھے طلاق دے چکا ہے تو یہ مقدمہ بھی اُس کے مؤکل کے آنے تک ملتوی رہیگا علیٰ ہذا القیاس ایک وکیل اپنے مؤکل کے غلام کو کہیں باہر لیجانا چاہتا تھا اس غلام نے اس امر کے گواہ پیش کئے کہ مجھے تیرا مؤکل آزاد کر چکا ہے تو اس کے مؤکل کے آنے تک یہ مقدمہ بھی ملتوی رہیگا۔ عینی ملخصًا۔

ترجمہ ۔ اگر جھگڑے کے لئے وکیل کیا گیا تھا اس نے قاضی کے سامنے (طرف ثانی کے حق کا) اقرار کرلیا تو اس کا اقرار صحیح اور معتبر ہے (یعنی یہ اقرار مؤکل کو پورا کرنا پڑے گا) اور اگر قاضی کے سامنے اقرار نہیں کیا (کسی چھوٹی عدالت میں کیا ہے) تو اس کا اعتبار نہ ہوگا اگر کوئی کسی کی طرف سے مال کا ضامن ہو تو اس ضامن کو اسی روپے کے وصول کرنے کے لئے وکیل کرنا باطل[1] ہے اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ فلاں فلاں شخص کا جو یہاں نہیں ہے میں اس کا قرضہ وصول کرنے کے لئے کفیل ہوں اور قرضدار اس کی تصدیق کرے (کہ بیشک تو اُس کا وکیل ہے) تو اس قرضدار کو حکم

---

[1] اس کی صورت یہ ہے کہ زید کا عمرو کے ذمہ کچھ مال تھا زید نے جب تقاضا کیا تو بکر ضامن ہوگیا زید نے عمرو سے وہ مال وصول کرنے کے لئے بکر ہی کو وکیل کردیا تو اس کا یہ وکیل کرنا باطل اور بیکار ہے بکر اس مال کا کبھی وکیل نہیں ہو سکتا کیونکہ وکیل وہ ہوتا ہے جو دوسرے کے لئے کام کرے اب اگر ہم اس کی وکالت کو صحیح کہیں تو یہ اپنے لئے کام کرنے والا ہوگا کیونکہ ضامن ہی اپنے بری الذمہ ہونے کی کوشش کرے گا پس چونکہ یہاں وکالت کے معنی نہیں بنتے اس لئے یہ وکالت باطل ہے۔ عینی ملخصًا ۱۲۔

دیا جائے کہ وہ اس قرض کا روپیہ دیدے پس اگر وہ گیا ہوا شخص (کہ جس کا یہ اپنے کو وکیل بتاتا تھا آگیا اور اس نے بھی دعویٰ وکالت کی تصدیق کی تو فبہا ورنہ وہ قرضدار اب اُسے قرض کا روپیہ دوبارہ دے اور آپ اس وکیل سے وصول کرے اگر اس کے پاس ہو اور اگر اس سے تلف ہو گیا ہو تو اب اُسے کچھ نہیں مل سکتا ہاں اگر روپیہ دیتے وقت اس نے وکیل سے کوئی ضامن لے لیا ہو یا اس کی وکالت پر تصدیق نہ کی ہو (بلکہ خاموش رہا ہو یا اُسے جھوٹا بتایا ہو) اور محض اُس کے دعویٰ کرنے پر اسے روپیہ دیدیا ہو ان تینوں صورتوں میں اگر وکیل کے پاس تلف ہو گیا ہو تو یہ روپیہ وصول کر سکتا ہے) اور کسی نے یہ دعویٰ کیا کہ میں امانت لینے کے لئے وکیل کیا گیا ہوں اور جس کے پاس امانت تھی اُس نے اس کی تصدیق کی (کہ بیشک یہ امانت لینے کے لئے وکیل کیا گیا ہے) تو اسے اس مدعیٔ وکالت کو دینے کا حکم نہ دیا جائے اسی طرح اگر کوئی امانت کو اس کے مالک سے خریدنے کا دعویٰ کر کے امین سے اسے لینا چاہے اور امین اس کی تصدیق کرے (تب بھی اسے دینے کا حکم نہ دیا جائے گا) اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ اس امانت کا مالک مر گیا ہے اور یا اس نے میرے لئے میراث چھوڑی ہے۔ اور جس کے پاس وہ امانت تھی اس نے اس کی تصدیق کی تو وہ امانت اسے دیدے اگر کسی کو ایک شخص نے اپنا روپیہ وصول کرنے کے لئے وکیل کیا اور (جب وکیل نے اُس کے قرضدار سے مانگا تو) قرضدار نے یہ دعویٰ کیا کہ مجھ سے تو اصل مالک روپیہ لے چکا ہے تو اب یہ قرضدار اس وکیل کو روپیہ ادا کر دے اور آپ اصل مالک کے سر ہو اور اگر وہ انکار کرے) تو اسے قسم دلائے، اگر خریدی ہوئی لونڈی میں کوئی عیب تھا اس کے مقدمہ کے لئے مشتری نے کسی کو کسی کا وکیل کیا اس کی درخواست پر بائع نے دعویٰ کیا کہ مشتری اس عیب پر راضی ہو گیا تھا تو اس صورت میں یہ وکیل لونڈی کو بائع پر واپس نہیں کریگا یہاں تک کہ مشتری قسم نہ کھالے) کہ میں اس عیب پر راضی نہ تھا اگر کھالی تو واپس کی جاتے گی ورنہ نہیں) اگر کسی نے ایک شخص کو روپے دئے کہ یہ ہمارے بال بچوں پر خرچ کر دینا اس نے (وہ دس روپے تو اپنے پاس رکھ لئے اور) اپنے پاس سے دس روپے ان پر خرچ کر دئے تو یہ دس ان دس کے بدلے ہو نگے۔

وکیل کو برطرف کرنا

ترجمہ۔ اگر وکیل کو یہ معلوم ہو گیا کہ میرے مؤکل نے مجھے وکالت سے برطرف کر دیا

ہے تو اس کی وکالت باطل ہو گئی یا وکیل یا مؤکل میں سے کوئی مر گیا یا کوئی بالکل دیوانہ ہو گیا یا مرتد ہو کے (یعنی دین اسلام سے پھر کے) دار الحرب میں چلا گیا یا دو ساجھیوں نے وکیل کر رکھا تھا اب وہ ساجھا ٹوٹ گیا یا مؤکل مکاتب تھا وہ کتابت کا روپیہ ادا کرنے سے عاجز ہو گیا یا مؤکل غلام تھا جسے آقا نے تجارت کی اجازت دیدی تھی اب پھر اس نے تجارت سے منع کر (کے اس کو مجحور[1] کر دیا) یا جس کام کے لئے وکیل کیا تھا مؤکل اس کو خود ہی کرنے لگا (تو ان ساتوں صورتوں میں بھی وکالت باطل ہو جائے گی۔

---

[1] مجحور اس غلام کو کہتے ہیں جو تجارت کرنے سے منع کر دیا گیا ۱۲ منہ
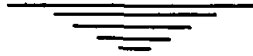
کتابُ الدّعوٰے

دعوے کا بیان

ترجمہ۔ جھگڑنے کے وقت کسی چیز کو اپنی بتلانے کا نام دعوٰی ہے اور مدعی وہ ہے کہ (دعوٰی کرکے جھگڑے اور) جب جھگڑا چھوڑ دے تو اس سے مؤاخذہ نہ ہو اور مدعا علیہ وہ ہے کہ جو اس کے برخلاف ہو (یعنی جس پر دعوی کیا جائے اور جب وہ نہ جھگڑے تو اس سے زبردستی جواب طلب کیا جائے) اور دعوٰی اس وقت تک درست نہیں ہوتا کہ جب تک مدعی اس چیز کو (جس پر دعوٰی ہے) اس طرح نہ بیان کردے کہ اس کی جنس[1] اور (مقدار) پوری معلوم ہو جائے پس اگر کسی معین چیز کا دعوٰی ہے جو اس وقت مدعا علیہ کے پاس ہے تو مدعا علیہ سے زبردستی منگائی جائے تاکہ (دعوے میں) مدعی اس کی طرف اشارہ کردے (کہ ہاں یہ چیز میری ہے اور اسی پر میرا دعوٰی ہے) یہی حال گواہوں کے گواہی دینے اور مدعا علیہ سے قسم لینے کا ہے۔

فائدہ۔ یعنی ان دونوں صورتوں میں بھی مدعا علیہ اس چیز کو ضرور حاضر کردے تاکہ گواہ گواہی دیتے وقت اس کی طرف اشارہ کریں کہ ہم اس کی بابت گواہی دے رہے ہیں یا مدعی کے پاس گواہ نہ ہونے کے وقت جب مدعا علیہ کو قسم دلائیں تو وہ اس کی طرف اشارہ کرکے قسم کھائے کہ یہ چیز اس کی نہیں میری ہے ہاں اگر (عدالت میں) اس چیز کا حاضر کرنا مشکل ہو تو اس وقت مدعی اس کی قیمت بیان کردے (کہ میری چیز اتنی قیمت کی ہے پس اگر کسی نے (غیر منقولی چیز مثلاً) زمین کا دعوٰی کیا تو مدعی کیلئے اس کی حدود (اربعہ میں سے تین حدود کا بیان کردینا بھی کافی ہے اور ان حدود کے مالکوں کا نام بھی بتلائے اور اگر وہ مشہور نہ ہوں تو ان کے باپ دادوں کا نام بھی ضرور ذکر کرے اور یہ بھی بیان کرے کہ یہ زمین جس پر میرا دعوٰی ہے بیشک مدعا علیہ کے قبضہ میں ہے اور غیر منقولی چیز میں فقط مدعی کے مدعا علیہ کی تصدیق کرلینے سے قبضہ ثابت

[1] جنس سے مراد تو یہ ہے کہ مثلاً گیہوں ہیں یا چنے وغیرہ وغیرہ اور مقدار یہ کہ چار من ہیں یا دس من ۱۲ منہ۔

نہیں ہوسکتا بلکہ قبضہ مدعی کو گواہوں سے ثابت کرنا چاہیئے یا خود قاضی کو معلوم ہوجائے (تب بھی ثابت ہوجائیگا بخلاف منقولی چیزوں کے (کہ ان میں طرفین کے محض اقرار سے بھی ثابت ہوجائیگا) اور مدعی یہ بھی ذکر کرے کہ میں مدعاعلیہ سے اس زمین کو لینا چاہتا ہوں اور اگر دعوٰی قرض کا ہے تو اس کا وصف بیان کرے (کہ فلاں قسم میں سے اور اتنا ہے) اور یہ کہ میں اس سے یہ لینا چاہتا ہوں پس اگر دعوٰی درست ہو تو قاضی اس چیز کی بابت مدعاعلیہ سے جواب طلب کرے اگر وہ اس کے دعوے کا اقرار کرے تو ادائگی کا حکم دیا جائے اور اگر انکار کرے تو اس وقت مدعی اپنے دعوے کے گواہ پیش کرے اور اگر اس کے پاس گواہ نہ ہوں اور یہ قسم لینی چاہے تو مدعاعلیہ کو قسم دی جائے اور مدعی پر قسم نہیں آسکتی اور مطلق[1] ملک کے دعوے میں قابض کے گواہ نہیں سُنے جائیں گے اگر قابض اور غیر قابض دونوں اپنے اپنے گواہ پیش کریں تو غیر قابض کے گواہ بہتر ہوں گے (یعنی ان کی گواہی قبول کی جائے گی اور قابض کے گواہوں کی گواہی قبول نہیں کی جائیگی) اگر مدعاعلیہ اسے قسم کھانے کیلئے کہا گیا اور اس) نے ایک دفعہ صاف انکار کردیا کہ میں قسم نہیں کھاتا یا چپ ہوگیا تو قاضی مدعی کے حق میں فیصلہ کردے (یعنی اُسے ڈگری دیدے) اور مدعاعلیہ کو تین دفعہ قسم کے لئے کہنا مستحب ہے اگر مدعاعلیہ منکر ہو تو اُسے ان امور میں قاضی قسم نہ دے نکاح۔ رجعت۔ ایلاء کرنے کے بعد رجوع کرنا۔ لونڈی کو ام ولد کرنا۔ غلام ہونا۔ نسب ثابت ہونا۔ حق ولا۔ حد۔ لعان۔

فائدہ ۔ نکاح میں قسم نہ دلانے کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت پر یہ دعوٰی کیا کہ اس سے میرا نکاح ہوگیا اور عورت انکار کرتی ہے تو عورت کو قسم نہیں دیں گے یا عورت نے دعوٰی کیا ہوا ور مرد منکر ہو تو مرد کو قسم نہیں دیں گے رجعت کی صورت یہ ہے کہ ایک عورت نے مرد پر عدت کے بعد یہ دعوٰی کیا کہ اس نے عدت میں مجھ سے رجعت کرلی تھی اور وہ انکار کرتا ہے تو اس وقت مرد کو قسم نہیں دیں گے اور ایلاء کی صورت یہ کہ ایلاء کی مدت گذرنے کے بعد ایک شخص نے دعوٰی کیا کہ میں نے اس عورت سے ایلاء کی مدت میں رجعت کرلی تھی اور عورت انکار کرتی ہے یا عورت دعوٰی کرتی ہوا ور مرد منکر ہوا ور ام ولد کی صورت یہ کہ ایک لونڈی نے یہ دعوٰی کیا کہ میرے آقا سے میرے بچہ ہوا ہے اور آقا انکار کرتا ہے تو اب آقا پر قسم نہیں ہے اور غلام ہونے کی صورت یہ ہے کہ ایک لڑکے پر جس کے باپ کا کچھ پتہ نہیں تھا کسی نے یہ دعوٰی کیا کہ یہ میرا غلام ہے اور وہ انکار کرتا ہے تو اس پر قسم نہیں ہے اسی پر اور باقی چار صورتوں کو بھی قیاس کرلینا چاہیئے۔ علی ملخصًا

[1] مطلق ملک اسے کہتے ہیں کہ اس کا سبب نہ ذکر کیا جائے مثلاً کوئی یوں کہے یہ چیز میری ہے یہ نہ ذکر کرے کہ میں نے مول لی ہے یا کسی نے ہبہ کی یا میراث میں آئی ہے ۱۲ منہ۔

ترجمہ۔ قاضی امام فخر الدین[1] رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ فتویٰ اس پر ہے کہ منکر کو ان چھ[2] مقدمات میں بھی قسم دی جائے (یعنی حد اور لعان کے علاوہ اور سب میں قسم دی جائے) چور کو بھی قسم دی جائے اگر وہ قسم سے انکار کرے تو وہ چوری کے مال کا ضامن ہے (اس سے زبردستی دلایا جائے) اور اس وقت ہاتھ نہ کاٹا جائے اگر کسی عورت نے یہ دعویٰ کیا کہ میرے میاں نے مجھے صحبت کرنے سے پہلے طلاق دیدی ہے (اور وہ میاں طلاق دینے کا منکر ہے) تو اس کے میاں کو قسم دی جائے اگر وہ قسم سے انکار کرے تو نصف مہر کا وہ ضامن ہے (اسے دینا پڑیگا) اگر خون کے مقدمہ میں کوئی خون کرنے سے انکار کرے تو اُسے قسم دی جائے اور اگر خون کرنے میں قسم سے بھی انکار کرے تو اسے قید کر دیا جائے یہانتک کہ یہ یا تو خون کرنے کا اقرار کرے یا قسم کھائے اور خون کرنے کے سوا اور چیزوں میں (مثلاً ہاتھ توڑنے میں یا پیر توڑنے میں قسم سے انکار کرنے پر) قصاص ہی لیا جائیگا (یعنی بدلہ میں اس کا بھی ہاتھ یا پیر ہی توڑا جائیگا اگر مدعی یہ کہے کہ میرے گواہ حاضر ہیں اور مدعا علیہ سے قسم کھلوائے تو مدعا علیہ کو قسم نہ دی جائے ہاں مدعا علیہ سے یہ کہا جائے کہ تین روز کے لئے تو ایک حاضر ضامن دے اگر وہ ضامن دینے سے انکار کرے تو مدعی اس کے سر ہو جائے جہاں وہ جائے مدعی اس کے ساتھ جائے اور اگر مدعا علیہ مسافر ہے تو قاضی کی کچہری کے وقت تک یہ اس کے پیچھے لگا رہے اور قسموں میں فقط اللہ کی قسم کا اعتبار ہے (یعنی مدعا علیہ اگر قسم کھائے تو اللہ کی قسم کھائے کہ اللہ کی قسم مجھ پر مدعی کا کچھ نہیں ہے) طلاق اور آزادی کی قسم نہ کھائے ہاں اگر مدعی اصرار کرے (کہ میں طلاق ہی کی یا آزادی ہی کی قسم کھلواؤں گا تو اس وقت ایسی قسم کا بھی اعتبار کر لیا جائیگا اور قسم اگر زیادہ مضبوط کرنی ہو تو اللہ کے نام کے ساتھ اس کے اوصاف ذکر کر کے اسے مضبوط کیا جائے کسی وقت یا کسی جگہ کا نام لینے سے قسم مضبوط نہیں ہوتی (مثلاً اگر کوئی یہ کہے کہ میں جمعہ کے دن مسجد میں منبر کے پاس قسم کھاتا ہوں تو اس سے قسم میں پختگی نہیں آئیگی اگر قسم میں پختگی کرنی ہے تو یہ کہے کہ میں اس اللہ کی قسم کھاتا ہوں جو گناہوں کا بخشنے والا اور بندوں پر رحم فرمانے والا ہے) اور یہودی سے اس طرح قسم لی جائے کہ قسم ہے اس اللہ کی جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل کی ہے اور نصرانی سے قسم اس طرح لی جائے کہ قسم ہے اس اللہ کی جس نے عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل کی تھی اور آتش پرست سے اس طرح کہ قسم ہے اس اللہ کی جس نے آگ پیدا کی ہے اور بت پرست سے اللہ ہی کی قسم کھلائی جائے اور

---

[1] یہ وہی امام فخر الدین ہیں جو قاضی خاں کے نام سے مشہور اور صاحب فتاویٰ ہیں ۱۲ منہ

[2] حد اور لعان کے سوا مقدمات چھ نہیں بلکہ سات ہیں مگر ایلاء اور نسب یعنی اُم ولد بنانا اور نسب ثابت کرنا قریب قریب لازم ملزوم کے ہیں اس لئے ان دونوں کو مصنف نے بمنزلہ ایک کے شمار کر کے چھ کہدیا ہے ۱۲ منہ

ان سب کو ان کے عبادت خانوں میں قسم نہ دی جائے اور حاصل دعویٰ پر قسم دینی چاہیئے مثلاً بیع کے دعوے میں قسم کھانے والا اس طرح کہے کہ خدا کی قسم ہم دونوں میں اب بیع نہیں ہے اور نکاح کے دعوے میں اس طرح کہے کہ خدا کی قسم ہم دونوں میں اس وقت نکاح نہیں ہے اور غصب کے دعوے میں کہے خدا کی قسم اب اس چیز کا پھیرنا مجھ پر واجب نہیں ہے اور طلاق کے دعوے میں کہے کہ خدا کی قسم یہ عورت اس وقت مجھ سے بائن نہیں ہے اگر کسی نے پڑوس (ہمسائگی) کے سبب سے حق شفعہ کا دعویٰ کیا یا بائنہ طلاق والی عورت نے عدت کے دنوں کے نفقہ کا دعویٰ کیا اور وہ مشتری یا شوہر یہ اعتقاد نہیں رکھتے (مثلاً دونوں شافعی المذہب ہیں کہ امام شافعی علیہ الرحمہ کے مذہب میں نہ پڑوسی کو حق شفعہ پہنچتا ہے اور نہ بائنہ طلاق والی کا نان نفقہ شوہر کے ذمہ ہے) تو ایسی صورت میں اس مشتری یا شوہر کو سبب پر قسم دیجائیگی (مثلاً وہ مشتری اس طرح کہے خدا کی قسم یہ مکان میں نے نہیں خریدا یا شوہر قسم کھائے کہ میں نے اسے بائنہ طلاق نہیں دی) اور اگر کسی کو ایک غلام میراث میں پہنچا تھا دوسرے شخص نے غلام پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے تو اسے علم پر قسم دیجائے (یعنی مدعا علیہ اس طرح کہے کہ خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ یہ غلام اس کا ہے) اور اگر کسی نے ایک غلام کسی کو دیدیا یا اس نے خرید لیا تو ان دونوں صورتوں میں اس شخص کو امر واقعی پر قسم دی جائیگی (جانتے نہ جاننے پر نہیں دی جائے گی مثلاً قسم کھانیوالا اس طرح سے کہے کہ خدا کی قسم یہ غلام میرا ہے اس مدعی کا نہیں ہے) اگر مدعا علیہ یعنی منکر اپنی قسم کا کچھ بدلہ دیدے یا مدعی کو کچھ دیکر قسم کی بابت اس سے صلح کرلے تو یہ درست ہے پھر اس منکر (مدعا علیہ) کو قسم نہیں دیجائے گی۔

آپس میں قسم کھانا

ترجمہ۔ اگر بائع مشتری مقدار قیمت یا مقدار مبیع میں اختلاف کریں (مثلاً بائع کہے کہ اس کی قیمت ایک ہزار روپیہ ہے اور مشتری کہے پانسو میں یا مبیع کی بابت بائع کہے میں نے دس من گیہوں بیچے ہیں اور مشتری کہے تو نے بیس من بیچے ہیں) تو ان میں سے جونسا گواہ لے آئے اسی کے موافق حکم کر دیا جائیگا اور اگر دونوں ہی گواہ لے آئیں تو جس کے گواہوں سے زیادہ ثابت ہوگا اسی کے موافق حکم کر لیا جائیگا۔ اور اگر دونوں گواہ نہ لاسکیں اور نہ دونوں ایک دوسرے کے کہنے پر راضی ہوں تو اب دونوں قسم کھائیں اور اول مشتری کو قسم دی جائے اور اگر دونوں میں سے ایک

بھی بیع فسخ کرانا چاہے تو قاضی فسخ کر دے اور جو قسم کھانے سے انکار کرے گا دوسرے کا دعوٰی اس پر ثابت ہو جائیگا اور اگر قیمت ادا ہونے کی مدت میں دونوں کا اختلاف ہو امثلاً ایک کہے قیمت دس روز کے بعد دینی ٹھہری تھی دوسرا کہے مدت کچھ نہیں ٹھہری تھی یا شرطِ خیار میں جھگڑا ہو (ایک کہے بیع مع اختیار کے ہوئی دوسرا کہے بلا اختیار ہوئی یا تھوڑی سی قیمت کے لینے میں اختلاف ہو (ایک کہے تو نے چوتھائی لے لی ہے دوسرا کہے میں نے کچھ بھی نہیں لی) یا مبیع تلف ہونے کے بعد مقدارِ قیمت میں نزاع ہو (ایک کہے قیمت دس روپے تھی دوسرا کہے پانچ روپے تھی یا مبیع میں سے کچھ حصہ تلف ہونے کے بعد جھگڑا ہو یا آقا اور مکاتب کے درمیان) بدلِ کتابت کی مقدار میں جھگڑا ہو یا بدھی توڑ لینے کے بعد راس المال کی مقدار وغیرہ میں جھگڑا ہو تو ان سب صورتوں میں بائع مشتری کو قسم نہیں دی جائے گی اور سب صورتوں میں منکر کے کہنے کا مع قسم کے اعتبار کیا جائیگا (یعنی جب مدعی گواہ نہ لا سکے) اور اگر بیع ٹوٹنے کے بعد بائع مشتری کے درمیان قیمت کی مقدار میں نزاع ہو تو دونوں کو قسم دلائیں گے اور پہلی ہی بیع پھر لوٹ آئے گی (یعنی اُن کا بیع توڑنا بیکار ہوگا اور بیع بدستور باقی رہے گی اگر میاں بیوی کا مہر کی مقدار میں جھگڑا ہو تو اُن میں سے جو گواہ پیش کریں اُسی کو ڈگری دی جائے گی اور اگر دونوں گواہ پیش کر دیں تو عورت کی ڈگری ہوگی اور اگر دونوں گواہ نہ لا سکیں تو دونوں پر قسم آئیگی (یعنی دونوں کو قسم کھانی ہوگی) اور نکاح نہیں ٹوٹیگا بلکہ مہر مثل کو حکم ٹھہرایا جائیگا اگر مہر مثل اتنا ہے جتنا شوہر کہتا ہے یا اس سے کم ہے تو دونوں صورتوں میں شوہر کے کہنے کے موافق حکم ہوگا اور اگر مہر مثل اتنا ہے جتنا عورت کہتی ہے یا اُس سے زیادہ ہے تو دونوں صورتوں میں عورت کے کہنے کے موافق حکم ہوگا اور اگر مہر مثل دونوں کے دعوے کے بیچ بیچ میں ہے تو مہر مثل ہی کا حکم کیا جائیگا اگر ٹھیکہ کرکے (رو پیہ وغیرہ) میں کام پورا کرنے سے پہلے نزاع ہو جائے تو دونوں کو قسم دیں گے اور کام پورا کرنے کے بعد نزاع ہونے کی صورت میں اسے قسم نہیں دیں گے اس وقت ٹھیکہ لینے والے کا کہنا مع قسم کے معتبر ہوگا اور تھوڑا سا کام کرنے کے بعد نزاع ہونا سارے کام کے بعد نزاع ہونیکے حکم میں ہے (یعنی دونوں کا ایک ہی حکم ہے وہ یہ کہ جتنا کام رہ گیا ہے اس میں دونوں پر قسم آئے گی اور ٹھیکہ ٹوٹ جائے گا اگر میاں بیوی کے درمیان گھر کے اسباب میں جھگڑا ہو (بیوی کہے یہ سب میرا ہے میاں کہے یہ سب میرا ہے) تو ایسی صورت میں دونوں کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا یعنی جو چیز جس کے کار آمد سمجھی جائے گی اسی کو دی جائے گی اور جو چیزیں ایسی ہیں کہ دونوں کے کار آمد ہیں وہ بھی شوہر ہی کو ملیں گی اور دونوں میں سے ایک مر جائے (اور مرنے والے کا وارث دعوٰی کرنے لگے) تو دونوں

کی کار آمد چیز زندہ کو ملیگی اگر دونوں میں سے ایک مملوک (یعنی غلام یا لونڈی ہے تو اگر دونوں زندہ ہیں تو اسباب زندہ کو ملیگا اور اگر ایک مرگیا ہے تو جو زندہ ہے اسی کو ملیگا۔

اخراج دعویٰ

فصل ۔ اگر مدعا علیہ نے (مدعی کے دعوے کے جواب میں) یہ کہاکہ یہ چیز (جس کا تو دعویٰ کرتا ہے (میرے پاس فلاں شخص نے جو اس وقت یہاں نہیں ہے امانت رکھی ہے یا کرایہ پر دے رکھی ہے یا مانگے دے رکھی ہے یا میرے پاس رہن رکھی ہے یا میں نے اس سے زبردستی چھین لی ہے اور اپنے اس کہنے پر گواہ بھی پیش کردے تو ان (پانچوں صورتوں میں مدعی کا دعویٰ خارج کردیا جائے گا اور اگر یہ کہے کہ میں نے فلاں آدمی سے جو اب یہاں نہیں ہے مول لی ہے یا مدعی کہے کہ یہ چیز پاس سے چوری گئی ہے اور قابض کہے کہ یہ میرے پاس امانت رکھی ہے اور اس پر گواہ لے آئے تو ان دونوں صورتوں میں دعویٰ خارج نہ ہوگا اگر مدعی کہے کہ میں نے یہ چیز فلاں آدمی سے خریدی ہے اور قابض کہے کہ میرے پاس اسی نے یہ امانت رکھی ہے تو اس صورت میں بھی دعویٰ خارج ہو جائیگا۔

ایک شئے پر دو شخصوں کا دعویٰ کرنا

ترجمہ ۔ اگر ایک چیز ایک شخص کے پاس ہو اور دو مدعی کھڑے ہو کر اسے گواہوں سے اپنی ہونا ثابت کردیں تو یہ دونوں نصفا نصف دلادی جائے گی اور اگر مدعی ایک عورت سے اپنا اپنا نکاح ہونا گواہوں سے ثابت کریں تو دونوں کے گواہوں کی گواہی رد کی جائیگی اور عورت اسے ملے گی جسے یہ خود ہی سچا قرار دے یا جس کے گواہ پہلے گذریں اگر کوئی چیز ایک ہی شخص سے خریدنے پر دو شخص مدعی ہو کر گواہ پیش کردیں تو ہر ایک کو وہ چیز آدھی آدھی نصف نصف قیمت پر دلائی جائے گی چاہے ہر ایک لے چاہے نہ لے اور اگر مقدمہ کا فیصلہ ہونے کے بعد ایک مدعی آدھی چیز لینے سے انکار کردے تو دوسرا مدعی ساری نہیں لے سکتا اور اگر (دو مدعی تھے) دونوں نے خریدنے کی تاریخ بیان کی تو جس کی تاریخ پہلی ہوگی اسی کو

لہ یعنی اگر ایک شخص یہ دعویٰ کرے کہ چیز میں نے فلاں سے خریدی ہے اور دوسرے نے دعویٰ کیا کہ مجھکو فلاں شخص نے ہبہ کی ہے اور دونوں نے گواہ پیش کئے تو خرید کا دعویٰ کرنے والے کے گواہ منظور کئے جائیں گے اور اگر مرد نے خریدنے کا دعویٰ کیا اور ایک عورت نے اپنے مہر میں لینے کا تو دونوں کا دعویٰ اور گواہ برابر ہیں یعنی دونوں کو آدھی آدھی چیز دیدی جائیگی۔ ۱۲ منہ

ڈگری دی جائے گی ورنہ جس کا قبضہ ہوگا اسی کو ملے گی اور خریدنے کا دعوٰی اُس کے ہبہ کے دعوے اور اس کے گواہوں سے بہتر ہیں خریدنے کا دعوٰی اور مہر میں لینے کا دعوٰی دونوں برابر ہیں اور رہن ہبہ سے بہتر ہے (یعنی اگر ایک شخص کسی چیز پر رہن کا دعوی کرے کہ یہ میرے پاس رہن ہے اور دوسرا کہے یہ مجھے فلاں شخص نے بخشدی ہے تو رہن کا مدعی مقدم رہیگا) اگر دو شخص غیر قابض کسی چیز پر ملکیت کا دعوٰی کرکے گواہوں[1] سے مع تاریخ ثابت کردیں یا دونوں ایک ہی سے خریدنے کو گواہوں سے ثابت کردیں تو (دونوں صورتوں میں) جس مدعی کی تاریخ اوّل ہوگی اسی کو ڈگری[2] دی جائے گی اور اگر ایک مدعی نے ایک شخص سے خریدنا گواہوں سے ثابت کیا اور دوسرے نے دوسرے شخص سے اور دونوں نے تاریخ بھی ایک ہی بیان کی تو دونوں مدعی برابر رہیں گے (یعنی وہ چیز دونوں کو آدھی آدھی دیدی جائے گی اگر غیر قابض نے اپنی ملکیت مع تاریخ گواہوں سے ثابت کی اور قابض کی تاریخ اس سے پہلے سے اس کی ملکیت ثابت کرتی ہے یا قابض اور غیر قابض دونوں نے اس دعوی پر گواہ پیش کئے کہ یہ بچہ میرے گھر پیدا ہوا یا میرے ہی جانور کا ہے یا ملکیت کے سبب پر دونوں نے گواہ پیش کئے اور وہ سبب بھی ایسا ہے کہ دو دفعہ نہیں ہو سکتا (مثلاً گواہوں سے یہ بیان کرایا کہ یہ سوتی کپڑا اسی نے بنایا اسُی کی ملک ہے یا یہ دودھ اسُی نے دوہا ہے یا اسی کا ہے) یا غیر قابض نے گواہوں سے فقط اتنا ثابت کرایا کہ یہ چیز میری ہے اور قابض کے گواہوں نے یہ بیان کیا کہ ہمارے مدعی نے اس مدعی ثانی سے خرید لی ہے تو ان سب صورتوں میں قابض کی ڈگری ہوگی اگر ایک چیز پر دو مدعی ہوں (یہ کہے میری ہے وہ کہے میری ہے) اور دونوں کے گواہ ایک دوسرے سے خریدنا بیان کریں (یعنی ان ہی دونوں میں سے اس کے گواہ کہیں اس سے خریدی ہے اس کے گواہ کہیں اس سے خریدی ہے) تو دونوں کے گواہ ساقط الاعتبار ہونگے اور وہ گھر وغیرہ) قابض ہی کے پاس چھوڑ دیا جائیگا اور ایک کے گواہوں کی گنتی زیادہ ہونے سے اس کے دعوے وغیرہ کو ترجیح نہیں دی جائیگی اگر ایک مکان ایک شخص کے قبضہ میں ہے اس پر دوسرے نے دعوٰی کیا کہ اس میں آدھا میرا ہے اور تیسرے نے دعوٰی کیا کہ سارا ہی میرا ہے اور دونوں نے گواہ بھی پیش کردیے تو ایسی صورت میں آدھے کے مدعی کو چوتھائی مکان ملیگا اور سارے کے مدعی کو باقی تین حصے۔

فائدہ - یہ حکم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہے جس کی دلیل یہ ہے امام موصوف

---

[1] یعنی یہ بھی گواہوں سے ثابت کرادیں کہ یہ چیز فلاں تاریخ سے میری ملک ہے ۱۲ منہ۔

[2] مثلاً ایک کے گواہ کہیں کہ ہمارے مدعی نے دسویں محرم کو خریدی ہے اور دوسرے کے کہیں بیسویں کو دسویں کے کہنے والے کے گواہ مقدم رہیں گے ۱۲ منہ۔

فرماتے ہیں کہ جو شخص سارے کا مدعی ہے آدھے میں تو اس کا کوئی مخالف ہی نہیں ہے بلکہ آدھا مکان تو بلا نزاع اُس کا ہوگا اور باقی آدھے میں دونوں کا نزاع چونکہ ایک درجہ کا ہے لہذا وہ آدھا دونوں میں نصفا نصف کر دیا جائیگا اس حساب سے ایک کو ایک چوتھائی پہنچیگا اور دوسرے کو تین تہائی اور صاحبین کا مذہب یہ ہے کہ اُس مکان کے تین حصے کئے جائیں گے جن میں سے ایک ایک حصہ نصف کے مدعی کا اور دو حصے اس کے کہ جو سارے کا مدعی ہے۔ حاشیہ۔

ترجمہ۔ اگر وہ مکان انہی مدعیوں ہی کے قبضہ میں ہے (کہ جن میں سے ایک آدھے کا مدعی ہے اور دوسرا سارے کا) تو مکان سارے کے مدعی کو مل جائیگا) اگر دو شخص ایک جانور کے بچہ پر اس بات کے گواہ پیش کریں کہ یہ بچہ ہمارے یہاں پیدا ہوا اور ہمارا ہی ہے (یعنی ہر ایک دوسرے سے بڑھا ہوا نہیں ہے) اگر اس کے پیدا ہونے کی تاریخ بھی بیان کریں تو جس کی تاریخ اُس کی عمر کے مطابق ہوگی وہ بچہ اُسی کو دلا دیا جائیگا اور اگر عمر معلوم نہ ہو سکے تو یہ بچہ دونوں کا ہیگا (کیونکہ گواہ مع تاریخ دونوں کے پاس ہیں ایک دوسرے سے بڑھا ہوا نہیں ہے) اگر ایک چیز ایک شخص کے قبضہ میں ہے اور دو شخص غیر قابض اس پر مدعی ہیں ان میں سے ایک کے گواہ کہتے ہیں کہ یہ اصل میں ہمارے مدعی کی ہے اور اس قابض نے اس کی زبردستی دبا رکھی تھی اور دوسرے مدعی کے گواہ کہتے ہیں کہ یہ اصل میں ہمارے مدعی کی ہے اس نے اس کے پاس بطور امانت رکھی ہے تو دونوں کے گواہ برابر ہیں (یعنی وہ چیز ان میں سے کسی کو بھی نہیں معلوم) اگر ایک جانور کے دو مدعی ہیں ایک اس پر سوار ہے دوسرا لگام پکڑے ہوئے ہے یا ایک کپڑے کے دو مدعی ہیں ایک پہنے ہوئے ہے دوسرا آستین پکڑے ہوئے ہے تو اُن میں جو جانور پر سوار اور جو کپڑا پہنے ہوئے ہے اس کا حق ان دونوں سے زیادہ ہے (لہذا جانور سوار کو ملے گا اور کپڑا پہننے والے کا ہوگا) اگر ایک اونٹ کے دو مدعی ہوں کہ اُن میں سے ایک کا اس پر بوجھ لدا ہوا ہے (دوسرا ویسے ہی پکڑے ہوئے ہے تو یہ اونٹ بوجھ کے مالک کو ملے گا اور اگر ایک دیوار پر دو آدمیوں کا جھگڑا ہو کہ اُن میں سے ایک کی چھت کی کڑیاں اس پر رکھی ہوئی ہیں (اور دوسرے کی نہیں ہیں) تو وہ دیوار اُن کڑیوں والے کی ہوگی یا ایسی دیوار پر جھگڑا ہو کہ ایک کے گھر سے ملی ہوئی ہے (اور دوسرے کے گھر سے کسی قدر علیحدہ ہے) تو وہ دیوار اسی کی ہے جسکے گھر سے ملی ہوئی ہے دوسرے کی نہیں ہے۔ ایک کپڑا ایک کے ہاتھ میں ہے اور دوسرے کے ہاتھ میں اس کا ایک پلّہ ہے تو دونوں کو آدھا آدھا بانٹ دیا جائے ایک لڑکا (ایک آدمی کے پاس) ہے جو اپنا حال (سمجھ کر) کہہ سکتا ہے اب وہ لڑکا کہتا ہے کہ میں آزاد ہوں (کسی کا غلام نہیں ہوں اور وہ آدمی کہتا ہے کہ یہ میرا غلام ہے) تو لڑکے کا کہنا معتبر ہوگا اور اگر (سمجھدار لڑکا) یہ کہے کہ میں فلاں شخص کا غلام ہوں یا اپنا حال

نہ کہہ سکے تو ان دونوں صورتوں میں اُسی کا غلام رہے گا جس کے پاس ہے۔ اگر ایک مکان کی دس کوٹھریاں ایک کے پاس ہیں اور ایک کوٹھڑی ایک کے پاس ہے تو اس مکان کا صحن (یعنی آنگن) دونوں کا آدھا آدھا ہوگا ایک زمین کے اگر دو مدعی ہیں اور ہر ایک کا یہ دعویٰ ہے کہ زمین میری ہے اور اُن میں سے ایک نے اُس میں اینٹیں پاتھ رکھی ہیں یا مکان بنایا تھا یا اس میں کنواں کھودا تھا تو یہ زمین اسی کی ہے جس کے قبضہ میں ہے (یعنی جس نے اس میں یہ تصرف کر رکھے ہیں) جیسا کہ اگر کوئی ان میں سے اس مضمون کے گواہ پیش کر دے کہ یہ زمین میرے قبضہ میں ہے تو اُسی کو ملتی ہے یہی حکم اس کا بھی ہے۔

دعویٰ نسب

ترجمہ۔ ایک شخص نے لونڈی بیچی تھی اور مشتری کے ہاں جا کر بکنے کے وقت سے لیکر چھ مہینے سے بھی کم میں اُس کے بچہ ہوگیا اور بیچنے والے نے دعویٰ کیا کہ یہ بچہ میرے نطفہ سے ہونے کے باعث میرا ہے تو اُسی کا ہے اور یہ لونڈی اُس کی اُم ولد ہوگی اور بیع ٹوٹ جائے گی اور مشتری کے دام واپس دیدیئے جائیں گے اگرچہ مشتری کا دعویٰ بائع کے ساتھ ہی ہو یا بعد میں ہوا ہو یہی حکم اس صورت میں ہے کہ بائع اس بچہ پر لونڈی کے مرنے کے بعد دعویٰ کرے بخلاف[1] بچہ کے مرنے کے بعد دعویٰ ہونے کے اور دونوں کا آزاد ہونا (اس حکم میں) دونوں کے مرنے کی طرح ہے

فائدہ۔ یعنی اگر کسی نے لونڈی بیچی اور اس کے چھ مہینے سے کم میں بچہ پیدا ہوگیا پھر لونڈی کو مشتری نے آزاد کر دیا تو نسب ثابت ہونے میں اس کا حکم بھی وہی ہے جو اس لونڈی کے مرنے کے وقت حکم ہے یعنی بائع کا نسب ثابت ہو جائیگا اور اگر بچہ کو آزاد کیا اور پھر بائع نے دعویٰ کیا تو اب یہ بچہ اس کا نہیں ٹھیرے گا۔

ترجمہ۔ اور اگر اس نے چھ مہینے سے زیادہ میں بچہ جنا ہے تو اس وقت بائع کا یہ دعویٰ خارج کر دیا جائے گا ہاں اگر مشتری ہی اس کی تصدیق کرے تو اس صورت میں پھر وہ بائع کا بیٹا قرار دیا جائیگا۔ اگر دو جوڑواں بچے پیدا ہوئے اب اگر ان میں سے ایک کے بارہ میں کوئی یہ کہے کہ یہ میرا ہے تو دونوں اسی کے ٹھیریں گے پس اگر مالک نے ان میں سے ایک بیچدیا اور مشتری نے خرید کر اُسے آزاد بھی کر دیا اس کے بعد بائع نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے تو دونوں کا نسب

[1] کہ اس صورت میں اگر بائع نے دعویٰ کیا تو یہ اس کا بیٹا نہیں قرار دیا جائیگا۔ ۱۲

اُس سے ثابت ہو جائیگا اور مشتری کا آزاد کرنا بیکار ہوگا۔ ایک آدمی کے پاس ایک لڑکا ہے پہلے اس نے یہ کہا کہ یہ لڑکا فلاں شخص کا بیٹا ہے پھر کہا کہ میرا ہی بیٹا ہے تو اب یہ اُس کا بیٹا نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ شخص جسکا بیٹا ہونے کا اُس نے اقرار کیا تھا اُس کے بیٹا ہونے سے انکار بھی کر دے اگر ایک لڑکا ایک مسلمان اور ایک عیسائی کے پاس ہے عیسائی کہتا ہے یہ میرا بیٹا ہے اور مسلمان کہتا ہے میرا غلام ہے تو یہ لڑکا عیسائی کا آزاد بیٹا ہے اگر دو میاں بیوی کے پاس ایک لڑکا ہے میاں کہتے ہیں یہ میرا لڑکا دوسری بیوی سے ہے اور بیوی کہتی ہے کہ یہ میرا بیٹا دوسرے خصم سے ہے تو وہ ان دونوں کا ہوگا کسی نے ایک لونڈی خریدی تھی اس کے بچہ ہوا اور مشتری نے دعوٰی کیا کہ یہ میرا لڑکا ہے) پھر وہ لونڈی کسی اور کی نکلی تو اب یہ مشتری اس بچے کی قیمت بھرے اور بچہ آزاد ہے اور اگر یہ بچہ مر جائے تو اُس وقت بچہ کی قیمت مشتری کو نہیں دینی پڑے گی اگرچہ یہ بچہ کچھ مال بھی چھوڑے (جو ورثہ ہو کر اس مشتری کو پہنچ جائے) اور اگر اس بچہ کو کسی نے قتل کر دیا اور اب وہ لونڈی کسی اور کی نکلی) تو یہ مشتری یعنی باپ اس کی قیمت کا تاوان بھرے اور بعد میں لونڈی کے دام اور بچہ کی یہ قیمت (جس کا ڈنڈ بھرا ہے) بائع سے پھیرے باقی صحبت کی اُجرت اب نہیں پھیرے گی (یعنی بائع نے اگر غیر کی لونڈی کا نام کر کے اس مشتری سے صحبت کی اُجرت بھی لے لی ہو تو وہ اب واپس نہ ہوگی۔

کتاب الاقرار

اقرار کا بیان

ترجمہ ۔ غیر کا حق اپنے ذمہ ثابت ہونے کی خبر بیان کرنے کو (شرع میں) اقرار کہتے ہیں (اور جس کے حق کا اقرار کرے اُسے مقرلہ کہتے ہیں اور جو اقرار کرے اُسے مقر کہتے ہیں) اگر کوئی آزاد عاقل بالغ کسی کے حق کا اقرار کرے تو یہ اقرار صحیح ہے اگرچہ وہ گول مول ہی ہو مثلاً (اس طرح کہا کہ میرے ذمہ فلاں شخص کی) کوئی چیز ہے یا کچھ حق ہے تو اس سے اس کی زبردستی وضاحت کرائی جائے گی اور بیان میں وہ ایسی چیز کہے جس کی کچھ قیمت بھی ہو پھر اگر مقرلہ اس سے زیادہ کا دعوٰی کرے تو اُس وقت اُس مقر کا قول مع قسم کے معتبر ہوگا اگر کسی نے اس طرح اقرار کیا کہ میرے ذمہ فلانے کا مال ہے (یہ نہیں کہا کہ کتنا ہے) اب اگر وہ ایک درہم سے کم بتلانے لگے تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائیگا اور اگر بڑے مال کا اقرار کیا ہے تو نصاب (زکوٰۃ کی مقدار کا) اقرار ثابت ہوگا اور اگر اس طرح اقرار کیا ہے کہ میرے ذمہ بہت بڑا مال ہے تو اس سے تین نصابوں (کی مقدار) کا اقرار ثابت ہوگا اور اگر اقرار میں بہت سے روپے کہے ہیں تو یہ دس روپے کا اقرار ہے اور اگر روپے کہے ہیں (کہ میرے ذمہ فلانے کے روپے ہیں) تو یہ تین روپوں کا اقرار ہے اور اگر کہا کہ میرے ذمہ اتنا روپیہ ہے تو یہ ایک روپیہ کا اقرار ہے (کیونکہ اس نے اتنے کی خود ہی روپیہ سے تشریح کردی ہے) اور اگر اس طرح اقرار کیا کہ میرے ذمے اِتنے اِتنے ہیں تو یہ گیارہ روپے کا اقرار ہے اور اگر کہا کہ اِتنے اور اِتنے ہیں تو یہ اکیس روپے کا اقرار ہے اور اگر اس طرح کہا کہ اتنے اور اتنے اور اتنے یعنی) تیسری دفعہ پھر لفظ اور استعمال کیا تو اس سے ایک سو اکیس کا اقرار ثابت ہوگا اور اگر چوتھی دفعہ پھر اور

ذکر کیا تو اس سے ایک ہزار اور بڑھ جائیں گے اگر اس طرح کہا کہ فلانے کا مجھ پر یا میری طرف اس قدر ہے تو یہ قرض کا اقرار ہے اور اگر کہا کہ میرے پاس یا میرے ساتھ یا میرے گھر میں یا میرے صندوق میں یا میری تھیلی میں فلانے کے (روپے) ہیں تو یہ امانت کا اقرار ہے اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ میرا تجھ پر ایک ہزار روپیہ ہے وہ بولا ان کو تول لے یا کہا پرکھ لے یا کہا مجھے ان کی کچھ مہلت دیدے یا کہا میں تو وہ ادا کر چکا ہوں یا کہا میں دوسرے کا حوالہ دے چکا ہوں تو (سب صورتوں میں) یہ کہنا قرض کا اقرار ہے اور اگر ایسا کوئی لفظ نہیں کہا جس سے ان روپوں کی طرف اشارہ ہو (اور روپے سمجھ میں آتے ہوں) تو اس صورت میں ان سب کلمات سے اقرار ثابت نہ ہوگا اگر کسی نے میعادی قرض کا اقرار کیا اور جس کے لئے اقرار کیا تھا اس نے دعویٰ کیا کہ میعادی نہیں ابھی دینے کا ہے تو اسے ابھی دینا پڑے گا اور اس مقرلہ کو میعاد (نہ ہونے) پر قسم دی جائے گی اگر کسی نے یہ کہا کہ میرے ذمہ فلاں شخص کا ایک سو اور ایک روپیہ ہے تو اس سو سے بھی روپے ہی مراد ہونگے اور اگر اس طرح کہا کہ ایک سو اور ایک کپڑا ہے تو سو کو اس سے بیان کرائیں گے (کہ سو کہنے سے تیری کیا مراد ہے) اسی طرح اگر یہ کہا ہو کہ ایک سو اور دو کپڑے ہیں (اس صورت میں بھی سو کو اس سے پوچھیں گے) بخلاف اس کے اگر یہ کہا ہو کہ میرے ذمہ ایک سو اور تین کپڑے ہیں تو اس اقرار میں سب کپڑے ہی مراد ہونگے اگر کسی نے یہ اقرار کیا فلانے کا میرے پاس ایک ٹوکرہ چھوہاروں کا ہے تو ٹوکرہ اور چھوہارے دونوں دینے پڑیں گے اور اگر یہ اقرار کیا کہ اصطبل میں فلانے کا گھوڑا مجھے دینا ہے تو اسے فقط گھوڑا ہی دینا پڑے گا اور انگوٹھی کے اقرار میں چھلہ اور نگینہ دونوں دینے ہوں گے اور تلوار کے اقرار میں پھل۔ میان۔ اور پرتلہ تینوں چیزیں دینی ہوں گی اور چھپر کھٹ کا اقرار کرنے میں اس کی لکڑیاں اور پردہ دونوں دینے ہونگے اور اگر کہا کہ میرے ذمہ فلانے کے ایک گٹھری کپڑے ہیں یا ایک کپڑے میں بندھے کپڑے ہیں تو دونوں صورتوں میں کپڑا اور گٹھری دونوں دینے پڑیں گے اور اگر یہ اقرار کیا کہ دس کپڑوں میں ایک کپڑا میرے ذمہ ہے تو ایک ہی کپڑے کا اقرار ہوگا اور اگر کہا پانچ میں سے پانچ روپیہ میرے ذمہ ہیں اور اس کہنے سے اس نے ضرب[2] مراد لی تو پانچ ہی روپے دینے ہونگے اور اگر اس نے یہ نیت کی تھی کہ پانچ کے ساتھ پانچ اور میرے ذمہ ہیں تو دس دینے ہونگے اگر یہ اقرار کیا کہ فلاں شخص کے میرے ذمہ ایک سے دس یعنی

---

[1] یعنی اس صورت میں ایک ہزار ایک سو کیس اقرار کرنیکا ثبوت ہوگا سب صورتوں میں اگر مقر اس سے کم بتلائے گا تو اس کا اعتبار نہ کیا جائیگا اور اگر زیادہ بتائے کہ میری مراد اتنی تھی تو اس کے کہنے کا اعتبار کر لیا جائیگا۔ ۱۲ منہ [2] اس کی وجہ یہ ہے کہ فن فہمی میں اگرچہ ضرب سے زیادتی مراد ہوتی ہے مگر فقہاء کے نزدیک ضرب سے اس عدد کی زیادتی مراد نہیں ہوا کرتی ۱۲ منہ۔

تک ہیں یا کہا کہ ایک روپے سے دس روپے تک کے درمیان میرے ذمہ ہیں تو دونوں صورتوں میں نو روپے دینے پڑینگے اگر کسی نے یہ کہا کہ میرے گھر میں سے اس دیوار سے لے کر اس دیوار تک کی (زمین) فلاں شخص کی ہے تو فقط ان دونوں دیواروں کے بیچ کی زمین اس کی ہوگی (دیواریں اس کی نہ ہونگی) اور حمل کا اقرار کرنا درست ہے۔

فائدہ ۔ مثلاً کسی نے اگر یہ کہا کہ میری اس لونڈی کا حمل فلاں شخص کی ملک ہے یا اس جانور کے حمل کا فلانا آدمی مالک ہے تو یہ اقرار درست ہے بچہ دینا پڑے گا۔

ترجمہ ۔ حمل کے لئے اقرار کرنا درست ہے اگر مقر (حمل کی ملکیت ثابت کرنے کے لئے) کوئی لائق سبب بیان کردے ورنہ پھر اقرار درست نہ ہوگا (بلکہ لغو ہو جائیگا) اگر کسی نے اس طرح کہا کہ فلاں شخص کے میرے ذمے (ایکہزار روپے) ہیں اس شرط پر کہ تین دن کا مجھے اختیار ہے تو یہ روپے اُسے دینے پڑیں گے اور شرط کا نام لینا بیکار ہوگا۔

اقرار میں استثناء[1]

ترجمہ ۔ جس چیز کا اقرار کر لیا ہو اُس میں سے تھوڑی سی چیز کا استثناء کرنا (یعنی اقرار میں سے اسے الگ کر لینا) درست ہے اگر اقرار کیساتھ ہی ساتھ استثناء کیا ہو مثلاً (کہا میرے ذمہ فلاں شخص کے چار روپیہ ہیں مگر ایک روپیہ یا یہ کہا کہ میرے ذمہ چار روپے ہیں ایک کم تو دونوں صورتوں میں ایک کو اقرار میں سے نکالنا درست ہے بشرطیکہ ایک ساتھ ہی کہدیا ہو) اس صورت میں استثناء سے جس قدر روپے بچیں گے وہ اُس کے ذمہ لازم ہوں گے اور جتنے کا اقرار کیا ہو ان سب کا استثناء کرنا درست نہیں (مثلاً کوئی یہ کہے میرے ذمہ دس روپے ہیں مگر دس تو یہ استثناء غلط اور لغو ہے اور جو چیزیں بیچی یا تلتی ہیں اُن کو روپوں میں سے استثناء کرنا درست ہے (مثلاً کوئی یہ کہے میرے ذمہ اُس کے ہزار روپے ہیں مگر دس من گیہوں کم تو یہ استثناء درست ہے اور ان کے سوا اور چیزوں کا استثناء کرنا درست نہیں ہے۔

فائدہ ۔ مثلاً کسی نے یہ اقرار کیا کہ میرے ذمہ فلاں شخص کے ایک ہزار روپے ہیں مگر دس تھان کم تو یہ استثناء درست نہیں ہے۔

ترجمہ ۔ اگر کسی نے اپنے اقرار کے ساتھ انشاء اللہ بھی ملا دیا تو اس کا اقرار باطل

---

[1] استثناء بدلنے اور خارج کرنے کے ہیں اور یہاں استثناء سے مراد اس چیز کو اقرار سے خارج کر دیا جانا ہے ۱۲ منہ

ہوگا اگر کوئی مکان کا اقرار کر کے عمارت کو مستثنےٰ کرنے لگے تو یہ استثناء درست نہیں) دونوں
چیزیں مقرلہ کی ہونگی (یعنی مکان اور عمارت دونوں دینے پڑیں گے) اور اگر یوں اقرار کیا کہ اس
مکان کی دیواریں میری ہیں اور صحن تیرا ہے تو اس کے کہنے کے موافق کیا جائیگا اگر کسی نے یہ کہا
کہ ایک غلام کی قیمت کے ایک ہزار روپے فلاں شخص کے میرے ذمہ ہیں مگر وہ غلام ابھی میں نے اس
سے لیا نہیں ہے پس اگر اس نے غلام معین کر دیا تھا اور اس شخص نے (جس کے لئے اس نے اقرار
کیا ہے) غلام اس کے حوالہ کر دیا تو ہزار روپے اسے دینے پڑیں گے اور اگر غلام نہیں دیا تو نہیں
دینے پڑیں گے اور اگر اس نے غلام کی کچھ تعیین نہیں کی تو ہزار روپے اُسے ابھی دینے لازم ہوجائنگے
جیسا کہ اگر کوئی یہ کہے کہ شراب کی یا سور کی قیمت کے ایکہزار روپے فلاں شخص کے میرے ذمہ ہیں
(تو مقر کے ذمہ ہزار ہوجاتے ہیں اور مقرلہ کے ذمہ شراب یا سور نہیں ہوتا) اور اگر یہ کہا کہ میرے ذمہ
ایک ہزار ہیں اسباب کی قیمت کے یا کہا اُس نے مجھے قرض دیئے ہیں اور وہ کھوٹے ہیں یا غیر مروج
ہیں (اور مقرلہ کہتا ہے میرے کھرے ہیں) تو مقر کو کھرے ہی دینے پڑیں گے بخلاف غصب اور ودیعت کے

فائدہ - یعنی اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے ایک ہزار کھوٹے روپے اس سے چھین لئے تھے یا اُس
نے کھوٹے امانت کے طور پر میرے پاس رکھے تھے تو ان دو صورتوں میں اس کا کہنا معتبر ہوگا۔

ترجمہ - اگر کسی نے یوں کہا کہ میرے ذمہ فلاں شخص کے ہزار روپے ہیں اور ساتھ ہی
یہ کہا مگر اتنے (مثلاً سنو یا کم وبیش) اُس نے کم کر دئے تو اس کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا اگر ساتھ
نہیں کہا تو اس کہنے کا اعتبار نہیں ہونے کا اگر کسی نے ایک کپڑا چھین لینے کا اقرار کیا تھا اور
پھر عیب دار لاکے دیا (کہ تیرا یہی ہے اور کپڑے والا کہتا ہے میرا اور تھا) تو اس لانے والے کا
کہنا معتبر ہوگا اگر کسی نے (کسی سے) یہ کہا کہ میں نے تجھ سے ایک ہزار روپے امانتاً لئے تھے اور
اور وہ (میرے پاس سے) جاتے رہے ہیں اور دوسرا کہتا ہے تو نے وہ روپے مجھ سے زبردستی
چھینے تھے تو یہ روپے اقرار کرنے والے کو دینے ہونگے اگر کسی نے (دوسرے سے) یہ کہا کہ
تو نے مجھے ایک ہزار روپے امانتاً دئے تھے وہ بولا تو نے مجھ سے زبردستی چھینے تھے تو یہ اس مقر
کو دینے نہیں پڑیں گے کیونکہ مقر نے خود لینے کا اقرار نہیں کیا) اگر (مثلاً) زید نے عمرو سے کہا
کہ میری یہ چیز تیرے پاس امانت تھی اب میں نے لے لی ہے عمرو بولا (تو جھوٹا ہے) یہ تو میری ہی
ہے تو یہ عمرو اس کو لے سکتا ہے (اگر اس کے پاس ہو ورنہ اس کی قیمت لیلے) اگر زید کہے کہ
میں نے اپنا یہ اونٹ یا یہ کپڑا فلاں شخص کو کرایہ پر دیا تھا وہ سوار ہوا (اپنا کام کر کے) آ

سلہ اصل کتاب میں یہاں زیوف اور بنہرجہ ہے زیوف عربی میں ان درہموں کو کہتے ہیں جو اسلامی خزانے میں
نہ لئے جاتے ہوں اور بنہرجہ وہ ہیں جن کو تاجر لوگ دیتے لیتے ہوں۔ ۱۲ منہ۔

مجھے واپس دے گیا ہے یا کہا یہ کپڑا اُس نے پہنا تھا اور اب واپس دیا ہے (اور وہ کہتا ہے کہ جھوٹا ہے یہ اونٹ یا یہ کپڑا تو میرا ہی ہے) تو اس صورت میں زید کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا اگر کسی نے یوں کہا کہ (میرے پاس) یہ ہزار روپے فلاں شخص کی امانت نہیں ہیں بلکہ فلاں شخص کی (یعنی کسی اور کا نام لے دیا) تو اس اقرار کرنے والے کو ایک ہزار روپے پہلے کو دینے پڑیں گے (یعنی جس کا پہلے نام لیا ہے) اور اتنے ہی دوسرے کو۔

بیمار کے اقرار کا بیان

ترجمہ۔ اگر کوئی بیمار اپنے مرض الموت[1] میں کسی کے قرض کا اقرار کرے تو صحت کی حالت کا قرض اور وہ کہ جو اس کی بیماری میں اس کی دوا وغیرہ معمولی سبب سے ہوا ہو اُس پر مقدم ہوگا (یعنی اگر وہ مرگیا تو اس کے ترکہ میں تو اول اس کی صحت کی حالت کا قرض اور دوا وغیرہ کا ادا کیا جائیگا اور اس کے بعد یہ ادا کیا جائیگا جس کا بیماری میں اقرار کیا ہے) اور وارثوں کو دینا اس سے بھی مؤخر کیا جائیگا (یعنی وارثوں کو ترکہ کل قرض ادا کرکے دیا جائیگا) اگر بیمار نے اپنے ذمہ کسی وارث کے روپیہ ہونے کا اقرار کیا تو یہ اقرار باطل ہے (اس اقرار کا اعتبار نہیں کیا جائیگا) ہاں اگر باقی سب وارث اس کی تصدیق کریں (تو اس وقت اقرار معتبر ہوگا) اگر بیمار کسی غیر آدمی کے لئے اقرار کرے تو یہ اقرار درست ہے گو اس اقرار میں اس کا سب مال آجائے۔ اگر کسی غیر آدمی کے لئے اقرار کیا تھا (کہ اس کا اتنا قرض میرے ذمہ ہے) پھر کہا کہ یہ تو میرا بیٹا ہے تو اس مقر سے اس کا نسب ثابت ہو جائیگا (یعنی یہ اس کا بیٹا قرار دیا جائیگا) اور وہ قرض کا اقرار باطل ہوگا۔ اگر بیمار نے کسی اجنبی عورت کیلئے اقرار کیا پھر اُس سے نکاح کرلیا تو اس کا اقرار صحیح ہے بخلاف ہبہ اور وصیت کے۔

فائدہ۔ یعنی اگر اجنبی عورت کو کسی بیمار نے کوئی چیز بخشدی یا وصیت کردی پھر اس سے نکاح کرلیا تو یہ بخشش اور وصیت باطل ہوگی اور نکاح میں فرق نہ آئیگا۔

ترجمہ۔ اگر کوئی اس عورت کے لئے جس کو بیماری میں تین طلاق دے چکا ہے قرض کا اقرار کرے تو اس عورت کو وہ ملیگا جو میراث اور اقرار میں سے کم آتا ہے۔

فائدہ۔ یعنی اگر میراث میں اس کو کم پہنچتا ہے اور اقرار بہت روپیہ کا ہے تو میراث دینگے

---

[1] مرض الموت اس بیماری کو کہتے ہیں جس بیماری میں آدمی مرجائے ۱۲۔

اور اگر اقرار چند روپے کا ہے اور میراث میں اس کو بہت پہونچتا ہے تو اقرار ہی پورا کر دیا جائیگا۔

ترجمہ ۔ اگر کسی نے ایسے لڑکے کے لئے جس کے باپ کا کچھ پتہ نہیں اپنے بیٹے ہونیکا اقرار کیا اور اتنا لڑکا اس مقر جیسے آدمی کے ہو بھی سکتا ہے اور اس لڑکے نے بھی اس کی تصدیق کر لی (کہ ہاں میں اسی کا بیٹا ہوں) تو لڑکے کو اسی کا بیٹا قرار دیا جائیگا اگرچہ مقر بیمار ہوا اور یہ لڑکا میراث میں اس کے اور وارثوں کے ساتھ شریک ہوگا۔ اگر مرد کسی کو اپنا بیٹا یا باپ یا ماں یا جورو یا آقا ہونے کا اقرار کرے یا عورت کسی کی بابت اپنی ماں یا باپ یا خصم یا آقا ہونے کا اقرار کرے تو دونوں کے اقرار صحیح ہیں اگر عورت کسی لڑکے کو اپنا بیٹا بتلائے تو یہ اقرار اس وقت صحیح ہے کہ ایک دائی اس بات کی گواہی دیدے (کہ اسی کا بیٹا ہے) یا اس کا خصم اس کی تصدیق کرلے اور ان سب صورتوں میں مقرلہ کا تصدیق کرنا بھی ضروری ہے اور مقر کے مرنے کے بعد بھی ان کی تصدیق صحیح اور قابل اعتبار ہوگی۔ مگر شوہر کا اس عورت کے مرنے کے بعد اس کی تصدیق کرنا (کہ ہاں میں اس کا شوہر ہوں) معتبر نہیں ہے۔ اگر کسی نے اپنے بھائی یا چچا جیسے رشتوں میں سے کسی رشتہ کا اقرار کیا تو وہ اس کا بھائی یا چچا نہیں بننے کا ہاں اس کے سوا قریب کا یا دور کا اس کا اور کوئی رشتہ دار نہیں ہے تو یہ مقرلہ (یعنی جس کو اس نے بھائی یا چچا بنایا ہے اس کا وارث ہو جائیگا ورنہ نہیں ہونیکا۔ اگر کسی کا باپ مرگیا تھا۔ اس نے ایک لڑکے کی بابت اپنے بھائی ہونے کا اقرار کیا (کہ یہ میرا بھائی ہے) تو یہ ورثہ میں اس کا شریک ہو کر اس سے آدھا بٹوالے گا۔ اور اس کے باپ سے اس کا نسب ثابت نہیں ہونیکا۔ اگر ایک شخص نے دو بیٹے چھوڑے تھے اور ایک غیر شخص کے ذمے اس کے سو روپے آتے تھے ان دونوں بھائیوں میں سے ایک نے یہ کہا کہ ان سو روپوں میں سے پچاس روپے باوا جی لے چکے ہیں تو اس کہنے والے کو (ان سو میں سے) کچھ نہیں ملیگا اور یہ پچاس اس دوسرے کے ہونگے ۔

کتاب الصلح

صلح کا بیان

ترجمہ ۔ صلح (شرع میں) اُس معاملہ کا نام ہے جس سے (آپس کا) نزاع رفع ہو جائے اور یہ جائز ہے خواہ اقرار کے ذریعہ سے ہو (کہ مدعا علیہ مدعی کے دعوے کا اقرار کرلے) یا سکوت کے ذریعہ یا انکار کے ذریعے سے (یعنی مدعا علیہ منکر ہو یا نہ منکر ہو نہ مقر ہو) اگر اقراری مال کے بدلے میں مال ہی پر صلح ہوئی تو یہ صلح بیع کے حکم میں ہوگی ۔ اس میں حق شفعہ خیار عیب ۔ خیار رویت اور خیار شرط کے سب احکام جاری ہونگے ۔

فائدہ ۔ مثلاً ایک شخص نے ایک مکان کا دعوٰی کیا اور مدعا علیہ نے ایک ہزار روپیہ دیکر اس سے صلح کرلی ۔ کہ یہ لے لے اور اپنا دعوٰی ختم کردے تو اب اس مکان میں حق شفعہ کا دعوٰی ہو سکتا ہے اگر اس میں کوئی عیب نکل آئے تو واپس ہو سکتا ہے اور اگر اس نے اچھی طرح دیکھا نہیں تھا تو تین دن میں دیکھ کر واپس ہو سکتا ہے ۔ یا اگر اُس نے دو ایک دن کا اختیار واپس کرنے کا لے لیا تھا تو یہ بھی ہو سکتا ہے ۔

ترجمہ ۔ جس مال پر صلح ہو اگر وہ معلوم نہ ہو تو صلح صحیح نہیں ہوگی اور جس چیز کے دعوے سے صلح ہوئی ہے وہ معلوم نہ ہو تو صلح صحیح ہو جائے گی[1] (جس چیز کے دعوے سے صلح ہوئی ہے اگر وہ تھوڑی سی یا ساری کسی اور کی نکلی تو حصہ رسد یا سارا بدل صلح مدعا علیہ مدعی سے پھیر لے (یعنی پہلی صورت میں حصہ رسد اور دوسری صورت میں سارا مدعی سے وصول کرلے) اور اگر بدل صلح (یعنی جس پر صلح ہوئی ہے) سارا یا تھوڑا سا کسی اور کا نکل آئے تو جس چیز کے دعوے سے صلح ہوئی تھی وہ (پہلی صورت میں) ساری اور دوسری صورت میں حصہ رسد مدعا علیہ سے

---

[1] مثلاً ایک شخص نے اپنے حق کا دعوٰی کیا اور یہ بیان نہیں کیا کہ حق کتنا اور کیا ہے مدعا علیہ نے پانچ روپیہ حوالہ کر کے صلح کرلی تو صلح صحیح ہے اگرچہ جس کے بدلے صلح ہوئی ہے یعنی وہ عرض وغیرہ معلوم نہیں ہے ۱۲ منہ ۔

لے لے۔ اگر مال کے جھگڑے میں مدعی کو کسی چیز کا فائدہ پہنچانے پر صلح ہو جائے (مثلاً مدعی نے مال کا دعویٰ کیا تھا مدعا علیہ نے اسے رہنے کے لئے مکان دیکر صلح کر لی تو یہ صلح کرایہ پر دینے کے حکم میں ہے لہذا اس مکان میں مدعا علیہ کے رہنے کی مدت معین ہونی چاہیئے۔ اور دونوں میں سے ایک اگر مر جائے تو یہ صلح باطل ہو جائیگی (جیسا کہ کرایہ کا حکم ہے) اگر مدعا علیہ کے ساکت ہونے یا انکار کرنے پر صلح ہوئی تو جس پر صلح ہوئی ہے یہ منکر (یعنی مدعا علیہ کے حق میں ایک قسم کا فدیہ[1] ہے اور مدعی کے حق میں معاوضہ ہے پس اگر کسی مکان پر جھگڑا اٹھا اُس میں انکار یا سکوت سے صلح ہوئی تو اس مکان پر شفعہ کا دعویٰ نہیں ہو سکے گا اور اگر انکار یا سکوت سے کسی مکان پر صلح ہوئی تو اُس میں (ہمسایہ کا) شفعہ ضرور ثابت ہوگا اگر صلح ہونے کے بعد) متنازع فیہ کا کوئی مستحق نکل آئے تو اب مدعی اس مستحق سے جھگڑے اور بدل (صلح جو مدعا علیہ سے لیا تھا) واپس کر دے اور اگر اسی میں سے تھوڑے سے مال کا کوئی مستحق نکل آئے تو اس صورت میں حصہ رسد بدل پھیر دے اگر جس پر صلح ہوئی تھی (جو بدلِ صلح یا صلح کا بدلہ کہلاتا ہے) اُس کا کوئی حقدار کھڑا ہو گیا تمام کا یا تھوڑے کا تو دونوں صورت میں دونوں طرح کا دعویٰ مدعی مدعا علیہ پر کر دے اور بدل صلح کا مدعی کے سپرد کرنے سے پہلے تلف ہونا (صلح کی) دونوں صورتوں میں (یعنی خواہ اقرار سے صلح ہونے کی صورت ہو یا سکوت و انکار سے صلح ہونے کی ہو دونوں حالت میں) وہی حکم رکھتا ہے کہ جو اُس کا حقدار کھڑے ہونے کی صورت میں ہے +

فصل ۔ مال ۔ منفعت اور کسی نقصان کے دعووں سے صلح کرنی درست ہے۔ حدود کے مقدمات میں صلح کرنی درست نہیں ہے (کیونکہ وہ اللہ کا حق ہے اس میں بندہ دخل نہیں دے سکتا اگر کسی عورت پر نکاح کا دعویٰ تھا پھر میاں نے کچھ روپیہ لے کر اُس سے صلح کر لی تو یہ صلح درست اور بمنزلہ خلع کے ہو گی اگر کسی پر اپنے غلام ہونے کا دعویٰ کیا تھا پھر اُس سے کچھ لیکر صلح کر لی تو یہ صلح جائز ہے اور روپیہ لیکر آزاد کرنے کے حکم میں ہے۔ اگر ماذون[2] غلام نے قصداً کسی کو مار ڈالا تھا اس کی طرف سے اس ماذون نے صلح کر لی تو یہ صلح جائز ہے اگر چھینی ہوئی چیز تلف ہونے کے بعد اس کا مالک اُس چیز کی قیمت سے زیادہ پر یا کسیقدر اسباب پر صلح کرے تو درست ہے۔ اگر کسی دولت مند (شریک) نے شرکت کے غلام کو آزاد کر دیا تھا دوسرے شریک نے اُس غلام کی نصف قیمت سے زیادہ پر اُس آزاد کرنے والے سے صلح کر لی تو یہ صلح درست نہیں ہے اگر کسی نے اپنی طرف سے صلح کرنے کے لئے کسی کو وکیل کیا اُس نے صلح کر لی تو جس پر صلح کی ہے (یعنی

---

[1] کیونکہ اس پر قسم لازم آتی ہے پس گویا یہ اُس کا کفارہ ہے ۱۲۔

[2] ماذون غلام اس غلام کو کہتے ہیں کہ جسے آقا کی طرف سے تجارت کرنے کی اجازت ہو ۱۲۔

بدل صلح وکیل کے ذمے نہ ہوگا جبتک کہ وکیل خود ضامن نہ ہوجائے بلکہ مؤکل کے ذمہ لازم ہوگا ۔ اگر کسی نے ایک شخص کی طرف سے اس کی اجازت بغیر (اس کے مدعی سے) صلح کرلی تو یہ درست ہے اگر یہ صلح کرنے والا اس مال کا ضامن ہوگیا ہو یا اپنا مال دینا کیا ہو یا یہ کہہ کر کہ ایکہزار پر صلح کرتا ہوں فوراً دیدیا ہو اور اگر ان تینوں صورتوں میں سے کوئی نہیں ہے تو یہ صلح موقوف رہیگی اگر مدعا علیہ نے اجازت دیدی تو ہوجائے گی ورنہ باطل اور لغو ہوگی ۔

قرض کے معاملہ میں صلح کرنا

ترجمہ ۔ مدعی جس چیز کے لینے کا عقد مداینت[1] سے مستحق ہوا ہو اس سے صلح کرنا اپنا تھوڑا سا حق لینا اور تھوڑا سا چھوڑ دینا ہے یہ معاوضہ نہیں ہے (یعنی اس صلح میں حق شفعہ وغیرہ کا دعویٰ نہیں ہوسکے گا جو معاوضہ کی صورت میں ہوتا ہے) پس اگر کسی کے ذمہ ایک ہزار روپیہ تھے اس نے پانچسو دینے پر صلح کرلی ۔ یا ایک ہزار ابھی دینا تھا اس میں کچھ دنوں کی مہلت لے کر صلح کرلی تو یہ صلح جائز ہے اگر کسی کے ذمہ ایکہزار درہم اب دینے تھے اس نے ایک ہزار دینار کچھ وعدے کے ساتھ دینے پر صلح کرلی یا ہزار درہم ہی کچھ وعدے سے دینے یا سیاہ درہموں سے آدھے درہم اسی وقت دینے پر یا سفید درہموں کے دینے پر صلح کرلی تو ان سب صورتوں میں صلح درست نہ ہوگی ۔ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار روپے تھے ان میں قرضخواہ نے مقروض سے کہا اگر تو پانچ سو کل دیدے تو باقی روپیہ سے تو بری الذمہ ہے (یعنی وہ پانچ سو میں نہیں لینے کا) اور اس نے ایسا ہی کیا تو وہ پانچ سو سے بری ہوگا اور اگر کل پانچ سو اس نے ادا نہ کیے تو بری نہیں ہونے کا ۔ ایک شخص نے اپنے قرض خواہ سے کہا کہ میں تیرے روپیہ کا اقرار نہیں کرنے کا یہاں تک کہ تو مجھے کچھ مہلت نہ دیدے یا کچھ چھوڑ نہ دے اس نے اسے مہلت دے دی یا کچھ چھوڑ دیا تو ایسا کرنا درست ہے ۔

قرضہ میں شرکت

فصل ۔ دو ساجھیوں کا ایک پر قرض تھا ان میں سے ایک نے اپنے حصہ کی بابت ایک کپڑے پر صلح کرلی تو اب اس کے ساجھی کو اختیار ہے کہ چاہے اپنے آدھے قرض کی بابت مقروض کے سر ہوجائے چاہے اپنے ساجھی سے

[1] عقد مداینت سے مراد وہ خرید و فروخت ہے جس سے کسی بائع مشتری کے ذمہ قرض ہوجائے مثلاً ادھار بیچنا یا قرض دینا وغیرہ ۱۲ مترجمہ ۔

آدھا کپڑا لیلے۔ ہاں اگر صلح کرنے والا ساجھی (مقروض کی طرف سے) چوتھائی قرض کا ضامن ہوگیا ہو (تو اب یہ آدھا کپڑا وغیرہ نہیں لے سکتا اگر دو ساجھیوں کا ایک آدمی پر قرض تھا (ان میں سے) ایک نے اپنا حصہ لے لیا ہے تو وہ دوسرا ساجھی اس میں شریک ہو جائیگا اور جو روپیہ باقی ہے وہ دونوں مل کر وصول کریں اگر ایک ساجھی نے اپنے حصہ میں کوئی چیز خریدلی تو یہ خریدنے والا (مقروض کی طرف سے) چوتھائی قرضہ کا ضامن ہوگا۔ اگر دو ساجھیوں نے بدھنی کی تھی پھر ایک نے اپنے حصہ کی بابت اپنا دیا ہی ہوا روپیہ ملنے پر صلح کرلی تو یہ صلح درست نہیں ہے اگر وارثوں کو اسباب میں یا زمین کی بابت ایک وارث کو کچھ دے کر ورثہ سے علٰحدہ کردیا (یا ترکہ کا سونا تھا) اس سونے کے بدلے چاندی دے کر یا چاندی کے بدلے سونا دیکر علٰحدہ کردیا (یعنی اس طرح صلح کرلی) تو یہ سب درست ہے خواہ وہ مال جس پر صلح کی ہے تھوڑا ہو یا بہت ہو اگر ترکہ میں روپے اشرفیاں اور زمین وغیرہ سب تھی وارثوں نے ایک وارث کو فقط روپے یا کچھ دیکر صلح کرلی تو یہ صلح درست نہیں ہوگی۔ جبتک کہ بدل صلح اس کے حصہ سے زیادہ نہ ہو جو اسے ترکہ میں سے روپیہ یا اشرفیاں ملتی ہیں اگر ترکہ میں لوگوں پر قرض بھی تھا اور وارثوں نے ایک وارث کو کچھ دیکر اس لئے) علٰحدہ کردیا تاکہ قرضہ سارا انہی کو ملے تو یہ صلح درست نہیں ہوگی۔ ہاں اگر یہ اس وارث سے یہ شرطیں کرلیں کہ تو بدل صلح لے کر قرضداروں کو اپنا حصہ معاف کردے تو یہ صلح درست ہو جائے گی اگر مردے کے ذمہ اس قدر قرض ہو جو اس کے سارے ترکے کو گھیرے ہوئے ہے تو اس صورت میں صلح کرنا اور ترکہ کو تقسیم کرنا دونوں فضول اور بیکار ہیں۔

لہ تاکہ یہ زیادتی دوسری جنس کے حصہ کے عوض ہو جائے کیونکہ اگر بدل صلح زیادہ نہ ہوگا تو یہ لازم آئے گا کہ چاندی سونا تھوڑے کے بدلے ہو جائے اور یہی ربوا ہے ۱۲ مترجم۔

کتاب المضاربۃ

عقد مضاربت کا بیان

ترجمہ ۔ مضاربت اُس شرکت کو کہتے ہیں کہ ایک کا روپیہ ہو دوسرے کی محنت ہو (روپیہ کے مالک کو رب المال کہتے ہیں اور محنت کرنے والے کو مضارب کہتے ہیں) مضارب (مضاربت پر روپیہ لینے کے بعد اُس روپے میں) امین[1] ہوتا ہے اور (اس میں) تصرف کرنے سے وکیل اور نفع ہونے کے بعد نفع کا شریک ہوتا ہے اور یہ عقد مضاربت ٹوٹنے کے بعد مزدور اور ملازم کے حکم میں ہوتا ہے (یعنی ایسی صورت میں اُس کو اُس کی محنت کی مزدوری ملے گی) اور خلاف[2] کرنے سے غاصب قرار دیا جائیگا اگر مضارب نے یہ شرط کرلی کہ نفع سارا میں لوں گا تو مضارب مستبضع[3] ہوگا ۔ یہ مضاربت اس مال سے درست ہوتی ہے کہ جس سے شرکت درست ہوتی ہے (مثلاً روپیہ ہوں یا اشرفیاں ہوں) اور نفع دونوں کے درمیان (آدھوں آدھ یا تہائی چوتھائی کا) شریک ہوتا ہے پس اگر ایک نے یہ شرط کرلی کہ میں (تمھاری نسبت) نفع میں سے دس روپیہ زیادہ لونگا تو (یہ مضاربت نہ رہی لہذا) اس مضارب کو اس کی محنت دیکھکر مزدوری دیجائے گی مگر یہ مزدوری اُس سے زیادہ نہ دی جائیگی کہ جو ان دونوں کے درمیان ٹھہر چکی ہو اور جو شرط نفع کی جہالت کا سبب ہو وہ اس عقد مضاربت کو فاسد کردے گی ۔

فائدہ ۔ مثلاً رب المال نے یہ شرط کرلی کہ میں مضارب کے گھوڑے پر سوار ہوکر کلکتہ تک جاؤں گا تب آدھا نفع دوں گا ۔ مضارب نے تسلیم کرلیا تو اس صورت میں اِس نے آدھے

---

[1] اب اگر یہ مضاربت کا روپیہ اس سے جاتا رہا تو وہ ضامن نہ ہوگا کیونکہ امین سے تاوان نہیں لیا جایا کرتا ۔ ۱۲ ۔ منہ [2] یعنی اگر مضارب نے رب المال کے کہنے اور اس کی تشریح کرنے کے خلاف کیا ہو یہ اس روپیہ کا غاصب شمار ہوگا ۱۲ [3] مستبضع اس کو کہتے ہیں جو دوسرے کے سرمایہ سے تجارت کرے اور منافع سارا اس کو دے ۱۲

نفع کو گھوڑے کے کرایہ اور اپنی محنت دونوں کے عوض کر دیا اور یہ معلوم نہ ہوا کہ گھوڑے کا کرایہ کتنا لگا یا اور مضاربت کا نفع کتنا۔ اس صورت میں مضاربت فاسد ہو جائیگی۔

ترجمہ۔ اگر ایسی شرط نہ ہو تو اس سے مضاربت فاسد نہ ہوگی بلکہ وہ شرط ہی باطل ہو جائے گی۔ مثلاً یہ شرط کرنا کہ اگر نقصان رہے تو وہ مضارب کے ذمہ ہوگا (اصل مالک کے ذمہ کچھ نہ ہوگا) اور مضاربت طے ہونے کے بعد) مالک روپیہ مضارب کو دیدے اس کے دینے کے بعد مضارب کو اختیار ہے کہ چاہے اس روپیہ سے خرید و فروخت نقد کرے یا اُدھار کرے (ضرورت پڑے تو) وکیل کرے سفر کرے اور مال کو بضاعت[۱] پر دیدے یا امانت رکھدے لیکن (اس مال سے) کسی غلام یا لونڈی کا نکاح نہ کرے اور نہ یہ روپیہ کسی کو مضاربت پر دے۔ ہاں مرضی سے جو چاہے کرے اگر اصلی مالک نے اجازت دیدی یا یہ کہدیا ہو کہ جس طرح تیرے دل میں آئے) یا (اصلی مالک نے) نے (اپنے مضارب کو تجارت کے لئے) کوئی شہر[۲] یا کوئی اسباب یا کوئی وقت معین کر دیا ہو یا کوئی شخص معین کر دیا ہو کہ تجارتی معاملہ اسی سے کرنا تو مضارب ان سے تجاوز نہ کرے جیسا کہ ایک شریک دوسرے شریک کے کہنے سے ایسے امور میں تجاوز نہیں کر سکتا۔ مضارب ایسے غلام کو نہ خریدے جو (اُس کے خریدنے سے) رب المال پر آزاد ہو جائے (یعنی رب المال کا ذی رحم محرم نہ ہو) اور نہ ایسے شخص کو جو نفع ظاہر ہونے کی صورت میں خود مضارب پر آزاد ہو جائے اگر اس نے ایسا کیا تو اُس روپیہ کا دیندار ہوگا ہاں اگر نفع ظاہر نہ ہو اُس وقت (مضارب کو اپنا ذی رحم محرم) خرید لینا درست ہے پھر اگر تجارت میں نفع ظاہر ہوا تو مضارب کا حصہ آزاد ہو جائیگا اور رب المال کے حصہ کا یہ ضامن نہ ہوگا ہاں وہ آزاد شدہ غلام رب المال کے حصہ کی قیمت (کما کر دینے) کی کوشش کرے۔ اگر مضارب کے پاس ایکہزار آدھوں آدھ کے نفع پر تھا اُس نے اس روپیہ سے ایک لونڈی خرید لی اُس کی قیمت بھی ایکہزار روپیہ ہے۔ پھر اُس لونڈی کے بچہ ہوا (اتفاق سے) وہ بھی ایک ہزار روپیہ قیمت کا تھا اب مضارب نے دعویٰ کیا کہ یہ لڑکا میرا ہے اور یہ مضارب ویسے بھی مالدار آدمی ہے اُس کے دعویٰ کرنے کے بعد اس لڑکے کی قیمت ڈیڑھ ہزار تک پہنچ گئی تو اب رب المال کو اختیار ہے چاہے ایک ہزار دوسو پچاس روپیہ اس لڑکے سے کموالے اور چاہے اسے آزاد کر دے اگر رب المال نے ایک ہزار روپیہ (لڑکے سے) لیلیا ہے تو اب لونڈی کی نصف قیمت اس

---

[۱] یعنی سرمایہ کے طور پر کسی کو تجارت کرنے کے لئے دیدے ۱۲۔

[۲] یعنی مثلاً یوں کہدیا ہو کہ تو دہلی یا لاہور ہی میں تجارت کرنا اور فقط رمضان شریف تک کرنا یا فلاں ہی شخص سے معاملہ کرنا اور کسی سے نہ کرنا ۱۲ منہ۔

مدعی (یعنی) مضارب سے پہلے

مضارب کا اوروں سے مضاربت کرنا

ترجمہ ۔ اگر مضارب نے (رب المال کی) اجازت بغیر مضاربت پر کسی کو روپیہ دے دیا تو جب تک وہ دوسرا مضارب اس روپیہ سے کچھ کام نہ کرے گا پہلا مضارب اس روپیہ کا ضامن نہ ہوگا۔ پس اگر پہلے مضارب نے (رب المال کی) اجازت سے مضاربت پر روپیہ دے دیا حالانکہ اُسے یہ کہہ کر روپیہ دیا گیا تھا کہ میاں جو کچھ اللہ دے ہم تم آدھوں آدھ بانٹ لینگے تو اس صورت میں (دوسرے مضارب کی تجارت کے نفع میں سے) نصف تو رب المال کا ہوگا اور چھٹا حصہ پہلے مضارب کا اور تہائی دوسرے مضارب کا۔ اگر رب المال نے یہ کہا تھا کہ جو کچھ اللہ تجھے دے وہ ہم تم دونوں آدھے آدھ بانٹ لیں گے تو اس صورت میں ایک تہائی نفع دوسرے مضارب کا ہے باقی جو بچے اسے رب المال اور پہلا مضارب آدھوں آدھ بانٹ لیں اور اگر رب المال نے پہلے مضارب سے یہ کہا تھا کہ میاں جو نفع ہو وہ ہمارا تیرا آدھوں آدھ ہے اور پہلے مضارب نے آدھے ہی نفع پر روپیہ دیا تو اب دوسرے مضارب کو اس میں سے آدھا ملے گا اور باقی آدھا آدھا یہ دونوں لیں گے اور اگر پہلے مضارب سے رب المال نے یہ کہا تھا کہ جو اللہ نفع کرے اس میں سے آدھا میرا ہے یا یہ کہا تھا کہ جو کچھ نفع ہو وہ ہمارا تمہارا نصفا نصف ہے اب اس مضارب نے آدھے نفع پر وہ روپیہ کسی اور کو دیدیا تو ایسی صورت میں آدھا نفع تو رب المال کا ہے اور آدھا دوسرے مضارب کا اور پہلے مضارب کا کچھ نہیں ہے اگر اس صورت میں پہلے مضارب نے دوسرے مضارب کو دو تہائی نفع دینا ٹھیرالیا تھا۔ تو اب بھی پہلا دوسرے کو نفع کا چھٹا حصہ[1] اپنے گھر سے دے گا۔ اگر کسی مضارب نے ایک تہائی منافع رب المال کو دینا ہے۔ اور ایک تہائی اُس کے غلام کو بشرطیکہ غلام اُس کے ساتھ کام کرے اور ایک تہائی اپنے لئے رکھے تو یہ درست ہے۔ رب المال اور مضارب میں سے اگر ایک مرگیا یا مرتد ہو کے دار الحرب میں چلا گیا تو عقد مضاربت اس سے فوراً ٹوٹ جائے گی مضارب رب المال کے معزول کرنے سے معزول ہو جاتا ہے اگر معزول کرنا معلوم ہو جائے اور اگر

---

[1] کیونکہ دوسرے مضارب کی دو تہائی ٹھیر چکی ہیں اور جب رب المال آدھا منافع لے لیگا تو اُسے دو تہائی حصہ سے چھٹا حصہ کم پہنچے گا یہ کمی مضارب کو اپنے پاس سے پوری کرنی پڑے گی ۱۲ ۔

معلوم تو ہو گیا مگر روپیہ اسباب کی صورت میں پڑا ہے تو یہ مضارب باوجود معزول ہونے کے اس اسباب کو بیچ دے اور اسباب کی قیمت میں کچھ تصرف نہ کرے اور اگر (مضاربت توڑ کے) دونوں علیحدہ ہو جائیں اور مضاربت کا روپیہ لوگوں پر قرض ہو اور نفع بھی ہو تو قرضداروں پر مضارب سے بزور تقاضا کرایا جائے اور اگر نفع نہ ہو تو مضارب کے ذمّے تقاضا کرنا لازم نہیں ہے ہاں وہ تقاضا کرنے کے لئے اپنی طرف سے رب المال کو وکیل کردے دلال سے بھی زبردستی تقاضا کرایا جائے اگر مضاربت کے روپیہ میں سے اگر کچھ تلف ہو جائے تو اس نقصان کو نفع میں سے پورا کرنا چاہیئے پس اگر نقصان نفع سے بھی چڑھ گیا تو وہ مضارب کو دینا نہ آئیگا (کیونکہ یہ امین ہوتا ہے اس سے تاوان نہیں لے سکتے) اگر منافع تقسیم کرلیا گیا اور عقد مضاربت ابھی باقی ہے اب مضاربت کا سارا روپیہ یا تھوڑا سا جاتا رہا تو جو نفع دونوں نے بانٹ لیا ہے پھر اُسے جمع کریں تاکہ پہلے رب المال اپنی جمع پوری کرے اس کے بعد جو بچے اُسے دونوں بانٹ لیں اور اگر کمی رہے تو اس کا مضارب ضامن نہ ہوگا اور اگر منافع تقسیم کرنے کے بعد مضاربت توڑ دی اس کے بعد از سر نو پھر کی اور اب وہ روپیہ جاتا رہا تو اس صورت میں یہ اُس نفع کو نہیں لوٹائیں گے۔

فصل ۔ اصل مالک کو بضاعت پر (مضاربت کا) روپیہ دیدینے سے مضاربت[۱] نہیں ٹوٹتی اگر مضارب (کہیں تجارت کرنے کے لئے) سفر کرے تو اس کا کھانا۔ پینا۔ کپڑا۔ اور سواری کا خرچ بھی اسی مضاربت کے روپیہ میں سے اُٹھے گا۔ اگر مضارب وہیں شہر ہی میں (تجارت کا) کام کرنے لگا تو اپنا سب خرچ وہ اپنے ہی پاس سے اُٹھائے مثلاً دوا دارو کا خرچ (خواہ شہر میں ہو خواہ سفر میں اپنے ہی پاس سے کرے) اگر تجارت میں نفع ہو تو پہلے مالک وہ خرچ وضع کرے جو مضارب نے اصل جمع سے صرف کرلیا ہو۔ اگر مضارب کچھ مال مرابحت کے طور پر بیچنے لگے تو جو کچھ اس مال پر خرچہ بیٹھا ہو اُس کی قیمت میں شامل کرلے (اور سب کو جوڑ کے اس طرح کہے کہ یہ چیز مجھے اتنے میں پڑی ہے) اور اپنا ذاتی خرچ اُس کے حساب میں نہ لگائے۔ اگر مضارب نے (مضاربت کا خریدا ہوا کپڑا) اپنے روپیہ سے دھلوایا یا ڈھلوایا اور رب المال نے اس سے یہ کہدیا تھا کہ تو اپنی رائے سے جس طرح چاہے تجارت وغیرہ کر تو یہ مضارب (رب المال کے ساتھ) سلوک کرنے والا شمار ہوگا (اور جو کچھ اُس نے اپنے پاس سے دھلائی ڈھلائی میں

---

[۱] یعنی اگر مضارب نے اپنے رب المال کو یہی روپیہ مضاربت کا اس لئے دیدیا کہ تم اس سے تجارت کرو اور جو نفع ہو وہ سب مجھے دینا تو اس سے مضاربت میں فرق نہیں آتا ۱۲ منہ

[۲] مثلاً اس کی رنگائی دُھلائی ڈھلائی وغیرہ سب اس میں لگادے ۱۲۔

خرچ کردیا ہے) اسکا اُسے کچھ نہیں ملیگا۔ اور اس کپڑے کو سرخ رنگوا لیا تو رنگین ہونے سے جس قدر اس کی قیمت زیادہ ہوگی اُسمیں یہ شریک ہے اور رنگانے سے کم قیمت ہونے کی صورت میں یہ ضامن نہ ہوگا اگر ایک مضارب کے پاس ایکہزار روپیہ آدھوں آدھ کے نفع پر تھا اُس روپیہ کا اُس نے کپڑا خرید کر دو ہزار میں بیچدیا اور ان دو ہزار کا ایک غلام خرید لیا اور ابھی قیمت نہیں دی تھی کہ دونوں ہزار روپیہ تلف ہوگیا تو ایسی صورت میں ایکہزار روپیہ تو مالک اور مضارب دونوں ملکر بائع کو دینگے اور ایکہزار روپیہ فقط[لہ] مالک دیگا اور اسی طرح غلام میں حصے ہونگے کہ) چوتھائی غلام مضارب کا ہوگا اور باقی تین حصے مضاربت پر ہونگے اور دو ہزار پانچ سو روپیہ اصلی جمع ہوگی (کیونکہ مالک کے اس غلام پر اتنے ہی صرف ہوئے ہیں پندرہ سو اب دیئے اور ایکہزار پہلے دیچکا تھا) اب اگر مضارب اس غلام کو نفع سے بیچنا چاہے تو دو ہزار اصلی قیمت ٹھیرا کر اس پر نفع لگائے اور اگر مضارب نے اپنے رب المال سے ایک ہزار میں ایک غلام خرید لیا جو اُس نے پانچسو میں خریدا تھا اب اگر یہ نفع سے کہکر بیچے تو پانچ سو پر نفع لگائے (یعنی یوں کہے کہ مجھے یہ غلام پانچسو میں پڑا ہے اور اتنا میں نفع لیتا ہوں) اگر مضارب کے پاس آدھوں آدھ کے نفع سے ایکہزار روپیہ تھا اس روپیہ سے اُس نے ایک غلام خریدا جو دو ہزار کی قیمت کا تھا اس غلام نے غلطی سے کسی کو مار ڈالا تو اس خون کے خون بہا کی تین چوتھائیاں مالک کے ذمہ ہونگی اور ایک چوتھائی مضارب کے ذمہ اور یہ غلام تین روز مالک کی خدمت کرے اور ایک روز مضارب کی ایک مضارب کے پاس (مضاربت کا) ایکہزار روپیہ تھا اس روپیہ سے اس نے ایک غلام خریدا ابھی قیمت دی نہیں تھی کہ یہ غلام مرگیا۔ مالک نے ایکہزار روپیہ اور دیا وہ بھی جاتا رہا پھر اور دیا وہ بھی تو پھر اور دیا تو جس قدر یہ روپیہ مالک نے دیا ہے سب اصلی جمع ٹھیرے گا۔ اگر مضارب کے پاس دو ہزار روپیہ تھا اُس نے رب المال سے کہا کہ تم نے تو مجھے ایک ہی ہزار دیا تھا اور ایک ہزار کا مجھے اب نفع ہوا ہے اور رب المال کہتا ہے میں نے تجھے دو ہزار دئیے تھے تو مضارب کے قول کا اعتبار کیا جائیگا۔ اگر مضارب کے پاس ایک ہزار روپیہ ہے اُس نے رب المال سے کہا کہ یہ روپیہ آدھوں آدھ کی مضاربت پر ہے اور ایک ہزار مجھے اب نفع ہوا ہے اور رب المال کہتا ہے کہ یہ بضاعت پر ہے (یعنی نفع میں تیرا حصہ نہیں ہے میں نے خشک تجارت کرنے کو دیا تھا) تو اس صورت میں رب المال کا قول معتبر ہوگا۔

لہ اس کی وجہ یہ ہے کہ نفع کا ایکہزار روپیہ تو دونوں کی شرکت کا تھا اسکا تاوان بھی شرکت ہی سے دیا جائیگا اور ایکہزار روپیہ فقط مالک ہی کا تھا اسے اس کا نقصان بھی بھرنا پڑیگا غرض کہ مالک کو پندرہ سو دینے پڑیں گے اور مضارب کو پانچ سو۔ ۱۲۔ منہ۔

کتاب الودیعۃ

امانت رکھنے کا بیان

ترجمہ ۔ اپنے مال کو حفاظت کے لئے دوسرے کے قبضہ میں کر دینے کو (شرع میں) ودیعت کہتے ہیں ودیعت وہ چیز ہے جو اس امین (یعنی امانت دار شخص کے پاس حفاظت کے لئے) رکھی جائے یہ ودیعت امانت ہوتی ہے اسی وجہ سے اس کے تلف ہونے پر اس شخص سے اس کا تاوان لینا جائز نہیں ہے۔ اور اس امین کو اختیار ہے کہ چاہے اس کی حفاظت خود کرے یا اپنے گھر والوں سے کرائے (یعنی حفاظت کے لئے ان کے پاس رکھدے) پس اگر ان کے سوا اس نے اور کسی غیر آدمی کے پاس رکھدی (اور وہ تلف ہوگئی) تو اسے دینی آئیگی۔ ہاں اگر (اپنے مکان میں) اس کے جل جانے کا اندیشہ ہو یا (کشتی میں بیٹھا تھا اور) اس کے ڈوبنے کا اندیشہ ہو اور اسے اپنے ہمسایہ کے پاس یا دوسری کشتی میں رکھدے (اور وہ تلف ہو جائے) تو اسے دینی نہیں آئیگی۔ پس اگر مالک نے اپنی امانت مانگی اور (یہ) امین باوجودیکہ دے سکتا تھا مگر پھر نہیں دی یا اپنے مال میں اس طرح ملالی کہ اب اس کی پہچان نہیں رہی تو ان دونوں صورتوں میں اسے دینی پڑے گی۔ ہاں اگر بغیر اس کے ملائے مل گئی ہو تو اب اس امانت میں دونوں شریک ہو جائیں گے۔ اگر امین نے امانت میں سے تھوڑی سی خرچ کرلی اور پھر ویسی ہی لیکر باقی امانت میں ملادی تو ساری کا ضامن ہوگا۔ اگر امانت میں امین نے ایسی تعدّی کی تھی جس سے اس پر ضمان آتا تھا پھر وہ تعدی جاتی رہی تو ضمان بھی جاتا رہیگا۔

فائدہ ۔ تعدّی کے معنی زیادتی کے ہیں اگر مالک امانت نے اجازت نہیں دی تھی اور امین نے وہ امانت کسی کو دیدی تو یہ بھی زیادتی ہے اس صورت میں تلف ہونے پر تاوان دینا پڑے گا ہاں اگر اس نے جوں کی توں واپس لے لی تو وہ تاوان بھی جاتا رہیگا۔

ترجمہ ۔ بخلاف مانگ کر لینے والے اور کرایہ پر لینے والے کے یا (امانت کا) انکار کرنے کے

بعد اقرار (کران تینوں صورتوں میں تعدی کرنے کے بعد اگر تعدی جاتی بھی رہے تب بھی اُن کو تاوان دینا ہوگا۔) اگر مالک امانت نے منع نہ کیا ہو یا اُس کے تلف ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو امین کو اپنے ساتھ سفر میں امانت کا لے جانا جائز ہے۔ اگر دو شخصوں نے ملکر کوئی امانت رکھی تھی تو اب یہ امین ان میں سے ایک کو اس کا حصہ نہ دے جبتک کہ دوسرا نہ آجائے اگر ایک آدمی نے دو شخصوں کے پاس ایسی چیز امانت رکھی جو تقسیم ہو سکتی ہے تو اُسے وہ دونوں تقسیم کرلیں اور اپنے اپنے حصہ کی دونوں حفاظت کریں اگر ایک نے (اپنا حصہ) دوسرے کو دیدیا تو دینے والا ضامن ہوگا بخلاف اُس چیز کے جو تقسیم نہ ہو سکتی ہو (جیسے ایک جانور ایک غلام وغیرہ ہو کہ ایسی امانت میں اگر ایک اپنے حصے کی بھی دوسرے سے حفاظت کرلے تو اُس پر ضمان نہیں آتا) اگر امانت کے مالک نے امین سے یوں کہدیا کہ یہ امانت تم اپنے گھر والوں کے حوالے نہ کرنا یا خاص اسی کوٹھری میں حفاظت سے رکھنا اور امین نے ایسے شخص کے حوالے کردی جس کے حوالے کئے بدون چارہ ہی نہیں تھا (مثلاً اپنی جورو یا نوکر کے پاس رکھدی یا اسی مکان کی دوسری کوٹھری میں حفاظت کی اور ان دونوں صورتوں میں تلف ہوگئی) تو یہ ضامن ہوگا غاصب کے امین پر (تلف کی صورت میں) ضمان آتا ہے اور امین کے امین پر ضمان نہیں آتا۔ ایک شخص کے پاس ایکہزار روپیہ ہے اس پر دو آدمیوں نے دعوی کیا ہر ایک کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ ہزار روپیہ میرا ہے اور وہ (دونوں میں سے کسی کا بھی نہیں بتاتا اور) دونوں کے نہ ہونے پر قسم بھی نہیں کھاتا تو یہ ہزار روپیہ ان ہی دونوں مدعیوں کو ملیگا اور ایک ہزار روپیہ اور اُسے دونوں مدعیوں کو دینا پڑے گا۔

ؔ غصب کے معنی زبردستی چھیننے کے ہیں اگر کسی نے کوئی چیز غصب کرکے دوسرے کے پاس امانت رکھدی تھی اور وہاں تلف ہوگئی تو اس امین کو دینی پڑیگی اور اگر ایک امین نے دوسرے امین کے پاس امانت رکھدی تھی وہاں تلف ہوگئی تو اُس پر تاوان نہیں آئے گا (۱۲۔ مترجم)

کتاب العاریت

مانگے چیز دینے کا بیان

ترجمہ - اپنی چیز کے فائدے کا بلاعوض کسی کو مالک کر دینا (شرع میں عاریت کہلاتا ہے اور ان الفاظ کے کہنے سے عاریت ہوجاتی ہے کہ یہ چیز میں نے تجھکو عاریت دی یا میں نے اپنی زمین (کی پیداوار) تجھے کھانے کو دی - میں نے اپنا کپڑا تجھے (پہننے کو) دیا - میں نے اپنی سواری تیرے سوار ہونے کو دی - میں نے اپنا غلام تیری خدمت کو دیا - میرا مکان تیرے رہنے کے لئے ہے - میرا گھر تیرے رہنے کے لئے عمر بھر کے لئے ہے - عاریت پر دینے والا (جس کو عربی میں معیر کہتے ہیں) جب چاہے اپنی چیز واپس لے سکتا ہے - اگر بغیر تعدی کے مانگی چیز تلف ہوجائے تو مانگنے والے پر ضمان نہیں آتا - اور مانگی چیز کو امانت کی طرح کرایہ دینا اور رہن رکھنا جائز نہیں ہے اگر مانگ کر لینے والے نے کرایہ پر دی تھی وہاں وہ تلف ہوگئی تو یہ ضامن ہوگا (اسے دینی پڑے گی) مانگ کر لینے والا دوسرے کو مانگی چیز دے سکتا ہے بشرطیکہ وہ چیز ایسی ہو کہ استعمال کرنے والے کے بدلنے سے اس میں کچھ فرق[1] نہ آتا ہو - اگر مانگی چیز دینے والا (دیتے وقت) یہ کہدے کہ اس چیز کو فلاں دن یا فلاں ہی مہینے کام میں لانا یا فلاں ہی کام میں لانا - یا یہ دونوں باتیں کہدے تو مانگ کر لینے سے اس کے اس کہنے کے خلاف نہ کرے - ہاں اگر اس نے اس طرح کچھ تعیین نہ کی ہو تو اس سے مستعیر[2] جس قسم کا چاہے اور جس وقت چاہے فائدہ اٹھا سکتا ہے - روپیہ اشرفی یا وہ چیزیں جو ناپ کے بکتی ہیں - جیسے گیہوں وغیرہ) یا وہ چیزیں جو تل کے بکتی ہیں (جیسے گھی شہد وغیرہ) یا وہ چیزیں جو گنتی سے بکتی ہیں (جیسے انڈے وغیرہ) ان سب

---

[1] یعنی اگر ایسی چیز ہے کہ خواہ اسے واقف کار کام میں لائے خواہ غیر واقف وہ جیسی ہے ویسی ہی رہتی ہے تو اس کو اگر مانگ کر لینے والا بھی دوسرے کو مانگے دیدے تو جائز ہے اور اگر واقف کار اور غیر واقف کار کے استعمالوں سے اس میں فرق آجاتا ہے تو اسے مانگے دینا جائز نہیں ۱۲ مترجم [2] مانگے لینے والا - ۱۲ -

کو مانگے دینا قرض[1] ہے۔ اگر کسی نے مکان بنانے یا باغ لگانے کے لئے زمین مانگے دی تو یہ درست ہے اور پھر لینا اس کے اختیار میں ہے (جب چاہے لیلے) اور مکان اور درختوں کو اکھڑوا دے اگر اس نے عاریت کا کوئی وقت مقرر نہ کیا ہو (یعنی یوں نہ کہا ہو کہ فلاں وقت لے لوں گا) تو اس کو کچھ دینا نہ آئیگا۔ ہاں اگر عاریت کا وقت مقرر کر دیا تھا اور اس وقت سے پہلے وہ (زمین وغیرہ جو کچھ تھی) پھیر لی تو اسے اس اکھڑوانے والے کے نقصان کا تاوان دینا ہوگا۔ اگر کسی نے کھیتی بونے کے لئے زمین مانگے دے دی تو جب تک کھیتی درو نہ ہو جائے وہ لی نہیں جا سکتی برابر ہے کہ وقت معین کر دیا ہو یا نہ کر دیا ہو۔ اور مانگی چیز کے واپس کرنے میں جو کچھ خرچ ہو وہ مانگے لینے والے کے ذمہ ہے اور امانت میں مالک کے ذمے اور کرایہ میں کرایہ پر دینے والے کے ذمہ اور غصب میں غصب کرنے والے کے ذمہ اور رہن میں رہن رکھنے والے کے ذمہ۔ اگر کسی نے کوئی سواری کا جانور مانگے لیا تھا اور پھر اس کے مالک کے اصطبل میں پہنچا دیا۔ یا غلام لیا تھا اور اسے اس کے مالک کے گھر پہنچا دیا تو یہ بری الذمہ ہے بخلاف غصب کی ہوئی چیز اور امانت کے (کہ ان دونوں کو ان کے مالک کے سپرد کر دینا ضروری ہے۔ بغیر سپرد کئے غاصب اور امین بری الذمہ نہیں ہو سکتے) اگر مستعیر نے اپنے غلام یا اپنے نوکر کے ہاتھ مانگا ہوا جانور بھیجدیا یا مالک کے غلام یا نوکر کے ہاتھ بھیجدیا اور وہ راستے میں تلف ہو گیا تو مستعیر بری الذمہ ہے اور اگر کسی غیر کے ہاتھ بھیجا تھا اور وہ تلف ہو گیا تو اسے اس کا بدلہ دینا ہوگا اور مستعیر (اطمینان کے لئے) عاریت نامہ میں لکھ دے کہ تو نے اپنی زمین مجھے کھانے وکمانے کے لئے عاریۃً دی ہے۔

---

[1] یعنی ان کو خرچ میں لا کر ان کے بدلے اور دینا درست ہے قرض اور رعایت میں یہی فرق ہے کہ رعایت میں تو اپنا کام کرنے کے بعد وہی چیز واپس کی جاتی ہے اور قرض میں بدلا دیا جاتا ہے۔ ۱۲

کتاب الہبہ

ہبہ کا بیان

ترجمہ - ایک چیز کا بلا عوض[1] کسی کو مالک کر دینا ہبہ کہلاتا ہے اور یہ اُس وقت صحیح ہوجاتا ہے کہ جب دینے والے کی طرف سے ایجاب ہو مثلاً وہ یہ کہے کہ میں نے (فلاں چیز) ہبہ کر دی یا دے ڈالی یا یہ کھانا میں نے تجھے کھانے کے لئے دیدیا۔ یا یہ چیز میں نے تیری ہی کر دی - یا یہ چیز میں نے تجھکو عمر بھر کو دیدی یا ہبہ کی نیت سے یہ کہدیا کہ یہ سواری میں نے تجھے سوار ہونے کو دیدی یا یہ کپڑا میں نے تجھے پہننے کو دیدیا - یا یہ میرا گھر تیرے رہنے کیلئے ہبہ ہے۔ یا میرا گھر تیرے رہنے کے لئے ہبہ ہے تو ان دونوں صورتوں میں ہبہ نہیں ہوگا اور (اس ایجاب کے بعد موہوب لہ کی طرف سے) قبول اور قبضہ بھی ہو اگر اسی مجلس میں (یعنی وہیں بیٹھے ہبہ لینے کو اپنا قبضہ کرلے تو واہب کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے اگر اس مجلس کے بعد وہ قبضہ کرے تو واہب کی پھر اجازت ہونی چاہیئے اور ہبہ ایسی چیز کرنی چاہیئے جو تقسیم ہو کر واہب کے قبضہ میں ہو یا ایسی مشترک ہو جو تقسیم ہی نہیں ہوسکتی (جیسے کنواں وغیرہ اور جو چیز تقسیم ہوسکتی ہو اُس میں سے (بلا تقسیم کوئی حصہ) ہبہ کرنا درست نہیں ہے۔ اگر ایسی چیز کسی نے ہبہ کر دی تھی اور پھر تقسیم کرکے موہوب لہ کو دیدی تو یہ ہبہ درست ہوجائیگا۔ اگر کسی نے گیہوں کے اندر کا آٹا ہبہ کیا تو یہ درست[2] نہیں ہے اگرچہ دینے والا پیس کر آٹا ہی دیدے - اسی طرح تلوں میں

---

[1] یعنی ایک چیز کسی کو مفت دینے کا نام ہبہ ہے اور دینے والا واہب کہلاتا ہے اور جسے دے وہ موہب کہلاتا ہے اور جو چیز دیجائے وہ موہوب ہے ۱۲ مترجم - [2] کیونکہ ہبہ کی چیز موجود ہونی چاہیئے تاکہ ہبہ میں جو موہوب لہ کا قبضہ ہونا شرط ہے وہ ہوجائے اور اس صورت میں چونکہ آٹا اسوقت نہیں موجود ہے لہذا اسپر قبضہ وغیرہ نہیں ہوسکتا اسوجہ سے وہ ہبہ وغیرہ بھی نادرست ہے ۱۲ - مترجم -

کا تیل یا دودھ میں کا گھی کوئی ہبہ کر دے (تو یہ بھی ہبہ نہیں ہو سکتا) جو چیز ہبہ کیجائے اگر وہ پہلے ہی سے موہوب لہ کے قبضہ میں ہو تو (اُسے قبضہ کرنے کی ضرورت نہیں) اور جدید قبضہ کئے بغیر مالک ہو جائیگا۔ اگرچہ باپ اپنی اولاد کیلئے کچھ ہبہ کرے تو فقط اُس کے کہنے ہی سے ہبہ پورا ہو جائیگا (قبضہ وغیرہ کی ضرورت نہیں) اگر ایک غیر آدمی نے کسی بچہ کے لئے کچھ ہبہ کیا تو اُس کے وارث یا اُس کی ماں کے قبضہ کر لینے سے یا اگر کسی اجنبی آدمی کی پرورش میں ہو تو اُس کے قبضہ کر لینے سے ہبہ پورا ہو جائیگا اگر وہ سمجھدار ہے تو اُس کا قبضہ کر لینے سے اگر دو شخص ایک مکان ایک ایک آدمی کو ہبہ کر دیں تو یہ درست ہے اگر ایک آدمی ایک مکان دو کو ہبہ کرنے لگے تو یہ ہبہ درست نہیں ہوگا (کیونکہ مکان مشترک ہونے کی وجہ سے اُن میں سے ہر ایک اپنے اپنے حصہ پر قبضہ نہیں کر سکتا جو ہبہ میں شرط ہے) دس روپوں کو دو فقیروں پر صدقہ کرنا یا ہبہ کر دینا درست ہے اور دو دولتمندوں کے لئے صدقہ یا ہبہ کرنا درست نہیں ہے۔

فائدہ ۔ ان دونوں صورتوں میں فرق ہونے کی یہ وجہ ہے کہ صدقہ دینے سے اللہ کی خوشی مقصود ہوتی ہے اور اللہ ایک ہے وہاں کسی طرح کا شیوع نہیں ہے اور ہبہ سے دولتمند کو خوش کرنا ہوتا ہے اور وہ دو ہیں اور دولت مند پر صدقہ کرنا درحقیقت ہبہ ہے مجازاً جیسا کہ فقیر کو ہبہ کرنا درحقیقت صدقہ ہے اور مجازاً ہبہ ہے کیونکہ ان دونوں کے درمیان معنوی اتصال اور تعلق ہے اور وہ یہ کہ اُن میں سے ہر ایک منفعت دیتا ہے۔ بحر الرائق۔

ہبہ پھیر لینے کا بیان

ترجمہ ۔ ہبہ کر کے پھیر لینا درست ہے اور پھیرنے سے روکنے والے سات امر ہیں جو دمع خزقہ سے مفہوم ہوتے ہیں پس دؔ سے وہ زیادتی مراد ہے جو موہوب چیز میں ایسی طرح کر دی ہو کہ اب اس سے علٰحدہ نہیں ہو سکتی مثلاً کسی نے زمین ہبہ کر دی تھی موہوب لہ نے اس میں باغ لگا لیا یا مکان بنوا لیا یا کوئی جانور تھا اُسے موٹا تازہ کر لیا اور مؔ سے مراد واہب اور موہوب لہ دونوں میں سے ایک کا مر جانا ہے (کہ ایک کے مرنے کے بعد بھی ہبہ واپس نہیں ہو سکتا) اور عؔ سے مراد عوض ہے مثلاً اگر موہوب لہ نے واہب سے یوں کہا کہ تو اپنے ہبہ کا بدلہ یا اُس کا بدلہ یا اُس کے مقابلہ میں یہ لیلے اور واہب نے لے لیا تو اب ہبہ کو پھیر لینے کا اختیار جاتا رہا اگر موہوب لہ کے علاوہ کوئی غیر آدمی ہبہ کا بدلہ دیدے تو بھی جائز ہے اور

اگر نصف ہبہ کا کوئی حقدار نکل کر موہوب لہ سے لیلے تو یہ موہوب لہ نصف عوض واجب سے واپس لیلے اور اگر بدلے کی چیز میں سے نصف کا کوئی حقدار نکلکر لیلے تو واہب نصف ابھی واپس نہیں لے سکتا جبتک موہوب لہ ہبہ کا دوسرا نصف بھی واپس نہ کر دے اگر موہوب لہ نے نصف ہبہ کا بدلہ دے دیا تھا تو اب واہب اُسے واپس لے سکتا ہے جس کا اُس نے ابھی کچھ بدلہ نہیں دیا اور خ سے مراد یہ ہے کہ ہبہ کی چیز موہوب لہ کے قبضہ سے نکلجائے اگر موہوب لہ نے ہبہ کی آدھی چیز بیچدی ہو تو باقی آدھی چیز واہب واپس لے سکتا ہے جیساکہ اگر اس نے بالکل نہ بیچی ہو تب واپس کر سکتا ہے) اور ز سے مراد زوجیت ہے (یعنی واہب اور موہوب لہ اگر ہبہ کے وقت میاں بوی ہوں تو وہ ہبہ بھی نہیں پھر سکتا) پس اگر ایک مرد نے ایک عورت کو کچھ ہبہ کیا تھا پھر اُس سے نکاح کر لیا تو یہ واپس ہو سکتا ہے اور اُس کے عکس[1] میں واپس نہیں ہو سکتا۔ اور ق سے مراد قرابت ہے پس اگر کسی نے اپنے ذی رحم محرم کو کچھ ہبہ کر دیا تھا تو اب اس کو واپس لینا جائز نہیں ہے اور ہ سے مراد ہلاک ہے اگر موہوب لہ ہبہ کی چیز کے ہلاک ہونے کا دعویٰ کرے تو اس کا کہنا معتبر ہوگا اور ہبہ کا واپس ہونا جب ہی صحیح (اور درست) ہوتا ہے کہ جب واہب اور موہوب لہ دونوں راضی ہو جائیں یا واپسی کا حاکم حکم کر دے۔

فائدہ۔ یعنی ہبہ کی واپسی میں ان دو امروں میں سے ایک امر کا ہونا ضروری ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عقد ہبہ تو صحیح اور پورا ہو چکا ہے اور صحیح ہونے کے بعد عقد کا ٹوٹنا اُس شخص پر موقوف ہوتا ہے کہ جسے توڑنے کا اختیار ہو اور وہ حاکم ہوتا ہے یا جن دونوں نے وہ عقد کیا ہو لہذا جب تک حاکم کا حکم نہ ہو واہب اور موہوب لہ دونوں راضی نہ ہو جائیں اسوقت تک ہبہ کی چیز کا موہوب لہ ہی مالک رہے گا۔

ترجمہ۔ اگر ہبہ کی چیز تلف ہو گئی اور بعد میں اُس کا کوئی مستحق کھڑا ہوا جس نے موہوب لہ سے اس کا عوض لے لیا تو اب یہ موہوب لہ اپنا دیا ہوا تاوان واہب سے نہیں لے سکتا۔ اور جس ہبہ میں بدلہ لینے کی شرط ہو وہ ابتدا میں تو ہبہ ہی کے حکم میں ہے لہذا (ہبہ کی طرح وہاں) دونوں عوضوں میں قبضہ ہو جانا شرط ہے اگر وہ مشترک غیر منقسم ہے تو ہبہ باطل ہو گیا (جیساکہ ایسی چیزوں کا ہبہ باطل ہوا کرتا ہے) اور انتہا میں بھی ہبہ بیع کا حکم رکھتا ہے اس وجہ سے ہبہ کے بعد اگر اُس چیز میں کوئی عیب نکل آئے تو واپس ہو سکتا ہے اور اس میں دیکھنے کا اختیار رہتا ہے اور حق شفعہ بھی پہنچ سکتا ہے (اگر ہبہ زمین یا مکان وغیرہ کا ہو)

---

[1] عکس کی وہی صورت ہے جو بریکٹ میں مذکور ہے کہ ہبہ کے وقت میاں بیوی ہوں تو پھر طلاق دے کر اگر وہ ہبہ پھیرنا چاہے تو درست نہیں ہے ۱۲ مترجم۔

فصل - اگر کسی نے حاملہ لونڈی ہبہ کی اور حمل اس کا استثنار کر کے اپنا ہی رکھا یا اس شرط پر ہبہ کیا کہ اس میں سے تھوڑا سا حصہ پھر مجھے واپس کر دینا یا اس میں سے کسی قدر حصہ کا مجھے بدلہ دے دینا تو یہ ہبہ صحیح ہو جائیگا اور یہ استثنا اور شرطیں سب باطل (اور بیکار) ہوں گی۔
اگر کوئی اپنے قرضدار سے کہے کہ جب کل ہو تو یہ (قرض کا روپیہ جو تیرے ذمہ ہے) تیرا ہی ہے یا تو اس سے بریٔ الذمہ ہے یا یوں کہا کہ اگر تو آدھا قرض ادا کر دے تو باقی آدھا تیرا ہی ہے یا کہا کہ باقی کے آدھے سے تو بری الذمہ ہے تو یہ کہنا بالکل بیکار (اور فضول) ہے (کیونکہ اس نے قرض کے ہبہ کو ایک شرط پر معلق کیا ہے اور یہ جائز نہیں ہے) عُمریٰ کرنا جائز ہے جس کے لئے عمریٰ کیا گیا ہو اس کی زندگی تک اُس کے پاس رہے گا اور اس کے (مرنے کے) بعد اس کے وارثوں کو ملے گا۔ اور عمریٰ اسے کہتے ہیں کہ ایک شخص دوسرے سے یوں کہے کہ میرا گھر عمر بھر کے لئے تیرا ہی ہے (اس دینے والے کو مُعمِر کہتے ہیں اور دوسرے کو معمر لہ یہ بھی درحقیقت ہبہ ہی ہے) پس جس وقت یہ معمر لہ یعنی موہوب لہ) مرجائیگا تو یہ گھر اسی معمر (یعنی واہب) پر واپس ہو جائیگا۔ لیکن رقبیٰ جائز نہیں ہے۔ یعنی واہب کسی سے یوں کہے کہ اگر میں (تجھ سے پہلے) مرجاؤں تو یہ (میرا) گھر تیرا ہے (تو اُسے رقبیٰ کہتے ہیں یہ جائز نہیں ہے) باقی صدقہ اور ہبہ کا حکم ایک ہی ہے اس لئے صدقہ بھی بغیر قبضہ کے درست نہیں ہوتا اور نہ مشترک چیز میں (جو تقسیم ہو سکتی ہے مگر ہوئی نہیں) یہ جائز ہے اور (ہاں اتنا فرق ہے کہ صدقہ[1] پھر نہیں سکتا۔

---

[1] کیونکہ صدقہ خدا کی خوشنودی کے لئے ہوتا ہے لہذا اس میں رجوع نہیں ہو سکتا۔ بخلاف ہبہ کے کہ اس میں آدمی کی خوشنودی مقصود ہوتی ہے۔

کتاب الاجارہ

کرایہ پر دینا

ترجمہ - ایک (مکان وغیرہ کے) معین فائدے معین داموں سے بیچنے کو (شرع میں) اجارہ کہتے ہیں اور جو چیز قیمت بن سکتی (یعنی بجائے قیمت دیجا سکتی) ہے کرایہ بھی ہو سکتی ہے اور فائدہ معین ہونے کی تین صورتیں ہیں اول یہ کہ فائدے کی مدت بیان کر دیجائے مثلاً (مکان دیا ہے تو) رہنے کی مدت اور (زمین دی ہے تو) کاشت کرنے کی مدت پس اس معینہ مدت پر کرایہ دینا درست ہے خواہ کتنی ہی مدت ٹھہر جائے - ہاں اوقاف کے مکانات یا زمینوں میں تین سال سے زیادہ (اجارہ) نہ بڑھایا جائے - دوسرے یہ کہ اس فائدے کا نام لیا جائے مثلاً کسی کو کپڑا رنگنے یا کپڑا سینے پر نوکر رکھنا - تیسرے یہ کہ اس فائدے کو اشارے سے بتلا دیا جائے مثلاً دہلی سے میرٹھ تک یا تبت سے بڈہانہ تک کچھ غلہ لیجانے کیلئے کسی کو نوکر رکھنا اور مزدور مزدوری کا فقط نوکر ہو جانے سے مالک نہیں ہو جاتا بلکہ (ان چار جہوں سے ہو سکتا ہے مثلاً) یا تو مزدوری بلا شرط پہلے دیدیجائے اور یا پیشگی مزدوری لینا شرط ٹھہر جائے یا وہ کام پورا کر دے یا نوکر رکھنے والے کے وہ کام وغیرہ قابو میں آجائے اگر کسی نے کوئی مکان وغیرہ کرایہ پر دیا تھا اور کرایہ دار سے وہ مکان کسی نے چھین لیا تو اس کے ذمہ سے کرایہ ساقط ہو جائیگا (اور یہی حکم اجارہ کی ہر چیز کا ہے) زمین یا مکان کا مالک اگر چاہے تو روز کا کرایہ روز لے سکتا ہے اور اونٹ (گھوڑے وغیرہ) والا اپنے اونٹ وغیرہ کا کرایہ ہر منزل پر پہنچ کر لے سکتا ہے (یعنی دھوبی اور درزی اپنا اپنا کام کرنے کے بعد لے

له مثلاً کسی نے زمین کاشت کرنیکے لئے لیکر اس پر اپنا قبضہ کر لیا تو اب زمیندار اس کا لگان لینے کا مستحق ہو گیا ہے کیونکہ اس نے زمین قبضہ میں کر لی ہے اگرچہ ابھی تک کاشت نہیں کی ہے ۱۲ مترجم -

سکتے ہیں نانبائی تنور سے روٹی نکالنے کے بعد اپنی مزدوری لے سکتا ہے (یعنی ان کاموں سے پہلے ان لوگوں کو مزدوری میں زبردستی کرنے کا استحقاق نہیں ہے) پس اگر نانبائی نے روٹی نکالی مگر وہ جل گئی ہے تو اُس کو مزدوری برابر ملے گی اور روٹی جلنے کا تاوان اُس کے ذمّہ نہ ہوگا۔ اور باورچی جب سالن وغیرہ رکابی میں اُتار دے یا اینٹیں بنانے والا جب بناکر کھڑی کر دے تب وہ مزدوری مانگنے کا حقدار ہوتا ہے۔ اور جن پیشہ وروں کے کام کا اس اصل چیز میں اثر ہو جائے۔ جیسے رنگریز اور دھوبی یہ اپنی مزدوری وصول کرنے کی غرض سے اس کپڑے وغیرہ کو روک سکتے ہیں (جو اُن کے پاس رنگنے یا دُھلنے کو آیا ہو کہ مزدوری لیکر دیں گے) پس اگر کسی نے (اس خیال سے) روک لیا تھا۔ اُس کے پاس وہ ضائع ہوگیا تو نہ اس سے بدلہ لیا جائیگا اور نہ مزدوری ملے گی۔ اور جن پیشہ وروں کے کام کا اس چیز میں کچھ اثر نہ ہوتا ہو جیسے پلہ دار اور ملاح (وغیرہ) تو اُن کو مزدوری کی وجہ سے اُس چیز کو روکنے کا اختیار نہیں ہے۔ اگر کسی نے یہ ٹھیرا لیا ہو کہ میرا یہ کام تو خود کرنا تو اُسے دوسرے سے کرانے کا اختیار نہیں ہے اور اگر اس نے کچھ تعیین نہیں کی تھی تو یہ اجرت پر دوسرے سے کرا کر دے سکتا ہے۔ اگر کسی نے اپنے گھر کے آدمیوں کو لانے کے واسطے کوئی مزدور کیا تھا اور اس کے کچھ آدمی (اس کے لانے سے پہلے) مر گئے اور جو باقی رہے اُن کو یہ لے آیا تو اُس کو مزدوری حصّہ رسَد ملے گی[1] اگر کسی نے خط پہنچا کر جواب منگانے یا کسی کے پاس کھانا پہنچانے کے لئے کوئی مزدور کیا تھا مگر وہ شخص مر گیا اور یہ مزدور خط یا کھانا پھیر لایا تو اُسے مزدوری نہیں ملیگی۔

اشیاء کو کرایہ پر دینے کا جواز

ترجمہ۔ مکانوں اور دکانوں کو بغیر اس بات کے بیان کیے کہ ان میں کیا کام کیا جائیگا کرایہ پر دینا درست ہے اور کرایہ دار کو اختیار ہے کہ ان میں جو کام چاہے کرے مگر اتنا ضرور ہے کہ یہ (اپنی طرف سے) کسی لوہار یا دھوبی یا آٹا پیسنے والوں کو نہ بسائے (کیونکہ ان کے رہنے سے عمارت کو نقصان پہنچتا ہے) اور کھیتی بونے کے لئے زمین اجارہ پر دینی درست ہے بشرطیکہ یہ بیان کر دیا جائے کہ اس میں فلاں چیز بوئی جائے گی یا کاشتکار یہ شرط کر لے کہ میں جو چاہوں گا بوؤں گا اور زمین کو مکان بنانے اور باغ لگانے کے لئے بھی اجارہ پر دینا

[1] مثلاً دس آدمیوں کے لانیکے دس روپیہ ٹھہرے تھے اور ان میں سے دو آدمی مر گئے تو اس مزدور کو آٹھ روپیہ ملیں گے ۱۲ مترجم

درست ہے۔ اور جب اجارہ کی مدت گزر جائے تو جس نے اجارہ پر لی تھی وہ اپنی عمارت اور درخت اکھاڑ کر زمین خالی کر کے مالک کو سونپ دے۔ ہاں اگر وہ ان کی اتنی قیمت بھرنے پر آمادہ ہو جو اُن کے اکھڑنے کے بعد ملے اور اپنی ملک کرنا چاہے (تو اس وقت اکھیڑنا ضروری نہیں) یا وہ اُس مکان اور باغ کے بدستور رہنے پر راضی ہو تو اس صورت میں عمارت اور درخت اُس کے رہیں گے اور زمین اصل مالک کی رہے گی۔ جیساکہ یہی حکم (ایک آدھ) درخت لگانے اور ترکاری بونے کا ہے۔ اگر زمین کھیتی کے لئے دیگئی تھی اور ابھی کھیتی کٹاؤ پر نہیں آئی تھی کہ اجارہ کی مدت گزر گئی تو اُس کے آنے تک اسی لگان کے حساب سے وہ کھیتی رہنے دی جائے چوپایہ سوار ہونے اور بوجھ لادنے اور کپڑا پہننے کے لئے کرایہ پر لینا درست ہے پس اگر یہ نہ ٹھیرا ہو کہ کون سوار ہوگا یا کون پہنے گا تو کرایہ پر لینے والا جسے چاہے سوار کرائے اور جسے چاہے پہنا دے اور اگر سوار یا پہننے والا معین ہو چکا تھا اور پھر اس کے خلاف کیا۔ (اور جانور یا کپڑا تلف ہو گیا) تو دینا آئیگا۔ اور جو چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں ایک کی جگہ دوسری کے استعمال کرنے سے کچھ فرق نہیں آتا اُن میں ایسی تعیین بالکل بیکار ہے جیساکہ کوئی مکان دار کسی کے رہنے کی شرط کرلے تو اُس کرایہ دار کو اختیار ہے کہ اپنے عوض میں اور کسی کو بسا دے اگر بوجھ لادنے کے لئے کرایہ پر لینے میں بوجھ کی قسم اور مقدار معین ہو چکی ہے مثلاً کسی نے گیہوں کی ایک گون لادنے کے لئے گدھا وغیرہ کرایہ کیا ہے تو اس کرنے والے کو اختیار ہے کہ ایسا ہی بوجھ یا اس سے کم اور کچھ لادے باقی ایسی چیز نہیں لاد سکتا جس سے جانور کو تکلیف زیادہ ہو جیسے نمک کہ اس کی ایک بوری میں بوجھ بھی زیادہ اور چبھنے کی وجہ سے تکلیف بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اگر کرایہ کی سواری دوسرے آدمی کو پیچھے بٹھانے سے مر جاوے تو کرایہ کرنے والے کو نصف قیمت دینی پڑے گی اور اگر مقررہ بوجھ سے زیادہ لاد لیا تھا اور اس وجہ سے وہ جانور مر گیا تو جس قدر بوجھ زیادہ لاد لیا تھا اور اس وجہ سے وہ جانور مر گیا تو جس قدر بوجھ زیادہ کیا تھا اسی کے موافق قیمت ادا کرنی ہوگی اگر مارنے یا لگام کھینچنے یا زین اُتارنے کے سبب سے یا ایسی زین کسنے کے سبب سے جو اس جیسے جانور پر نہ کستے ہوں یا جو راستہ ٹھیر چکا تھا اُس کو چھوڑ کے اور راستہ کو لیجانے کے لئے کرایہ کیا تھا اور دریا میں کود گیا اس سے وہ جانور مر گیا تو ان سب صورتوں میں اس جانور کی پوری قیمت دینی پڑے گی اگر وہ منزل مقصود پہنچ گیا تو جو کرایہ ٹھیر چکا ہے وہ اسے ضرور ملنا چاہیئے

ف بخلاف اُن چیزوں کے کہ اُن میں ایک کی جگہ دوسرے کے استعمال کرنے سے فرق آتا ہو مثلاً سواری کہ اگر اُس پر کچا سوار بیٹھے تو اُس کی کمر لگ جائے تو ایسی صورت میں اگر کسی خاص آدمی کے لئے کرایہ کیا ہو تو اور کوئی سوار نہیں ہو سکتا ۱۲ مترجم۔

اگر گیہوں بونے کے لئے زمین لی تھی اور اس میں رطبہ[1] بو دیا تو اس زمین کے نقصان کا معاوضہ دینا پڑے گا لگان نہیں دیا جائیگا (کیونکہ تاوان اور لگان جمع نہیں ہو سکتے) اگر کسی نے کرتہ سینے کو کہا تھا اور درزی نے قبا سی دی تو درزی کو کپڑے کی قیمت دینی پڑے گی اور کپڑے والے کو اتنا اختیار ہے کہ یہ چاہے تو قبا لے لے اور اس کی معمولی سلائی دیدے۔

ناجائز اجارہ کا بیان

ترجمہ۔ (جو) شرائط (تقاضائے عقد کے موافق نہ ہو وہ) عقد اجارہ کو ناجائز کر دیتی ہے لیکن اگر مزدور نے وہ کام کر دیا تو اس کام کی اُسے مزدوری ملے گی اور جو پہلے ٹھہری تھی اس سے زیادہ نہیں کی جائے گی پس اگر کسی نے روپیہ مہینے پر مکان کرایہ لیا تو ایک مہینہ کے لئے اس کو رہنا درست ہو گیا ہاں اگر سب مہینے بیان کر دیے ہوں (مثلاً مکان دار نے یوں کہدیا ہو کہ میں اپنا مکان دس مہینے کے لئے تمہیں روپیہ ماہوار پر دیتا ہوں تو ایسی صورت میں دس مہینے کے لئے رہنا درست ہو جائیگا) اور جس مہینے کی ایک ساعت بھی کوئی کسی مکان میں رہا تو اس مہینہ اُسے کرایہ پر رہنا درست ہو گیا۔ اگر کسی نے ایک سال بھر کے لئے مکان کرایہ پر لیا تو یہ درست ہے اگرچہ ہر مہینے کا کرایہ مقرر نہ کیا ہو اور کرایہ طے ہوتے ہی وہ مکان وغیرہ کرایہ میں آجائیگا پس اگر چاند رات کو کرایہ طے ہوا ہے تو چاند دن کا حساب رہے گا ورنہ دنوں کی گنتی سے حساب کیا جائیگا حمام (میں نہلانے) کی اور بھری سینگی لگانے کی مزدوری لینا جائز ہے اور نر کو مادہ پر ڈالنے۔ اذان کہنے حج کرنے اور امامت کرنے اور قرآن اور فقہ پڑھانے کی مزدوری ناجائز ہے لیکن آج کل فتوٰی اس پر ہے کہ قرآن شریف کے پڑھانے کی (تنخواہ اور) مزدوری لینی جائز ہے (کیونکہ اب مفت پڑھانے کی توفیق کم ہے) گانے اور نوحہ کرنے اور سارنگی ستار وغیرہ بجانے کی مزدوری درست نہیں ہے اور مشترک مکان وغیرہ کے آدھے تہائی حصہ کو کرایہ پر دینا درست نہیں ہے ہاں اپنے شریک کو دینا درست ہے انّا[2] کو معین تنخواہ یا کھانے کپڑے پر نوکر رکھنا درست ہے اور

---

[1] رطبہ کے معنی اکثر ترکاری کے لکھتے ہیں اور اصل میں یہ ایک گھاس کا نام ہے جو نہایت ہی نرم ہوتی ہے اور گھوڑوں کو خوید کی طرح کھلاتے ہیں ایکدفعہ کی بوئی ہوئی بہت دنوں رہتی ہے اردو میں اُس کو لوسن کہتے ہیں مترجم ۱۲۔

[2] انّا دودھ پلانے والی کو کہتے ہیں ۱۲۔

اس کے خاوند کو اُس سے ہم بستری کرنے سے منع نہ کیا جائے ہاں اگر اسے حمل رہ جائے یا بیمار ہو جائے تو یہ اجارہ فسخ ہو جائیگا اور اس بچے کے کھانے پینے کی دیکھ بھال اسی انّا کے ذمہ ہے اگر اس نے (اپنے دودھ کے عوض) بچہ کو بکری کا دودھ پلایا تو اُسے تنخواہ نہیں ملے گی۔ اگر کسی نے سُوت بننے کو دیا کہ اس میں سے آدھے کا کپڑا بُن دے اور آدھا بنائی میں رکھ لے یا ایک مزدور کیا کہ میرا یہ غلہ فلاں جگہ پہنچا دے اس میں سے ایک پیالہ بھر تجھے دوں گا یا نانبائی سے یوں ٹھیرایا کہ آج اتنے آٹے کی ایک روپیہ میں روٹیاں پکا دے تو یہ تینوں صورتیں ناجائز ہیں۔ اگر کسی نے اجارہ پر زمین اس شرط سے لی کہ اس میں ہل چلا کر کھیتی کرے گا یا پلٹے کر بو دیگا تو یہ اجارہ درست ہے اگر یہ شرط ٹھیری کہ) بونے والا اس میں دو دفعہ ہل چلائیگا یا پانی جانے کی نالیاں کھودے گا یا اس میں کھاد ڈالے گا یا (یہ شرط ٹھیری کہ) یہ کاشتکار اپنی زمین کاشت کرنے کے بدلہ میں دے تو یہ اجارہ[1] کی چاروں صورتیں ناجائز ہیں۔ جیساکہ کوئی اپنے گھر میں رہنے کا کرایہ دار کے مکان میں رہنا ٹھیرائے (تو یہ بھی ناجائز ہے) اگر دو آدمیوں کے ساجھے کا غلہ تھا ان میں سے ایک نے دوسرے کو اسی غلہ کے لیجانے کے لئے مزدور کیا تو اُسے مزدوری نہیں ملیگی جیساکہ راہن اپنی رہن کی ہوئی چیز مرتہن سے اجارہ پر لیلے تو اسے اجارہ کے دام نہیں دینے آتے۔ اگر کسی نے زمین اجارے پر لی اور یہ ذکر نہیں کیا کہ اس میں بوئے گا (یا کرے گا) یا کیا چیز بوئے گا۔ پھر اُسے بوئی اور اجارے کی مدت گزر گئی تو جو دام ٹھیرے ہوں دینے ہونگے اگر کسی نے مکہ تک ایک گدھا کرایہ کیا اور یہ نہیں تبلایا کہ کیا چیز لادے گا اور پھر ایسی چیز لادی جو لوگ لادا کرتے ہیں مگر وہ (گدھا راستہ ہی میں) مرگیا تو اسے گدھے کے دام نہیں دینے پڑیں گے اگر اس گدھے نے مکہ تک (یعنی جس جگہ جانا ٹھیرا تھا) پہنچا دیا تو جو کرایہ ٹھیرا تھا دینا ہوگا اور اگر زمین بونے یا بوجھ لادنے سے پہلے دونوں میں جھگڑا ہو کر عدالت تک نوبت پہنچ) جائے تو یہ اجارہ ٹوٹ جائیگا تاکہ یہ فساد رفع ہو۔

مزدور کی مزدوری

فائدہ۔ مزدور دو طرح کا ہوتا ہے ایک مزدور مشترک دوسرا مزدور خاص۔

ترجمہ۔ مزدور مشترک وہ ہے جو کسی خاص شخص کا کام نہ کرے (بلکہ اس سے جو کوئی

[1] کیونکہ ایک چیز کو رہن رکھ کر اُسے اجارہ پر لینا درست نہیں ہے اگر درست ہوتا تو اجارہ کے دام اسے ضرور دینے پڑتے ۱۲ مترجم۔

چاہے کام کرائے) یہ جب تک کام (پورا) نہ کر دے مزدوری لینے کا مستحق نہیں ہوتا جیسے رنگریز دھوبی ان کے پاس کپڑا وغیرہ امانت ہوتا ہے (ان کی زیادتی بغیر) تلف ہونے سے ان پر تاوان نہیں آتا۔ اور جو چیز ایسے مزدور کے کام کرنے سے تلف ہو جائے جیسے دھوبی کے کپڑا پھٹکارنے سے وہ کپڑا پھٹ جائے یا لدّے دار کا پیر پھسلنے یا جس رسی سے اسباب باندھا تھا اُس کے ٹوٹنے سے کچھ نقصان ہو جائے یا ملاح کے کھینچنے سے کشتی ڈوب جائے تو ان چاروں صورتوں میں جس قدر نقصان ہوگا اُس کا اُن سے تاوان لیا جائیگا۔ ہاں کشتی ڈوبنے کی صورت میں جو آدمی ضائع ہو گئے ہوں ملاح اُن کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اگر کسی نے ایک مٹکا لیجانے کے لئے مزدور کیا تھا اور وہ مٹکا رستہ میں ٹوٹ گیا تو جہاں سے اُس نے مٹکا اٹھایا تھا وہاں جتنے کو وہ مٹکا بکتا ہو وہ قیمت مزدور کو دینی پڑے گی اور اسے مزدوری نہیں ملے گی یا مٹکے والا اگر چاہے تو جہاں مٹکا ٹوٹا ہے وہاں جتنے کو بکتا ہے وہ قیمت مزدور سے لیلے اور حساب کر کے وہاں تک کی مزدوری اس کو دیدے۔ حجام (یعنی سینگی لگانے والا) یا سالوتری۔ یا فصّاد[1] اگر اپنے معمول کے مطابق عمل کریں (اور مریض اتفاقاً مر جائے) تو یہ ذمہ دار نہ ہونگے۔ اور (مزدور کی دوسری قسم) مزدور خاص (ہے اور یہ) مزدوری کے وقت اپنے آپ کو سونپ دینے سے مزدوری کا مستحق ہو جاتا ہے اگرچہ اس سے کچھ کام نہ لیا جائے مثلاً کوئی خدمت گاری یا بکریاں چرانے کے لئے نوکر رکھا گیا (تو اب خواہ اُس سے کوئی کام لیا جائے یا نہ لیا جائے یہ تنخواہ کا مستحق ہے) اور جو چیز اس کے ہاتھ سے یا اس کے کام کرنے سے تلف ہو جائے اس سے تاوان نہیں لیا جائے گا۔

مزدوری کے شرائط

ترجمہ۔ باعتبار کسی قسم یا وقت کے کپڑے کی سلائی میں یا دوکان یا مکان میں رہنے ترویج کے موافق مزدوری یا کرایہ میں ترویج کرنی درست ہے۔

فائدہ۔ یعنی اگر کسی نے درزی کو سینے کے لئے کپڑا دیا اور یوں کہا کہ اگر تو حیدر آبادی شیروانی سی دے گا تو سلائی کے دو روپیہ دوں گا اور سادی اچکن سی دے گا تو ایک روپیہ دوں گا۔ یہ تردید تو باعتبار قسم کے ہوئی یا یہ کہا کہ اگر آج سی دے گا تو دو روپیہ سلائی دوں گا اور اگر کل سے گا تو ایک روپیہ دوں گا تو یہ تردید باعتبار وقت کے ہوئی تو یہ دونوں تردیدیں

[1] فصد کرنیوالے کو کہتے ہیں ۱۲ مترجم۔

درست ہیں ۔ اسی طرح دکان یا مکان کرایہ پر دیتے ہوئے یوں کہا کہ اگر لوہار وغیرہ کا کام کروگے تو کرایہ آٹھ روپیہ ماہوار لوں گا اور اگر بزاز وغیرہ کی دوکان کروگے تو چار روپیہ لوں گا تو یہ بھی درست ہے ۔ ہاں اتنا ضرور ہوگا کہ اگر درزی یا کرایہ دار نے اس کے پہلے کہنے کو اختیار کیا تو جو کچھ کہہ چکا ہے وہ دینا ہوگا اور اگر دوسری صورت کو اختیار کیا تو جو سلائی یا کرایہ کا دستور ہے وہ دیا لیا جائے گا ۔

ترجمہ ۔ اور چوپایہ میں باعتبار مسافت یا بوجھ کے دوسرا کرایہ مقرر کرنا درست ہے ۔

فائدہ ۔ مثلاً کسی نے ایک گھوڑا کرایہ کیا اور یہ کہا کہ اگر میں اس پر میرٹھ تک گیا تو چار[1] روپے کرایہ دوں گا اور اگر آگے مظفر نگر تک گیا تو آٹھ روپیہ دوں گا یا یہ کہا کہ اگر میں دو من بوجھ لے گیا تو ایک روپیہ دوں گا اور اگر من بھر لے گیا تو آٹھ آنے تو یہ بھی درست ہے ۔

غلام کو نوکر رکھنا

ترجمہ ۔ اگر کسی غلام کو خدمتگاری میں نوکر رکھا ہو تو بلا پہلے سے ٹھہرائے اُسے سفر میں لے جانا درست نہیں ہے اگر کسی نے مجور[2] غلام کو نوکر رکھا اور اُس کے کام کی مزدوری اسے دیدی تو یہ دی ہوئی مزدوری مستاجر واپس نہ لے اگر کسی نے ایک غلام زبردستی چھین کر اس سے محنت مزدوری کرائی اور اُس کی کمائی میں سے کچھ کھا پی لیا تو اس چھیننے والے سے تاوان نہیں لیا جائیگا ہاں اگر اس غلام کے آقا کو (غلام سے) کچھ ملجائے تو وہ لیلے اور غلام کو اپنی مزدوری لینی جائز ہے (یعنی اگر اس غلام کا آقا پھر اس مستاجر پر دعویٰ کرنے لگے کہ اس کی تنخواہ مجھے ملنی چاہیئے تھی تو اُس کا دعویٰ خارج کیا جائیگا) اگر کسی نے ایک غلام دو مہینے کے لئے اس طرح نوکر رکھا کہ ایک مہینے کے چار روپے اور دوسرے کے پانچ روپے دونگا تو یہ درست ہے اور پہلے مہینے کے چار اور دوسرے کے پانچ ہی روپے دینے ہوں گے ۔ اگر کسی نے ایک غلام نوکر رکھا اور پھر (تنخواہ کے وقت) اس میں اور غلام کے آقا میں اس غلام کے بھاگنے یا بیمار ہونے کی بابت جھگڑا ہوا نوکر رکھنے والا کہتا ہے کہ اس نے میرا کام کاج کچھ نہیں کیا بلکہ یہ تو جب ہی سے

---

[1] اور ان دونوں صورتوں میں کرایہ کا پہلے ہی جیسا حساب رہیگا کہ اگر وہ میرٹھ تک گیا تو چار روپیہ دینے ہونگے اور اگر مظفر نگر تک گیا تو جو وہاں کا کرایہ ہوگا وہ دینا ہوگا اسی طرح دو من کا کرایہ ایک روپیہ اور من بھر کا جو کچھ کرایہ ہوتا ۱۲ مترجم ۔

[2] مجور غلام وہ ہے جسے تجارت وغیرہ کرنیکی اُسکے آقا نے اجازت نہ دی ہو ۱۲ مترجم ۔

بیمار رہا یا بھاگا رہا ہے اور آقا کہتا ہے کہ یہ غلط ہے اس نے برابر تیرا کام کیا ہے) تو اس صورت میں اس جھگڑنے کے وقت دیکھا جائیگا اگر غلام بھاگا ہوا یا بیمار ہے تو اس کا حکم کیا جائیگا ورنہ آقا کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا۔ اور کرتہ یا قبا کے سینے اور سرخ یا زرد رنگنے اور مزدوری یا بے مزدوری کام کی بابت کپڑے والے کے قول کا اعتبار کیا جائیگا۔

فائدہ ۔ یعنی ایک شخص نے درزیوں کو کپڑا سینے کے لئے دیا تھا اب کپڑے والا کہتا ہے میں نے قبا سینے کو کہا تھا اور درزی کہتا ہے تم نے کرتہ سینے کو کہا تھا۔ یا کپڑے والا کہتا ہے میں نے سرخ رنگنے کو کہا تھا اور رنگریز کہتا ہے تم نے زرد کہا تھا۔ یا کپڑے والا کہتا ہے کہ تو نے بے مزدوری سینے کے لئے کہا تھا۔ اور درزی کہتا ہے میں نے مزدوری پر کہا تھا تو ان تینوں صورتوں میں اس کپڑے والے کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا۔

اجارہ توڑنے کا بیان

ترجمہ ۔ (مکان وغیرہ میں) عیب ہونیکی وجہ سے (کہ جس سے رہنے میں تکلیف ہو) اور مکان خراب ہو جانے اور زمین اور پن چکی کا پانی بند ہونے کے سبب سے انکا اجارہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر کسی نے اپنے لئے کوئی چیز اجارہ پر لی اور پھر یہ یا وہ چیز والا مر جائے تب بھی وہ اجارہ ٹوٹ جائیگا اگر کسی نے دوسرے کے لئے عقد اجارہ کیا تھا تو وہ اس کرنے والے کے مرنے سے نہیں ٹوٹتا جیسا کہ وکیل یا وصی یا وقف کا متولی اگر عقد اجارہ کریں (تو وہ ان کے مرنے سے نہیں ٹوٹنے کا) اسی طرح خیار شرط[1] اور خیار رویت سے بھی اجارہ نہیں ہوتا اور عذر سے بھی اجارہ ٹوٹ جاتا ہے اور عذر وہ معتبر ہوتا ہے کہ اجارہ لینے والا اس سے اپنا مطلب پورا نہ کر سکے اگر کرے تو اسے سخت تکلیف برداشت کرنی پڑی کہ جو اجارے سے اس پر لازم نہیں ہوتی۔ مثلاً ایک شخص نے (درد کی وجہ سے) اپنی ڈاڑھ اکھڑوانے کے لئے ایک مزدور کیا تھا اور اتنے ہی میں درد جاتا رہا یا ولیمہ کا کھانا پکانے کے لئے کوئی نوکر رکھا تھا اتنے میں اس عورت نے اس سے خلع کر لیا یا ایک دکان تجارت کرنے کے لئے

---

[1] خیار شرط اسے کہتے ہیں کہ کرایہ کرنے والا مثلاً یوں کہے کہ طیاں تین روز تک مجھے اختیار ہے کہ میں چاہوں تو یہ اجارہ رکھوں اور چاہوں نہ رکھوں اور خیار رویت یہ ہے یوں کہے کہ جب میں دیکھوں تو اس کے رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہوگا ان دونوں صورتوں میں اجارہ منعقد نہیں ہوگا۔ ۱۲

کرایہ لی تھی پھر وہ مفلس ہوگیا۔ یا کسی نے اپنا مکان وغیرہ کرایہ پر دیا تھا پھر اس پر آنکھوں دیکھتے یا گواہوں کے بیان کرنے سے یا اس کے خود کے اقرار کرنے سے قرض ثابت ہوگیا اور اسی ایک مکان وغیرہ کے سبب سے اور اس کے پاس مال بالکل نہیں ہے یا کسی نے کہیں جانے کے لئے گھوڑا وغیرہ کرایہ کیا تھا پھر ایسی کوئی صورت پیش آئی کہ جس سے اس کا جانا نہیں ہوسکتا تو ان سب صورتوں میں اجارہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ہاں کرایہ کرنے والا اپنے کسی عذر کی وجہ سے) اجارہ کو نہیں توڑ سکتا (یعنی اگر کسی نے اپنا گھوڑا کرایہ کرلیا تھا پھر اسے کوئی ایسی صورت پیش آئی کہ وہ جا نہیں سکتا تو اس کا یہ عذر قابل سماعت نہیں کیونکہ وہ اپنے گھوڑے کے ساتھ اور کسی کو بھیج سکتا ہے۔

مختلف مسائل

ترجمہ۔ اگر کسی کسان نے اجارے پر لی ہوئی یا مانگی ہوئی زمین کی کھیتیاں جلائی تھیں جس سے دوسرے کی زمین میں سے بھی کوئی چیز جل گئی تو اس کا وہ ذمہ دار نہ ہوگا۔ اگر کسی درزی یا رنگریز نے اپنی دکان میں ایسے آدمی کو بٹھالیا جو آدھوں آدھ پر کام کرے (یعنی اپنی مزدوری میں سے آدھی مزدوری اس درزی یا رنگریز کو دیا کرے) تو یہ درست ہے۔ اگر کسی نے ایک اونٹ مکہ تک (یا اور کسی شہر تک) یہ کہکر کرایہ کیا کہ اس پر ایک کجاوہ رکھوں گا اور دو آدمی سوار ہوں گے تو یہ درست ہے اور اس کو ایسا کجاوہ رکھنا چاہیئے جو اونٹ والوں میں مروّج ہو اور اونٹ والے کو دکھادینا اور زیادہ (بہتر اور) مستحب ہے (تاکہ آئندہ جھگڑا فساد نہ ہو) اگر کسی نے زادراہ لادنے کے لئے کوئی اونٹ وغیرہ کرایہ کیا اور اس کی مقدار معین کردی (کہ مثلاً ایک من یا دو من ہوگا) اور پھر اس میں سے کچھ کھالیا تو اس کے عوض اتنا ہی اور رکھ سکتا ہے۔ اور عقد اجارہ کرنا۔ اجارہ کو توڑنا کھیتی کرنا (کھیتی میں پانی دینے کا) معاملہ کرنا۔ مضاربت کرنا۔ وکالت کرنا۔ کفالت کرنا۔ کسی کو وصی بنانا وصیت کرنا۔ قاضی بنانا۔ افسری دینا۔ طلاق دینا۔ آزاد کرنا۔ اور وقف کرنا اس طرح کہ یہ کسی وقت پر معلق ہوں درست ہے۔

فائدہ۔ مثلاً پہلی صورت کے متعلق کوئی شخص شعبان میں یہ کہے کہ میں نے اپنا

مکان شروع رمضان شریف سے کرایہ پر دیا تو یہ صورت اجارہ کی درست ہے اسی طرح ان کل امور کو آئندہ زمانہ پر معلق کرنا درست ہے۔

ترجمہ۔ بیع۔ بیع کی اجازت (یعنی جس وقت کسی بیع کے بچوسے لئے نے بیع کردی ہے اس کی اجازت اور (خیار شرط وغیرہ کے بعد) بیع کا فسخ کرنا اور تقسیم۔ شرکت ہبہ کرنا۔ نکاح کرنا۔ طلاق سے رجوع کرنا۔ مال پر صلح کرنا اور قرض معاف کرنا کسی وقت پر معلق کر کے درست نہیں ہے (جیسا کہ کوئی یوں کہے کہ میں یہ چیز کل کو بیچونگا یا بیع کی کل اجازت دوں گا اور علیٰ ہذا القیاس تو اس وقت یہ کہنے سے یہ معاملے طے نہ ہوں گے۔

کتاب المکاتب

مکاتب کا بیان

ترجمہ ۔ اپنے لونڈی غلام پر سے فی الحال اپنا اختیار اٹھا لینا اور انجام کار اُسے بالکل ہی آزاد کر دینا (شرع میں مکاتب[1] کرنا کہلاتا ہے ۔ اگر کسی نے اپنے نابالغ سمجھدار مملوک[2] کو کسی قدر مال پر مکاتب کر دیا (یعنی یوں کہدیا کہ اگر تو اتنا مال مجھے دیدے تو آزاد ہے) خواہ وہ مال ابھی دینا ٹھیرا ہو یا کچھ مدت معیّن کے بعد یا قسط وار اور اس نے قبول کر لیا تو عقد کتابت درست ہوگئی اور اسی طرح اگر آقا یوں کہدے کہ میں نے تیرے ذمہ ہزار روپے ٹھیرا دیئے ہیں تو ان کو قسط وار ادا کردے پہلی قسط میں اتنے روپے ہوں اور آخر کی میں اتنے ہوں اور جس وقت یہ ہزار روپیہ تو ادا کر چکے تو تو آزاد ہے اور نہیں تو (جیسا کا تیسا) غلام ہے (اس نے اس کو منظور کر لیا) تو یہ غلام آقا کے قبضہ سے اسی وقت نکل جائیگا مگر ملکیت سے نہیں نکلے گا ۔ اگر آقا اپنی مکاتبہ (لونڈی) سے صحبت کرلے یا اُس کا یا اس کی اولاد کا ہاتھ پیر وغیرہ توڑ ڈالے یا اس کا مال تلف کردے تو وہ اُس کا تاوان بھرے گا ۔ اگر کسی مسلمان نے اپنے غلام کو شراب[3] یا سور پر یا اسی غلام کی قیمت پر یا سو روپے پر اس شرط سے مکاتب کیا کہ یہ آقا ایک غلام یا ایک لونڈی غیر معین اپنے پاس سے اس کو دیدیگا تو ان سب صورتوں میں کتابت فاسد ہوگی ۔ ہاں اگر اس غلام نے شراب آقا کو دیدی تو یہ آزاد ہو جائیگا اور اپنی قیمت بھی کما کر آقا کو دینی پڑے گی اور اس پر بھی اگر اس غلام کی قیمت شراب کے داموں سے

---

[1] مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس کو آقا نے یہ لکھدیا ہو کہ اگر تو مجھے اتنا روپیہ دیدے تو تو آزاد ہے ۔ ۱۲

[2] مملوک کا لفظ لونڈی غلام دونوں پر بولا جاتا ہے ۔ ۱۲

[3] شراب وغیرہ پر مکاتب کرنے کے لئے آقا نے غلام سے یوں کہا کہ اگر تو مجھے اتنی شراب یا ایک سور وغیرہ دیدے تو تو آزاد ہے اور اُس نے اُس کو منظور کر لیا ۱۲ (مترجم)

کم ہے تو کم نہیں لی جائے گی اور اگر زیادہ ہوئی تو زیادہ لیجائے گی۔ اگر کسی نے اپنے غلام کو ایک حیوان پر مکاتب کر دیا (اور اس کی جنس بیان کر دی کہ گھوڑا ہو یا گدھا ہو) اور وصف نہیں بیان کیا (کہ گھوڑا عربی ہو یا دیسی ہو) یا ایک کافر نے اپنے کافر غلام کو شراب پر مکاتب کر دیا تو یہ دونوں کتابتیں درست ہیں اور ان دونوں میں سے ایک بھی اگر مسلمان ہو جائے تو اُس وقت آقا کو شراب کی قیمت لینی ہوگی اور اگر اس نے شراب لے لی تو جب بھی یہ غلام آزاد ہو جائے گا۔

مکاتب کے افعال کا جواز

ترجمہ۔ مکاتب کو خرید و فروخت کرنی اور سفر کرنا جائز ہے اگرچہ آقا نے یہ ٹھیرا لیا ہو کہ اس شہر سے باہر نہ جانا اور اپنی لونڈی کا کسی سے نکاح کرنا اور اپنے غلام کو مکاتب کرنا بھی جائز ہے اور اس دوسرے مکاتب کا ترکہ اس پہلے مکاتب کو پہنچیگا۔ اگر اس نے اپنی کتابت کا بدلہ پہلے مکاتب کے آزاد ہونے کے بعد ادا کیا ہو اور اگر اس کے آزاد ہونے سے پہلے ہی ادا کر دیا تو یہ آقا کا حق ہو کر اس کو پہنچیگا اور آقا کی بلا اجازت اسے اپنا نکاح کرنا یا ہبہ کرنا یا قدرے قلیل چیز کے سوا صدقہ کرنا درست نہیں ہے۔ اسی طرح کسی کو قرض دینا یا اپنے غلام کو آزاد کر دینا اگرچہ مال ہی کے عوض میں ہو اور اپنے آپ کو بیچنا اور اپنے غلام کا نکاح کر دینا درست نہیں ہے اور باپ اور وصی چھوٹے بچے کے لونڈی غلام کے حق میں مثل مکاتب کے ہیں[1] اور مضارب اور شریک کو ان امور مذکورہ میں سے کسی امر کا کچھ اختیار نہیں ہوتا (خواہ شرکت کسی قسم کی ہو مفاوضہ یا عنان ہو جو باب الشرکۃ میں مذکور ہو چکی ہیں) اگر کوئی مکاتب اپنے باپ یا اپنے بیٹے کو خریدلے تو وہ اُس کی کتابت میں آجائیں گے (اور جب یہ آزاد ہوگا تو وہ بھی آزاد ہو جائیں گے) اگر کسی مکاتب نے اپنے بھائی وغیرہ رشتہ دار کو خرید لیا تو وہ اس کی کتابت میں داخل نہ ہونگے (یہانتک کہ اس کے آزاد ہونے سے وہ آزاد بھی نہ ہوں گے) اگر کسی مکاتب نے اپنی بی بی جو دوسرے کی لونڈی تھی مع بچہ کے خرید لی تو اس لونڈی کو بیچنا ناجائز ہے اگر کسی مکاتب کی

---

[1] یعنی ان مذکورہ امور میں جو امور مکاتب کو کرنے جائز ہیں وہی باپ کو اپنی نابالغ اولاد کے غلام میں اور وصی کو اپنے موصی نابالغ اولاد کے غلام میں کرنے جائز ہیں اور جو اس کو کرنے ناجائز ہیں وہی ان دونوں کو بھی کرنے ناجائز ہیں ۱۲۔ مترجم (عفی عنہ ۱۲)

لونڈی کے اس مکاتب ہی سے بچہ پیدا ہو جائے تو وہ بچہ بھی اس کی طرح مکاتب ہوگا اور اس بچہ کی کمائی اس مکاتب کی ہوگی اگر کسی مکاتب نے اپنی لونڈی کا اپنے غلام سے نکاح کر دیا تھا پھر دونوں کو مکاتب کر دیا اور اب اُن کے بچہ پیدا ہوا تو یہ بچہ اپنی ماں کی کتابت میں داخل ہو (کر مکاتب ہو) جائے گا اور اس بچہ کی کمائی اس ماں ہی کی ہوگی اگر کسی مکاتب نے یا ماذون غلام نے اپنے آقا کی اجازت سے ایسی عورت سے نکاح کر لیا جو اپنے زعم میں اپنے آپ کو آزاد جانتی تھی پھر (اس کے اولاد ہوئی اور اب) اُس کا کوئی مستحق نکل آیا تو اس عورت کا لڑکا (بھی اس مدعی کا) غلام ہوگا۔ اگر کسی مکاتب نے ایک لونڈی خرید کر اُس سے صحبت کر لی پھر معلوم ہوا کہ وہ کسی اور کی تھی (غلطی سے بک گئی ہے) یا ایک لونڈی کا کوئی مکاتب خلاف شرع خرید کر مالک بن بیٹھا تھا مگر وہ لونڈی پھر بائع کو واپس ہو گئی تو ان دونوں صورتوں میں بھی (یعنی کتابت ہی کی حالت میں) صحبت کرنے کی خرچی دینی پڑے گی۔ اور اگر مکاتب نے لونڈی سے نکاح کر کے صحبت کی تھی (پھر وہ لونڈی کسی اور کی نکل آئی تو اس سے بھی صحبت کی خرچی لی جائے گی مگر آزاد ہونے کے بعد۔

فصل۔ اگر کسی مکاتبہ لونڈی کے اپنے آقا سے اولاد ہو جائے تو اب اس لونڈی کو اختیار ہے چاہے اپنی کتابت پر رہے (یعنی بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو جائے اور چاہے اس کی ادائگی سے عاجزی ظاہر کر کے ام ولد بن کر رہے۔ اگر کوئی اپنی ام ولد یا اپنے مدبر کو مکاتب کر دے تو درست ہے اور وہ ام ولد اس کے مرنے پر مفت آزاد ہو جائے گی اور یہ مدبر اپنی دو تہائی قیمت کما کر (آقا کو) دے یا اگر وہ فقیری کی حالت میں مر جائے (اور اس کے پاس کچھ نہ ہو) تو اپنا کل بدل کتابت ادا کر دے اگر کوئی اپنے مکاتب کو مدبر کر دے تو یہ بھی درست ہے۔ پھر اگر یہ بدل کتابت ادا کر دے گا تو آزاد ہو جائیگا اگر (اپنے عاجز ہونے کا اقرار کر لیگا تو مدبر ہی رہے گا اگر اس کا آقا مفلس ہو کر مر جائے تو اُس وقت اس کو ان دو باتوں میں اختیار ہے کہ چاہے اپنی قیمت کی دو تہائی کما کر دے اور چاہے بدل کتابت کی دو تہائی کما دے۔ اگر کوئی اپنے مکاتب کو آزاد کر دے تو وہ آزاد ہو جائیگا اور بدل کتابت اُس کے ذمہ سے اتر جائیگا اگر کسی نے اپنے مکاتب کو ایک ہزار روپے اُدھار پر مکاتب کیا تھا اور برس روز کے اندر روپیہ ادا کرنے کا وعدہ ٹھیرا تھا اور وہ قیمت میں ایک ہزار روپیہ کا تھا۔ اب یہ آقا مر گیا اور وارثوں نے یہ برس روز کا وعدہ نہ مانا تو اب یہ غلام اپنے بدل کتابت کی دو تہائی ابھی ادا کر دے اور باقی ایک تہائی روپیہ وعدہ کی مدت ختم ہونے تک دیدے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو غلامی میں رہے اگر کسی بیمار نے اپنے غلام کو ایک ہزار روپے پر مکاتب کیا

اور روپیہ ادا ہونے کا وعدہ وہی برس روز کے اندر دینا ٹھیرا اور یہ غلام قیمت میں دو ہزار روپیہ کا ہے اور ورثہ اس وعدہ کو منظور نہیں کرتے تو یہ غلام یا تو اپنی دو تہائی قیمت ابھی ادا کر دے یا غلامی اختیار کرے ایک شخص نے جو غلام نہیں ہے ایک غلام کو اس کے آقا سے ایک ہزار روپیہ پر مکاتب کرا کے وہ روپیہ اپنے پاس سے ادا کر دیا تو یہ غلام آزاد ہو گیا اگر اس غلام نے (اپنے مکاتب ہونے کی خبر سنی اور اس کے روپیہ ادا کرنے سے) کتابت منظور کر لی تو یہ مکاتب ہو جائیگا (آزاد نہیں ہونیکا) اور وہ روپیہ اسی کو ادا کرنا پڑے گا ایک شخص نے اپنے دو غلاموں کو مکاتب کیا۔ جن میں سے ایک یہاں ہے اور ایک نہیں ہے اور جو یہاں ہے اس نے کتابت منظور کر لی تو یہ کتابت درست ہو جائے گی اور ان میں سے جونسا کل بدل کتابت جب ادا کر دیگا تو اسی وقت دونوں آزاد ہو جائیں گے اور ادا کرنے والا دوسرے غلام سے کچھ نہیں لے سکتا اور نہ غیر حاضر سے بدل کتابت کا مطالبہ ہو سکتا ہے اور اس کا اس کتابت کو منظور کرنا بھی لغو ہے (یعنی اگر وہ منظور کرے تب بھی کتابت کا روپیہ اس کے ذمہ نہ ہوگا) اگر کوئی لونڈی اپنی طرف سے اور اپنے دو چھوٹے بچوں کی طرف سے عقد کتابت کرے تو درست ہے اور کتابت طے ہونے کے بعد ان تینوں میں سے جو کوئی کتابت کا کل روپیہ ادا کر دیگا وہ اوروں سے نہیں لے سکیگا (اور تینوں آزاد ہو جائیں گے)

مشترک غلام کو مکاتب کرنا

ترجمہ۔ ایک غلام دو شخصوں کا ہے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے کو اس بات کی اجازت دیدی کہ تو میرا حصہ ایکہزار میں مکاتب کر کے بدل کتابت وصول کر لے چنانچہ اس نے مکاتب کر دیا اور کچھ بدل کتابت وصول بھی کر لیا اس کے بعد وہ غلام باقی کا روپیہ ادا کرنے سے عاجز ہو گیا تو جو روپیہ وصول ہوا تھا وہ اسی وصول کرنے والے کا ہے دو آدمیوں کے ساجھے کی ایک لونڈی تھی دونوں نے اسے مکاتب کر دیا اس کے بعد ایک نے ان میں سے اس سے صحبت کر لی جس سے اس کے اولاد ہوئی اور اس پر صحبت کرنے والے ہی نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بچہ ہے اس کے بعد دوسرے نے بھی صحبت کر لی اس سے بھی اولاد ہوئی اور اس نے بھی دعویٰ کیا کہ یہ میری اولاد ہے اب وہ لونڈی بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو گئی تو یہ لونڈی اس کی ام ولد ہے جس نے پہلے صحبت کی تھی یہ اپنے ساجھی کو لونڈی کی نصف قیمت اور صحبت کرنے کی نصف خرچی

دیدے اور وہ اس کو صحبت کرنے کی پوری خرچی اور بچہ کی پوری قیمت دے اور یہ دوسرا بچہ اسی کا ہوگا اور ان میں سے جو کوئی صحبت کی خرچی اُس لونڈی کو دیدے تو یہ بھی درست ہے رادا ہو جائے گی کیونکہ یہ حق اُسی کا ہے) اور اگر دوسرے ساجھی نے اس مکاتبہ کو مدبرہ[1] کردیا اور اس سے صحبت نہیں کی اور اب وہ لونڈی کتابت کا روپیہ ادا کرنے سے عاجز ہوگئی تو اُس کو مُدبرہ کرنا باطل ہو جائیگا اور یہ لونڈی پہلے کی ام ولد ہوگی یہ اپنے ساجھی کو لونڈی کی نصف قیمت اور اس سے صحبت کرنے کی نصف خرچی اس کو دے اور وہ بچہ اسی کا ہے اگر دو ساجھی ایک لونڈی کو مکاتب کردیں پھر ان میں سے ایک جو مالدار ہے اُسے آزاد کر دے اس کے بعد وہ لونڈی ربدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو جائے تو یہ آزاد کرنے والا اپنے ساجھی کو لونڈی کی نصف قیمت دے اور یہ دی ہوئی قیمت اس لونڈی سے وصول کرے۔ ایک غلام دو آدمیوں کا تھا ایک نے اس کو مدبر کردیا اُس کے بعد دوسرے نے جو مالدار تھا اس کو آزاد کردیا تو مدبر کرنے والے کو اختیار ہے کہ اس غلام کی قیمت اس آزاد کرنے والے سے وصول کرے اور اگر دو شریکوں میں سے ایک نے پہلے آزاد کردیا اس کے بعد دوسرے نے اس کو مدبر کیا تو اب یہ آزاد کرنے والے سے کچھ نہیں لے سکتا رہاں اتنا اختیار ہے کہ چاہے آزاد کر دے اور چاہے اس غلام سے نصف قیمت کموالے)

مکاتب اور آقا کا مرنا

ترجمہ۔ (ایک مکاتب ہے کہ اُس نے اپنے بدل کتابت ادا کرنے کی قسطیں مقرر کر لی تھیں اور) وہ ایک قسط کے ادا کرنے سے عاجز ہوگیا اور کہیں سے عنقریب اُس کو کچھ مال ملنے والا ہے تو تین روز تک حاکم اُس پر عاجز ہونے کا حکم نہ لگائے اگر اُس کو تین روز کے اندر کچھ مال ملنے کی امید نہ ہو تو اُس پر عاجز ہونے کا حکم لگا دے۔ اور کتابت کو فسخ کردے یا اگر وہ مکاتب راضی ہو تو یہ آقا ہی فسخ کردے اور اب اس پر پھر وہی غلام ہونے کے احکام جاری ہوجائیں گے اور (اس وقت) جو کچھ اس کے پاس ہوگا وہ آقا کا ہو جائے گا۔ اگر مکاتب کچھ

[1] مدبرہ اس لونڈی کو کہتے ہیں جس سے آقا یوں کہدے کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے ایسے لونڈی غلام آقا کے مرنے کے بعد آزاد ہو جاتے ہیں ۱۲ مترجم عفی عنہ۔

[2] اور کتابت کا روپیہ ادا کرنے کے بعد کچھ بچے گا تو اس کے وارثوں کو دیا جائیگا ۱۲۔

مال چھوڑ کر مر جائے تو (اس صورت میں) اس کی کتابت فسخ نہ ہوگی بلکہ اس کے مال میں سے کتابت کا روپیہ ادا کر کے یہ حکم کیا جائیگا کہ یہ مکاتب اپنے مرنے سے کچھ پہلے آزاد ہو گیا تھا اگر مکاتب (مرگیا اور اس) نے ایک بیٹا چھوڑا جو اُس کے مکاتب ہونے کی حالت میں پیدا ہوا تھا اور مال اتنا نہیں چھوڑا جس سے بدلِ کتابت ادا کر دیا جائے تو یہ لڑکا اپنے باپ کی طرح اُس کی قسطیں ادا کرنے میں کوشش کرے جب یہ ادا کر دے گا تو اس پر یہ حکم لگایا جائیگا کہ یہ بھی آزاد ہے اور اس کا باپ بھی مرنے سے کچھ پہلے آزاد ہو گیا تھا۔ اگر مکاتب نے ایسا لڑکا چھوڑا ہے جو اس نے (اپنے مکاتب ہونے کی حالت میں) خرید لیا تھا تو اب یہ لڑکا یا تو[1] بدلِ کتابت ابھی ادا کر دے اور یا غلام ہو کر آقا کے پاس رہے۔ اگر کسی مکاتب نے اپنے بیٹے کو خریدا تھا پھر وہ مکاتب مر گیا اور اتنا مال چھوڑا جس سے بدل کتابت ادا ہو سکتا ہے تو یہ لڑکا وارث نہ ہوگا۔

فائدہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب یہ لڑکا باپ کی کتابت کا روپیہ ادا کر دیگا تو اُس کے آزاد ہونے کا حکم ہو جائیگا اور چونکہ یہ باپ کے تابع ہو کر آزاد ہوگا لہٰذا باپ کا وارث ہوگا۔

ترجمہ۔ اور یہی حکم اُس وقت ہے کہ جب مکاتب اور اُس کا بیٹا دونوں ایک ہی عقد سے مکاتب ہوتے ہوں (اور بیٹا بدلِ کتابت ادا کر دے تو یہ باپ کا وارث ہوتا ہے) اور اگر مکاتب نے ایک بیٹا آزاد عورت سے چھوڑا اور لوگوں کے ذمہ اتنا قرض بھی جو اُس کے بدل کتابت کو کافی ہو جائے پھر اس لڑکے نے کوئی ایسا جرم کیا کہ اُس کا جرمانہ حاکم نے اس کی ماں کے کنبہ پر ڈالا تو اس جرمانہ کے پڑنے سے اس مکاتب کے عاجز ہونے کا حکم نہ ہوگا ہاں اگر کسی مکاتبہ لونڈی کا بچہ ہو اور اس بچہ کے ترکے میں اس کی ماں اور باپ کے آزاد کرنیوالے جھگڑیں (یعنی دونوں فریق اُس کا ترکہ طلب کریں) اور حاکم ماں کے آزاد کرنے والوں کو ترکہ دلا دے تو اس سے بیشک اس مکاتب کے عاجز ہونے کا حکم ثابت[2] ہو جائیگا۔ اگر مکاتب نے (بدل کتابت ادا کرنے کی غرض سے) لوگوں سے صدقے وغیرہ کا روپیہ لے کر آقا کو دے دیا تھا اور اب وہ عاجز ہو گیا تو یہ روپیہ آقا کو کو کھانا درست ہوگا[3] اگرچہ ایسا روپیہ لینا آقا کو خود درست نہ ہوا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ

---

[1] یعنی اس لڑکے کو باپ کی طرح قسطوار ادا کرنیکی مہلت نہ ہوگی اور اگر بدل کتابت یک مشت ادا کر دے تو آزاد ورنہ یہ غلام ہو جائیگا اور یہ حکم امام صاحب کے نزدیک ہے صاحبین کے نزدیک اسے قسطوار دینا ہوگا ۱۲۔

[2] کیونکہ اس لڑکے کی ماں کے وارثوں کو ترکہ دلانا اس امر کی پختہ دلیل ہے کہ ماں میں آزاد ہونیکی قابلیت ہے اور باپ میں نہیں ہے اور اصل میں یہ قابلیت ہی آزاد ہونیکا سبب ہوتا ہے لہٰذا اس سے باپ سے کتابت سے عاجز ہونے کا حکم ثابت ہو جائیگا ۱۲

[3] روپیہ دینے کے بعد آقا سے کہدیا کہ اب روپیہ مجھ سے نہیں دیا جاتا میں تمھارا غلام ہی رہوں گا۔ ۱۲۔

ملک بدلنے سے روپیہ بدلنے کا حکم ہوجاتا ہے گویا یہ مکاتب تو اس روپیہ کا بطور صدقہ وخیرات کے مالک ہوا تھا۔ اور آقا کو آزاد کرنے کے عوض میں ملا ہے اگرچہ آزادی کا ظہور بعد ہی میں ہوا ہو اگر غلام نے کوئی جرم کر دیا تھا اور آقا کو اس کی اطلاع نہ تھی اُس نے اُس غلام کو مکاتب کر دیا کچھ دنوں بعد یہ بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہوگیا تو اب یہ آقا اس غلام کو دیدے (یعنی جس کا اس نے جرم کیا ہے اُس کے حوالے کردے) اور یا اُس کے جرم کا تاوان دیدے اور یہی حکم اُس صورت میں ہے کہ ایک مکاتب نے کچھ جرم کر دیا تھا اور ابھی جرمانہ ہونے کا حکم نہ ہوا تھا کہ یہ مکاتب عاجز ہوگیا (تو اب اس کا آقا خواہ اسی کو دیدے اور خواہ جرمانہ بھرے) اور اگر اس پر کتابت ہی کی حالت میں جرمانہ کا حکم ہوچکا تھا اور اب یہ بدل کتابت سے عاجز ہوگیا تو یہ جرمانہ اس کے ذمہ بمنزلہ قرض کے ہوگا یعنی اُس کے ادا کرنے میں اس غلام کو فروخت کر دیا جائیگا اگر (عقد کتابت طے کرنے کے بعد) آقا مر جائے تو عقد کتابت فسخ نہ ہوگی بلکہ مکاتب کتابت کا روپیہ اپنے آقا کے وارثوں کو قسط وار ادا کر دے اور اگر وہ اپنی خوشی سے آزاد کر دیں تو یہ مفت آزاد ہوجائیگا۔ اور سارے نہ کریں بلکہ آزاد کریں تو اس سے آزادی ثابت نہ ہوگی۔

کتاب الولاء

ولاء کا بیان

اگر کسی کا غلام مر جائے اور اس کا وارث نہ ہو تو اس کا ترکہ آقا کو پہنچتا ہے اس ترکہ کو ولا کہتے ہیں۔

ترجمہ۔ لونڈی غلام کا ترکہ آزاد کرنے والے کو پہنچتا ہے خواہ آزادی مدبر کرنیکے ذریعہ سے ہو خواہ مکاتب کرنے سے ہو یا ام ولد کرنے سے ہو۔ اور یا کسی قریب رشتہ دار کے خرید لینے سے آزاد[1] ہو گیا ہو اور ولا نہ ملنے کی شرط ٹھیرانا لغو ہے۔ اگر کسی نے ایسی لونڈی آزاد کی جو اپنے شوہر غلام سے حاملہ تھی تو اس بچہ کی ولا (یعنی جو اس وقت حمل میں ہے) اپنی ماں کے آقاؤں کو منتقل نہیں ہو سکتی (یہاں تک کہ اگر اس بچہ کا باپ بھی آزاد کر دیا جائے تو بچہ کی ولاء اس کے باپ کے آقا کی طرف نہیں جا سکتی۔ مگر اس میں یہ بات ضروری ہے کہ اس لونڈی کے آزاد ہونے کے بعد چھ مہینے سے کم میں بچہ پیدا ہو جائے) پس اگر آزاد کے آزاد ہونیکے بعد چھ مہینے سے زیادہ میں بچہ پیدا ہوا ہے تو اب بھی اس کی ولاء ماں ہی کے آقا کو پہنچے گی (بشرطیکہ اس بچہ کا باپ آزاد نہ ہوا ہو) اور اگر آزاد ہو گیا ہے تو یہ اپنے لڑکے کی ولاء کو اپنے آقاؤں کی طرف کھینچ لے گا (یعنی پھر اس بچہ کی ولاء کے اس غلام کے آقا وارث ہو جائیں گے۔ اگر ایک عجمی نے کسی آزاد شدہ لونڈی سے نکاح کر لیا تھا پھر اس کے بچہ ہوا تو اس بچہ کی ولاء اس کی ماں کے آزاد کرنیوالوں ہی کو پہنچے گی اگرچہ اس عجمی کے کوئی مولی[2]

---

[1] مثلاً ایک شخص نے اپنے بیٹے یا اور کسی خویش کو خرید لیا تھا اور قرابت کے باعث اس کے مالک ہوتے ہی وہ آزاد ہو گیا تو اس کا ترکہ جس کو ولاء کہتے ہیں اس شخص کو پہنچیگا جس نے خریدا تھا ۱۲

[2] اسکی وجہ یہ ہے کہ آزاد کرنیوالا مولی الموالات پر مقدم ہے لہذا اس کے ہوتے اس غریب کو نہیں پہنچ سکتا اور مولی المولات اسے کہتے ہیں کہ ایک کافر مسلمان ہو کے کسی سے یہ عہد کرے کہ میرے مرنے کے بعد میرے مال کا وارث تو ہی ہے ۱۲ -

الموالات بھی ہو (جس کا بیان اگلی فصل میں آتا ہے) آزاد کرنے والا وارث ہونے میں ذوی الارحام پر مقدم ہے اور نسبی عصبہ کے ہوتے ہوئے آزاد کرنے والا وارث نہیں ہوسکتا (نسبی عصبہ اُس کو کہتے ہیں جو ذوی الفروض کے حصہ لینے کے بعد باقی مال کا وارث ہوتا ہے) پس اگر ایک غلام آزاد کرنے کے بعد یہ آزاد کرنے والا آقا مرگیا اور اس کے بعد یہ آزاد شدہ غلام بھی مرگیا تو اس کی میراث آقا کے عصبوں میں سے اس عصبہ کو ملیگی جو سب میں زیادہ قریب ہو اس کے ہوتے اور وارثوں کو نہیں ملے گی) اور عورتوں کو حق ولاء نہیں پہنچتا۔ ہاں اس غلام یا لونڈی کا کہ جس کو عورتوں ہی نے آزاد کیا ہو یا اُن کے آزاد کردہ نے آزاد کیا ہو (اور وہ کرنے والا بیچارہ مرگیا ہو) یا عورتوں نے کسی کو مکاتب کیا ہو یا اُن کے مکاتب نے کسی کو مکاتب کیا ہو اور ان کا مکاتب مرگیا ہو تو اُس کے وسیلہ سے ولاء آزاد کرنے والی عورت کو پہنچ جائے گی)

فصل۔ اگر کوئی شخص کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہو اور یوں کہے کہ میرے مرنیکے بعد تو ہی وارث ہوگا اور اگر مجھ سے کوئی خون وغیرہ ہو جائے تو اس کی خون بہا بھی تجھے ہی دینی ہوگی (تو اس معاملہ کو عقدِ موالات کہتے ہیں) یا جس کے ہاتھ پر مسلمان ہوا ہے اُس کے سوا اور کسی سے ایسا معاملہ (یعنی عقد موالات کرے تو یہ درست ہے اگر نو مسلم کے اور کوئی وارث نہ ہوگا تو یہی اس کا وارث ہوگا اور اسی کو اس کی طرف سے خونبہا دینا پڑے گا اور اس موالات کرنے والے کو سب ذوی الارحام کے بعد ترکہ ملتا ہے (یعنی اگر اس کا کوئی ذوی الارحام ہو تو اس صورت میں اُسی کو ترکہ ملتا ہے اور یہ مولی الموالات ترکہ سے محروم رہتا ہے) اور یہ نو مسلم اگر اپنے عقد موالات کو منتقل کرنا چاہے تو جس سے یہ پہلے عقد کر چکا ہے اس کے روبرو منتقل کرسکتا ہے مگر اُسی وقت تک کہ اُس نے اس کی طرف سے کوئی خون بہا وغیرہ نہ بھرا ہو[1] اور آزاد کردہ غلام کو یہ اختیار نہیں ہوتا کہ وہ کسی سے عقد موالات کرے (کیونکہ اس کا اور کوئی مولی نہیں ہوسکتا بلکہ جس نے اُسے آزاد کیا ہے وہی اس کا مولی ہے) اگر ایک عورت نے کسی مرد سے عقدِ موالات کرلیا پھر اُس کے بعد بچہ پیدا ہوا تھا یہ بچہ بھی اپنی ماں کی موالات میں شامل رہیگا[2]

---

[1] اگر وہ اُس کے جرم وغیرہ کرنے میں کچھ جرمانہ وغیرہ بھر چکا ہے تو پھر اس کو عقد موالات کو منتقل کرنے کرنے کا اختیار نہ رہے گا مترجم [2] یعنی اُس وقت کہ اس بچہ کا باپ معلوم نہ ہو ورنہ باپ معلوم ہونے کی صورت میں یہ بچہ ماں کے حکم میں نہیں ہوسکتا ۱۲۔

کتاب الاکراہ
زبردستی کرنیکا بیان

فائدہ ۔ اکراہ کے لغوی معنی یہ ہیں کہ کسی سے ایسا فعل کرایا جائے جسے وہ برا سمجھے اور کرنا نہ چاہے اور شرعی معنی یہ ہیں جو آگے مصنف بیان کرتے ہیں ۔

ترجمہ ۔ اکراہ اس کو کہتے ہیں کہ آدمی دوسرے کے سبب سے کوئی فعل کرے اس فعل سے وہ کرنے والا راضی نہیں ہوا کرتا اور اکراہ میں یہ شرط ہے کہ زبردستی کرنے والا اس فعل کو کر سکتا ہو کہ جس سے وہ ڈرا رہا ہے (اس بارے میں کسی خاص آدمی کا ہونا ضروری نہیں ہے بادشاہ ہو یا چور ہو دوسری شرط یہ ہے کہ جس پر زبردستی کی گئی ہے اسے یہ اندیشہ (اور امید ہو (کہ) اگر میں نے اس کے کہنے کے موافق نہ کیا تو) جس بات سے یہ مجھے ڈرا رہا ہے ضرور کر دے گا ۔ پس اگر کسی شخص پر کسی چیز کے بیچنے پر یا خریدنے پر یا کسی چیز کا اقرار کرنے پر ۔ یا ٹھیکہ دینے پر قتل کے ڈراوے سے زبردستی کی گئی (یعنی زبردست نے یہ کہا کہ اگر تو نہ بیچیگا یا نہ خریدیگا یا سو روپے کا اقرار نہ کرے گا یا ٹھیکہ نہ دیگا تو میں تجھے جان سے مار ڈالوں گا) یا اسی طرح سخت مارنے یا ایک مدت تک قید میں رکھنے کا ڈراوا دیا گیا (اور اس ڈر سے اس نے یہ خرید و فروخت وغیرہ کر لی تو یہ زبردستی جاتے رہنے کے بعد اس کو اختیار ہو گا کہ چاہے اس بیع وغیرہ کو بدستور رکھے اور چاہے توڑ ڈالے اور ایسی بیع وغیرہ سے مشتری کی ملک بھی ثابت ہو جائیگی مگر اس وقت جب کہ وہ مبیع پر قبضہ کرے کیونکہ ایسی بیع فاسد ہوتی ہے (بیع فاسد کا حکم یہی ہے کہ اس کے بعد مشتری کے مبیع پر قبضہ کر لینے سے ملکیت ثابت ہو جاتی ہے) اور (ایسی صورت میں) اگر بائع خوشی سے قیمت لیلے تو یہ (اس کی طرف سے) بیع کی اجازت ہے جیسا کہ اگر یہ مبیع

لہ مثلاً اس نے یہ ڈراوا دیا کہ اگر تو نے یوں نہ کیا تو میں تیرا گلا گھونٹ دوں گا تو اس میں گلا گھونٹ دینکی قوت ہونا ضروری ہے ۱۲ ۔

خوشی سے مشتری کے حوالے کردے تو وہ اس کی طرف سے اجازت شمار ہوتی ہے۔ اگر مشتری کے پاس سے مبیع جاتی رہی اور اس پر خریدتے وقت کچھ زبردستی نہیں کی گئی تھی بلکہ بائع پر زبردستی کی گئی تھی (کہ اُس سے زبردستی بکوادی گئی ہے) تو اس مشتری کو اس مبیع کی قیمت بائع کے حوالے کرنی پڑے گی۔ اور جس پر زبردستی ہوئی ہو اسے زبردستی کرنے والے سے (اپنے دیے ہوئے کا) تاوان لینے کا اختیار ہے۔ اگر کسی پر سور کا گوشت کھانے یا مردار کھلانے یا خون کھانے یا شراب پینے پر زبردستی کی گئی کہ اگر تو یہ چیزیں نہ کھائے پیئے گا تو تجھے قید کر دینگے یا ماریں گے یا مشکیں باندھ دینگے تو اُسے ان چیزوں کا کھانا پینا حلال نہ ہوگا۔ ہاں اگر قتل کر دینے یا کسی عضو کے کاٹ دینے سے ڈرایا تو ان چیزوں کا کھانا پینا حلال ہو جائیگا بلکہ اُن کو نہ کرنے اور قتل ہو جانے وغیرہ کی صورت میں وہ گنہگار ہوگا۔ اگر کسی پر کفر کا کلمہ زبان سے نکلنے یا کسی مسلمان کا مال تلف کرنے پر یہ زبردستی کی گئی کہ اگر تو ایسا نہیں کریگا تو تجھے جان سے ماردیں گے یا تیرا ہاتھ پیر کاٹ ڈالیں گے ان دو باتوں کے سوا اور کسی طرح کا ڈراوا نہیں دیا گیا تو اسے ان دونوں کاموں کے کر لینے کی اجازت ہے اگر یہ اپنے قتل وغیرہ ہونے پر صبر کرلے (اور کفر کا کلمہ زبان سے نہ نکالے یا مسلمان کا مال تلف نہ کرے) تو اسکا پورا پورا اجر ملیگا اور اگر اس سے صبر نہ ہوا اور اس نے زبردست کے ڈرانے سے کسی مسلمان کا مال تلف کردیا تو اس (مال کے مالک کو اختیار ہے کہ زبردستی کرنیوالے سے تلف شدہ مال کی قیمت وغیرہ وصول کرے۔ اگر کوئی کسی سے زبردستی کسی شخص کو قتل کرائے (یعنی یہ کہے کہ اگر تو اسے قتل نہ کریگا تو میں تجھے قتل کردونگا) تو اُسے قتل کرنیکی اجازت نہیں ہے اور اگر اُس نے (کسی کے زبردستی کرنے سے) قتل کردیا تو یہ گنہگار ہوگا لیکن قصاص زبردستی کرنیوالے ہی سے لیا جائیگا اگر کسی پر اُس کے لونڈی غلام آزاد کرانے یا اُس کی بیوی کو طلاق دلوانے میں زبردستی کیگئی اور اس نے ایسا کردیا[1] تو آزادی اور طلاق دونوں واقع ہو جائیں گی اور اب یہ اپنے لونڈی غلام کی قیمت یا اگر بیوی سے ابھی ہم بستر نہیں ہوا تھا تو نصف مہر اس زبردستی کرنیوالے سے وصول کرے اگر کسی پر مرتد ہونے پر زبردستی کی گئی (اور وہ مجبوراً مرتد ہو گیا) تو اس سے اس کی بیوی پر بائنہ طلاق نہیں پڑے گی کیونکہ جبتک کسی کا عقیدہ نہ بدلے اس پر کفر کا حکم نہیں ہوتا۔ اور یہاں اس شخص کا عقیدہ نہیں بدلا بلکہ دل سے (ایمان پر قائم ہے اسی وجہ سے یہ حکم ہے کہ اگر ایسی صورت میں عورت یہ دعویٰ کرے کہ میرا شوہر مرتد ہو گیا ہے اس لئے میں اس کے نکاح سے باہر ہوگئی ہوں اور شوہر اس کا انکار کرے تو شوہر ہی کے کہنے کا اعتبار ہوتا ہے لیکن یہ حکم خلاف قیاس یعنی استحساناً ہے۔ بحر الرائق مختصراً۔

[1] یعنی اپنی لونڈی غلام کو آزاد کردیا یا اپنی بیوی کو طلاق دیدی ۱۲ ش اور اگر ہم بستری کے بعد ایسا موقع ہوا ہے یعنی اس سے زبردستی طلاق دلائی گئی ہے تو اب یہ مہر بالکل واپس نہیں لے سکتا کیونکہ مہر اس کے ذمہ ہم بستری ہونے سے ہو چکا تھا اس طلاق کے دلوانے سے نہیں ہوا جو اس سے وصول کیا جائیگا۔ ۱۲

کتابُ الحجر

تصرّف سے روکنے کا بیان

فائدہ - حجر کے لغوی معنی روکنے اور علیحدہ کرنے کے ہیں عقل کو حجر اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ آدمیوں کو بد افعالیوں کے مرتکب ہونے سے روکتی ہے اور یہ شرعی معنی ہیں جو آگے مصنف بیان فرماتے ہیں حاشیہ -

ترجمہ - بچہ ہونے یا غلام ہونے یا دیوانہ ہونے کی وجہ سے زبانی تصرف (یعنی بیع شراء) کرنے سے روکدینا (شرع میں) حجر کہلاتا ہے[1] (ہاتھ پاؤں کے) کام کرنے سے روکدینا حجر نہیں کہلاتا اور جب یہ ثابت ہوگیا کہ یہ تینوں زبانی تصرف کرنے سے مجحور ہوتے ہیں تو (پس اسی وجہ سے بچہ کا زبانی) تصرف اُس کے ولی (وارث) کی اجازت بغیر درست نہیں ہوسکتا اور نہ غلام کا اُس کے آقا کی اجازت دے یا نہ دے) اگر ان تینوں میں سے کوئی (کسی سے خرید و فروخت کا معاملہ کرلے اور) اُسے اتنی سمجھ بھی ہو تب بھی اُس کے وارث کو اختیار ہوگا کہ چاہے اس معاملہ کو رہنے دے اور چاہے فسخ کردے اگر یہ (کسی کی) کوئی چیز تلف کردیں تو اس کے دین دار ہونگے (ان سے تاوان لیا جائیگا) اور بچے اور دیولنے کے اقرار کا کچھ اعتبار نہیں ہوسکتا ہاں غلام کا اقرار خود اسی غلام کے حق میں چل سکتا ہے اس کے آقا کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوسکتا مثلاً اگر ایک غلام نے اپنے ذمہ کسی کا روپیہ ہونے کا اقرار کرلیا تو اُس کے آزاد ہونے کے بعد اس[2] روپیہ کا ادا کرنا اس کے ذمّہ ہوگا - اگر کوئی غلام اپنے ذمہ ہونے یا قصاص لازم ہونے

[1] حجر کہلانے اور نہ کہلانے سے یہ مقصود ہے کہ اگر ان تینوں میں سے کوئی اپنی چیز بیچدے یا کسی سے کچھ خریدلے تو ان کے بیچنے کا اور خریدنے کا کچھ اعتبار نہ کیا جائیگا اور اگر ہاتھ پاؤں سے کسیکا کچھ نقصان کردے تو اس کا تاوان دینا پڑیگا کیونکہ ان کے فعل میں حجر نہیں ہوتا ۱۲ مترجم

[2] کیونکہ اس وقت جو کچھ اس کے پاس ہے وہ اس کا نہیں ہے اسکے آقا کا ہے ہاں آزاد ہونیکے بعد اس میں مالک ہونے کی قابلیت ہوجائیگی لہذا اسوقت اسپر ادا کرنیکا حکم کیا جائیگا ۱۲ مترجم

کا اقرار کرے تو اس پر ابھی جاری کردی جائے گی باقی بیوقوفی تصرف کرنے سے مانع نہیں ہوتی (یعنی اگر کوئی بیوقوف ہو تو اس کی وجہ سے اُس پر حجر کا حکم نہیں ہو سکتا) اگر کوئی لڑکا بالغ ہو گیا مگر وہ بے وقوف ہے تو جب تک وہ پچیس برس کا نہ ہو جائے اس کا روپیہ پیسہ اُسے نہ دیا جائے اور پچیس برس سے پہلے اگر وہ کوئی بیع شرا کرے گا تو وہ درست قرار دیجائیگی جب وہ پچیس برس کا ہو جائے تو اس کا مال اُس کے حوالے کردیا جائے گو خراب کرے اور بدمعاش ہونے یا کاروبار سے غفلت یا قرضدار ہو جانے کی وجہ سے کسی پر مجور ہونے (یعنی قابل تصرف نہ رہنے) کا حکم کرنا جائز نہیں ہے ہاں اگر اس کے قرض خواہ اسے قید کرانا چاہیں تو حاکم اسے قید کردے تاکہ وہ اپنا قرض اتارنے میں اپنا مال (وغیرہ) فروخت کردے اگر اس کے ذمہ روپے ہیں اور اس کے پاس اشرفیاں ہیں یا اس کا عکس ہے (یعنی اُس کے پاس روپیہ ہیں اور ذمہ اشرفیاں ہیں) تو دونوں صورتوں (روپیہ اشرفیوں) کو بیچ کر قرض ادا کر دیا جائے اور (قرض ادا کرنے کی غرض سے اس کی بے اجازت) اس کا اسباب یا زمین بیع نہ کی جائے (ہاں اسے قید وغیرہ کرکے اس پر مجبور کریں کہ وہ خود بیع کردے) اور مفلسی کے سبب سے بھی کوئی مجور (یعنی تصرف سے ممنوع) نہیں ہو سکتا پس اگر کسی نے کوئی خاص چیز مول لی تھی اور ابھی قیمت ادا کرنے نہیں پایا تھا کہ وہ دیوالیہ قرار دیدیا گیا تو جس نے یہ چیز بیچی تھی وہ (قیمت وصول کرنے میں) اور قرض خواہوں کے برابر[1] ہے۔

فصل۔ فی حد البلوغ (بالغ ہونے کی حد کی تفصیل)

ترجمہ۔ اگر لڑکے کو احتلام ہونے لگے یا اُس سے عورت کو حمل رہجائے یا (صحبت کرنے سے) انزال ہو جائے تو (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک) اس پر بالغ ہونیکا حکم ہو جاتا ہے اور اگر ان (تینوں صورتوں) میں سے کوئی ظاہر نہیں ہوئی تو پھر پورے اٹھارہ برس کا ہونے پر بالغ قرار دیا جائیگا لڑکی کو اگر حیض آنے یا احتلام ہونے لگے یا حمل رہ جائے تو وہ بالغ ہے اور اگر ان میں سے کوئی بات نہ ہو تو پھر پورے سترہ برس کی ہونے پر بالغ قرار دیجائیگی مگر آجکل فتویٰ (صاحبین کے) اس (قول) پر ہے کہ لڑکا اور لڑکی دونوں پندرہ برس کے ہونے پر بالغ ہو جاتے ہیں لڑکے کے حق میں بالغ ہونیکی عمر کم سے کم بارہ برس ہیں اور لڑکی کے حق میں نو برس پس اگر دونوں قریب البلوغ ہوں (بظاہر بالغ نہ معلوم ہوں) اور یہ کہیں کہ ہم بالغ ہو گئے ہیں تو اُن کے کہنے کا اعتبار کرلیا جائیگا۔ اور اُن پر بالغوں ہی جیسے احکام جاری) ہوں گے۔

---

[1] برابر ہونیکا مطلب یہ ہے کہ اب اس چیز کو بیچ کر سب کو حصہ رسد دام ملیں گے یہ نہیں ہو سکتا کہ یہ چیز اس اکیلے بیچنے والے ہی کو سجائے اور باقی قرض خواہوں کو اس سے کچھ واسطہ نہ ہو ۱۲ مترجم [2] یعنے اگر کوئی ولی اپنے پرورش کردہ لڑکے بالغ سے یہ کہے کہ میں تیرے اوپر سے ایک مہینے کیلئے تصرف کی روک اٹھائے لیتا ہوں اور بعد مہینے کے پھر مجوری ہو جائیگا یا کہے کہ خاص اس تجارت کی اجازت دیتا ہوں اور باقی چیزوں کی تجارت کرنیسے تو مجور ہے تو اس ولی کا یہ کہنا بیکار ہوگا بالغ لڑکا اب جس چیز کی چاہے تجارت وغیرہ کر سکتا ہے اور یہی تفصیل آقا اور غلام کی ہے ۱۲ مترجم۔

کتابُ الماذون

اذن دیے ہوئے کا بیان

ترجمہ ۔ اس (گذشتہ) حجر (یعنی روک یا تصرف سے ممنوعیت) کے اُٹھا لینے اور (اپنے منع کرنے کے) حق کو ساقط کر دینے کو (شریعت میں) اذن (اور اجازت) کہتے ہیں ۔ اور یہ کسی معین وقت تک یا خاص کام میں منحصر نہیں ہو سکتا اگر کوئی آقا اپنے غلام کو بیع کرتے ہوئے یا کوئی چیز خریدتے ہوئے دیکھ کر چپ ہو رہا تو اس سے اجازت ثابت ہو جائے گی ۔ اگر کسی نے (اپنے غلام کو تجارت کی) عام اجازت دیدی کسی چیز کی تعیین کر کے نہیں دی تو اب اُسے عام اجازت ہوگی کہ جو چاہے خریدے جو چاہے بیچے اور چاہے خرید و فروخت کے لئے ایجنٹ رکھے چاہے اپنی چیز گروی رکھدے چاہے کسی کی چیز اپنے پاس گروی رکھے چاہے مضاربت پر تجارت کرائے اور آپ نوکری یا مزدوری کرے یا کسی کے قرض کا یا غصب کا یا امانت کا اقرار کرے ہاں آقا سے (اجازت لئے بغیر) اپنا نکاح نہیں کر سکتا اور نہ اپنے (خریدے ہوئے) غلام کا نکاح کر سکتا ہے نہ مکاتب کر سکتا ہے نہ آزاد کر سکتا ہے نہ کسی کو قرض دے سکتا ہے نہ کوئی چیز ہبہ کر سکتا ہے اور ایسے غلام کو اتنا اختیار ہے کہ تھوڑا سا کھانا (مثلاً ایک آدھ روٹی) کسی کو بھیجدے یا جو اُسے کھلاتا پلاتا ہو اس کی دعوت کر دے یا کسی اپنی چیز کے (عیب کے سبب سے قیمت کم کر دے ۔ اگر ایسے ماذون غلام کے ذمے قرض ہو جائے تو وہ اس کی ذات سے تعلق رکھے گا یہانتک کہ اگر اُس کا آقا اس کی طرف سے ادا نہ کرے تو قرض میں اس غلام کو بیچدیا جائے اور اس کی قیمت حصہ رسد (سب قرض خواہوں میں) تقسیم کر دی جائے (اگر قیمت میں قرض کا پورا نہ پڑے تو) جو باقی رہجائے اُس سے آزاد ہونے کے بعد مطالبہ کیا جائے (اگو قیمت کے روکنے پر یہ تجارت وغیرہ کرنے سے اُس وقت رک جائیگا کہ جب اکثر بازار والوں (اور دکانداروں) کو اس پر روک ہونے کا علم

ہو جائے علیٰ ہذا القیاس اس کے آقا کے مرجانے دیوانہ ہو جانے ۔ مرتد ہو کر دار الحرب میں چلے جانے اور خود اس غلام کے بھاگ جانے سے بھی تصرف سے روک ہونی ثابت ہو جاتی ہے ۔ اگر آقا نے اپنی اجازت دی ہوئی لونڈی کو ام ولد[1] بنا لیا تو پھر اس کی بھی اجازت جاتی رہے گی اور لونڈی غلام کو مدبر کرنے سے اس اجازت میں فرق نہیں آتا اور ان اخیر کی دونوں صورتوں میں قرض خواہوں کے لئے آقا ان کی قیمت کا ضامن ہوگا ۔ اگر ماذون غلام کے پاس کچھ روپیہ وغیرہ تھا اور اسے اجازت سے روکنے کے بعد اس نے یوں کہا کہ یہ روپیہ فلاں شخص کا ہے تو یہ اقرار معتبر ہوگا ۔ اور اگر ماذون غلام کے ذمہ اتنا قرض ہے کہ جو اس کے پاس کا سارا روپیہ دینے اور اس کے بیچ دینے سے بھی پورا نہیں ہو سکتا تو ایسی صورت میں اس کے پاس کے روپیہ وغیرہ کا اس کا آقا مالک نہیں ہو سکتا اسی وجہ سے یہ حکم ہے کہ اگر اس ماذون غلام کی کمائی میں ایک غلام آقا آزاد کر دے تو اس کا آزاد کرنا درست نہ ہوگا ۔ ہاں اگر اتنا قرض نہیں ہے جو اس کے سارے روپے اور اس کی قیمت سے بھی بے باق نہ ہو (بلکہ کم ہے) تو اس صورت میں آقا کے آزاد کرنے سے وہ غلام آزاد ہو جائیگا ۔ اور ماذون غلام کو اپنے آقا کے ہاتھ کوئی چیز بیچنی درست نہیں ہے ۔ ہاں اگر پوری قیمت سے بیچے اور اگر آقا پوری قیمت سے یا کم قیمت سے کوئی چیز اس کے ہاتھ بیچ دے تو یہ درست ہے ۔ اگر آقا نے اپنے ماذون غلام سے قیمت لینے سے پہلے مبیع اس کو دیدی تو اب اس سے قیمت نہیں لے سکتا (کیونکہ جب مبیع اس کو دیدی تو قیمت اس کے ذمہ قرض ہو گئی اور غلام پر آقا کا قرض نہیں ہوا کرتا) ہاں آقا کو یہ اختیار ہے کہ قیمت وصول کرنے کی وجہ سے مبیع کو روک لے (اور یوں کہدے کہ قیمت لینے کے بعد مبیع دونگا) اگر آقا اپنے ماذون (قرضدار) غلام کو آزاد کر دے تو یہ درست ہے ہاں اس کے قرضخواہوں کو اس کی قیمت اسی آقا کو دینی پڑے گی اور جو کچھ قرض بچیگا اس کا اس سے آزاد ہونے کے بعد مطالبہ کیا جائیگا پس اگر ایسے غلام کو اس کے آقا نے بیچ دیا تھا اور پھر (مقدمہ ہونے کے وقت) مشتری نے اس کو غائب کر دیا تو قرض خواہ اس (آقا بیچنے والے) سے اس کی قیمت وصول کر لیں اگر اس کے بعد وہ غلام کسی عیب (وغیرہ) کی وجہ سے واپس ہو کر آقا کے پاس آجائے تو یہ اپنی دی ہوئی قیمت ان قرض خواہوں سے پھیر لے اور غلام ان کے حوالے کر دے کیونکہ قرضخواہوں کا حق اس غلام ہی پر ہے یا وہ قرض خواہ اس مشتری سے قیمت وصول کر لیں یا چاہیں تو اس بیع کو بدستور رکھیں اور قیمت (جو آقا نے لی تھی اب اس سے) لے لیں

---

[1] یعنی اگر آقا نے اپنی اجازت دی ہوئی لونڈی کو ام ولد بنا لیا یا مدبر کر دیا اور اس کے ذمہ کچھ قرض تھا تو ایسی لونڈی کی قیمت آقا کو قرضخواہوں کے حوالے کرنی پڑے گی ۱۲ مترجم ۔

اگر آقا نے ماذون غلام کو بیچدیا حالانکہ اُس کو خبر تھی کہ یہ قرضدار ہے تو قرضخواہوں کو اس بیع کے واپس کر دینے کا اختیار ہے اور یہ بیچنے والا کہیں چلا گیا تو قرض خواہوں کو جوابدہی کرنی مشتری کے ذمہ نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص کسی شہر میں آیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں (مثلاً) زید کا غلام ہوں پھر وہاں خرید و فروخت شروع کر دی تو تجارت کے کل احکام اس پر لازم ہو جائیں گے اگر اس کے ذمہ قرض ہو گیا اور قرض خواہوں نے اس کو بکوانا چاہا تو جب تک اس کا آقا نہ آجائے یہ بیع نہیں ہو سکے گا اگر بعد میں آقا آگیا اور اس کو اجازت دینے کا اس نے اقرار کیا تو اب یہ بیع کر دیا جائیگا اور اگر اس نے اقرار نہ کیا تو نہیں بکیگا اور اگر کسی ولی نے ایسے نابالغ یا کم فہم کو اجازت دیدی جو خرید و فروخت کی سمجھ رکھتے تھے تو وہ خرید و فروخت میں مثل ماذون غلام کے ہے۔

لہ خرید و فروخت کی سمجھ رکھنے سے یہ مراد ہے کہ بیچنے سے چیز جاتی اور قیمت آتی ہے اور خریدنے سے قیمت جاتی اور چیز آتی ہے ۱۲۔

کتابُ الغصْب

چھین لینے کا بیان

فائدہ ۔ ایک چیز کے ظلمًا اور زبردستی لینے کو لغت میں غصب کہتے ہیں خواہ مال ہو یا اور کچھ ہو اور شرعی معنے یہ ہیں جو آگے مصنف رح بیان فرماتے ہیں (حاشیہ اصل)

ترجمہ ۔ باطل اور ناحق تصرف کے ذریعے دوسرے کے حق تصرف کو زائل کردینا (شریعت میں) غصب کہلاتا ہے پس (دوسرے کا غلام زبردستی پکڑ کے خدمت لینا اور کسی کا گھوڑا وغیرہ چھین کر اس پر بوجھ لادنا غصب میں داخل ہے (اگر کوئی اپنے فرش پر بیٹھا ہوا ور دوسرا آدمی اس فرش پر جا بیٹھے تو یہ) بیٹھنا غصب میں داخل نہیں ہے (کیونکہ پہلی دونوں صورتوں میں مالک کا تصرف اُٹھ جاتا ہے اور اس فرش کی صورت میں اس کا تصرف نہیں اُٹھتا لہذا وہاں غصب ہے اور یہاں نہیں ہے اور چھیننے والے[1] نے جہاں کوئی چیز چھینی ہو وہیں اُس کا واپس کردینا اُس پر واجب ہے اگر وہ موجود ہو اور اگر وہ تلف ہوگئی ہے اور مثلی[2] تھی تو اس کا مثل[3] دینا واجب ہے اور اگر مثل نہ مل سکے تو جھگڑے کے دن (وہاں) جتنے کو وہ چیز بکتی ہو اس کی قیمت دیدے اور اگر ایسی چیز ہے کہ اس کا مثل ہی نہیں ہے (جیسے حیوانات اور گنتی سے بکنے کی چیزیں تو ان میں وہ قیمت دینی پڑے گی جو اُس کے غصب کرنے کے دن تھی اگر غاصب چھینی ہوئی چیز (یعنی مغصوب کے) تلف ہونے کا دعوٰی کرے تو حاکم اسے کچھ دن قید میں رکھے تا کہ حاکم کو یہ یقین ہوجائے کہ اگر وہ چیز باقی ہوتی (تلف نہ ہوتی) تو یہ ضرور

[1] جس کو ہمارے محاورے میں چھینا اور دبالینا بولتے ہیں اور عربی میں چھیننے والے کو غاصب کہتے ہیں اور جو چیز چھینی ہو وہ مغصوب ۱۲ [2] جو چیزیں ناپ کر یا تول کر بکتی ہیں وہ فقہ میں مثلی کہلاتی ہیں جیسے گیہوں جو تیل وغیرہ ۱۲ [3] یعنی اتنی ہی چیز ۱۲ ۔

ظاہر کر دیا اس کے بعد غاصب پر اس چیز کا بدلہ دینے کا حکم لگا دے اور غصب اُن ہی چیزوں میں ہو سکتا ہے جو ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکیں (جیسے کپڑا غلہ وغیرہ) پس اگر کسی نے کوئی زمین غصب کر لی تھی اور وہ خراب ہو گئی (یعنی بنجر یا دریا برد) ہو گئی تو غاصب پر تاوان نہ آئیگا (کیونکہ غصب ہی متحقق نہیں ہوا) ہاں اگر زمین میں (غاصب کے) رہنے سے یا کاشت کرنے سے کچھ نقصان آگیا تو اس نقصان کا وہ ضامن ہو گا (یعنی اس نقصان کا معاوضہ غاصب کو دینا ہو گا) جیسا کہ منقولی چیزوں کا حکم ہے۔ اگر غاصب نے (مغصوب زمین کا) غلہ وصول کر لیا ہو تو اُسے خیرات کر دے جیسا کہ غاصب اگر مغصوب میں کچھ خرید و فروخت کر کے کچھ نفع کما لے یا امین امانت سے کچھ نفع کما لے تو ان کو بھی وہ نفع خیرات ہی کر دینے کا حکم ہے اگر غاصب مغصوب چیز میں کچھ تصرف کر دے مثلاً بکری چھین کر ذبح کر کے شوربے دار پکا لے یا گیہوں چھین کر پیس لے یا بو دے یا لوہا وغیرہ چھین کر اُس کی تلوار یا برتن وغیرہ بنا لے سوائے چاندی سونے کے (کہ ان میں ایسا تصرف کرنے سے ان کا مالک نہیں ہو سکتا) یا ساکھو کی لکڑی غصب کر کے اس پر عمارت بنا لی (تو ان سب صورتوں میں غاصب ان چیزوں کا مالک ہو جائیگا مگر قیمت ادا کرنے سے پہلے اُس کو ان سے نفع اٹھانا ہرگز درست نہیں ہے اگر کسی نے بکری (غصب کر کے) ذبح کر ڈالی یا کپڑا غصب کر کے بہت سا پھاڑ دیا تو اب مالک کو اختیار ہے چاہے قیمت لے لے اور یہ مغصوب یعنی ذبح کیا ہوا (بکری یا پھٹا ہوا کپڑا) غاصب ہی کو دیدیا جائے یہ چیزیں لے کر نقصان کا عوض لے لے اگر کپڑا ذرا ہی سا پھاڑا ہے تو اس میں مالک نقصان ہی لے سکتا ہے (کپڑا واپس کر کے قیمت نہیں لے سکتا) اگر کسی نے دوسرے کی زمین میں مکان بنا لیا درخت لگا دیئے تو اُن کو اکھاڑ کر زمین مالک کے حوالے کر دی جائے اور اگر اکھاڑنے سے زمین کچھ خراب ہوتی ہو تو مالک کو چاہیئے کہ اکھڑنے کے بعد جو کچھ دام اُس مکان یا درختوں کے لگ سکتے ہوں تو وہ دام غاصب کے حوالے کرے اور وہ درخت یا مکان اُس کا ہو جائیگا۔ اگر کسی نے کپڑا غصب کر کے لسے رنگ لیا یا ستو غصب کر کے اُس میں گھی ملا لیا تو اس غاصب کو (اُس جیسے) سپید کپڑے کی یا اُتنے ہی ستو کی قیمت دینی پڑے گی یا اگر چاہے تو ان دونوں کو مالک ہی لے لے اور رنگ اور گھی سے جس قدر اُس کے دام بڑھے ہوں وہ غاصب کو دیدے۔

فصل۔ اگر غاصب نے مغصوب چیز کو چھپا لیا اور اُس کی قیمت (مالک کو) دیدی تو وہ چیز اُسی کی ہو جائے گی اور قیمت کی بابت غاصب کا قول مع قسم کے معتبر ہو گا۔ ہاں اگر قیمت

---

۱ کہ ان میں جس قدر تغیر ہو جائے وہ غاصب کو دینا پڑتا ہے ۱۲ ۲ چونکہ چاندی سونا نقدین کہلاتی ہیں اور ان کے برتن وغیرہ بننے سے انکے نقدین ہونے میں ذرا فرق نہیں آتا ۱۲ ۰۰

کی زیادتی کو مالک گواہوں سے ثابت کرادے (تو اس صورت میں غاصب کا قول رد اور مالک کے گواہوں پر فیصلہ ہوگا) پس اگر (غاصب کی قیمت ادا کر دینے کے بعد) مغصوب چیز ظاہر ہوئی اور اس کی قیمت واقعی اُس سے زیادہ ہے جو اُس نے مالک کو دی ہے لیکن وہ قیمت اُس مالک کے مانگنے کے موافق یا اُس کے گواہوں کے موافق یا اپنے قسم کھانے سے انکار کرنے پر دی[1] تھی تو اب یہ چیز غاصب ہی کی ہوگی اور مالک کو (اس بات کا) کچھ اختیار نہیں ہوگا (کہ قیمت واپس کر کے اب اپنی چیز لے اگر مالک نے قیمت غاصب کے قسم کھانے پر لی تھی (اور اُسے اپنے کہنے کے موافق نہیں ملی تھی) اور اب وہ زیادہ قیمت کی نکلی) تو اس صورت میں مالک کو اختیار ہے چاہے اُسی قیمت پر بس کرے اور چاہے یہ قیمت واپس کر کے اپنی مغصوب چیز لے لے اگر غاصب نے مغصوب چیز بیع کر دی تھی اس کے بعد مالک نے اس سے قیمت لے لی تو قیمت دیئے جانے کے بعد یہ بیع درست ہو جائے گی اگر کسی نے غلام غصب کر کے اسے آزاد کر دیا اُس کے بعد غلام کے مالک نے غاصب سے قیمت لے لی تو اب بھی غاصب کا آزاد کرنا صحیح نہیں ہوگا۔ اور اگر مغصوب چیز کسی ذریعہ سے غاصب کے پاس بڑھ جائے تو یہ بڑھوتری اُس کے پاس امانت ہوگی۔

فصل ۔ مثلاً کسی نے ایک شخص کی دس بکریاں غصب کر لی تھی اور پھر وہ بیاہ کر بیس[2] ہوگئیں تو یہ دوسری دس اس کے پاس بطور امانت کے رہیں گی۔ اور امانت کا حکم یہ ہے کہ خود بخود تلف ہو جائے تو امین پر اُس کا تاوان نہیں آتا۔ اسی طرح ان دس میں سے اگر کوئی مر گئی تو غاصب دیندار نہیں ہوگا۔

ترجمہ ۔ پس اگر غاصب کی زیادتی سے کوئی چیز تلف ہوگئی یا مالک کے مانگنے کے بعد (باوجودیکہ یہ دے سکتا تھا) مگر نہیں دی تو اسے قیمت دینی پڑے گی۔ اگر مغصوبہ لونڈی کے بچہ ہونے سے کچھ اُس میں نقص آجائے تو اس کا پورا کرنا غاصب کے ذمہ ہے لیکن اگر بچہ موجود ہے تو وہ نقص اس بچہ[3] ہی سے پورا کر دیا جائیگا۔ اگر کسی نے لونڈی غصب کر کے اُس سے زنا کر لیا تھا (اُسے حمل رہ گیا) پھر وہ اپنے آقا کی طرف واپس دی گئی اور وہاں بچہ ہونے کے سبب سے مر گئی تو غاصب کو اُس کی (اتنی) قیمت دینی پڑے گی (کہ جتنی اس کے حاملہ ہونے کے دن ہوگی) اور غاصب آزاد عورت کا ضامن نہیں ہوگا۔

فائدہ ۔ یعنی اگر کسی نے لونڈی کی طرح آزاد عورت کو پکڑ کر زنا کر لیا اور بعد میں بچہ پیدا

---

[1] خلاصہ کلام یہ ہے کہ قیمت مالک کی منہ مانگی دی گئی تھی اور غاصب کی طرف سے اس میں ذرا کمی بیشی نہیں کی گئی تھی۔ ۱۲

[3] یعنی لونڈی کا نقص پورا کرنے کی غرض سے وہ بچہ بھی آقا ہی کو دیدیا جائیگا۔ ۱۲

ہونے کے سبب سے وہ عورت مرگئی تو زانی غاصب کو اس بارے میں کچھ دینا نہیں پڑیگا
کیونکہ غصب اموال میں ہوتا ہے اور وہیں تاوان آتا ہے اور آزاد عورت مال نہیں ہے کہ
اسے پکڑ لینے سے بھی کچھ تاوان وغیرہ دینا آئے ہاں زنا کی سزا ملنی دوسری بات ہے ۔
ترجمہ ۔ نہ وہ مغصوب چیز کے منافع[1] کا ضامن ہوتا ہے اور نہ مسلمان کی شراب اور
سور کو تلف کرنے سے ضامن ہوتا ہے ۔ ہاں اگر یہ دونوں چیزیں کسی ذمی کی ہوں اور پھر کوئی
غصب کر کے تلف کر) دے تو اُسے تاوان دینا پڑے گا اگر کسی نے کسی مسلمان کی شراب
غصب کر کے اس کو سرکہ کر لیا (یعنی نمک وغیرہ کچھ ڈال دیا تھا جس سے اسمیں سرکہ کی چاشنی آگئی)
یا مردار کی کھال مسلمان سے چھین کر اسے دباغت دی تو یہ دونوں چیزیں مالک کو لینی جائز
ہیں اگر وہ لے تو جس قدر دباغت وغیرہ سے اس کی قیمت بڑھی ہے وہ واپس کر دے اور
اگر ان دونوں کو غاصب نے تلف کر دیا ہے تو فقط سرکہ کا ضامن ہوگا (یعنی اس کی قیمت اُسے
دینی پڑے گی) اور کھال کا ضامن نہ ہوگا ۔ اگر کسی نے دوسرے کا ستار یا سارنگی وغیرہ
توڑ دیا یا چھواروں کی شراب یا شراب منصف[2] گرا دی تو اُسے تاوان دینا پڑے گا اور ان
چیزوں کی بیع ہو جاتی ہے اگر کسی نے دوسرے کی ام ولد (لونڈی) کو یا مدبرہ (لونڈی) کو
غصب کر لیا تھا اور وہ اس کے پاس مرگئی تو اس کو مدبرہ کی قیمت دینی پڑے گی ام ولد
کی نہیں دینی ہوگی ۔

---

[1] منافع سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص نے کسی کا مکان غصب کر لیا تھا پھر اس کے بعد کچھ دنوں رہا تو اس رہنے کا اسے کرایہ وغیرہ نہیں دینا پڑے گا کیونکہ یہ مکان کے منافع میں داخل ہے اور منافع کا تاوان نہیں ۱۲ مترجم [2] منصف اس شیرہ کو کہتے ہیں کہ جو پکتے پکتے نصف جل گیا اور نصف رہ گیا ہو اور اسمیں غلاظت آگئی ہو ۔ ۱۲ مترجم ۔

کتاب الشّفعہ

شفعہ کا بیان

ترجمہ - زمین کا کوئی نمبر (یا کوئی مکان) جس قیمت کو بکا وہی قیمت مشتری کو بغیر اس کی رضامندی کے دے کر مالک ہو جانے کو (شرع میں) شفعہ کہتے ہیں سب سے پہلے حق شفعہ اس کو پہنچتا ہے جو نفس مبیع (یعنی اس بکی ہوئی چیز ہی) میں شریک ہو اور اس کے بعد اس شخص کو جو مبیع کے حقوق میں شریک ہو مثلاً کسی کنوئیں وغیرہ سے پانی آنے میں یا (دونوں زمینوں یا مکانوں کے) ایک رستہ ہونے میں بشرطیکہ یہ دونوں حق خاص ہوں (اور اگر سارے زمینداروں کے مشترک ہیں) تو اس میں حق شفعہ کسی کا نہیں ہوتا) اور ان دونوں کے بعد حق شفعہ ہمسایہ کا ہے (یعنی وہ ہمسایہ جو اس مکان کے پیچھے رہتا ہے اور اس کا دروازہ دوسری گلی میں کو ہے) اگر کسی کے مکان کی کڑیاں دوسرے کی دیوار پر رکھی ہیں یا ایک شہتیر کا شریک ہو جو دوسرے کی دیوار پر لگا ہوا ہے۔ تو یہ دونوں اس مکان کے ہمسائے ہیں (یعنی پہلی قسم کے دونوں شریک اگر نہ ہوں گے تو اُن کو حق شفعہ پہنچیگا ورنہ نہیں پہنچیگا) حق شفعہ کی تقسیم شفیعوں کے کہنے پر ہوتی ہے۔

فائدہ - یعنی جتنے شفیع ہوتے ہیں حق شفعہ کے اُتنے ہی حصّہ کر دئے جاتے ہیں ان کے حصوں کا اعتبار نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک زمین میں تین آدمی شریک تھے اُن میں سے ایک نے کسی چوتھے کے ہاتھ اپنا حصہ بیع کر دیا اور باقی کے دو شریکوں میں ایک کے وہاں آٹھ سہام تھے اور دوسرے کے چار سہام تو حق شفعہ ان دونوں کو برابر پہنچے گا ایک کو آٹھ سہام ہونے سے بہیں ملے گا اور دوسرے کے چار سہام ہونے سے کچھ نہیں ہوگا خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان

ل شفیع کے لغوی معنے ملنے کے ہیں - ۱۲ - حاشیہ -

دو ہونے کے سبب سے شفعہ کی چیز کے دو ہی حصہ کر دیئے جائیں گے (مترجم عفی عنہ)

ترجمہ۔ اور حق شفعہ (زمین وغیرہ کی) بیع ہونے سے ثابت ہو جاتا ہے اور اس کے لینے پر گواہ کر لینے سے پختہ اور مقرر ہو جاتا ہے اور شفعہ کی زمین وغیرہ شفیع کی ملک میں یا مشتری (اول) کی رضامندی آتی ہے اور یا حاکم کے حکم کر دینے سے (یعنی خود بخود قبضہ کر لینے کا اعتبار نہیں ہے۔

حق شفعہ کا مطالبہ کرنا

ترجمہ۔ جب شفیع کو حق شفعہ کی چیز کے بکنے کی خبر ہو تو وہ وہیں بیٹھے ہوئے اس کے مطالبہ پر لوگوں کو گواہ کر دے یعنی ان سے کہدے کہ تم گواہ رہنا کہ میں اپنے اس حق شفعہ کا خواہاں ہوں اس مشتری سے لوں گا پھر اگر وہ ابھی بائع کے قبضے میں ہے تو اس پر بھی گواہ کر دے (کہ اس نے بیع کی ہے) یا مشتری پر (کہ اس نے خریدی ہے اگر اس نے اپنا قبضہ کر لیا ہو) یا زمین پر کہ یہ زمین بیع ہوئی ہے اس کے بعد اگر دعوی دائر کرنے میں کچھ دن لگ جائیں تو اس تاخیر میں حق شفعہ جاتا نہیں رہے گا۔ اگر کوئی شفیع حق شفعہ کی قاضی کے ہاں درخواست دے تو اول مدعا علیہ (یعنی مشتری) سے دریافت کرے (کہ یہ زمین یا مکان جس پر فلاں شخص نے شفعہ کا دعوٰی کیا ہے تیری ملک ہے یا نہیں) اگر وہ اقرار کر لے کہ ہاں جس پر شفعہ کا دعوٰی ہوا ہے میری ملک ہے (میں نے خریدی ہے) یا مشتری (پر قسم لازم ہوئی اور اس نے قسم کھانے سے انکار کر دیا ہے شفیع نے اُس کے خرید لینے کو گواہوں سے ثابت کر دیا تو (ان سب صورتوں میں شفیع کا دعوٰی مسموع اور) اب قاضی (مشتری سے خریدنے کو پوچھے کہ تو نے خریدی ہے یا نہیں اگر خریدنے کا اقرار کرلے یا (اس کے انکار کرنے پر شفیع خریدنے کو گواہوں سے ثابت نہ کرنے کے باعث اسے قسم دیجائے گی اگر قسم کھانے سے انکار کرے یا اُس کے خریدنے کو شفیع گواہوں سے ثابت کر دے تو ان تینوں صورتوں میں قاضی یہ حکم کر دے یہ مکان اس شفیع کو پہنچتا ہے لہذا تو فوراً اس کو دیدے اور شفیع پر دعوٰی دائر کرنے کے وقت قیمت کا حاضر کر دینا لازم نہیں ہے (قاضی یعنی حاکم کے حکم کرنے) کے بعد (حاضر کرنا ضرور ہے۔

اگر شفعہ کی چیز ابھی بائع ہی کے قبضہ میں ہے تو شفیع اس بائع ہی کی نالش وغیرہ کرے مگر حاکم اس کے گواہ نہ سنے جبتک مشتری نہ آجائے تو اس کے سامنے

بیعؑ توڑ دے اور بیع کا کوئی حقدار کھڑا ہو جانے پر اس کی قیمت کی، جوادی بائع کے ذمہ ہے (مشتری سے باز پرس نہ ہوگی) اگر کوئی شخص دوسرے کی طرف سے خریدنے کے لئے وکیل کیا گیا تھا (اور اس نے شفعہ کی چیز خرید لی) تو جبتک اُس نے وہ زمین وغیرہ اپنے مؤکل کے حوالے نہ کی ہو شفیع اس وکیل ہی پر دعوٰی کرے اور شفیع کو دیکھنے اور (مبیع میں) عیب نکلنے کے بعد واپس کر دینے) کا اختیار رہو گا اگرچہ مشتری نے اس عیب وغیرہ سے بری کرنیکی شرط کرلی ہو۔

فائدہ ۔ یعنی اگرچہ مشتری نے خریدتے وقت بائع سے یہ کہہ دیا ہو کہ اگر اس مبیع میں کوئی عیب نکل آیا تو تو اس سے بری ہے نہ میں واپس کروں گا نہ قیمت میں کمی کروں گا تو شفیع کے حق میں اس کا یہ کہنا لغو ہوگا اور اسے واپس وغیرہ کر دینے کا اختیار رہوگا

ترجمہ ۔ اگر قیمت (کی کمی زیادتی) میں شفیع اور مشتری کا جھگڑا ہو جائے تو مشتری کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا اور اگر دونوں نے گواہ پیش کئے تو قابل سماعت شفیع کے گواہ ہونگے (یعنی شفیع کے گواہ ہوتے مشتری کے گواہ نہ سنے جائیں گے) اگر مشتری ایک قیمت (سے خریدنے) کا دعوٰی کرے (کہ میں نے یہ زمین جس پر اب شفعہ کا دعوٰی ہو گیا ہے پانچ سو کو خریدی ہے) اور (بائع نے اس قیمت سے کم کا دعوٰی کیا (یعنی یوں کہا کہ میں نے تو تین سو میں بیچی ہے دو سو مشتری اپنی طرف سے زیادہ کہتا ہے) اور ابھی اس بائع نے قیمت لی بھی نہیں تھی تو شفیع کو چاہیئے کہ وہ (زمین یا) مکان اسی قیمت کو لیلے جو بائع بتلا رہا ہے اور اگر بائع قیمت لے چکا تھا تو اب شفیع اس قیمت کو لے جو مشتری کہتا ہے (کہ میں نے یہ دی ہے) اور (مبیع کی قیمت میں بائع کا) کچھ کمی کر دینا شفیع کے حق میں (بھی برابر) ظاہر[۲] (اور جاری) ہوگا نہ کہ ساری قیمت معاف کر دینا یا بڑھا دینا۔

فائدہ ۔ یعنی اگر کسی وجہ سے بائع نے مشتری کو ساری قیمت معاف کر دی یا باوجود پانچ سو ٹھیر جانے کے چھ سو لے لئے تو یہ دونوں صورتیں شفیع کے حق میں جاری نہ ہونگی بلکہ اس کو دونوں صورتوں میں پوری ہی قیمت دینی پڑے گی ۔

ترجمہ ۔ اگر کسی نے کوئی مکان کچھ اسباب دیکر یا زمین دیکر خرید لیا تھا اور اب اس کا شفیع کھڑا ہو گیا) تو اب شفیع اس اسباب (وغیرہ) کی قیمت دے کر یا اگر وہ[۳] مثلی ہے تو اس کی مثل دے کر

---

۱ یعنی شفیع کو ڈگری دیدے اور مشتری پر یہ حکم لگا دے کہ تو نے جو اس کے شفعہ کی فلاں زمین خریدی تھی وہ بیع ٹھیک نہیں لہٰذا وہ زمین تیری نہیں بلکہ اس مدعی شفیع کی ہے ۱۲ مترجم عفی عنہ ۔ ۲ یعنی اگر بائع نے ایک مکان مثلاً پانچسو کو بیچا تھا اور پھر مشتری پر رعایت کرنے کی غرض سے چار سو کر لئے تو شفیع کو بھی چار سو ہی دینے ہوں گے اور یہ کمی قیمت کی اس کے حق میں بھی برابر جاری رہیگی ۱۲ مترجم ۳ یعنی جو مکان کی قیمت میں دیگئی ہے مثلاً کوئی چیز ہو تو اس جیسی دیکر لے سکتا ہے ۱۲ ۔

وہ مکان لے لے اگر مشتری نے ایک مکان یا زمین اُدھار خریدی تھی اور بعد میں شفیع کھڑا ہو گیا) تو شفیع نقد دام دیدیا اس وقت تک صبر کرے کہ وہ دن گزر جائیں (جن کی مشتری نے مہلت مانگی ہے) اور بعد میں لیلے اگر کسی ذمی نے کوئی مکان وغیرہ شراب یا سور سے بیچدیا تھا پھر اس کا شفیع کھڑا ہو گیا اب اگر شفیع (بھی) ذمی ہو تو ویسی ہی (اور اتنی ہی) شراب دے کر یا اس سور کی قیمت دیکر وہ مکان لیلے اور اگر مسلمان ہے تو دونوں چیزوں کی قیمت دیکر لیلے اور اگر مشتری نے ایک زمین خرید کر اس میں مکان بنالیا تھا یا باغ لگالیا تھا۔ (اور اب شفیع کھڑا ہو گیا) یا اس زمین کی جو قیمت مشتری نے دی ہو وہ اور جو قیمت اس مکان یا درختوں کی لوگ جانچیں وہ دیکر شفیع لے لے یا مشتری سے (کہہ کر) یہ دونوں چیزیں اکھڑوا ڈالے (اور اپنی خالی چٹیل زمین لیلے) اور اگر شفیع نے حق شفعہ کے دعوے سے کوئی زمین لے کر اس میں مکان بنالیا۔ یا باغ لگا دیا تھا بعد میں اس زمین کا کوئی حقدار کھڑا ہو گیا تو اب یہ شفیع اس بائع سے فقط اپنی دی ہوئی قیمت لیلے مکان یا باغ کی قیمت میں سے اس کو کچھ نہیں مل سکتا) اگر کسی نے ایک مکان یا باغ خریدا تھا اور اس کے قبضہ میں آکر وہ) مکان آپ ہی آپ گر گیا یا باغ خود بخود ہی سوکھ گیا (اور اب اس کا کوئی شفیع کھڑا ہوا) تو (یہ) شفیع کل قیمت دے کرلے سکتا ہے ہاں اگر ایسی صورت میں خود مشتری نے مکان توڑ وادیا ہو تو اب شفیع کو صرف میدان (یعنی اس زمین) ہی کی قیمت دینی ہو گی اور ملبہ مشتری کا رہیگا۔ اگر کسی نے ایک زمین مع درختوں اور پھلوں کے خریدی تھی (پھر اس کا کوئی شفیع کھڑا ہو گیا یا پھل خریدنے کے بعد لگا تھا تو ان دونوں صورتوں میں شفیع اس زمین کو مع پھل[1] کے لیلے اور اگر پھل مشتری نے توڑ لیا ہے تو اب شفیع قیمت میں سے اُن کے دام کم کر دے۔

شفعہ کا ہونا یا نہ ہونا

ترجمہ۔ شفعہ اُسی میں ثابت ہو سکتا ہے کہ جو مال کے عوض کسی کی ملک میں آئے باقی اسباب میں یا کشتی میں یا ایسے مکان اور درختوں میں جو بلا زمین کے بیچدیے گئے ہوں حق شفعہ نہیں ہو اکرتا اور نہ ایسے مکان میں جو عورت کے مہر میں دیا گیا ہو یا کوئی زمین بجائے اُجرت

[1] یعنی پھل مشتری کے خریدنے سے پہلے ہی لگا ہوا تھا اس نے زمین خریدنے کے بعد پھل توڑ لیا تو اس پھل کی قیمت لگا کر اتنے ہی دام زمین کی قیمت میں سے کم کر دیئے جائیں گے۔ ۱۲۔ مترجم۔

(اور مزدوری کے دی ہو یا کسی عورت نے (اپنے شوہر سے) خلع کرنے کے بدلہ میں دی ہو یا کسی نے جان بوجھ کر خون کر دیا تھا اُس کے مقدمہ میں ایک مکان دینے پر صلح ہوئی تو ایسے مکان میں بھی شفعہ کا دعویٰ نہیں ہو سکتا یا آزادی[1] کے عوض میں زمین دی گئی ہو یا کوئی زمین بلا کسی قسم کا بدلہ ٹھہرائے مفت دے دی گئی ہو یا کوئی مکان بیع تو ہو گیا ہو مگر ابھی بائع کو پھیر لینے کا اختیار ہو (تو جبتک اس کو اختیار ہے اس میں شفع کا دعویٰ نہیں ہو سکتا یا کوئی زمین بیع فاسد سے بکی ہو تو جب تک اس میں مشتری کے مکان وغیرہ بنانے کی وجہ سے اس بیع کے توڑ دینے کا حق نہیں جاتا رہے گا تب تک اس میں حق شفعہ ثابت نہیں ہونے کا یا اگر کوئی زمین حصہ داروں میں تقسیم ہو گئی ہو (تو اس میں بھی شفعہ نہیں ہو سکتا) یا شفیع نے اپنا حق شفعہ مشتری کو دیدیا تھا اور بعد میں وہ مکان خیار رویت یا خیار شرط یا خیار عیب کیوجہ سے حاکم کا حکم ہونے پر بائع پر واپس ہو گیا ہو یا بائع مشتری نے بیع کی اکھاڑ پچھاڑ کر لی ہو تو اب حق شفعہ ضرور ثابت ہو گا۔

جن امور سے شفعہ جاتا رہتا ہے

ترجمہ۔ طلب مواثبت یا طلب تقریر کے نہ کرنے سے حق شفعہ جاتا رہتا ہے۔

فائدہ۔ یہ دونوں شفعہ طلب کرنے کے دو طریقے ہیں طلب مواثبت اسے کہتے ہیں کہ جب شفیع یہ سنے کہ فلاں زمین جس پر میرا حق شفعہ ہے بیع ہو گئی تو یہ فوراً وہیں اس کی درخواست دینے کے لئے کھڑا ہو جائے اگر یہ خاموش ہو رہا تو شفعہ جاتا رہیگا' دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جب خبر سُنے تو اگر وہ زمین ابھی بائع کے قبضہ میں ہے تو بائع کے پاس جا کر اور اگر مشتری کے پاس چلی گئی ہے تو اُس کے پاس جا کر یا اُس زمین ہی وغیرہ کے پاس کھڑے ہو کر لوگوں کے سامنے علی الاعلان یہ کہے کہ میں اس کا شفیع ہوں اور اپنا حق شفعہ چاہتا ہوں۔ اگر ایسا نہ کیا تو حق شفعہ جاتا رہیگا۔

ترجمہ۔ اگر شفیع اپنے حق شفعہ کے بدلے مشتری سے کچھ روپیہ پیسہ لیلے تو حق شفعہ جاتا رہیگا اور وہ بدلہ کے دام شفیع کو پھیر دینے چاہئیں اور شفیع کے مرجانے سے بھی شفعہ جاتا رہتا ہے ہاں مشتری کے مرنے سے نہیں جاتا جس مکان وغیرہ کے ذریعہ سے شفیع نے شفعہ کا دعویٰ کیا ہو اگر حاکم کے شفعہ[2] کا حکم

[1] آزادی کے عوض سے مراد یہ ہے کہ ایک غلام کے پاس کچھ زمین تھی اس نے اپنے آقا کو اپنے آزاد ہونے کے بدلے میں وہ زمین دیدی تو ایسی زمین میں شفعہ نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ زمین مال کے بدلے دوسرے کی ملکیت نہیں ہوتی ان سب مسائل میں یہی وجہ ہے اور شفعہ میں یہ شرط ہے۔ ۱۲۔ مترجم عفی عنہ [2] شفعہ کے حکم سے مراد یہ ہے کہ اس کے شفعہ کے دعوی کے سبب سے حاکم نے وہ مکان اس کو ابھی نہیں دیا تھا کہ اس نے ذریعہ شفعہ ہی کو بیع کر دیا تو اس کا حق شفعہ جاتا رہا۔ ۱۲۔

دینے سے پہلے وہ اس مکان کو بیچدے تو اس سے بھی حق شفعہ جاتا رہیگا اگر شفعہ کا مکان وغیرہ خود شفیع بائع کا وکیل ہوکر فروخت کردے یا شفعہ کے لئے کوئی اور فروخت کرے یا شفعہ بائع کی طرف سے استحقاق کا ضامن ہوجائے تو ان تینوں صورتوں میں شفع نہیں رہنے کا۔

فائدہ ۔ تینوں صورتوں میں سے پہلی صورت یہ ہے کہ ایک مکان میں سے ایک شخص کو حق شفعہ پہنچتا تھا مگر اس نے بائع کا وکیل بنکر اس مکان کو خود ہی بیچدیا تو اب یہ اس میں شفعہ کا دعویٰ نہیں کرسکتا دوسری صورت یہ ہے کہ بائع مضارب تھا اور شفیع رب المال تو اب اگر یہ مضارب مضاربت کے مکان وغیرہ میں سے کوئی چیز فروخت کردیگا تو اس رب المال کا اس میں حق شفعہ نہیں رہنے کا ۔ تیسری صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک مکان بیچا تھا اور شفیع اس کے درک کا ضامن ہوگیا یعنی وہیں سب کے سامنے یوں کہدیا کہ اگر یہ مکان کسی اور کا نکلیگا تو قیمت دینے کا میں ضامن ہوں گا تو اس صورت میں بھی یہ ضامن حق شفعہ کا دعویٰ نہیں کرسکتا (عینی)

ترجمہ ۔ اگر کسی نے دوسرے کا وکیل بن کر کوئی زمین وغیرہ خریدی تھی (اور یہ خود اس کا شفیع تھا یا اس کے لئے اور کسی نے خریدی[1] تھی تو دونوں صورتوں میں اس کو حق شفعہ پہنچیگا ۔ اگر کسی نے شفیع سے کہا کہ فلاں زمین (جو تیرے شفعہ کی ہے) ایکہزار میں بیع ہوگئی اس نے (زیادہ قیمت سمجھنے کی وجہ سے) حق شفعہ مشتری کو دیدیا (یعنی یوں کہدیا کہ میں تجھ سے حق شفعہ نہیں چاہتا) اور پھر اُسے معلوم ہوا کہ وہ زمین ایکہزار سے کم کو بکی ہے یا ایک ہزار روپیہ کے گیہوں یا ایک ہزار کے جو سے بکی ہے یا ایک ہزار سے زیادہ گیہوں سے بکی ہے تو ان سب صورتوں میں اس کو حق شفعہ پہنچیگا اور اگر (شفیع کے حق شفعہ چھوڑ دینے کے بعد) یہ معلوم ہوا کہ وہ زمین اتنی اشرفیوں کو بکی ہے جن کی قیمت ایکہزار روپیہ ہے تو اب اس کو شفعہ نہیں پہنچیگا ۔ اگر شفیع سے کسی نے کہا کہ (تیرے شفعہ کا) فلاں مکان فلاں شخص نے لیا ہے یہ سُن کر اُس نے حق شفعہ مشتری پر چھوڑ دیا بعد میں اُسے معلوم ہوا کہ خریدنے والا اور کوئی ہے (جس کو میں نے سُنا تھا اُس نے نہیں خریدا ہے) تو یہ شفعہ کا دعویٰ کرسکتا ہے ۔ اگر شفیع کی طرف سے ایک ہاتھ بھر زمین چھوڑ کے باقی زمین فروخت کردی تو اب شفیع کو شفعہ نہیں پہنچ سکتا (کیونکہ حق شفعہ جو ہمسائیگی کے استحقاق کی وجہ سے ہوتا ہے وہ ابھی نہیں[2] ہوا اس لئے کہ گز بھر زمین ابھی اس کی طرف باقی ہے) اگر کسی مکان میں سے کوئی سہام روپیہ دے کر

---

[1] کسی سے مراد یہ ہے مثلاً اس کے مضارب نے مضاربت کے روپیہ میں سے کوئی زمین خرید لی تھی اور اب یہ رب المال اس کا شفیع تھا۔ ۱۲ [2] حق شفعہ ساقط کردینے کا یہ ایک حیلہ ہے ۔ ۱۲ ۔

کسی نے خرید لیا تھا اور بعد میں باقی مکان بھی خرید لیا تو اب ہمسایہ کا حق شفعہ صرف پہلے ہی سہام میں ہوگا ان باقی سہاموں میں نہیں ہونے کا۔

فائدہ ۔ کیونکہ جب اس مشتری نے پہلے ایک سہام خرید لیا تو یہ اس مکان میں حصہ دار ہوگیا اور حصہ دار کا حق ہمسایہ کے حق سے مقدم ہے اور یہ بھی حق شفعہ توڑ دینے کا ایک حیلہ ہے کہ پہلے ایک سہام کو زیادہ داموں سے خرید لے کہ ان داموں میں شفیع لینا گوارا نہ کرے اور بعد میں شراکت کا دعویدار ہو کر بقیہ سہام بھی خرید لے ایسی صورت میں شفیع کا دعویٰ نہیں چل سکے گا اور ایسا کرنا جائز ہے۔

ترجمہ ۔ اگر کسی نے ایک مکان روپیہ سے خریدا تھا (یعنی قیمت میں روپیہ دینا ٹھیرا تھا) مگر روپیہ کے بدلے بائع کو کوئی کپڑا دیدیا تو اب شفیع کو شفعہ میں اتنا ہی روپیہ دینا ہوگا۔ کپڑا دینا ضروری نہ ہوگا۔ شفعہ اور زکوٰۃ کو ساقط کرنے کیلئے کوئی حیلہ برا نہیں ہے۔

فائدہ یہ مذہب امام ابو یوسفؒ کا ہے اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ ہے کیونکہ شفع رفع ضرر کیلئے ثابت ہوا ہے اور رفع ضرر واجب ہے اور کسی کو ضرر پہنچانا حرام ہے لہذا یہ ضرور مکروہ ہوگا امام ابو یوسفؒ کی دلیل یہ ہے کہ آدمی اپنا ضرر رفع کرنیکا محتاج ہے اور اپنے سے ضرر رفع کرنیکی غرض سے حیلہ کرنا شرعاً جائز ہے اگر دوسرے کو اس سے ضرر ہو لیکن علماء دین اور صلحاء امت کا مختار مذہب یہ ہے کہ اگر کوئی شفیع کی ایذا رسانی سے بچنے کے لئے حیلہ کرے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر خوشی کی خاطر کرتا ہے تو بیشک مکروہ ہے اور زکوٰۃ ساقط کرنے کی صورت نکالنی دینداری کے خلاف ہے۔

ترجمہ ۔ چند خریدار ہونیکی صورت میں شفیع بعض[1] خریداروں کا حصہ لے سکتا ہے اور چند بائع ہونیکی صورت میں بعض کا حصہ نہیں لے سکتا۔ اگر کسی نے ایک مکان میں سے نصف بلا تقسیم کئے ہوئے خرید لیا تھا تو اب شفیع اس مشتری کا حصہ بائع سے تقسیم کرا کرلے سکتا ہے اور ماذون قرضدار غلام کو اپنے آقا سے شفعہ کا دعویٰ کرکے مکان وغیرہ لے لینا جائز ہے جیسا کہ اس کا عکس جائز ہے۔

فائدہ ۔ پہلی صورت یہ ہے کہ ایک مکان غلام کے آقا نے بیچدیا تھا اور اس غلام کو اس میں حق حق شفعہ پہنچتا تھا تو یہ شفعہ کا دعویٰ کرکے اس مکان کو لے سکتا ہے اور عکس کی صورت یہ ہے کہ قرضدار غلام نے ایک مکان بیچدیا تھا اور اس کے آقا کو اس میں حق شفعہ پہنچتا تھا تو اب آقا کو شفعہ کے ذریعہ سے وہ مکان لے لینا جائز ہے (حاشیہ)

ترجمہ ۔ اگر کسی نابالغ کا باپ یا کسی مرنے والے کا وصی یا کسی کا وکیل حق شفعہ سے دست بردار ہو تو یہ درست ہے یعنی ان تینوں شخصوں کی طرف سے دست برداری معتبر ہے بعد میں ان میں سے کوئی حق شفعہ کا دعویٰ نہیں کر سکتا)

[1] یعنی اگر ایک شخص نے کئی خریداروں کے ہاتھ کوئی زمین بیچدی ہو تو ایسی صورت میں شفیع کو یہ جائز ہے کہ بعض خریداروں کا حصہ لیلے اور بعض کا نہ لے اور اگر بیچنے والے کئی تھے اور انھوں نے صرف ایک آدمی کے ہاتھ بیچی تو اب شفیع کو یہ اختیار نہیں ہے۔ ۱۲

کتاب القِسمۃ

مشترک سے بانٹنے کا بیان

فائدہ ۔ لغت میں قسمت اقتسام کا حاصل مصدر ہے اور اس کے معنے رفع شیوع اور قطع شرکت کے ہیں اور شرعی معنی یہ ہیں جو مصنف بیان کرتے ہیں (حاشیہ)

ترجمہ ۔ ایک معین چیز میں ملے ہوئے حصہ کو اکٹھا کر دینا (شرع میں) قسمت کہلاتا ہے اور قسمت میں دو باتیں ہوتی ہیں (ایک حصّہ کا دوسرے حصّہ سے جدا کرنا دوسرے ایک حصّہ کا دوسرے حصّہ سے بدل جانا (کیونکہ اس مشترک چیز کے ہر جز میں دونوں شریکوں کا حصّہ ہے لہذا ایک کا حصّہ الگ معین کرنے میں مبادلہ ضرور ہوگا ۔ اور مثلی چیزوں[1] (کی تقسیم) میں جدا جدا کرنے کو غلبہ ہے اسی وجہ سے ایک شریک کو دوسرے شریک کی عدم موجودگی میں مثلی چیزوں میں سے اپنا حصہ لے لینا درست ہے (کیونکہ اپنے حصہ کے جدا کرنے کے لئے دوسرے کے موجود ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور مثلی میں اپنے ہی حصہ کو جُدا کرنا ہوتا ہے) اور مثلی کے سوا (یعنی غیر مثلی) میں مبادلہ کو غلبہ ہے ۔ اسی وجہ سے غیر مثلی چیزوں میں ایک شریک دوسرے شریک کے موجود نہ ہونے کے وقت اپنا حصہ نہیں لے سکتا ۔ اگر مشترکہ مال ایک جنس کا ہو (مثلاً بہت سی بکریاں ہوں یا ادنی تھان ہوں) اور ان میں بہت سے شریک ہوں اور شریکوں میں سے ایک (دوسرے موجود شریک سے) تقسیم کرانی چاہے (اور دوسرا نہ کرے تو اس پر تقسیم کرانے کے لئے جبر کیا جائیگا[2] اور دوسرے شریکوں کے آنے کا انتظار

---

[1] مثلی چیزوں سے مراد کیلی اور وزنی چیزیں ہیں جیسے گیہوں چنے اور گھی وغیرہ ۱۲ [2] وجہ ان دونوں مسئلوں کی یہ ہے کہ پہلی صورت میں چونکہ مال ایک جنس کا ہے لہذا جدا کرنے کو غلبہ ہے اور حاکم جدا کرنے پر جبر کر سکتا ہے بخلاف دوسری صورت کے کہ اس میں مبادلہ کو غلبہ ہے اور اس میں حاکم جبر نہیں کر سکتا ۔

نہ کیا جائیگا ہاں اگر مال ایک جنس کا نہ ہو (بلکہ دو جنس کا ہو مثلاً اونٹ اور بکریاں ہوں) تو اس صورت میں تقسیم کرنے کے لئے موجود شریک پر جبر نہ کیا جائیگا (بلکہ باقی شریکوں کے آنے کا انتظار کیا جائیگا اور (حاکم کے لئے) مستحب ہے کہ ایک امین تقسیم مقرر کردے اور اسے تنخواہ دینے کی گنجائش نہ ہو تو پھر امین تقسیم اس طرح مقرر کیا جائے کہ اس کو تنخواہ شریکوں سے ان کی گنتی کے موافق ملا کرے (شریکوں کے حصوں پر اسکی تنخواہ ان سے نہ لی جائے۔

فائدہ - یعنی مشترکہ شئے میں جتنے حصہ دار ہوں امین کی تنخواہ کے سامنے ہی حصے کر کے اسے وصول کر لی جائے ان کے حصوں کا لحاظ نہ کیا جائے مثلاً ایک زمین یا مکان میں دو حصہ دار ہیں جن میں سے ایک کا ایک چوتھائی حصہ ہے اور دوسرے کے تین حصے ہیں اور امین تقسیم نے ان کے حصے الگ کر دیئے۔ تو اس امین کی تنخواہ ان دونوں حصہ داروں سے نصفا نصف لیجائے گی ایک کی چوتھائی اور دوسرے کے تین حصوں کا کچھ لحاظ نہ کیا جائیگا (عینی)

ترجمہ - امین تقسیم کا عادل ہونا۔ امانت دار ہونا۔ اور تقسیم کے قواعد سے خوب واقف ہونا نہایت ضروری ہے اور (ہر مقدمہ میں) ایک ہی امین نہ خاص کرنا چاہیئے (کہ لوگ اسی کو نوکر رکھ کر تقسیم کرائیں اور سے نہ کرائیں کیونکہ ایسی صورت میں وہ زیادہ تنخواہ ملنے لگے گا اور لوگوں کو تکلیف ہوگی) اور ایک زمین وغیرہ کی تقسیم میں کئی امین تقسیم نہ شریک ہونے پائیں اگر کسی زمین کی بابت چند وارث یہ اقرار کریں کہ ہمارا فلاں وارث مر گیا ہے اس سے یہ زمین ہمیں میراث میں پہنچی ہے اور اب ہم سب اس کی تقسیم کے خواہاں ہیں تو ان کے اقرار کر لینے سے زمین تقسیم نہ کی جائے جب تک کہ وہ اس کے مرنے پر اور ورثہ کی تعداد پر گواہ نہ پیش کر دیں۔ اگر چند شریک کسی منقولی چیز کو تقسیم کرانا چاہیں یا کوئی زمین ابی زر خرید کہہ کے اس کو تقسیم کرانا چاہے یا کسی زمین وغیرہ کی بابت یہ دعوی کریں کہ یہ ہماری ملک ہے اور اسے تقسیم کرانا چاہیں تو ان تینوں صورتوں میں ایسی زمینیں تقسیم کرا دے) اگر دو آدمیوں نے اس پر گواہ گزرانے کہ یہ زمین ہمارے قبضہ میں ہے (اور ہم اس کو تقسیم کرانا چاہتے ہیں تو ان کے اس کہنے سے) وہ تقسیم نہ کی جائے جب تک کہ دونوں اس پر گواہ نہ پیش کر دیں کہ یہ زمین ہماری ہی دونوں کی ہے (اور کوئی حصہ دار اس میں نہیں ہے۔ کیونکہ احتمال ہے کہ شاید اور کسی کی نہ ہو) اگر دو آدمیوں نے (اپنے ایک مورث[1] کے مرنے پر اور وارثوں کی گنتی پر گواہ

---

[1] یعنی جبتک کہ گواہوں سے یہ ثابت نہ کر دیں کہ وہ شخص جس کو ہم اپنا مورث کہہ رہے ہیں واقعی مر گیا اور اس کے ورثہ ہم مدعی ہی ہیں ہمارے سوا اور کوئی وارث نہیں ہے۔ ۱۲ مترجم -

پیش گئے (یعنی گواہوں سے یہ گواہی دلائی کہ اس مکان کا اصل مالک مرگیا ہے اور یہ تینوں اس کے وارث ہیں اور کوئی وارث نہیں ہے) اور وہ مکان ان ہی دونوں کے قبضہ میں ہے اور کوئی تیسرا وارث موجود نہیں ہے یا رہے مگر لڑکا ہے تو ان دونوں کی درخواست پر قاضی اس مکان کو تقسیم کرادے اور جو موجود نہیں ہے اس کی طرف سے ایک وکیل یا لڑکے کی طرف سے ایک وصی مقرر کردے کہ وہ اپنے موکل یا موصی کے حصہ کو اپنے قبضہ میں کرلے۔ اور اگر چند آدمیوں نے ایک زمین خریدی اور ان میں سے ایک کہیں چلا گیا یا (پہلی صورت میں) مکان اس وارث کے قبضہ میں ہے جو یہاں موجود نہیں ہے یا لڑکے کے قبضہ میں ہے یا ورثہ میں سے فقط ایک ہی وارث ہے اور وہ تقسیم کرانا چاہتا ہے) تو ان سب صورتوں میں وہ مکان تقسیم نہ کیا جائیگا ہاں اگر کوئی زمین وغیرہ ایسی ہے کہ اس کے تقسیم ہونے کے بعد ہر حصہ دار اپنے اپنے حصہ سے فائدہ اٹھا سکتا ہے تو ایسی زمین فقط ایک حصہ دار کی درخواست پر تقسیم کردیجائے اور اگر تقسیم سے سب کا نقصان ہوتا ہے تو جب تک سب رضامند نہ ہوں ہرگز تقسیم نہ کی جائے اور اگر کسی ایسی چیز کے تقسیم کرانے کی درخواست ہے کہ تقسیم ہونے کے بعد بعض حصہ دار تو اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور بعض کا کم حصہ ہونے کے سبب سے نقصان ہوتا ہے تو جس کا حصہ زیادہ ہو فقط اس کی درخواست پر تقسیم کردی جائے گی۔ اگر ایک جنس کا اسباب مشترک ہو (اور شرکار تقسیم کرانا چاہیں) تو وہ تقسیم کردیا جائے اور دو جنس کا اسباب و جواہرات لونڈی غلام۔ حمام۔ کنواں اور خراس (چکی) سب رضامندی کے بغیر تقسیم نہ کئے جائیں۔ چند مکان مشترک ہیں یا ایک مکان اور زراعتی زمین مشترک ہے یا ایک مکان اور ایک دوکان مشترک ہیں (اور حصہ دار تقسیم کرانا چاہتے ہیں تو یہ سب چیزیں علٰحدہ علٰحدہ تقسیم کی جائیں (کیونکہ ہر چیز میں سب ہی شریک ہیں اور تقسیم کرنے والے کو چاہیئے کہ جس چیز کو تقسیم کرنی چاہے (خواہ مکان ہو یا زمین ہو) پہلے اس کا نقشہ کھینچ لے اور جس قدر حصے ہوں سب کو برابر لگائے اور گز سے پیمائش کرے اگر مکان مع زمین کے تقسیم کرنا چاہتا ہے تو عمارت کی قیمت ٹھیرا لے اور ہر حصہ کا مدورفت کا راستہ اور پانی کی باری علٰحدہ علٰحدہ ضرور تجویز کرلے اور سب حصوں کے نام رکھ لے کہ یہ پہلا ہے یہ دوسرا ہے یہ تیسرا ہے (وغیرہ وغیرہ) اور سب شریکوں کے نام لکھ کر قرعہ ڈالے (قرعہ میں جس کا نام پہلے نکلے اس کو پہلا حصہ دے اور جس کا دوسرے نمبر پر نکلے اس کو دوسرا حصہ) اور علی ہذا القیاس۔ اور زمین کی تقسیم میں بلا رضامندی سب حصہ داروں کے روپے داخل نہیں ہوں گے۔

فائدہ ۔ اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً چند آدمیوں کے قبضہ میں ایک زمین تھی اور ان میں

دو فریق تھے۔ ایک فریق کے پاس دوسرے سے کچھ زیادہ خراب تھا اور اب سب نے اُس کی تقسیم کرانے کی درخواست دی اور جس فریق کے پاس زیادہ زمین تھی اُس میں سے ایک آدمی نے یہ چاہا کہ میں اس زیادہ زمین کے عوض کچھ روپیہ دے دوں اور دوسرا اس پر رضامند نہیں ہوا تو اس صورت میں یہ روپے تقسیم میں نہیں آئیں گے کیونکہ ان روپوں میں کسی کی شراکت نہیں ہے اس کے علاوہ اس سے حصوں کی برابری میں بھی فرق آتا ہے (من التکملہ)

ترجمہ ۔ اگر کوئی زمین یا مکان تقسیم کیا گیا اور ایک حصہ دار کے پانی آنے کی نالی یا رستہ دوسرے کی ملک میں رہا اور تقسیم کے وقت یہ بات قرار نہیں پائی (کہ اس حصہ دار کا رستہ بھی رہے گا یا اُس کی زمین میں بھی اسی نالی سے پانی آئے گا) تو اگر ہو سکے تو اس کا رستہ اُدھر سے پھیر کر اسی حصہ دار کی ملک میں کر دیا جائے اور اگر نہ پھر سکے تو یہ تقسیم ہی توڑ دی جائے (اور نئے سرے سے تقسیم کی جائے کہ اس میں یہ درمیان میں نہ رہے اگر ایک مکان نیچے اوپر کا یا ایک صرف نیچے کا اور ایک صرف اوپر کا دو آدمیوں کے پاس ہیں اور وہ ان تینوں مکانوں کو تقسیم کرانا چاہیں تو ان کی علیحدہ علیحدہ قیمت کر کے قیمت کے اعتبار سے تینوں تقسیم کر دیئے جائیں اگر (تقسیم ہونے کے بعد) حصہ داروں میں جھگڑا[1] ہو تو دو بانٹنے والوں کی گواہی معتبر ہو گی۔ اور اگر کوئی حصہ دار یہ اقرار کر چکا تھا کہ میں اپنا پورا حصہ لے چکا ہوں اور اس کے بعد دعوی کیا کہ میرے حصہ میں سے کسی قدر دوسرے کے قبضہ میں ہے تو بغیر گواہوں کے اس کے کہنے کا اعتبار نہ کیا جائیگا۔ دو حصہ داروں میں سے یوں کہے کہ میں اپنا حصہ لے تو پورا ہی چکا تھا مگر بعد میں میرے حصہ میں سے تھوڑا سا تو نے لے لیا ہے (اور وہ اس سے انکاری ہے صاف کہتا ہے کہ میں نے کچھ نہیں لیا) تو مدعا علیہ قسم کھا کر جو کچھ بیان کرے اُس کا اعتبار کر لیا جائیگا اگر مدعی نے اپنا پورا حصہ ملنے کا اقرار ہی نہیں کیا اور (مکان یا زمین کی ایک حد کی طرف اشارہ کر کے) دعوی کرتا ہے کہ یہ میرا حصہ ہے اس نے مجھے نہیں دیا اور اس کا شریک اس دعوے میں اسے جھوٹا بتلاتا ہے تو اب (عدالت) میں یہ دونوں[2] قسم کھائیں اور (ان کے قسم کھانے کے بعد) وہ تقسیم توڑ دی جائے۔ اگر تقسیم میں بہت سا غبن[3] ظاہر ہو تو وہ تقسیم بھی توڑ دی جائے اگر (کوئی مکان یا زمین تقسیم ہونیکے بعد) ایک حصہ دار کے حصہ میں سے کسی قدر قطعہ کا کوئی حقدار کھڑا ہو گیا اور اس نے مقدمہ

---

[1] جھگڑے سے مراد یہ ہے کہ ان حصہ داروں میں سے ایک کہے تجھے حصہ مل گیا ہے اور وہ کہے کہ مجھے نہیں ملا تو اس صورت میں تقسیم کرنیوالوں کی گواہی کا اعتبار کیا جائیگا۔ ۱۲۔ [2] یعنے جس وقت کہ مدعی گواہ پیش نہ کر سکے اگر اُس نے اپنے دعوے پر گواہ پیش کر دیئے تو اس وقت مدعا علیہ سے قسم کھلوانیکی ضرورت نہ ہو گی۔ حاشیہ عربی۔ ۱۲۔ [3] اصل عربی کنز میں یہاں غبن فاحش کا لفظ ہے اور غبن فاحش اُسے کہتے ہیں کہ جو قیمت کا اندازہ کرنیوالوں کے اندازے سے باہر ہو ۱۲۔ حاشیہ اصل۔

وغیرہ کر کے اپنا حق لے لیا تو جس کے حصہ میں سے اس نے لیا ہے وہ اتنا ہی اپنے شریک کے حصہ میں سے لیلے اور تقسیم توڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اگر ترکہ (وارثوں میں تقسیم ہونے کے بعد اس) میں کچھ قرضہ معلوم ہوا تو تقسیم توڑ دی جائے (یعنی اگر ورثہ قرضہ ادا نہ کریں اور اگر وہ ادا کریں تو پھر تقسیم توڑنے کی ضرورت نہیں) اگر دو شریکوں نے ایک مکان میں رہنے کی یا دو مکانوں میں رہنے کی یا ایک غلام سے کام لینے کی یا دو غلاموں سے کام لینے کی یا ایک مکان کی آمدنی یا دو مکانوں کی آمدنی کی آپس میں باری ٹھہرالی (کہ ایک مہینہ کا کرایہ یا خدمت تو لیا کرا ور ایک مہینہ کا کرایہ میں لیا کروں اور دونوں اس پر رضامند ہو گئے) تو یہ درست ہے ایک غلام یا دو غلاموں کی تنخواہ میں یا ایک خچر یا خچر یا دو خچروں کے کرایہ میں یا ایک خچر یا دو خچروں پر سوار ہونے میں یا کسی درخت کے پھل کھانے میں یا بکری کے دودھ میں باری مقرر کریں (کہ ایک مہینہ تو دودھ پیا کر ایک مہینہ میں پیا کروں گا۔ یا ایک سال پھل میں کھایا کروں گا۔ اور ایک سال تو کھایا کر) تو یہ درست نہیں ہے ۔

کتاب المزارعۃ

زراعت کا بیان

فائدہ۔ مزارعت زرع سے باب مفاعلہ ہے جس کے لغوی معنی زمین میں بیج وغیرہ ڈالنے کے ہیں اور شرعی معنی یہ ہیں جو آگے مصنف بیان فرماتے ہیں۔

ترجمہ۔ (شرع میں) مزارعت[1] اس عقد کو (یعنی اس معاملہ کو) کہتے ہیں کہ زمین کی پیداوار میں سے کچھ حصہ ٹھیرا کر اسے کاشت کرایا جائے۔ اور یہ مزارعت (یعنی بٹائی) چند شرطوں کے ہونے پر درست ہوتی ہے اول یہ کہ زمین زراعت کے قابل ہو دوسرے زمیندار اور کاشتکار دونوں عاقل بالغ ہوں تیسرے زراعت کی مدت صاف بیان کردی جائے۔ (کہ ایک فصل کے لئے) یا سال بھر کے لئے یا مثلاً دو سال کے لئے) چوتھے یہ کہ بیج کس کا ہوگا (آیا زمیندار کا یا کاشتکار کا) پانچویں یہ کہ کونسی جنس بوئی جائے گی (گیہوں جَو وغیرہ یا اور کوئی جنس) چھٹے کاشتکار کا حصہ کتنا ہوگا (نصفا نصفی یا تہائی چوتھائی) ساتویں یہ کہ زمین بالکل الگ کرکے کاشتکار کے حوالے کردی جائے آٹھویں یہ کہ جو کچھ پیداوار ہو (تھوڑی یا بہت) اس میں زمین والا اور بونے والا دونوں شریک ہوں۔ نویں یہ کہ زمین اور بیج ایک کا ہو اور بیل اور مزدور و محنت دوسرے کی یا ایک کی فقط زمین ہو اور باقی سب خرچ اور کام دوسرے کے ذمے ہو یا سارا کام ایک کے ذمہ ہو اور باقی (بیج بیل اور زمین دوسرے کی ہو (جب زمین کو بٹائی پر دینے کے وقت یہ سب شرطیں پوری ہو جائیں تو وہ بٹائی درست ہوگی ورنہ نہیں ہوگی) پس اگر زمین اور بیل ایک کے ہیں اور بیج اور باقی کاروبار دوسرے کا یا دونوں میں سے بیج ایک کا ہے اور باقی سب چیزیں (یعنی سارا کام بیل اور زمین) دوسرے کی۔ یا بیج اور بیل ایک

[1] مزارعت کو آجکل کسانوں اور زمینداروں کو محاورے میں بٹائی کہتے ہیں۔ ۱۲۔

کے ہیں اور باقی (زمین اور سب کام) دوسرے کا یا دونوں میں سے ایک کے لئے چند من غلہ معین کر دیا گیا۔ یا یہ ٹھیر گیا کہ جسقدر (غلہ پانی کی نالیوں اور گولوں (کی ڈول پر) پیدا ہو وہ ایک کا ہے (اور باقی دوسرے کا) یا یہ ٹھیرا کہ بیج والا پہلے اپنا بیج لے لیگا اور جو بچے گا اس میں دونوں ساجھی رہیں گے) یا یہ ٹھیرا کہ سرکاری بقایا (یعنی لگان) الگ کرنے کے بعد جو کچھ رہیگا اس میں دونوں ساجھی رہیں گے تو ان سب صورتوں میں بٹائی فاسد[1] ہو جائیگی (یعنی یہ بٹائی کا معاملہ جو دونوں میں ٹھیرا تھا ٹوٹ جائیگا اور اب (ان کا جھگڑا اس طرح طے کیا جائیگا کہ) زمین کی کل پیداوار تو بیج والے کی ہوگی اور دوسرے کے کام کو دیکھ کر معمول کے موافق اسے مزدوری دے دی جائیگی اور (اگر) زمین (بھی بیج والے ہی کی تھی تو اس کی کاشت) کا بھی روپیہ دیا جائیگا۔ لیکن یہ مزدوری اس سے نہ بڑھائی جائے گی[2] کہ جو ان دونوں نے آپس میں ٹھیرالی تھی اور اگر بٹائی (اپنی سب شرطیں پوری ہونے کے باعث) درست ہو جائے تو پھر زمین کی کل پیداوار اسی حساب سے بٹے گی جو زمیندار اور کاشتکار نے آپس میں ٹھیرالی ہو۔ اور اگر اتفاقاً زمین میں کچھ پیدا نہ ہو تو کاشت کار کو کچھ نہیں ملیگا اگر ٹھیرے ہوئے کے بموجب پھر کوئی کام کرنے سے انکار کرے تو اس سے وہ کام زبردستی لیا جائیگا ہاں اگر بیج والا (بیج دینے سے انکار کرے تو اس پر زبردستی نہ کی جائے گی) اگر ان دونوں میں سے ایک مر جائے تو اس وقت بٹائی ٹوٹ جائے گی۔ بس اگر کھیتی کی مدت گزر جائے (یعنی جتنے دنوں کو ٹھی تھی وہ پورے ہو جائیں) اور کھیتی ابھی کٹاؤ پر نہ آئی ہو تو جب تک کھیتی کٹاؤ پر آئے اس کاشتکار کو اتنے دنوں کا اور روپیہ اسی حساب سے دینا پڑیگا کہ جو ایسی زمین پر اتنے دنوں کا ہوتا ہوگا کھیتی کا خرچ مثلاً کاٹنے والوں کی مزدوری اور ڈھونے۔ دائیں چلانے۔ ناج اڑانے میں جو کچھ خرچ ہو دونوں کے حصوں کے موافق دونوں کے ذمّے رہیگا۔ اور اگر دونوں یہ ٹھیرالیں کہ یہ سب خرچ کاشتکار کے ذمّے رہے تو اس شرط سے وہ بٹائی ٹوٹ جائے[3] گی۔

---

[1] یہ مزارعت صاحبینؒ کے نزدیک درست ہے اور امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک درست نہیں ہے اور آجکل فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے ۱۲ حاشیہ اصل [2] یعنی اگر بالفرض اس کی مزدوری یا زمین کا روپیہ حساب کرنے سے اتنا نکلا کہ جو کچھ اس کو بٹائی میں ملتا اس سے بھی زیادہ ہے تو زیادہ نہ دیا جائے گا بلکہ اس صورت میں بٹائی کے حصہ کے برابر دیا جائیگا اور کمی کی صورت میں کم دیا جائیگا۔ ۱۲۔

[3] اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ شرط معاملہ بٹائی کے خلاف ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ معاملہ کسی شرط کے ختم ہونے پر وہ معاملہ درست نہیں رہا کرتا۔ ۱۲۔

کتاب المساقاۃ

باغ کو پال پر دینا

ترجمہ۔ (شرع میں) مساقات اس عقد کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص اپنا باغ ایسے شخص کو کہ جو اس کی خدمت کرے اس شرط پر دے کہ جو کچھ اس میں پھل آئے وہ ہم دونوں بانٹ لیا کرینگے اور یہ مساقات (سب احکام میں) مزارعت کی طرح ہے۔ کھجور وغیرہ کے درختوں اور انگوروں اور کل ترکاریوں اور بیگنوں میں یہ مساقات کرنی جائز ہے۔

فائدہ۔ کل ترکاریوں کی جگہ عربی نسخہ میں رطاب کا لفظ ہے جو رطبہ کی جمع ہے اور رطبہ مصر میں ایک نرم سی گھاس ہوتی ہے وہاں اس کو برسیم کہتے ہیں اور خوید کی طرح گھوڑوں وغیرہ کو کھلاتے ہیں لیکن یہاں رطاب سے مراد کل ترکاریاں ہیں (کذا فی حاشیۃ الاصل)

ترجمہ۔ اگر کسی نے پھل لگا ہوا باغ پال پر دیا اور پھل ابھی ایسا ہے کہ وہ زنلائی وغیرہ کرنے یا پانی دینے سے بڑھتا ہے تو یہ معاملہ درست ہے اور اگر پھل کا بڑھنا پورا ہو چکا ہے تو پھر بٹائی کی طرح یہ درختوں کی پال بھی درست نہیں ہوگی (یعنی کھیتی تیار ہونے کے بعد جیسے بٹائی درست نہیں ہوتی) جب یہ درختوں کی پال کا معاملہ ٹوٹ جائیگا تو اس وقت (سارا پھل باغ والے کو ملے گا اور اس) کام کرنے والے کو اس کی محنت کے مطابق مزدوری دیدی جائے گی اور ان دونوں عقد کرنے والوں میں سے اگر ایک مرجائے تو جب بھی یہ معاملہ ٹوٹ جاتا ہے علیٰ ہذا القیاس مزارعت کیطرح کوئی عذر ہونیکی وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے اور عذر سے مراد یہ ہے کہ مثلاً کام کرنے والا چور ہو یا بیمار ہو کہ اب کام نہیں کرسکتا۔

فائدہ۔ مزارعت اور ذبائح میں مناسبت ہونے کی وجہ تمام شراح یہ کہتے ہیں کہ ان دونوں میں فی الحال تلف کرنا آئندہ فائدہ حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے کیونکہ مزارعت کرتے وقت دانہ خاک میں اسی لئے ملاتے ہیں کہ آئندہ اناج پیدا ہو اسی طرح حیوان کی روح کھو کر اسے بھی اس کے بعد فائدے حاصل کرنے کے لئے تلف کرتے ہیں (تکملہ مختصراً)

---

[1] یہانتک کہ یہ بھی امام صاحب رحمۃ اللہ کے نزدیک جائز نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے اور فتویٰ صاحبین کے قول (پر ہے ۱۲ [illegible])

کتابُ الذّبائح

ذبیحہ کے احکام

ترجمہ۔ ذبائح ذبیحہ کی جمع ہے اور ذبیحہ اُس جانور کو کہتے ہیں جو ذبح کیا جائے اور ذبح گلے کی رگیں کاٹنے کو کہتے ہیں مسلمان اور کتابی[1] نابالغ لڑکے۔ عورت۔ گونگے اور بے ختنہ کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے آتش پرست بت پرست مرتد اور احرام باندھے ہوئے اور ذبح کے وقت قصداً بسم اللہ نہ پڑھنے والے کا ذبح کیا ہوا حلال نہیں ہے۔ اگر کسی نے بھول کر بسم اللہ نہ کہی تو اس کا ذبح کیا ہوا حلال ہے اور ذبح کرتے وقت) اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور کسی کا نام لینا یا یہ کہنا کہ خداوندا یہ فلانے کی طرف سے قبول کر مکروہ ہے ہاں اگر بسم اللہ کہنے سے پہلے یا جانور کو گرانے سے پہلے کرلے تو مکروہ نہیں ہے بلا کراہت) جائز ہے اور ذبح حلق اور سینہ کی اوپر کی ہڈی کے درمیان ہونا چاہیئے اور نرخرا اور دانہ پانی جانے کی رگ اور دو شہ رگیں (جو ان کے اِدھر اُدھر ہوتی ہیں) کاٹی جائیں اگر ان چاروں کی جگہ ذبح کرتے ہوئے تین کٹ گئیں تو بھی کافی ہے۔ اگر ناخن سے یا تیز سینگ سے یا تیز ہڈی سے یا ایسے دانت سے جو (بدن میں لگا ہوا نہ ہو) علٰحدہ ہو یا تیز کھپچی سے

---

[1] یعنے مطلقاً کتابی خواہ دار الحرب کا باشندہ ہو اور خواہ دار الاسلام کا باشندہ ہو اور کتابی اہل کتاب یعنی یہودی اور نصرانیوں کو کہتے ہیں۔ ۱۲۔ ملا مسکین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

یا تیز پتھر (کی کتل) سے یا اور ایسی چیزوں سے جو خون بہا دیتی ہوں ذبح کر لیا ہو (وہ بھی حلال ہے) ہاں دانت اور ناخن ایسے نہ ہوں جو بدن میں لگے ہوئے ہوں (بلکہ بدن سے الگ اُکھڑے ہوئے ہوں (جانور کو ذبح کرنے کے لئے گرانے سے پہلے) چھری کو تیز کر لینا مستحب ہے اور نخع تک چھری پہنچانا۔ یا سر علیحدہ کر دینا یا گدّی کی طرف سے ذبح کرنا مکروہ ہے۔

فائدہ۔ نخع اُس سپید دھاگہ کو کہتے ہیں جو گردن کی ہڈی کے بیچ میں ہوتا ہے جس کو گودا بھی کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ذبح میں اس طرح نہ کرے کہ گردن کی ہڈی کے گودے تک چھری پہنچ جائے ۱۲ طحطاوی۔

ترجمہ۔ جو وحشی جانور (مثلاً ہرن وغیرہ) آدمی کے پاس ہل گیا ہو اُسے ذبح کرنا چاہیئے ہاں جو چوپایہ وحشی ہو کر بھاگ جائے (خواہ اُونٹ ہو یا بکری یا گائے وغیرہ ہو) یا کنوئیں میں گر جائے (اور وہ ذبح نہ ہو سکے) تو اسے زخمی کر کے مار دینا کافی ہے (پھر ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اونٹوں کو نحر کرنا اور گائے بکری (بھینس وغیرہ) کو ذبح کرنا مسنون ہے اور اُس کا اُلٹا کرنا مکروہ ہے (یعنی اونٹوں کو ذبح کرنا اور گائے بکری کو نحر[3] کرنا مکروہ ہے) ہاں ایسا کرنے سے وہ جانور حلال ہو جائیگا اور ماں کے ذبح ہونے سے اُس کے پیٹ کے اندر کا بچہ (اگر نکل آئے تو) وہ ذبح نہیں ہوتا (اگر بچہ زندہ نکلا ہے اور اسے کھانے کا ارادہ ہے تو ذبح کر لینا چاہیئے اور مرا ہوا نکلا ہے تو وہ مردار اور حرام ہے۔

جن جانوروں کا کھانا درست ہے

ترجمہ۔ چوپائے جانوروں میں سے جو کچلیوں (یعنی کلے) والے درندے ہوں یا

[1] اگر ایسے نہونگے تو اُن سے ذبح کیا ہوا حلال نہ ہوگا بلکہ حرام ہوگا ۱۲ [2] یعنی ہل جانے اور مانوس ہونے کے بعد اس جانور کا حکم شکار کا سا نہیں رہتا اور شکار کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی نے بسم اللہ پڑھ کر تیر مارا تھا اور وہ تیر کے زخم سے مر گیا ذبح کرنے کی نوبت نہیں آئی اس میں یہ زخم ہی ذبح کے قائم مقام ہو جاتا ہے ۱۲ مختصر من الفتح۔

[3] سینہ کے اوپر گردن کی جڑ میں نیزہ مار کر کاٹ دینے کو نحر کہتے ہیں ۱۲۔

جو پرندے پنجہ سے شکار کرنے والے ہوں وہ سب حرام ہیں اور جو کوا کھیت کھایا کرتا ہے وہ حلال ہے مگر ابلق کوا حلال نہیں ہے جو مردار کھاتا ہے۔

فائدہ۔ عربی میں ابلق کوے کی جگہ ابقع ہے اور ابقع ابلق کو کہتے ہیں جس میں سیاہی اور سپیدی دونوں ہوں بعض علماء نے اس ابلق سے یہی دیسی کوا مراد لیا ہے جو اکثر آبادی میں رہتا ہے اور جس کی گردن کا رنگ بہ نسبت پروں کے سپیدی مائل ہوتا ہے اور اس پر ابقع کا اطلاق کر کے حرام کہدیا ہے مگر حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی مرحوم اور حضرات دیوبند و علماء سہارنپور کا فتوٰی اس پر ہے کہ ابقع یہ کوا نہیں ہے کیونکہ یہ دیسی کوا تو روٹی وغیرہ اور مردار دونوں چیزیں کھاتا ہے لہذا اس کا حکم مرغی جیسا ہے کہ وہ بھی دونوں چیزیں کھاتی ہے اور غراب ابقع وہ ہے جس کی غذا فقط مرداری ہو جیسے کہ کرگس وغیرہ کی غذا فقط مرداری ہے۔ واللہ اعلم (مترجم)

ترجمہ۔ بجو۔ گوہ۔ بھڑ (زرد ہو یا لال ہو) اور کچھوا اور زمین میں رہنے والے جانور (مثلاً سانپ، بچھوا اور چوہے وغیرہ) اور بستی کے گدھے اور خچر گھوڑے حلال نہیں ہیں اور خرگوش حلال ہے۔

فائدہ۔ بعض ائمہ نے خرگوش کو اس لئے حرام کہا ہے کہ خرگوش کو عورت کی طرح حیض آتا ہے پس چونکہ اس میں آدمی کی مشابہت ہے لہذا حرام ہے اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک خرگوش حلال ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ ایک مرتبہ خرگوش کا بھنا ہوا گوشت آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہؓ کے سامنے پیش کیا گیا تھا اور سب نے اس کو کھایا تھا یہ روایت امام احمد اور امام نسائی نے نقل کی ہے دوسری عقلی دلیل یہ ہے کہ یہ درندوں میں سے نہیں ہے اور نہ مردار کھاتا ہے لہذا یہ ہرن جیسا ہے باقی آدمی کی مشابہت سے حرام کہنا عقلی بات ہے اور شریعت میں عقل کو اتنا دخل نہیں ہے کہ عقل کے زور سے کسی چیز کو حرام کیا جائے ۱۲ (تکملہ بحر الرائق)

ترجمہ۔ جن جانوروں کا گوشت کھانا درست نہیں ہے ان کو ذبح کرنے سے ان کا گوشت اور کھال پاک ہو جاتے ہیں (اگرچہ گوشت کا کھانا پھر بھی حرام ہی رہتا ہے) سوائے آدمی اور سور کے (کہ اگر یہ دونوں ذبح بھی کئے جائیں تب بھی ان کا گوشت یا چمڑا پاک نہیں ہوتا اور پانی کے جانوروں میں سے سوائے مچھلی کے اور کوئی جانور حلال نہیں ہے اور مچھلی بھی ایسی نہ ہو کہ جو مر کے پانی پر ترنے لگے ہو مچھلی کو بلا ذبح کئے کھانا حلال ہے جیسے ٹڈی (مگر اتنا فرق ہے کہ ٹڈی اگر خود بھی مر گئی ہو تب بھی حلال ہے۔ بخلاف مچھلی کے کہ وہ خود

مری ہوئی حلال نہیں) اگر کسی نے (بیمار) بکری ذبح کی اور (ذبح کرتے وقت) اس نے کچھ حرکت یا خون دیدیا تو وہ حلال ہے اور اگر نہ اس نے حرکت کی اور نہ خون دیا تو وہ حلال نہیں ہے ہاں اگر اوہ کسی ذریعہ سے اس میں دم ہونا معلوم ہوجائے تو وہ ذبح کرنے سے حلال ہوجائے گی اگرچہ نہ وہ کچھ حرکت کرے اور نہ خون دے اور اگر یہ معلوم نہ ہو تو وہ حلال نہیں ہے

کتاب الاُضحیّہ

قربانی کا بیان

ترجمہ ۔ ایسے مسلمان پر جو آزاد مقیم اور مالدار ہو اپنی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے اپنی اولاد کی طرف سے کرنا واجب نہیں ہے (ایک آدمی کی طرف سے خواہ) ایک بکری ہو ز یا بکرا مینڈھا یا دُنبہ یا اُن کی مادہ ہو) یا بدنہ کا ساتواں حصہ ہو ۔

فائدہ ۔ بدنہ کا اطلاق اونٹ گائے اور بھینس تینوں پر ہوتا ہے خواہ نر ہوں یا مادہ ہوں اور قربانی کا واجب ہونا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے یہ مروی ہے کہ قربانی سنت ہے یہی قول امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کا ہے ۔ امام طحاوی نے ذکر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قربانی واجب ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک سنت ہے ان کے سنت کہنے کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اِذَا رَاَیْتُمْ هِلَالَ ذِی الْحِجَّةِ وَاَرَادَ اَحَدُکُمْ اَنْ یُّضَحِّیَ فَلْیُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهٖ وَاَظْفَارِهٖ یعنی جب تم بقرعید کا چاند دیکھو اور کوئی تم میں سے قربانی کرنی چاہے تو اُسے چاہیئے کہ قربانی سے پہلے اپنا خط اور ناخن نہ بنوائے) یہ حدیث امام مسلم نے روایت کی ہے اس میں حضور انورؐ نے قربانی کرنے کو ارادے پر موقوف رکھا ہے اور ارادے پر موقوف رکھنا واجب ہونے کے منافی ہے اور امام صاحب کی دلیل آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد ہے کہ مَنْ وَجَدَ سَعَةً فَلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا یعنے جس میں وسعت ہو اور پھر بھی قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے یہ حدیث امام احمد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے اور ایسی وعید وجوب کے سوائے اور امور میں نہیں ہوا کرتی (عینی)

ترجمہ ۔ قربانی کرنے کا وقت بقرعید کی صبح سے لے کر بارھویں تاریخ کی شام تک ہے ۔

ہاں شہر کا رہنے والا (کہ جہاں عید کی نماز ہوتی ہو) عید کی نماز پڑھنے سے پہلے قربانی نہ کرے غیر شہری (یعنی گاؤں والوں) کو اختیار ہے (کہ چاہے سویرے ہی کرلے اور چاہے نماز پڑھ کر آکر کرے) اگر کسی جانور کے سینگ نہ ہوں (خواہ بکری وغیرہ ہو یا گائے وغیرہ ہو) یا خصی (یا بدھیا) ہو یا دیوانہ ہو تو اس کی قربانی کرنا جائز ہے۔ ہاں جو جانور اندھا ہو یا کانا ہو یا بہت دُبلا ہو (کہ چمڑا اور ہڈی ہی ہوں) یا لنگڑا ہو (کہ مذبح تک نہیں جا سکتا) یا جس کا آدھے سے زیادہ کان کٹا ہوا ہو یا آدھے سے زیادہ دم کٹی ہوئی ہو۔ یا دانت ٹوٹے ہوئے ہوں یا آنکھ پھوٹی ہوئی ہو (کہ اس سے نظر کم آتا ہے) یا آدھی سے زیادہ چکتی کٹی ہوئی ہو تو ایسے جانور کی قربانی درست نہیں ہے اور قربانی اونٹ گائے (بھیڑ دُنبہ) بکری کی ہونی چاہیئے (نر مادہ ہونے میں کچھ فرق نہیں ہے باقی مرغی مرغے کو بقرعید کے دن ذبح کر کے قربانی سمجھنا مکروہ ہے یہ قربانی نہیں ہو سکتی اور قربانی کے جانور عمر میں ایسے ہونے چاہئیں کہ اگر اونٹ ہے تو وہ پانچ برس سے کم نہ ہو اور اگر گائے بھینس کی کرنی ہے تو دو برس سے کم نہ ہو اور اگر بکری ہے تو برس روز سے کم نہ ہو ہاں مینڈھا چھ مہینے سے زیادہ کا (قربانی میں) درست ہے (بشرطیکہ وہ ایسا ہونہار یا تیار ہو کہ بڑی بھیڑوں میں ملتا ہے) اگر قربانی کے اونٹ یا گائے میں سات آدمی شریک تھے اور (قربانی کرنے سے پہلے) ان میں سے ایک مر گیا اور اس کے وارثوں نے یہ کہا کہ تم اپنی طرف سے اور اس کی طرف سے اس کی قربانی کرو تو اس کی قربانی درست ہے۔ اگر ایک گائے وغیرہ میں سات آدمی شریک ہیں (چھ مسلمان) اور ساتواں نصرانی یا مرتد ہے یا ایک شریک کی نیت قربانی کی نہیں ہے بلکہ) گوشت لینے کے ارادے سے شریک ہو گیا ہے تو یہ قربانی ان میں سے کسی کی طرف سے بھی درست نہیں ہوگی قربانی کے گوشت میں سے کرنیوالا خود بھی کھائے اور غریبوں) امیروں کو بھی کھلائے اور بعد میں کھانے کے لئے بھی رکھ چھوڑے مستحب یہ ہے کہ تہائی سے کم خیرات نہ کرے (بلکہ تہائی سے زیادہ خیرات کردے اور باقی کا اس کو اختیار ہے) اور اس کی کھال کو بھی خیرات کردے یا اپنے کام میں لے آئے مثلاً تھیلہ یا چھلنی وغیرہ بنوالے مستحب یہ ہے کہ اگر (قربانی کرنیوالا) ذبح کرنا جانتا ہو تو اپنے ہاتھ سے ذبح کرے باقی کسی نصرانی (یعنی عیسائی) یا یہودی سے ذبح کرانا مکروہ ہے۔ اگر قربانی کے دو بکرے دو[1] آدمیوں کے تھے اور دونوں نے غلطی سے دوسرے کا بکرا ذبح کر دیا تو دونوں کی طرف سے قربانی ہو جائے گی اور ایک دوسرے سے کچھ تاوان نہ لے سکیگا۔

---

[1] یعنی مثلاً زید اور عمرو کے دو بکرے تھے اتفاقاً غلطی سے زید نے عمرو کا بکرا اور عمرو نے زید کا بکرا ذبح کر دیا تو دونوں کی طرف سے قربانی درست ہوگئی ۱۲۔

کتاب الکراہۃ

مکروہ چیزوں کا بیان

فائدہ۔ مکروہ (تحریمی) امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رحمہما اللہ کے نزدیک حرام کے قریب ہی قریب ہوتا ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے یہ تصریح کردی ہے کہ ہر مکروہ حرام ہے۔

کھانے پینے وغیرہ کی تفصیل

ترجمہ۔ گدھی کا دودھ پینا یا کھانا مکروہ (تحریمی) ہے اور مردوں عورتوں سب کو چاندی سونے کے برتن میں کھانا پینا۔ تیل لگانا اور خوشبو لگانا سب مکروہ (تحریمی) ہے ہاں رانگ۔ کانچ، عقیق اور بلور وغیرہ کے برتنوں میں کھانا پینا مکروہ نہیں ہے اور جس برتن پر چاندی کا کام ہو (خواہ وہ برتن لکڑی کا ہو یا تانبے وغیرہ کا ہو) اس میں پینا (یا کھانا) یا جس زین پر چاندی کا کام ہو اس پر سوار ہونا۔ یا جس کرسی پر چاندی کا کام ہو اس پر بیٹھنا جائز ہے مگر جس جگہ چاندی لگی ہوئی ہو اس سے بچے اور حلت وحرمت کے بارے میں کافر کے قول کا اعتبار کرلیا جائیگا (مثلاً کسی مسلمان کا غلام کافر ہو اور وہ گوشت لاکر یہ کہے کہ یہ گوشت بکری کا ہے حرام جانور کا نہیں ہے تو اس کا گوشت کھانا درست ہے) ہدیہ اور اجازت کے بارے میں غلام اور لڑکے کے کہنے

؎ غرض یہ ہے کہ ایسی چیزوں کا استعمال مکروہ نہیں ہے بلکہ درست ہے مگر یہ شرط ہے کہ گلاس وغیرہ میں جہاں چاندی لگی ہوئی ہے وہاں منہ نہ لگے بعض فقہا کہتے ہیں کہ پکڑنے میں وہاں ہاتھ بھی نہ لگے اور کرسی میں بیٹھنے کی جگہ چاندی نہ ہو ۱۲

کا اعتبار کر لیا جائیگا۔

فائدہ ۔ ہدیہ عربی میں تحفہ کو کہتے ہیں اس کی صورت یہ ہے کہ اگر کسی سے کسی غلام نے یا لڑکے نے یہ کہا کہ میرے آقا نے یا فلاں شخص نے تمھیں تحفہ بھیجا ہے یا کسی سے کہیں کہ ہمیں ہمارے آقا یا ولی نے تجارت کی اجازت دیدی ہے تو اس کا اعتبار کر لیا جائیگا۔

ترجمہ ۔ (دنیوی) معاملات میں (بدمعاش یعنی) فاسق کے کہنے کا اعتبار کر لیا جائیگا (مثلاً اگر وہ کسی کھانے کے بارے میں یہ کہے کہ یہ حلال ہے یا کسی پانی کی بابت کہے کہ یہ ناپاک ہے تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائیگا ہاں اگر یہ کہے کہ میں فلاں شخص کا وکیل ہوں یا اس کا مضارب وغیرہ ہوں تو ایسی باتوں میں اس کا اعتبار کیا جائیگا کیونکہ یہ دنیوی معاملات ہیں ان میں فاسق کے کہنے پر یقین کر سکتے ہیں) اگر کسی کی ولیمہ کی دعوت کی گئی اور (جہاں کھانا کھلایا جا رہا ہے) وہاں کھیل تماشا اور گانا بجانا ہو رہا ہے تو وہاں بیٹھ جائے اور کھانا کھا کر چلا آئے۔

فائدہ ۔ یہ اجازت ایسے آدمی کے لئے ہے جو لوگوں کا پیشوا اور ایسا نہ ہو کہ لوگ اسے کوئی فعل کرتے دیکھ کر اس سے سند پکڑتے ہوں اور نہ اس کے روکنے اور منع کرنے سے رکتے اور نہ منع ہو سکتے ہوں غرض کہ معمولی اور گھٹیا لوگوں میں سے اگر ہو تو یہ ایسے موقع کی دعوت کھالے اور اگر ایسا ہے کہ اس کے منع کرنے سے لوگ ضرور رک جاتے ہیں تو اسے ایسی جگہ ہرگز دعوت کھانا جائز نہیں ہے بلا کھائے واپس آجانا اور انھیں منع کر دینا چاہیئے (حاشیہ عربی)

لباس کی تفصیل

ترجمہ ۔ مردوں کو ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے۔ عورتوں کو پہننا حرام نہیں ہے۔ ہاں چار انگل چوڑی سنجاف مردوں کے لئے بھی مباح اور درست ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ریشمی کپڑے کا تکیہ بنانا (یعنی تکیہ پر غلاف چڑھانا) یا بچھونا بنانا مردوں کے لئے بھی جائز ہے اور جس کپڑے میں تانا ریشم کا ہو اور بانا سوت یا اون کا ہو مردوں کو پہننا بھی جائز ہے اور جس کپڑے میں اس کا عکس ہو (یعنی تانا سوت کا ہو اور بانا ریشم یا اون کا) تو وہ

ؔ یہاں عربی کنز میں خز کا لفظ ہے جو ایک دریائی جانور کا نام ہے لیکن پھر اس کا استعمال ہی جانور کی اون پر ہو گیا ہے اسی وجہ سے اس کا ترجمہ اون کیا گیا ہے ۱۲ ملا مسکین مترجم ؔ یعنی مردوں کو ورنہ عورتوں کو جائز ہے ۱۲۔

مردوں کو فقط جنگ میں پہننا درست ہے۔ مردوں کو سونے چاندی کا زیور پہننا درست نہیں ہے ہاں اگر ایک انگوٹھی یا پیٹی یا تلوار کا ساز چاندی کا بنوالیا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے مگر تاہم سوائے بادشاہ اور قاضی کے اوروں کے لئے انگوٹھی کا پہننا ہی اولیٰ و افضل نہیں ہے باقی پتھر کی یا لوہے کی یا پیتل کی یا سونے کی انگوٹھی پہننی حرام ہے۔ پتھر کے نگینہ میں اگر سوراخ ہو تو اس میں سونے کی کیل لگوالینی درست ہے اور دانتوں کو چاندی کے تار سے کسوالینا درست ہے (یعنی اگر دانت ہلتے ہوں) سونے کی کیل لگوالینی درست ہے اور لڑکوں کو سونا اور ریشمی کپڑا پہنانا مکروہ ہے ہاں وضو کا پانی یا ناک پونچھنے کے لئے ریشمی رومال رکھنا یا بات یاد رکھنے کے لئے انگلی پر ریشمی دھاگا باندھنا مکروہ نہیں ہے۔

دیکھنے اور چھونے کی تفصیل

ترجمہ۔ آزاد عورت کے چہرے اور ہتھیلیوں کے سوا اور بدن غیر مرد کے لئے دیکھنا ناجائز ہے بلکہ حاکم اور گواہوں کے سوا جس کو دیکھنے سے شہوت ہوتی ہو اس کے لئے چہرہ دیکھنا بھی درست نہیں طبیب کو مرض کی جگہ دیکھنا درست ہے ایک مرد کو دوسرے کا ناف سے لے کر گھٹنوں تک کے سوا اور باقی بدن کو دیکھنا ناجائز ہے

فائدہ۔ مرد کا ناف سے لے کر گھٹنوں تک کا بدن شرع میں ستر کہلاتا ہے اس کو دیکھنا قطعی حرام ہے۔ ۱۲۔

ترجمہ۔ ایک عورت کا دوسری عورت کو یا مرد کو دیکھنا بھی ایسا ہی ہے جیسا ایک مرد کا دوسرے مرد کو دیکھنا (یعنی ایک عورت کو دوسری عورت کے یا مرد کے بدن میں سے ناف سے لے کر گھٹنوں تک کے سوا اور بدن کو دیکھنا جائز ہے) مرد کو اپنی بیوی اور لونڈی کی شرمگاہ کو دیکھنا منع نہیں ہے اور اسی طرح عورت کو اپنے خاوند کا اور لونڈی کو اپنے آقا کا ستر دیکھنا جائز ہے اور مرد کو اپنی محرم عورت کے منہ اور سر اور سینہ پنڈلیوں اور بازوؤں کا دیکھنا جائز ہے (محرم اسے کہتے ہیں جس سے نکاح کرنا درست نہ ہو مثلاً ماں خالہ پھوپھی وغیرہ) ہاں اُن کی پیٹھ یا پیٹ یا رانوں کا دیکھنا جائز ہے اور جن اعضا کا دیکھنا جائز ہے اُن کو ہاتھ لگانا بھی جائز ہے اور

لہ اس سے مقصود یہ ہے کہ جس مرد کو آزاد عورت کا منہ دیکھنے سے شہوت ہوتی ہو تو اس کو اس کا منہ دیکھنا بھی جائز نہیں ہے حالانکہ شہوت نہ ہونے کے وقت اس کو دیکھنا جائز ہے (یعنی) اور جس عورت سے کوئی نکاح کرنا چاہتا ہو اس کو دیکھنا بھی جائز ہے ۱۲ مترجم۔

غیر کی لونڈی اپنی محرم برابر ہوتی ہے (کہ محرم کی طرح اس کے منہ اور سر وغیرہ کو دیکھنا جائز ہے) اگر اس کے خریدنے کا ارادہ ہو تو (ان اعضا) کو (کہ جن کو دیکھنا درست ہے) ہاتھ لگانا بھی جائز ہے۔ اگرچہ شہوت ہو رہی ہو جب لونڈی بالغ ہو جائے تو اسے فقط ایک تہمد بندھوا کر دیا پائجامہ پہنا کر بیچنے کے لئے) لوگوں کے سامنے کرنا جائز نہیں ہے) بلکہ اوپر بھی کوئی کپڑا ضرور ہونا چاہیئے اگرچہ ایک کرتا ہی ہو) خصی آدمی اور جس کا آلہ تناسل کٹا ہوا ہو یا مخنث ہو تو یہ تینوں مردوں میں شمار ہیں اور عورت کا غلام (اس کے حق میں) مثل غیر آدمی کے ہوتا ہے۔

فائدہ - یعنی جیسا کہ ایک آزاد عورت کو غیر آدمی سے پردہ کرنا ضروری ہے ایسا ہی اپنے غلام سے بھی اس کو پردہ کرنا ضروری ہے اور جتنا اس کا بدن غیر آدمی کے لئے دیکھنا جائز ہے اتنا ہی اس غلام کو بھی دیکھنا جائز ہے۔

ترجمہ - آقا کو اپنی لونڈی سے بلا اجازت اور مرد کو اپنی بیوی سے اجازت لے کر عزل کرنا درست ہے (عزل اسے کہتے ہیں کہ جب صحبت کرتے ہوئے حاجت ہونے کو ہے تو آلۂ تناسل نکال کر باہر حاجت کر دے (عیال داری کی پریشانیوں سے بچنے کے لئے عرب لوگ ایسا کیا کرتے تھے)

عورت کے حمل کا استبراء[۲]

ترجمہ - جب آدمی (کسی ذریعے سے) کسی لونڈی کا مالک ہو تو جب تک اسے ایک حیض نہ آئے اس سے صحبت کرنا یا مساس کرنا یا شہوت سے اس کی شرمگاہ کو دیکھنا اس مرد پر حرام ہے۔ اگر کسی کی دو لونڈیاں آپس میں دو بہنیں ہوں اور (اس نے شہوت کی حالت میں ان دونوں کا پیار لے لیا تو ان میں سے کسی کے ساتھ اسے صحبت کرنا یا صحبت کے اسباب پیدا کرنا (مثلاً مساس کرنا یا گلے لگانا وغیرہ) سب حرام ہیں یہاں تک کہ ان میں سے ایک کسی کو دے کر یا کسی سے نکاح کر دے یا آزاد کر کے اپنے اوپر اس سے صحبت کرنا حرام نہ کرلے (اگر کوئی اپنی باندی کسی کو دیدے یا کسی سے نکاح کر دے یا اسے آزاد کر دے تو اب اس باندی سے اسے صحبت کرنا حرام

[۱] یعنی بدن کے جن جن اعضا کو دیکھنا یا ہاتھ لگانا مردوں کو جائز ہے وہی ان تینوں کو جائز ہے اور جن کا دیکھنا یا ہاتھ لگانا ان کو حرام ہے ۱۲ مترجم۔

[۲] استبراء کے معنے رحم کو بچے وغیرہ سے پاک وصاف کر لینے کے ہیں اور اس کا تحقق ایک حیض آنے سے ہو جاتا ہے۔ ۱۲

یہی مطلب اس مسئلہ کا ہے) ایک مرد کو دوسرے مرد کا بوسہ لینا یا گلے ملنا ایسی حالت میں مکروہ ہے کہ وہ فقط ایک تہمد ہی باندھے ہوئے ہو لیکن اگر تہمد پر کرتا بھی پہنے ہوئے ہے تو اس وقت اختلاف کرنا جائز ہے جیسا کہ مصافحہ[1] کرنا جائز ہے۔

بیع، غلہ بھرنا اور اجارہ دینا

ترجمہ۔ آدمی کا پاخانہ بیچنا مکروہ ہے اور گوبر (یا لید یا مینگنیوں) کا بیچنا مکروہ نہیں ہے اگر (کسی کو معلوم ہو کہ یہ لونڈی زید کی ہے اور دوسرا شخص مثلاً) عمرو یہ کہے کہ مجھے اس لونڈی کے مالک (مثلاً) زید نے اس کے بیچنے کا (اختیار دیدیا ہے یعنی) وکیل کر دیا ہے تو اسے اس زید کی لونڈی کو خریدنا جائز ہے (یعنی اسے ضرورت نہیں کہ اس کی وکالت کے ثبوت کے لئے گواہ تلاش کرتا پھرے) اگر کسی مسلمان کے ذمہ دوسرے مسلمان کا کچھ قرض تھا اور اس قرضدار نے اپنی شراب بیچ کر اس روپیہ سے اپنا قرضہ بیباق کرنا چاہا تو اس قرض خواہ کو یہ شراب کی قیمت کا روپیہ لینا مکروہ ہے۔ ہاں مسلمان کو کافر سے ایسا روپیہ لینا مکروہ نہیں ہے۔ آدمی کی غذا (مثلاً گیہوں چنا وغیرہ) اور جانوروں کی غذا (مثلاً بھس گھاس وغیرہ) کو گرانی کے وقت بیچنے کی نیت سے ایسے شہر میں بھر لینا مکروہ ہے کہ اس کے بھرنے سے وہاں کے باشندوں کو تکلیف ہوتی ہو ہاں فقط اپنی زمین کا غلہ یا جو دوسرے شہر سے کوئی (تجارت کے لئے) لایا ہو اس کو اس نیت سے روک لینا مکروہ نہیں ہے حاکم (اپنی طرف سے) بھاؤ مقرر نہ کرے۔ لیکن اگر غلہ بیچنے والے (گراں بیچنے میں قیمت کی حد سے زیادہ بڑھ جائیں (تو اس وقت حاکم ضرور بھاؤ ٹھہرا دے) اور شراب بنانے والے کے ہاتھ شیرہ بیچنا جائز ہے۔ علیٰ ہذا القیاس گاؤں میں کوئی مکان اس لئے کرایہ پر دینا جائز ہے کہ کرایہ دار اپنی پوجا پاٹ کرنے کے لئے وہاں آگ جلائے یا (یہودی کرایہ دار اپنا) مندر بنائے یا (نصرانی کرایہ دار اپنا) گرجا بنانے یا اس میں شراب بکا کرے۔

فائدہ۔ اس مسئلہ میں گاؤں کی قید اس لئے ہے کہ اسلامی شہروں میں چونکہ شعائر اسلام کا چرچا زیادہ ہوتا ہے اس لئے وہاں غیر مذہب والے اپنے مذہبوں کو چنداں رواج نہیں دے سکتے بلکہ اکثر فقہاء کا قول یہ ہے کہ شہر میں یہ امور چونکہ بادشاہ کی طرف سے ممنوع ہوا کرتے ہیں

[1] مصافحہ ہاتھ ملانے کو کہتے ہیں جیسا اکثر دوستوں میں ملاقات کے وقت ہوتا ہے ۱۲۔

[2] یعنی کرایہ دار مجوسی ہو جو آگ کو پوجتے اور آتش پرست کہلاتے ہیں۔ ۱۲۔ مترجم۔

لہذا گاؤں میں ان کے لئے مکان کرایہ پر دیدینا جائز ہے اور یہ مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے باقی صاحبینؒ کے نزدیک وہاں بھی کرایہ پر دینا جائز نہیں کیونکہ یہ اِعَانَتٌ عَلَى الْمَعْصِيَةِ (گناہ پر مدد کرنی) ہے جو جائز نہیں ہے۔ شمس الائمہ سرخسی اور امام فخر الاسلام کا مختار مذہب یہی ہے (فتح القدیر و عنایہ شرح ہدایہ)

ترجمہ۔ مسلمان کو ہندو کی شراب مزدوری پر اٹھانی جائز ہے۔ شہر مکہ کے مکان اور وہاں کی زمین کو بیع کرنا اور قرآن شریف کی دس آیتوں پر دعب یا م یا ز کا نشان لگانا یا اُس پر نقطے اور زبر زیر لگانا یا اُس کو سونے چاندی کے پانی سے مزین کرنا اور ہندو وغیرہ کا مسجد میں جانے دینا اور مسلمان کو ہندو کی بیمار پرسی کو جانا اور چوپایوں کو خصی (یا بدھیا) کرنا اور (خچر پیدا ہونے غرض سے) گھوڑی پر گدھا ڈالنا اور تاجر غلام کا تحفہ قبول کرنا یا اس کی دعوت مان لینا یا اُس کا گھوڑا وغیرہ (کوئی سواری کا جانور) مانگ لینا یہ سب باتیں جائز ہیں ہاں اگر ایسا غلام کسی کو تحفۃً کپڑا پہننے کے لئے دینے لگے یا روپے اشرفیاں سوغات میں دینے لگے تو اُن کا لینا مکروہ ہے خصی آدمی سے خدمت لینی (یعنی کام کاج کی غرض سے اُس کو زنانے میں آنے دینا) یا اس طرح دُعا کرنا کہ خداوندا اپنے عرش پر عزت سے بیٹھنے کی جگہ کے طفیل میں میرا فلانا کام پورا کر دے یا یہ کہنا کہ الٰہی بحق فلاں میرا یہ کام کر دے یہ سب مکروہ ہے شطرنج یا چوسر وغیرہ سب کھیل مکروہ ہیں غلام کے گلے میں طوق وغیرہ ڈالنا مکروہ ہے اُسے قید کرنا مکروہ نہیں ہے۔ کسی تکلیف کی وجہ سے حقنہ کرنا جائز ہے۔ قاضی کو (بیت المال سے) تنخواہ لینی بقدر کفایت درست ہے۔ لونڈی اور ام ولد کو بغیر محرم مرد ساتھ لئے سفر کرنا درست ہے ماں کو اپنی نابالغ اولاد کے لئے اور چچا تایا کو اپنے بھائی کی نابالغ اولاد کے لئے اُنکی ضروری چیزوں کو خریدنا اور جو کار آمد نہ ہوں اُن کو بیچ ڈالنا جائز ہے علیٰ ہذا القیاس اگر کسی کو کوئی بچہ پڑا ہوا (لاوارث) مل گیا تو جب تک یہ بچہ اُسی کی پرورش میں ہے اس کو بھی اس کی چیز کی خرید و فروخت جائز ہے اور پرورش سے نکلنے کے بعد اس کا یہ اختیار جاتا رہیگا یا بچہ سے مزدوری کرانی فقط ماں کو جائز ہے اور ان میں سے کسی کو جائز نہیں۔

لہ تاجر غلام سے مراد یہ ہے کہ آقا نے اس کو تجارت کرنے کی اجازت دیدی ہو اسی کو ماذون فی التجارت بھی کہتے ہیں ۱۲ مترجم ۔ لہ ظالم آدمیوں کی گذشتہ زمانے میں یہ عادت تھی کہ غلام کے گلے میں ایک طوق اس لئے ڈال دیتے تھے کہ وہ گردن کو ادھر اُدھر نہ پھیر سکے جو بالکل ناجائز ہے عینی اس مسئلہ میں اور بھی اختلاف ہے مگر چونکہ سلطنت برطانیہ میں غلامی کا رواج ہی نہیں ہے اب اس کی تفصیل لکھنی بیکار ہے ۱۲ ۔ مترجم ۔

کتاب احیاء الموات

فائدہ - احیاء کے معنی زندہ کرنے کے ہیں اور موات سحاب کے وزن پر مردے کو کہتے ہیں مگر یہاں موات سے مراد وہ زمین ہے جو پانی نہ آنے کی وجہ سے بنجر پڑی ہو کسی کی ملک نہ ہو آبادی سے اتنی دور ہو کہ اگر کوئی آبادی سے چیخے تو وہاں تک آواز نہ پہنچ سکے اور احیاء سے مراد اس میں کاشت کرنا یعنی اس کو چلتی کرنا ہے۔

ترجمہ - جس زمین میں (نہر یا کنوئیں وغیرہ سے) پانی نہ آسکنے کے باعث یا زیادہ پانی آجانے کے باعث کھیتی ہونی دشوار ہوگئی ہو یا اب بالکل نہ ہوتی ہو اور کسی کی ملک ہو اور آبادی الگ ہو اس کو (شرع میں) موات کہتے ہیں۔ اگر ایسی زمین کو کوئی شخص بادشاہ کی اجازت سے چلتا کرلے (یعنی اس میں ہل وغیرہ چلاکر زراعت کے قابل کرلے) تو وہ زمین اسی کی ہوجائے گی اور اگر ایسی زمین کے چو طرف کوئی ڈول[1] وغیرہ باندھ دے تو وہ زمین اس کی نہیں ہونے کی آبادی کے قریب کی زمینوں کو (اس قصد سے چلتی کرنا جائز نہیں ہے (بلکہ وہ آبادی آبادی کے چوپاؤں کے چرنے یا اناج کے پیر وغیرہ ڈالنے کے ویسی پڑی رہنے دی جائے اور اگر باوجود ممانعت کے بعد کوئی چلتی کرے گا تو وہ اس کا مالک نہیں ہوگا۔) اگر ایسی بنجر زمین میں کسی نے کنواں کھود لیا تو اس کنوئیں کے چاروں طرف مجموعہ چالیس ہاتھ زمین اس کی ہوگی اور اگر کسی نے چشمہ یا تالاب بنوالیا ہے تو اس کے چاروں طرف سے پانچ سو ہاتھ تک زمین اس کی ہوگی اب اگر اس کے حق میں کوئی

---

[1] - عربی کنز میں اس جگہ حجر کا لفظ ہے جس کے معنی پتھر کی مینڈھ باندھنے کے ہیں مگر چونکہ ہندوستان میں سب جگہ اور خاص کر ممالک مغربی و شمالی میں ایسی جگہ پتھر نہیں لگتے اس وجہ سے حجر کا ترجمہ یہ عام کردیا گیا ہے ۱۲ مترجم۔

[2] یعنی اگر اس میں کسی نے بادشاہ کی اجازت سے کچھ محنت وغیرہ کرکے کاشت کرلی اور وہ چلتی ہوگئی تو اسی کی ملکیت ہوجائیگی (۱۲)

اور کنواں کھودنا چاہیے گا تو اس کو اس سے منع کر دیا جائیگا۔ اور نہر یا رجب وغیرہ کا حق (اس کے دونوں طرف) اتنی ہی زمین ہے کہ جتنی سے اس کی مرمت اور درستی ہو سکے۔ اگر فرات وغیرہ اور دریا اپنی جگہ چھوڑ کے اور جگہ اس طرح بہنے لگا کہ اب اس کے پھر وہاں بہنے کی امید نہیں ہے وہ زمین موات میں شمار ہوگی اور اگر دریا کے وہاں پھر آنے کا احتمال ہے تو وہ موات میں شمار نہ ہوگی۔ اگر کوئی دوسرے کی زمین میں نہر کھود لے تو اسے آس پاس کی زمین کچھ نہیں ملے گی (یہ امام صاحب کے نزدیک ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک چلنے کا راستہ اور مٹی کاٹنے کی مقدار زمین اس کو ملے گی۔

پانی لینے میں باری

ترجمہ۔ شرب (شین کے زیر سے) پانی کی باری کو کہتے ہیں۔ بڑے بڑے دریا مثلاً دجلہ[1] فرات[2] (اور گنگا جمنا) کسی کی ملک نہیں لہٰذا جو کوئی چاہیے ایسے دریاؤں کے پانی سے اپنی زمین میں دے لے۔ وضو وغیرہ کرے پی لے اور چاہے تو ان پر پن چکی کھڑی کرلے اور ان سے نہریں کھود کر اپنی زمین کی طرف لیجائے۔ بشرطیکہ اس کے نہر نکالنے سے عام لوگوں کو کچھ نقصان نہ ہوتا ہو اور جو نہریں یا کنویں یا تالاب کسی کی ملک ہوں تو ان میں سے ہر ایک کو پانی پینا اور جانوروں کو پلا لینا جائز ہے۔ ہاں اس سے زمین کی آبپاشی کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی نہر کسی کی ملکیت ہو اور زیادہ بیل ڈنگر آجانے کی وجہ سے اس کے خراب[3] ہونے کا اندیشہ ہو تو وہاں پانی پلانے سے لوگوں کو منع کر دینا جائز ہے اور جو پانی کسی کوزے (یا مٹکے) یا چھوٹے سے حوض میں کسی کا محفوظ رکھا ہو تو اس کو اس کے مالک کی بلا اجازت استعمال کرنا جائز نہیں ہے جو نہر کسی کے ملک نہ ہو اس کی کھدائی۔ اور مرمت بیت المال کے روپے سے کرادینی چاہیئے اگر بیت[4] المال میں آنا روپیہ نہ ہو تو لوگوں کو (بیگار میں بلا کر) زبردستی کرادیجائے۔ اور جو نہر کسی کی ملک ہو اس کی کھدائی (اور مرمت) اس کے مالک کے ذمہ ہے اگر وہ کھودنے سے انکار کرے تو حاکم اس سے زبردستی کھدوائے۔ اگر ایک نہر میں کئی شریک ہیں تو اس کی مرمت وغیرہ جہاں سے وہ شروع ہوئی ہے انہی کے ذمہ ہے اور جس جس کی زمین تک مرمت ہوتی جائے وہ اس

---

[1] دجلہ دریائے بغداد کا نام ہے۔ [2] فرات دریائے کوفہ کا نام ہے۔ [3] یعنی اس کی مینڈھ وغیرہ خراب ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ ۱۲ [4] بیت المال اسلامی خزانے کو کہتے ہیں۔

کے خرچ سے بری ہوجائیگا ۔ اور شفیعوں کے ذمہ مرمت وغیرہ نہیں ہے ۔

فائدہ ۔ یہاں شفیعوں سے وہ لوگ مراد ہیں کہ جو ان نہروں کا پانی پیتے اور اپنے جانوروں کو پلاتے ہوں اپنی زمینوں کو ان نہروں سے پانی نہ دیتے ہوں سو انکے ذمے یہ خرچ نہیں ہے ۔

ترجمہ ۔ اگر کوئی باوجود اپنے پاس زمین نہ ہونے کے یہ دعویٰ کرے کہ اس پانی میں میرا حق ہے (خواہ کنوئیں کی بابت ہو یا نہر کی بابت ہو) تو اس کا دعویٰ درست (قابل مسموع) ہوگا اگر ایک نہر بہت سے آدمیوں کی شراکت میں ہو اور وہ اپنی اپنی باری میں آپس میں جھگڑتے ہیں تو جتنی جتنی جس کی زمین ہے اُسی کے موافق اُن کی باریاں معین کردی جائیں صحیح قول یہی ہے اور بعض فقہا کا قول یہ ہے کہ جو جتنا محصول دیتا ہے اس کے موافق اُن کی باریاں مقرر ہونی چاہئیں) ان شریکوں میں سے کسی کو اتنا اختیار نہیں ہے کہ اس نہر میں سے ایک چھوٹی سی نکال کر اپنی زمین میں ملا دے یا اس نہر پر پن چکی کھڑی کردے یا اس پر رہٹ لگا دے یا پل باندھ دے یا نہر کا دہانہ چوڑا کردے ۔ یا باریاں دنوں کے حساب سے معین کرنے لگے ۔ حالانکہ وہ قلابوں کے حساب سے پہلے تقسیم ہوچکی ہے ۔ اور نہ ایک حصہ دار کو یہ اختیار ہے کہ اور حصہ داروں کی رضامندی کے بغیر اپنے حصہ کا پانی اپنی دوسری زمین میں لیجائے جس میں پانی اس نہر سے جاتا تھا اگر ان سب صورتوں میں سب حصہ دار رضامند ہوں تو اس وقت ایک حصہ دار یہ مذکورہ صورتیں کرسکتا ہے ورنہ نہیں کرسکتا پانی باری ورثہ میں دوسرے کو پہنچ سکتی ہے یا اگر ایک حصہ دار کسی خاص آدمی کو یہ وصیت کردے کہ اس نہر وغیرہ میں جو میرا حق ہے تو اس کو اپنے خرچ میں لایا کرنا تو یہ وصیت بھی درست ہے اور یہ باری بیع اور ہبہ نہیں ہوسکتی اگر کسی نے اپنی زمین کو پانی دیا تھا اُس سے (اتفاقاً) پاس والی زمین خراب ہوگئی یا ڈوب گئی تو اُس پانی دینے والے پر کچھ تاوان نہ پڑیگا ۔ (حاشیہ عربی)

لہ یعنی یہ کہہ کر کہ جب تیرے پاس زمین نہیں ہے تو پانی میں تیرا حق کیسے ہوسکتا ہے اس کے دعوے کو رد نہ کیا جائے گا بلکہ یہ مقدمہ اخیر تک پہنچایا جائے گا ۔ ۱۲ مترجم ۔

کتاب الاشربۃ[1]

شرابوں کا بیان

ترجمہ۔ جو چیز (پینے سے) نشہ کرے اُسے (فقہاء کی اصطلاح میں) شراب کہتے ہیں اور حرام چار قسم کی شرابیں ہیں پہلی قسم خمر ہے اور وہ انگوروں کے نچڑے ہوئے شربت کو کہتے ہیں جو پکایا نہ گیا ہو۔ اور رکھے ہی رکھے اس میں (سرکہ کی طرح) جوش آکر غلیظ ہو گیا ہو اور اب جھاگ آگئے ہوں اس کا پینا قطعی حرام ہے۔ تھوڑی ہو یا بہت ہو (یہاں تک کہ اس کا ایک قطرہ بھی پیشاب کے قطرہ کی طرح ناپاک اور حرام ہے۔ دوسری قسم طلا ہے کہ وہ انگور کے اس شربت کو کہتے ہیں جو اس قدر پکایا گیا ہو کہ دو تہائی کے قریب جل گیا ہو اور ایک تہائی سے کچھ زیادہ رہا ہو[2]۔ تیسری قسم کی شراب سکر[3] ہے کہ چھوہاروں کو پانی میں بھگو کر شربت نچوڑ لیا جائے (اس کچے شربت کو سکر کہتے ہیں) چوتھی قسم کی شراب نقیع الزبیب ہے کہ کشمش یا منقی کو پانی میں بھگو کر شربت نچوڑ لیا جائے اس کچے شربت کا نام نقیع الزبیب ہے۔ اور یہ تینوں شرابیں اس وقت حرام ہوتی ہیں کہ گاڑھی ہو جائیں ان کی حرمت (پہلی قسم یعنی) خمر کی حرمت سے کم درجہ کی ہیں کہ ان تینوں کے پینے کو اگر کوئی حلال سمجھے تو اس پر کفر کا فتویٰ نہ دیا جاوے گا بخلاف خمر کے (کہ اگر اس کے پینے کو کوئی حلال اور درست کہے تو اس کو کافر کہیں گے[4]۔ اور چار قسم کی شرابیں حلال ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ چھوہاروں یا منقی کو پانی میں بھگو کر خفیف سا جوش دے لیا جائے پس یہ شربت اگرچہ (سرکہ

---

[1] اشربہ شراب کی جمع ہے اور شراب ہر ایسی رقیق چیز کا نام ہے کہ جو پی جاتی ہو اور یہ لغوی معنی ہیں ۱۲ (حاشیہ عربی)
[2] اس کے علاوہ اس میں ایک یہ بھی شرط ہے کہ نشہ آور ہو گیا ہو اور اسی کو عربی میں باذق بھی کہتے ہیں ۱۲ (حاشیہ عربی) [3] سکر سین اور کاف کے زبر سے ۱۲ [4] یعنی اس پر کفر کا فتویٰ لگایا جائے گا۔ ۱۲۔

کی طرح اُٹھ جائے لیکن اُس میں سے اتنا ہی پینا کہ جس سے نشہ نہ ہو جائز ہے لیکن محض فرحت اور مست بننے کے لئے پینا ناجائز ہے اگر بیماری میں دوا کے لیے پیئے تو چنداں حرج نہیں ہے) دوسری خلیطان ہے (اور خلیطان اُسے کہتے ہیں کہ چھوہاروں اور منقی دونوں کے شربت کو ملا کر خفیف سا جوش دے لیا جائے پھر وہ رکھدینے سے اٹھ کھڑا ہو اس کا پینا بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ اتنا نہ پیئے جس سے نشہ ہو جائے) تیسری قسم یہ ہے کہ شہد یا انجیر یا گیہوں یا جو یا جوار کو بھگو کر اُن کا (عرق کے طور پر) پانی نکال لیا جائے اس کو پکایا جائے یا نہ پکایا جائے (جب یہ اُٹھ جائے تو یہ بھی مثل شراب کے ہو جاتا ہے یہ بھی جائز ہے) چوتھی قسم مثلث عنبی ہے) یعنی انگوروں کے عرق کو اتنا پکایا جائے کہ دو تہائی جل جائے اور ایک تہائی رہ جائے۔ پھر اُسے چھوڑ دیں کہ وہ سرکہ کی طرح اُٹھ جائے) اگر یہ شرابیں بھی لہو و لعب کیلئے پی جائیں تو اس وقت بالاتفاق حرام ہیں) دُبا۔ حَنتم۔ مزفت اور نقیر میں شربت بنانا درست ہے۔

فائدہ۔ دُبا کدو کی تو بنی کو کہتے ہیں۔ اور حَنتم روغنی ٹھیلوں کو کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں سرخ روغن ہو اور بعض کہتے ہیں سبز ہو اور مزفت اس برتن کو کہتے ہیں کہ جس پر رال کا روغن ہو ازفت کے معنی رال کے ہیں) اور نقیر بہ معنی منقور یعنی لکڑی کا کھدا ہوا برتن مصنف نے ان چاروں برتنوں میں شربت بنانے کے درست ہونے کو یہاں اس لئے ذکر کیا کہ پیغمبر آخر الزماں کی تشریف آوری سے پہلے عرب کے لوگ ان میں شرابیں بنایا کرتے تھے اس لئے حضور انور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان برتنوں کے استعمال کو بھی حرام فرما دیا تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ ان میں بنانے سے نبیذ میں بہت جلدی نشہ آجاتا تھا اور جو لوگ شراب کے عادی تھے ان کا مطلب پورا ہو جاتا تھا۔ لیکن جب اس استعمال کی حرمت سے وہ رُک گئے اور اُن کی عادتیں بدل گئیں تو یہ حرمت منسوخ ہو گئی لہذا اب ان چاروں قسم کے برتنوں کا استعمال جائز ہے۔ ۱۲ حاشیہ اصل وغیرہ۔

ترجمہ۔ شراب کا سرکہ (کھانا) درست ہے۔ برابر ہے کہ شراب (میں نمک وغیرہ ڈالکر وہ) سرکہ بنائی گئی ہو یا (چھاؤں سے دھوپ میں یا دھوپ سے چھاؤں میں رکھدینے سے) وہ خود بخود ہی سرکہ ہو گئی ہو۔ شراب کی تلچھٹ[۲] پینا اور اس میں کنگھی بگھو کر کرنا مکروہ ہے (اور تلچھٹ پینے والے کو جب تک کہ نشہ نہ ہو اس پر شراب پینے کی حد جاری نہ ہوگی۔

---

[۱] اس کا نام اس چیز پر ہوگا کہ جس سے یہ بنی ہو تو نبیذ کہیں گے اور اگر انجیر سے بنائی ہے تو نبیذ انجیر اور علیٰ ہذا القیاس۔ [۲] شراب کی تلچھٹ بالوں میں لگانے سے بالوں میں تراوٹ اور خوبصورتی آجاتی ہے عرب کی عورتیں زینت کی غرض سے اکثر ایسا کیا کرتی تھیں یہ امر مکروہ ہے ہاں اگر دوا کی غرض سے ایسا کیا جائے تو اس وقت بلا کراہت جائز ہے۔ ۱۲۔

كتابُ الصَّيْد

شکار کرنیکا بیان

ترجمہ - صید کے (لغوی) معنی شکار کرنے کے ہیں اور شکار کرنا سکھائے ہوئے کتے چیتے اور باز سے اور ان کے سوا[1] اور جتنے شکاری جانور سکھائے ہوئے ہوں سب سے کرنا جائز ہے۔ اور شکار کرنے میں تین باتیں ہونی ضروری ہیں اول تعلیم یافتہ ہونا اور کتے میں تعلیم یافتہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ جب وہ (کم سے کم) تین مرتبہ شکار (پکڑ کے خود نہ کھالے (بلکہ اپنے مالک کے لئے چھوڑ دے) تو وہ تعلیم یافتہ ہے اور باز وغیرہ کے تعلیم یافتہ ہونے کی یہ علامت ہے کہ (شکار پر چھوڑنے کے بعد) جب اسے اس کا مالک بلائے تو واپس چلا آئے اور دوسری بات یہ ہے کہ جب کسی شکار پر کوئی جانور چھوڑا جائے تو بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا جائے اور تیسری بات یہ ہے کہ اس شکار کے کسی نہ کسی جگہ زخم ہو جائے پس اگر باز (وغیرہ) نے کوئی شکار پکڑ کر اس میں سے کچھ کھالیا تو اس شکار کا کھانا درست ہے اگر کتے یا چیتے نے اپنے پکڑے ہوئے میں سے کھالیا تو ان سے بچے ہوئے کو کھانا درست نہیں ہے اگر (ان مذکورہ شکاری جانوروں میں سے کوئی جانور چھوڑنے کے بعد) شکاری کو شکار زندہ مل جائے تو اسے ذبح کرے اگر اسے ذبح نہ کیا یا کتے نے اس کو جان سے مار دیا اور کہیں سے زخمی نہیں کیا یا (شکار کو پکڑنے میں) تعلیم یافتہ کتے کے ساتھ ایک غیر تعلیم یافتہ کتا ملگیا یا کسی آتش پرست (وغیرہ کافر) کا کتا مل گیا یا ایسا کتا مل گیا کہ جس کو چھوڑتے وقت بسم اللہ قصداً نہیں پڑھی گئی تھی تو ان پانچوں صورتوں میں اس شکار کا کھانا حرام ہوگا۔ اگر ایک مسلمان نے اپنا تعلیم یافتہ کتا (شکار پر) چھوڑا تھا پھر ایک ہندو

[1] مثلاً شکرہ، چرگ اور لگڑ وغیرہ ۱۲ مترجم ۱۲ -

نے اُس کو ہلکار دیا اور اُس ہلکار پر اُس نے تیز ہو کر شکار مار لیا تو وہ شکار حلال ہے ۔
اور اگر کسی ہندو نے کتا چھوڑا تھا اُس کے بعد مسلمان نے اس کو للکار دیا اور اُس کے
ہلکار پر اُس نے تیز ہو کر شکار مارا تو مسلمان کو وہ شکار کھانا حرام ہے اور اگر کسی نے نہیں
چھوڑا تھا بلکہ کتا خود ہی شکار پر دوڑ پڑا تھا) پھر کسی مسلمان نے اُس کو ہلکار دیا اور کتے
نے اُس کے ہلکارنے پر شکار مار لیا تو وہ شکار حلال ہے ۔ اگر کسی مسلمان نے بسم اللہ پڑھ
کر شکار کے تیر مارا اور وہ زخمی ہو کر مر گیا (زندہ ہاتھ نہ آیا تو اُس کا کھانا درست[1] ہے ۔ اگر
وہ زندہ ہاتھ آجائے تو اس کو ذبح کرے اگر نہ کیا اور وہ مر گیا) تو اُس کا کھانا حرام ہے
اگر کسی مسلمان نے بسم اللہ پڑھ کر شکار کے تیر مارا اور تیر اس کے لگ گیا مگر وہ تیر کھا کر
غائب ہو گیا اور شکاری اس کو ڈھونڈھتا پھرا پھر وہ مرا ہوا ملا تو اس کا کھانا حلال
ہے ۔ اور اگر اُس نے تلاش نہ کیا چپ ہو کر بیٹھ رہا بعد میں وہ مرا ہوا ملا تو اس کا کھانا درست
نہیں اگر کسی نے (بسم اللہ پڑھ کر) شکار کے تیر مارا اور وہ (تیر کھا کے) پانی میں یا چھت پر
یا کسی پہاڑ پر گر پڑا پھر وہاں سے (مرا ہوا) زمین پر آپڑا تو اُس کا کھانا حرام ہے اور اگر اول
ہی زمین پر گر کے مر جائے تو اس کا کھانا درست ہے ۔
فائدہ ۔ پہلے مسئلے کی بابت حدیث شریف میں آیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے عدی صحابی سے فرمایا اِذَا رَمَیْتَ سَھْمَکَ فَاذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَاِنْ
وَجَدْتَّہٗ قُتِلَ فَکُلْ اِلَّا اَنْ تَجِدَہٗ قَدْ وَقَعَ فِیْ مَآءٍ فَاِنَّکَ لَا تَدْرِیْ الْمَآءُ قَتَلَہٗ اَمْ
سَھْمُکَ ۔ یعنی جب تم تیر سے شکار کرو تو بسم اللہ پڑھ کر تیر مارا کرو اس کے بعد اگر وہ
تمھیں مرا ہوا بھی ملے تو تمھیں اس کا کھانا جائز ہے ۔ ہاں اگر وہ پانی میں گرا ہوا تمھیں ملے
(تو اُس کا کھانا تمھیں جائز نہیں) اس لئے کہ تمھیں کیا خبر ہے کہ وہ پانی سے مر گیا ہے یا
تمھارے تیر کے زخم سے مرا ہے یہ حدیث امام بخاری اور مسلم نے نقل کی ہے (دوسری
وجہ یہ ہے کہ پانی کے سوا اُس میں اور وجوہ سے بھی مر جانیکا احتمال ہے لہذا وہ شکار حرام
ہے اور یہی وجہ چھت اور پہاڑ سے گرنے والے شکار میں ہے ۔ من التکملہ ۔
ترجمہ ۔ اگر تیر کو لکڑی کی طرح شکار کے مارا یا گولی (چھرے یا غلّے) سے مارا اور
وہ مر گیا) تو اس کا کھانا حرام ہے ۔ اگر کسی نے شکار کے تیر مارا اور تیر سے اس کا کوئی عضو

[1] یہ یاد رہے کہ یہ حکم خاص کمان ہی جیسے ہتھیار سے مارنے کا ہے یعنی ایسی چیز سے مارا ہو کہ جو کاٹ کرتی
ہو اور اگر غلّے یا بندوق سے مارا تھا اور وہ ہاتھ آنے سے پہلے مر گیا تو اس کو کا کھانا درست نہیں
کیونکہ یہ چیزیں کاٹ نہیں کرتیں بلکہ توڑتی ہیں لہٰذا یہ تیر کے حکم میں نہیں ۔ ۱۲ مترجم ۔

کٹ گیا (یعنی الگ ہو گیا) تو وہ شکار حلال ہے اور عضو حلال نہیں اور اگر تلوار وغیرہ سے شکار مارا تھا اور وہ تہائی کٹ گیا۔ ایک حصہ سر کی طرف رہا اور دو حصےⁱ دم کی طرف تو وہ سارا شکار کھانا درست ہے۔ آتش پرست اور بت پرست اور مرتد کا مارا ہوا شکار حرام ہے (علیٰ ہٰذا القیاس محرم کا مارا ہوا بھی) اور ان عیسائیوں اور یہودیوں کا مارا شکار درست ہے۔ بشرطیکہ گلا گھونٹنے وغیرہ سے نہ مارا ہو اور وجہ ان کے شکار کے حلال ہونے کی یہ ہے کہ ان کا ذبح کیا ہوا حلال ہوتا ہے اور جس کا ذبیحہ درست ہو اس کے ہاتھ کا شکار بھی درست ہوتا ہے) اگر ایک آدمی نے شکار کے تیر مارا اور اس کے کاری زخم نہ آیا (یعنی وہ ایسا زخمی نہ ہوا کہ اس تکلیف سے وہ کمزور ہو جاتا بلکہ ویسے ہی اڑے چلا گیا) پھر اسی کے دوسرے نے تیر مار دیا جس سے وہ مر گیا تو یہ شکار اس دوسرے آدمی کا ہے (جس نے بعد میں مارا ہے) اگر اس نے بسم اللہ پڑھ کر تیر مارا ہو گا تو یہ شکار حلال ہو گا۔ اگر پہلے ہی کے تیر سے کمزور ہو گیا تھا اور اس کے بعد دوسرے نے اسے جان سے ہی مار دیا) تو یہ شکار پہلے کا ہے اور اس کا کھانا حرام ہے (کیونکہ جب وہ پہلے ہی تیر سے کمزور ہو گیا تو اسے ذبح کرنا چاہیئے تھا اور چونکہ ذبح نہیں کیا لہٰذا حرام ہو گیا) مگر اس صورت میں بعد میں مارنے والے کو اس شکار کی قیمت پہلے مارنے والے کو دینی پڑے گی۔ ہاں بیا اتنے دام قیمت میں سے مجرا کر لے کہ جتنے داموں کا پہلے کے زخم سے اس میں نقصان آیا ہو۔ اور شکار کرنا سب جانوروں کا درست ہے برابر ہے کہ وہ جانور ہوں جنکا کھانا حلال ہے یا وہ جانور ہوں کہ جو حرام ہیں (کیونکہ جن کا گوشت حرام ہے ان کی ہڈی اور چمڑے کو کام میں لانا جائز ہے)۔

لہ اور اگر اس کا عکس ہو مثلاً سر کی طرف زیادہ ہے اور دم کی طرف کم ہے تو اس وقت دم کا طرف کا حصہ کھانا حرام ہو گا۔ ۱۲ لہ مثلاً یہ صورت ایک ہرن میں پیش آگئی جو زخمی ہونے سے پہلے پانچ روپیہ کا تھا اور پہلے شکاری کے تیر سے زخمی ہونے کے بعد وہ تین روپیہ کا رہ گیا اور دوسرے شکاری نے اسے جان سے ہی مار دیا تو اس صورت میں اس کو تین ہی روپے دینے پڑیں گے۔ ۱۲۔

کتاب الرہن

گروی رکھنے کا بیان

فائدہ۔ رہن کے لغوی معنی مطلق روکنے کے ہیں اور شرعی معنی آگے مصنف خود بیان کریں گے اردو میں رہن گروی رکھنے کو کہتے ہیں اور اس کا مشروع اور جائز ہونا قرآن حدیث اور اجماع تینوں سے ثابت ہے۔ قرآن میں تو اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ فَرِهَانٌ مَّقْبُوْضَةٌ اور حدیث سے اس طرح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے اپنی زرہ مدینہ منورہ میں ایک یہودی کے پاس گروی رکھی تھی جس کا نام ابوشحم تھا اور حضرت کے سامنے صحابہؓ بھی رہن کے معاملات کرتے تھے آپ نے اُن کو منع نہیں فرمایا اور اسی پر سب کا اجماع ہے۔

ترجمہ۔ اپنے کسی حق مثلاً قرض وغیرہ کے عوض میں قرضدار کی ایسی چیز روک لینے کو (شرع میں) رہن کہتے ہیں کہ جس کے ذریعہ سے وہ اپنا قرض وصول کر سکے اور راہن و مرتہن میں زبان سے معاملہ طے ہونے کے بعد وہ چیز مرتہن کے قبضہ میں آجانے سے رہن لازم ہو جاتا ہے بشرطیکہ وہ چیز ایک جگہ جمع ہوئی ہو اور راہن کے تصرف اور قبضہ سے بالکل الگ ہو اسی وجہ سے جو پھل درخت پر لگا ہوا ہو وہ رہن نہیں ہو سکتا۔ یعنی پہلی شرط یعنی ایک جگہ جمع ہونا وہاں نہیں پایا جاتا۔ اسی طرح جو چیز راہن کی اور چیز میں ملی ہوئی ہو وہ بھی رہن نہیں ہو سکتی کیونکہ

لہ رہن کی تعریف میں اس لفظ کے ہونے سے یہ ثابت ہو گیا کہ حدود و قصاص کے عوض میں کوئی چیز رہن نہیں ہو سکتی اس لئے رہن کی چیز سے حدود اور قصاص کا وصول ہونا ممکن نہیں ہے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ رہن کرنے والے کو راہن کہتے ہیں اور رہن رکھنے والے کو مرتہن اور راہن کی چیز کو مرہون ان تینوں کو یاد رکھنا آگے کام آئے گا۔ ۱۲۔

مرہون اُس کی ملک سے الگ نہیں) ہاں اگر راہن نے مرہون چیز اپنے قبضے سے نکال کر مرتہن کے پاس اس طرح رکھدی کہ جیسے یہ کروہ اپنے قبضہ میں کر سکے۔ یا بائع نے اسی طرح اپنی بکی ہوئی چیز مشتری کے سامنے رکھدی تو یہ اُن کے دونوں کے قبضہ کر لینے میں داخل ہے اور جب تک کہ مرتہن نے مرہون چیز کو اپنے قبضہ میں نہ کیا ہو راہن کو رہن سے پھر جانا جائز ہے اگر مرہون چیز مرتہن کے پاس سے جاتی رہے تو اس چیز کی قیمت اور اس کے قرض میں سے جونسا کم ہوگا اُتنا مرتہن کو دینا پڑے گا۔

فائدہ مثلاً قرض بیس روپیہ تھا اور مرہون چیز پچیس کی تھی تو اس صورت میں مرتہن کو اپنا قرض چھوڑنا پڑے گا اور اگر اسی صورت میں وہ چیز پندرہ کی تھی تو قرض میں سے پندرہ مجرا دے کر فقط پانچ روپیہ کا یہ دیندار رہے گا چنانچہ آگے ترجمہ میں بھی اس کی تفصیل آتی ہے

ترجمہ۔ پس اس سے یہ ثابت ہوا کہ اگر وہ چیز جو جاتی رہی ہے اُتنی ہی قیمت کی تھی کہ جتنا اُس کا روپیہ راہن کے ذمہ تھا تو اب گویا اُس نے اپنا قرض وصول کر لیا اور راہن کے ذمہ اس کا کچھ نہیں رہا) اور اگر وہ چیز اُس کے قرض سے زیادہ قیمت کی تھی تو وہ زیادتی اس مرتہن کے پاس بطور امانت کے رہے گی (اور باقی میں اُس کا قرض مجرا ہو جائے گا گویا اُس نے وصول کر لیا۔ اور اگر قرض کے روپیہ سے وہ کم قیمت کی تھی تو قرض میں سے بقدر قیمت کے گویا اُس نے وصول کر لیا۔ اور قیمت کے علاوہ جو اُس کا قرض رہا تو اُس کے وصول کرنے کا اس کو استحقاق ہوگا اور مرتہن کو (باوجود رہن رکھ لینے کے) اتنا اختیار رہتا ہے کہ راہن پر یہ اپنے روپیہ کا تقاضا کرتا رہے (یا اُس کے نہ دینے کے) سبب سے اُس کو قید کرا دے اگر مرتہن عدالت میں اپنے روپیہ کا دعویٰ کرے تو حاکم اوّل مرتہن کو حکم کرے کہ تو مرہون چیز حاضر کر اور (جب وہ حاضر کردے تو) راہن کو حکم دے کہ تو پہلے اُس کا قرضہ ادا کر (بعد میں یہ اپنی چیز لینا) اگر مرہون چیز مرتہن کے قبضہ میں ہو تو وہ راہن بیچنے نہ دے جب تک کہ اُس سے اپنا قرض نہ وصول کرلے اور جب راہن اس کا قرض ادا کر دے تو یہ اُس کی چیز فوراً اس کو دیدے۔ ہاں (راہن کی بلا اجازت) مرتہن کو مرہون چیز سے کچھ فائدہ اٹھانا جائز ہے) مثلاً مرہون اگر غلام ہے تو اُس سے اپنی خدمت جائز نہیں اور اگر مکان ہے تو اس میں رہنا یا کپڑا ہے تو اسے پہننا یا کرایہ پر یا مانگے دینا جائز نہیں ہے۔ مرتہن کو اختیار ہے کہ مرہون کی حفاظت خواہ خود کرے یا اپنی بیوی یا اولاد[1] سے یا ایسے خدمت گار سے کرائے کہ جس کا کھانا کپڑا وغیرہ سب اسی کے ذمہ ہو اگر ان کے سوا اور کسی سے حفاظت کرائی یا کسی کے پاس امانۃً رکھدی

[1] اولاد سے مراد بھی وہی اولاد ہے کہ جسکا کھانا کپڑا اسکے ذمہ ہو اور جو اولاد اس سے الگ ہو وہ اس مسئلہ میں غیر کے حکم میں ہے (۱۲ عینی)

یا خود تلف کردی تو یہ اس کے قیمت کا ضامن ہوگا جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے اگر مرتہن مرہون کو حفاظت کی غرض سے کسی کرایہ کے مکان میں رکھے تو اس مکان کا کرایہ اور وہاں کے چپراسی کی تنخواہ مرتہن[1] کے ذمہ ہوگی (کیونکہ اس کی حفاظت اسی کے ذمہ تھی۔ جب اس نے اپنے ذمہ کا کام اجرت پر کرایا تو یہ اجرت اسی کے ذمہ ہے) اور اگر مرہون کوئی جانور تھا تو اس کے چرانے والے کی تنخواہ اور اس کے گھاس دانہ کا خرچ راہن کے ذمہ ہوگا اور اگر مرہون محصولی زمین تھی تو اس کا محصول بھی راہن کے ذمہ ہوگا۔

رہن رکھنے کا جواز اور عدم جواز

ترجمہ ۔ ایک ساجھے کی چیز کو بلا تقسیم کئے رہن رکھنا درست نہیں ہے اور اسی طرح درختوں پر لگے ہوئے پھلوں کو بلا درختوں کے اور زمین پر کھڑی کھیتی کو بلا زمین کے اور باغ کو بلا زمین کے رہن رکھنا درست نہیں ہے علیٰ ہذا القیاس آزاد آدمی کو یا مدبر (غلام) کو یا مکاتب (غلام) کو یا ام ولد (لونڈی) کو رہن رکھنا درست نہیں ہے اور نہ امانت کے عوض میں اور نہ درک اور مبیع کے عوض میں رہن کرنا درست ہے۔

فائدہ ۔ امانت کے عوض میں رہن کرنے کی صورت یہ ہے کہ مثلاً زید نے عمرو کے پاس دس روپیہ امانت رکھے تو اب اگر ان روپوں کے عوض میں زید عمرو کی کوئی چیز رہن رکھنے لگے تو یہ درست نہیں ہے اور درک کی صورت یہ ہے کہ زید نے عمرو سے مثلاً ایک گائے خریدی اور عمرو یا اور کوئی اس بات کا ضامن ہوگیا کہ اگر اس گائے کا کوئی دعویدار کھڑا ہوا تو قیمت کا میں ضامن ہوں اب اگر اس ضامنی کے اطمینان اور پختہ کرنے کے لئے زید اس ضامن کی کوئی چیز رہن رکھنے لگے تو یہ درست نہیں ہے۔ مبیع کی صورت یہ ہے کہ زید نے عمرو کے ہاتھ ایک گائے بیچی تھی اور اس پر قبضہ نہیں دیا تھا اب اگر یہ عمرو اس گائے کے عوض میں زید بائع کی کوئی چیز رہن رکھنے لگے تو یہ درست نہیں ہے (ملخصاً از حاشیہ کنز عربی)

ترجمہ ۔ ہاں قرض کے عوض میں رہن کرنا درست ہے اگرچہ اس کے ادا کرنے کا کوئی وعدہ مقرر ہو چکا ہو علیٰ ہذا القیاس بدصنی کے روپوں کے عوض میں رکھ لینا یا سونا چاندی بیچ کر ان

---

[1] اگر مرتہن رہن رکھتے ہوئے یہ ٹھہرا بھی لے کہ اس کی حفاظت کرائی راہن کے ذمہ ہے تب بھی راہن کے ذمہ کچھ نہ ہوگا کیونکہ اس کی حفاظت مرتہن پر واجب ہے۔

کی قیمت کے عوض میں رہن رکھ لینا یا جس چیز میں بدمعنی ٹھیری ہو اُس کے عوض میں رہن کرنا درست ہے۔ پس اگر ان صورتوں میں یہ رہن شدہ چیز ہلاک ہو جائے تو مرتہن گویا اپنا حق وصول کر چکا۔ اگر کسی شخص کے ذمہ قرض ہو تو یہ اُس قرض کے عوض میں اپنے نابالغ لڑکے کے غلام کو رہن رکھ سکتا ہے (یعنی اُس کا یہ رہن جائز ہے) اور چاندی سونے کو یا کیلی چیزوں کو (جیسے گیہوں چنے وغیرہ ہیں یا وزنی چیزوں کو (جیسے تانبا پیتل وغیرہ ہیں) رہن رکھنا درست ہے۔ اگر ان چیزوں میں سے کوئی چیز اس جیسی چیز کے عوض میں رہن رکھی تھی اور رہن چیز جاتی رہی تو وہ قرض میں مجرا ہو جائے گی۔

فائدہ ۔ مثلاً ایک شخص نے پانچ روپیہ کی قیمت کی ایک دیگچی خریدی تھی اور اُس کی قیمت کے عوض میں اپنی تین روپے کی دیگچی رہن رکھدی تھی اور یہ رہن شدہ دیگچی تلف ہو گئی تو اب اس کو فقط دو روپے دینے پڑیں گے اور تین روپے اس کی دیگچی کی قیمت میں مجرا ہو جائینگے

ترجمہ اور ایسی چیزوں میں گھٹیا بڑھیا ہونے میں کچھ فرق نہیں کیا جائیگا۔ اگر کسی نے اپنا غلام (یا اور کچھ) اس شرط پر بیچا کہ مشتری اس کی (قیمت ابھی نہ دے بلکہ اس کی قیمت کے عوض میں ایک معین[1] چیز رہن رکھدے (اور مشتری نے یہ شرط[2] منظور کر کے وہ چیز خرید کی اور پھر رہن رکھنے سے انکار کر دیا تو اب مشتری پر کچھ زبردستی نہیں ہو سکتی ہاں اس بیچنے والے کو اتنا اختیار ہے کہ اگر مشتری نے ابھی قیمت نہ دی ہو یا اُس چیز کی قیمت (جس کا رہن کرنا ٹھہرا تھا) رہن نہ رکھدی ہو تو اس بیع کو توڑ دے۔ اگر کسی نے ایک کپڑا خرید کر بزاز سے یہ کہا کہ جب تک میں تمھیں اس کی قیمت نہ دوں اس کو تم ہی رکھو تو یہ کپڑا رہن ہو جائے گا (اگرچہ اس نے زبان سے رہن کا لفظ نہیں کہا) اگر کسی نے دو غلام ایک ہزار کے عوض میں رہن رکھے تھے اور پھر ایک غلام کے حصہ کے روپے ادا کر دیئے تو ابھی یہ اُن میں سے ایک غلام کو لے نہیں سکتا (بلکہ ہزار پورے کر کے دونوں غلام ایکدفعہ ہی چھڑائے چنانچہ مبیع میں بھی یہی حکم ہوتا ہے۔

فائدہ ۔ یعنی یہ کہ ایک شخص نے دو غلام اگر ایک ہزار میں خریدے ہوں اور پھر وہ ایک غلام کی قیمت ادا کر دے تو ابھی ایک غلام کو نہیں لے سکتا جب تک کہ ہزار پورے نہ کر دے اور پورے کر کے دونوں لیلے۔

---

[1] یعنی اگرچہ اس غریب کو ایک کوڑی بھی وصول نہیں ہوئی کیونکہ مرہون چیز تو ہلاک ہو ہی چکی ہے۔ مگر چونکہ اس نے اپنے روپے کے عوض میں چیز رکھی تھی لہذا یہ راہن سے اب کچھ نہیں لے سکتا ہے۔ ۱۲ مترجم [2] مثلاً بائع نے یہ ٹھیرا لیا کہ اس کی قیمت میں تم اپنی یہ گائے یا گھوڑی رہن رکھدینا۔ ۱۲

ترجمہ - اگر کسی نے کوئی معین چیز (مثلاً کوئی زیور یا جانور وغیرہ) دو آدمیوں کے پاس رہن رکھی (کہ اُن دونوں کا روپیہ اُس کے ذمہ تھا) تو یہ رہن درست ہے اب اگر یہ تلف ہو جائے تو ان دونوں کو لینے اپنے روپے کی مقدار اُس کی قیمت میں دینی آئے گی (پھر اس قیمت کو خواہ یہ اپنے قرضہ میں مجرا ہی کرلے) اور اگر اس راہن نے ان میں سے ایک کا روپیہ ادا کر دیا تو اب یہ چیز دوسرے کے پاس رہن رہے گی - اگر دو آدمیوں میں سے ہر ایک نے ایک شخص پر علیحدہ علیحدہ دعویٰ کیا کہ تو نے اپنا غلام ہمارے پاس رہن رکھا تھا اور غلام ہمارے قبضہ میں بھی آ گیا تھا اور دونوں نے اپنے اپنے دعویٰ پر گواہ بھی پیش کر دئیے تو دونوں کے گواہ قابل سماعت نہ ہوں گے

فائدہ - اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں دونوں فریق کے گواہوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سارا غلام ہر ایک مدعی کے پاس رہن کیا گیا ہے اور یہ ہو نہیں سکتا کہ ایک وقت میں ایک غلام پورا پورا دونوں کے پاس رہن ہو جائے - کیونکہ رہن ہو جانے کے بعد تو مرہون چیز مرتہن یعنی روپیہ دینے والے کے قبضہ میں چلی جاتی ہے لہٰذا اس صورت میں یہ غلام کسی کو نہیں ملے گا ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی اور اگر ہر ایک کو نصف غلام دلایا جائے تو ایک مشترک چیز کا رہن کرنا لازم آئے گا یہ بھی ناجائز ہے اس لئے اس صورت میں گواہی باطل ہے - ۱۲

ترجمہ - اگر یہ راہن ان دونوں مرتہنوں کے قبضہ میں غلام چھوڑ کے مر جائے اور ہر مرتہن بموجب بیان سابق کے گواہ گزرانیں (یعنی ہر ایک کے گواہوں سے یہ ثابت ہو کہ میت نے خاص اسی کے پاس رہن رکھا تھا تو اس صورت میں وہ غلام دونوں کے روپے کے عوض میں نصف نصف رہے گا -

مرہون شئے کو مکرر رہن رکھنا

ترجمہ - اگر راہن و مرتہن دونوں (خوشی سے) مرہون چیز کو کسی دوسرے معتبر آدمی کے پاس رہن رکھدیں تو یہ درست ہے اور اب اس معتبر آدمی سے لینے کا ان دونوں میں سے کسی کو اختیار نہ ہوگا اور اگر یہ چیز اس کے پاس سے جاتی رہی تو اُس کی قیمت مرتہن کے ذمہ ہوگی (کیونکہ اسی کے روپیہ کے باعث یہ اس کے پاس رکھی گئی اب یا تو مرتہن اس کی قیمت

سلہ یعنے جس کا روپیہ ابھی موجود نہیں غرض یہ ہے کہ جب تک راہن کل روپیہ نہ دیدے گا اپنی چیز لینے کا مجاز نہیں ہے ۱۲۔ مترجم ۱۲ -

دے ورنہ راہن کے ذمہ سے اس کا قرضہ اتر جائیگا اگر قرضہ ادا کرنے کی مدت گزرنے پر مرتہن کو یا اُس معتبر آدمی کو (جسکا ذکر ابھی ہوا ہے) یا کسی اور آدمی کو مرہون چیز کے فروخت کرنے کے لئے وکیل کردے تو یہ درست ہے اگر یہ وکالت رہن ہی کرنے کے وقت ٹھہر گئی تھی تو اب یہ وکیل راہن کے موقوف کرنے یا راہن کے مرجانے یا مرتہن کے مرجانے سے موقوف نہ ہوگا (بلکہ یہ بدستور وکیل رہ کر اس قصّہ کو ختم ہی کرے گا) اگر اس صورت میں راہن مرگیا ہو تو اُس کے وارثوں کی عدم موجودگی میں اس وکیل کو اُس مرہون چیز کے فروخت کردینے کا اختیار ہوگا ہاں اگر یہ وکیل مرجائے تو یہ پھر وکالت بھی نہیں رہے گی راہن اور مرتہن میں سے ایک کو بھی بغیر دوسرے کی رضامندی کے اُس مرہون چیز کے فروخت کرنے کا اختیار نہیں ہوتا۔ اگر قرضہ ادا کرنے کے وعدے کی مدت ختم ہو جائے اور راہن موجود نہ ہو اُس کے وکیل پر اُس مرہون چیز کے فروخت کردینے کے لئے جبر کیا جائیگا کیونکہ وکیل کا موجود ہونا قائم مقام مؤکل ہی کے موجود ہونے کے ہے) جیساکہ جوابدہی کے وکیل کا حکم ہے اگر اس کا مؤکل (جوابدہی نہ کرے اور) غیر حاضر ہو تو مقدمہ کی جوابدہی اُس کے وکیل سے جبراً کرائی جاتی ہے اور اگر مرہون چیز (ایک عادل معتبر آدمی کے پاس رکھی تھی اور قرضہ کے وعدے کی مدت پوری ہونے پر اس عادل نے فروخت کر کے مرتہن کا قرضہ بھگتا دیا اور (اب وہ مرہون چیز کسی اور کی نکلی اور اس حقدار نے اس (بیچارے) عادل سے اپنی چیز کی قیمت وصول کرلی تو اب اس عادل کو اختیار ہے کہ چاہے راہن سے اُس چیز کی بازاری[1] قیمت لیلے اور چاہے مرتہن سے اُتنے روپے وصول کرے کہ جتنے اُس نے حقدار کو دیئے ہوں۔ اگر رہن (غلام یا گھوڑا تھا اور وہ) مرتہن کے ہاں مرگیا اور (اب اُس کا کوئی مالک کھڑا ہوگیا (یعنی ایک شخص نے دعویٰ کردیا کہ یہ تو میرا ہے اور گواہوں سے ثبوت بھی دیدیا) تو اس صورت میں یہ رہن مرتہن کے روپے کے عوض مرا ہے (گویا مرتہن کا روپیہ مرگیا ہے اب راہن کو کچھ دینا نہیں پڑے گا کیونکہ اس نے روپیہ کے عوض قیمت دے دی ہے) اگر اُس (مدعی) مالک نے مرتہن سے قیمت لے لی ہے تو یہ مرتہن راہن سے اُس کی قیمت بھی وصول کرے (جو اس نے دی ہے) اور اپنا دیا ہوا روپیہ بھی لے۔

---

[1] یعنی جتنے داموں کو وہ بازار میں بکتی ہو خواہ اُس نے کچھ بھی دیا ہو۔ ۱۲

مرہون چیز میں تصرّف کرنا

ترجمہ - اگر راہن اپنی رہن کردہ چیز کو (جو مرتہن کے پاس ہے) بیچ دے تو اُس کا بیچنا مرتہن کی اجازت یا اُس کا قرضہ ادا کر دینے پر موقوف رہے گا (اگر اُس کے بعد مرتہن نے اجازت دے دی یا اُس نے اُس کا روپیہ دے دیا تو بیع ہو جائے گی ورنہ نہیں ہوگی) اور اگر رہن غلام تھا اور راہن نے اُسے آزاد کر دیا تو اُس کا آزاد کرنا جاری ہو جائیگا (یعنی غلام اُسی وقت آزاد ہو جائیگا) اب اگر قرضہ ادا کرنے کی کوئی مدت نہیں ٹھیری تھی (بلکہ ابھی دینا تھا) تو راہن سے قرضہ کا مطالبہ کیا جائیگا (کہ فوراً ادا کرو) اور اگر ادا کرنے کی کچھ مدت مقرر ہو گئی تھی (جس کے پورے ہونے میں ابھی کچھ دن باقی ہیں) تو راہن سے اس غلام مذکور کی قیمت لے کر غلام کے عوض میں مرتہن کے پاس) رہن رکھدی جائے گی (جب مرتہن کا روپیہ دے گا تو اُس سے اپنی قیمت رہن رکھی ہوئی لے لیگا) اور اگر اس صورت میں یہ راہن تنگدست ہو (کہ غلام کی قیمت رکھنے کی وسعت نہ رکھتا ہو) تو اب اس (آزاد شدہ) غلام کو چاہیئے کہ اپنی قیمت میں اور مرتہن کے قبضہ میں جو نسا روپیہ[1] کم ہو اتنا ہی کما کر مرتہن کو دیدے اور جو کچھ مرتہن کو دے اپنے آقا (یعنی اس راہن سے) لے لیوے۔ اگر راہن رہن کی چیز کو تلف کر دے (مثلاً کوئی جانور ہو اور اُسے مار دے) تو اس کا حکم مثل آزاد کر دینے کے حکم کے ہیں (جس کی تفصیل ابھی مذکور ہوئی ہے) اگر رہن کی چیز کسی اجنبی آدمی نے تلف کر دی ہے تو مرتہن اُس اجنبی سے اس کی قیمت لیلے اب یہ قیمت اس کے پاس رہن رہے گی۔ اگر رہن چیز مرتہن راہن کو مانگی دیدے تو مرتہن اُس سے بری الذمہ ہو جاتا ہے۔ اب اگر وہ راہن کے پاس سے جاتی رہے تو راہن ہی سے لی جائیگی (اور مرتہن اُس سے اپنا روپیہ وصول کرے گا) ہاں اگر راہن نے پھر مرتہن کو دیدی تو پھر وہ اُس کا ذمہ دار ہو جائیگا۔ اگر راہن مرتہن میں سے ایک نے دوسرے کی اجازت سے یہ رہن چیز کسی غیر آدمی کو مانگے دیدی تو مرتہن اُس کا دیندار نہ رہے گا (کیونکہ اُس کے ذمہ دینداری تو اس کے قبضہ میں ہونے کی وجہ سے تھی اور اس صورت میں اُس کا قبضہ ہی نہیں ہے) اور راہن مرتہن میں سے ہر ایک کو اتنا

[1] مثلاً قرضہ پانچسو روپے تھے اور یہ غلام تو اپنی قیمت ہی کما کر دیدے یا قرض کے چار سو روپیہ تھے اور غلام پانچ سو کا ہے تو اب قرضہ ہی کے روپے یعنی چار سو ہی دیدے ۱۲ مترجم - ۱۲

اختیار ہے کہ یہ راہن اس مانگنے والے سے لے کر پھر بدستور رہن رکھدے اگر کوئی رہن کرنے کے لئے کسی سے کوئی کپڑا مانگ لیلے تو درست ہے (یعنی یہ کپڑا رہن ہو جائیگا) ہاں اگر کپڑے کا مالک (کچھ روپے کی) مقدار یا (جس کے عوض میں رہن کیا جائے اس کی) جنس یا شرط معین کردے (مثلاً یوں کہدے کہ اس کپڑے کو دس ہی روپے پر یا روپوں ہی میں دہلی ہی میں رہن رکھنا) اور یہ راہن اس کے کہنے کے خلاف کرے تو اب اس کپڑے والے کو اختیار ہے کہ چاہے کپڑے کی قیمت راہن سے لیلے اور چاہے مرتہن سے لیلے اور اگر اس راہن نے اس کی شرطوں کے موافق ہی کیا تھا اور پھر وہ کپڑا مرتہن کے پاس سے جاتا رہا تو اب مرتہن اپنا روپیہ وصول کر چکا راہن کے ذمہ اُس کا کچھ نہیں رہا) ہاں اس مانگ کر لینے والے (یعنی راہن) پر یہ واجب ہے کہ مرتہن کا جتنا روپیہ اس کے ذمہ سے اترا ہے اتنا کپڑے والے کو ضرور دیدے اور اگر کپڑے والا اس مرتہن کا قرضہ دیکر اپنا کپڑا چھڑانا چاہے تو یہ دینے میں تامل نہ کرے[1] اگر راہن یا مرتہن رہن شدہ چیز کو عیب دار کردیں تو انہیں اُس کا نقصان بھرنا پڑے گا۔

فائدہ ۔ اس موقع پر عربی کنز میں جنایت کا لفظ ہے جس کے معنے نقصان اور خطا کے ہیں مگر یہ نقصان بالکل تلف کر دینے کو بھی شامل ہے پس اگر راہن نے رہن میں اُس کا کچھ نقصان کرکے اُسے عیب دار کردیا تو اس عیب سے جس قدر اس کی قیمت میں کمی ہو جائیگی وہ اُسے بھرنی ہوگی ۔ اور اگر بالکل تلف کردی تو ساری قیمت رہن کرنی پڑے گی یا اسی وقت قرضہ دینا ہوگا ۔ علی ہذا القیاس اگر مرتہن نے عیب دار کردی یا تلف کردی تو اُس کے قرضہ میں سے اتنا ہی روپیہ کم ہو جائیگا ۔ (حاشیہ اصل)

ترجمہ ۔ اگر یہ رہن شدہ چیز راہن کا یا مرتہن کا کچھ جانی یا مالی نقصان کردے تو اس کا کسی پر کچھ تاوان نہ آئیگا[2] ۔ اگر کسی نے ہزار روپیہ کی قیمت کا ایک غلام (یا گھوڑا) ہزار ہی روپے میں رہن کیا اور اس روپے کے ادا کرنے کی ایک مدت معین ہو گئی ۔ پھر (غلام یا گھوڑے ارزاں ہونے کے باعث) اس غلام (یا گھوڑے) کی قیمت سو روپے رہ گئی اور ایسے دنوں میں اگر کسی نے غلام کو (یا گھوڑے کو) مار ڈالا اور اس مارنے والے سے سو ہی روپیہ تاوان میں لئے گئے اور اب مرتہن کے قرضہ کی میعاد پوری ہو گئی تو مرتہن اپنے حق میں یہ سو روپے

[1] کیونکہ مالک رہن کا روپیہ دیکر اپنی چیز لینی چاہتا ہے اب اس میں تامل کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے ۱۲ مترجم

[2] یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہے اور صاحبین کا قول یہ ہے کہ اگر راہن کا نقصان کردے تو مرتہن کے ذمہ تاوان آئے گا ۔ ۱۲ حاشیہ اصل ۱۲ ۔

لے باقی راہن کی طرف سے اب اُس کو کچھ نہیں مل سکتا (کیونکہ راہن نے تو اس سے ہزار روپے لے کر اپنا ہزار ہی روپے کا مال اس کے حوالے کر دیا تھا اس کی قیمت سے اگر وہ مال سو روپیہ کا رہ گیا تو اس میں راہن کی کوئی خطا نہیں ہے) ہاں اگر مرتہن نے یہ ہزار روپے کا غلام راہن کے کہنے سے سو روپے میں فروخت کر دیا اور یہ سو روپیہ اپنے روپوں میں رکھ لئے تو اس صورت میں یہ مرتہن باقی کے نوسو روپے راہن سے وصول کر لے۔

فائدہ - اس کی وجہ یہ ہے کہ جب مرتہن نے وہ غلام وغیرہ راہن کے کہنے سے فروخت کیا ہے تو گویا حکماً راہن نے واپس لے کر خود ہی فروخت کیا ہے اور فقط سو روپے مرتہن کو دے رہے ہیں۔ پس جب یہ صورت بن گئی تو رہن ٹوٹ گیا اور روپیہ راہن کے ذمہ رہا۔ (فتح القدیر)

ترجمہ - اگر ایک مرہون غلام کو دوسرے سو روپے کی قیمت کے غلام نے قتل کر دیا اور یہ قاتل مقتول کے عوض مرتہن کو مل گیا تو اب راہن اپنے ذمے کا سارا قرضہ دے کر اس قاتل غلام کو چھڑا سکتا ہے (یعنی ایک ہزار پورے دے کر اس قاتل کو لے سکتا ہے اور اگر فک رہن کر سکتا ہے) اور اگر راہن مر جائے تو اُس کا وصی (مرتہن سے اجازت لے کر) اس رہن کو فروخت کر کے مرتہن کا قرضہ بے باق کر دے اگر رہن کا کوئی وصی نہ ہو تو حاکم کی طرف سے اُس کا ایک وصی مقرر ہو اور اس کو رہن کے فروخت کر دینے کا حکم کر دیا جائے۔

رہن کی کیفیت تبدیل ہو جانا

فصل - ایک شخص نے دس روپیہ کی قیمت کا انگور کا شیرہ دس ہی روپے میں رہن کیا تھا پھر وہ شیرہ شراب ہو کر سرکہ بن گیا اور یہ سرکہ بھی دس روپیہ کی قیمت کا ہے تو اب یہ سرکہ اُن ہی دس روپے کے عوض رہن رہے گا اگر کسی نے دس روپیہ کی قیمت کی بکری دس ہی روپے میں رہن کی تھی۔ پھر وہ (مرتہن کے ہاں) مر گئی اور اُس نے اس کی کھال نکلوا کے رنگوالی جو قیمتاً ایک روپیہ کی ہے تو یہ کھال ایک ہی روپیہ میں مرتہن کے ہاں رہن رہے گی (اب راہن اسے ایک ہی روپیہ میں چھڑا سکتا ہے (اُس کے سوا اور اس کے ذمہ کچھ نہیں ہے)

فائدہ - یہ بریکٹ میں مجتبائی کنز کے اس موقعہ پر بین السطور کا ترجمہ ہے اگر ناظرین میں سے کسی کو شبہ ہو تو وہ عربی کنز مجتبائی کے اس موقعہ کو دیکھ لیں میرے یہاں ان چند حرف لکھنے کی یہ وجہ ہے کہ قدیم احسن المسائل میں اس موقع پر یہ لکھا ہے (اور باقی نو روپیہ راہن کے ذمہ قرض رہیں گے) اب خدا جانے مترجم سابق نے یہ حکم کہاں سے لکھا ہے یا کہ یہاں اپنی عقل سے کام لیا ہے کیونکہ اصل کنز میں تو ایسا کوئی لفظ نہیں کہ جس کا یہ ترجمہ سمجھا جائے اور حاشیہ میں بھی اس حکم کے خلاف ہی ہے اور طرفہ یہ کہ اُس احسن المسائل کا مؤلف ہی عربی کنز مجتبائی کا

محشی بھی ہے۔ خیر اللہم استر عیوبنا۔ ۱۲ مترجم۔

ترجمہ۔ اور رہن میں جو کچھ بڑھے وہ سب راہن کا ہوگا۔ مثلاً ایک لونڈی رہن تھی وہ بیاہ گئی، یا درخت رہن تھے ان پر پھل آگیا یا گائے بھینس دودھ دیتی ہوئی یا دُنبہ وغیرہ رہن تھا اس پر سے اون اتری تو یہ سب چیزیں راہن کی ملک ہیں ۱۲ اور اصل رہن کے ساتھ مرتہن کے ہاں رہیں گی اور اگر یہ جاتی رہیں تو مرتہن کو ان کے عوض کچھ دینا بھی نہیں پڑے گا (یعنی ان کے تلف ہونے پر مرتہن کے روپے میں سے کچھ مجرا نہ ہوگا) اور اگر یہ زیادہ کی ہوئی چیز رہ جائے اور اصل رہن تلف ہو جائے تو راہن اس کے موافق حصہ رسد دام دیکر چھڑا سکتا ہے اس صورت سے کہ اس زیادہ ہوئی چیز کی وہ قیمت لگائے جو رہن چھڑانے کے دن ہوں اور اصل رہن کی وہ قیمت لگائے جو مرتہن کے قبضہ میں جانے کے دن تھی۔ اور ان دونوں قیمتوں کو مرتہن کے پورے قرضہ پر بانٹ دے اب مرتہن کا روپیہ جو اصل راہن کے مقابلہ میں پڑے گا وہ راصل رہن میں مجرا ہوگیا راہن کے ذمہ سے اتر جائیگا اور جس قدر اس زیادہ ہوئی چیز کے مقابلہ میں بڑھے گا وہ فک رہن میں مرتہن کے حوالہ کرنا ہوگا اور رہن (کرنے کے بعد رہن) میں کچھ زیادہ کردینا جائز ہے مگر اس کے عوض کے قرض کا زیادہ کرنا جائز نہیں[۲]۔

فائدہ۔ مثلاً کسی نے سو روپے میں ایک گائے رہن کی تھی تو اب راہن کے لئے جائز ہے کہ اس گائے کے ساتھ دوسری اور ملا کر دونوں مرتہن کے حوالے کردے اب یہ جائز نہیں کہ بے کہ اس ایک ہی گائے کے بدلے میں سو کی جگہ سوا سو لیلے[۱۲] ۱۲۔ مترجم

ترجمہ۔ اگر کسی نے ایکہزار روپے کے عوض ایک غلام رہن رکھا تھا اور اسکی جگہ دوسرا غلام رہن میں دیدیا اور قیمت میں دونوں ایک ایک ہزار کے ہیں تو اس صورت میں پہلا ہی غلام رہن ہوگا یہاں تک کہ مرتہن اس پہلے غلام کو راہن کے حوالے نہ کردے (اس کے دینے کے بعد دوسرا غلام رہن ہو جائیگا اور اس کے دینے سے پہلے اگر مر گیا تو مرتہن کو اسکی قیمت بھرنی پڑے گی اور جبتک کہ مرتہن دوسرے غلام کو پہلے کے عوض رہن نہ سمجھ لے تو دوسرے کے حق میں امین ہوگا۔

فائدہ۔ یعنی پہلے کے عوض رہن قرار دے لینے سے پہلے اگر یہ غلام مر جائیگا تو اسکی قیمت اسکے قرضہ میں مجرا نہ ہوگی کیونکہ وہ اس کے پاس بطور امانت کے تھا اور امانت کے خود تلف ہو جانے پر امین پر تاوان دینا نہیں آیا کرتا ہاں اگر مرتہن اس دوسرے کو پہلے کی جگہ سمجھ لے تو اب اس کے تلف ہونے پر تاوان دینا ہوگا کیونکہ اب یہی رہن ہے اور پہلا غلام رہن سے نکل گیا۔

[۱] یعنی جو حاکم ہو وہ اپنی طرف سے ایک وصی مقرر کردے تاکہ وہ اس رہن کو بیچ کر میت کا قرضہ چکا دے ۱۲ مترجم

[۲] کیونکہ رہن کی چیز پر دوبارہ قرض لینا درست نہیں ہے ۱۲۔ مترجم۔

کتاب الجنایات

خون کرنا اور زخمی کرنا

فائدہ - جنایت کے معنی پہلے بیان ہو چکے ہیں کہ خون کرنے اور نقصان کرنے کے ہیں اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ قتل کرنے یعنی جان سے مار ڈلنے کی چار صورتیں ہیں اور ان چار صورتوں میں سے ہر ایک کا علٰحدہ علٰحدہ حکم ہے۔

ترجمہ - قتل عمد کی سزا (جو اُن چار صورتوں میں سے پہلی صورت ہے) اور قتل عمد اسے کہتے ہیں کہ جان بوجھ کر کسی ہتھیار سے یا ایسی چیز سے مار ڈلے جو (بدن کے) اعضا جُدا کر سکے مثلاً دھار دار لکڑی ہو یا پتھر ہو یا بانس کی کھپچی ہو (ان سے مار دیے) یا آگ میں جلا دے (تو ان سب صورتوں کا حکم) یہ ہے کہ قاتل گنہگار ہوتا ہے اور قصاص معیّن لازم آتا ہے (یعنی یہی قاتل اس مقتول کے بدلے میں مارا جائیگا) ہاں اگر مقتول کے ورثا خون چھوڑ دیں (تو قصاص جاتا رہے گا اگرچہ قتل کی اس صورت میں کفارہ (واجب) نہیں ہوتا اور (دوسری صورت) شبہ عمد (ہے) اور وہ یہ ہے کہ ان مذکورہ چیزوں کے سوا اور کسی چیز سے آدمی کو قصداً مار دے اس میں قاتل گنہگار بھی ہوتا ہے کفارہ بھی لازم ہوتا ہے اور قاتل کے کنبہ قبیلہ کو مغلظ خونبہا بھی دینا پڑتا ہے (مغلظ خونبہا کی تصریح عنقریب آئیگی ۱۲) اس میں قصاص لازم نہیں آتا (تیسری صورت) قتل خطا (ہے) اور وہ یہ ہے کہ ایک آدمی نے شکار کا قصد کر کے تیر مارا تھا (یا بندوق چلائی تھی) اور وہ کسی آدمی کے جا لگا یا اس نے اپنے دشمن کو حربی (کافر) سمجھ کر مارا تھا اور وہ مسلمان آدمی تھا یا نشانہ پر مارتا تھا وہ

۱؎ یعنے بدلہ میں مار ڈالنا ۱۲ ۲؎ یعنی قصداً قتل کرنیکے قریب ۱۲ مترجم ۳؎ یعنے ہتھیار یا اور دھار دار چیزوں کے سوا جو اعضا کاٹ سکیں اور کوئی چیز ہو - ۱۲ مترجم ۱۲ -

ناگہاں کسی آدمی کے جا لگا یا اور ایسی ہی صورتیں ہے تو مثلاً ایک آدمی سو رہا تھا اُسنے (نیند میں) ایسی طرح کروٹ لی کہ (اُس کے پاس پڑا) ایک آدمی اُس کے نیچے دب کے مرگیا تو اُس قتل کا حکم یہ ہے کہ اس قاتل پر کفارہ آئیگا اور اس کے قبیلہ کو خونبہا دینا پڑے گا (چوتھی صورت) قتل سببؑ اور وہ یہ ہے کہ مثلاً ایک آدمی نے (بادشاہ کی اجازت کے بغیر دوسرے کی ملک میں ایک کنواں کھود لیا تھا یا پتھر رکھدیا تھا اس کنوئیں میں کوئی گر کے مرگیا یا پتھر سے ٹھکرا کے مرگیا) اس کا حکم یہ ہے کہ اس قاتل کے قبیلہ پر فقط خونبہا ہے اس میں کفارہ (واجب نہیں ہوگا اور سب صورتوں میں قاتل مقتول کی میراث سے محروم ہو جاتا ہے سوائے اس اخیر چوتھی صورت کے (کہ اُس میں قاتل محروم نہیں ہوتا) اور شبہ عمد جان سے مار ڈالنے کے سوا اور اعضاء کے نقصان میں قصداً کا حکم رکھتا ہے۔

فائدہ ۔ یعنی کسی صورت میں شبہ عمد کا حکم نہیں ہوتا بلکہ یا وہ خطاً ہوگا یا عمداً ہوگا مثلاً کسی نے ایک زور سے لٹھ مار کے ایک آدمی کا ہاتھ بالکل الگ کر ڈالا تو یہ قاعدہ کے مطابق شبہ ہونا چاہیئے کیونکہ مذکورہ ہتھیار اور دھار دار چیزوں کے علاوہ دوسری چیز سے ہاتھ الگ کیا ہے مگر چونکہ اور اعضاء میں شبہ عمد نہیں ہوتا لہٰذا یہ چھری یا خنجر سے کاٹنے کے قائم مقام ہو کر اس لٹھ مارنے والے سے قصاص لیا جائیگا یعنی اس کا بھی ہاتھ کٹے گا۔

قصاص کا واجب ہونا یا نہ ہونا

ترجمہ ۔ ایسے شخص کا قصداً خون کرنے سے کہ جس کا خون نہ کرنا ہمیشہؑ کو حرام ہو قصاص (یعنی خون کا بدلہ خون) واجب ہو جاتا ہے ۔ اگر کوئی آزاد آدمی دوسرے آزاد کو یا غلام کو جان سے مار دے تو ان کے بدلہ میں وہ بھی جان ہی سے مارا جائیگا یا کوئی مسلمان ذمی (ہندو) کو مار دے تو وہ مسلمان بھی جان سے مارا جائیگا ہاں اگر کوئی مسلمان یا ذمی کسی مستامن کو مار دے (تو مستامن کے بدلہ میں مسلمان یا ذمی سے خون نہیں لیا جائے گا) اگر مرد عورت کو مار ڈالے یا ایک بڑا آدمی چھوٹے سے بچے کو (یعنی بالغ نابالغ کو) مار ڈالے یا آنکھوں والا اندھے کو یا اپاہج کو مار ڈالے یا جس کے ہاتھ پاؤں میں نقصان ہو اُسے یا دیوانے

لہ یعنی قاتل نے ایک ایسا کام کر دیا کہ جس کے سبب سے آدمی مرگیا ۱۲ ؎ یعنی مقتول کافر حربی مستامن اور زانی محصن یا مرتد نہ ہو کیونکہ اُن کا مارنا حرام نہیں رہتا ۱۲ ۔

کو مار ڈالے یا بیٹا باپ کو مار ڈالے تو ان سب صورتوں میں قصاص لیا جائیگا اگر باپ بیٹے کو مار ڈالے تو بیٹے کا اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا باقی ماں نانا۔ نانی اور دادی اس حکم میں باپ کے حکم میں ہیں۔

فائدہ ۔ یعنی اگر دادا دادی اپنے پوتے کو نانا نانی اپنے نواسہ کو جان سے مار ڈالیں تو باپ کی طرح ان سے بھی قصاص نہیں لیا جائیگا۔

ترجمہ ۔ اگر کوئی شخص اپنے غلام کو یا اپنے مدبر کو یا اپنے مکاتب کو یا اپنے بیٹے کے غلام کو یا اپنے شرکت کے غلام کو مار ڈالے تو ان کا بھی اس سے قصاص نہیں لیا جائیگا۔ اگر کسی کو ایک قصاص ورثہ میں پہنچے جو اس کے باپ پر لازم ہو تو وہ قصاص جاتا رہے گا (مثلاً ایک شخص نے اپنی بیوی کو مار ڈالا تھا جس سے ایک لڑکا بھی تھا اب یہ لڑکا اس کے قصاص کا وارث ہوا تو اس صورت میں یہ اپنے باپ سے قصاص نہیں لے سکتا) قصاص فقط تلوار ہی سے لینا چاہیئے[1] اگر کسی مکاتب کو کوئی قصداً مار دے اور وہ مکاتب اتنا مال چھوڑ دے جس سے اس کا بدل کتابت ادا ہو جائے اور اس کا والی وارث سوائے اس کے آقا کے اور کوئی نہ ہو۔ یا مکاتب اتنا مال نہ چھوڑے کہ جو اس کے بدل کتابت کو کافی ہو اور اس کے وارث موجود ہوں تو دونوں صورتوں میں اس مکاتب کے قاتل سے قصاص لیا جائیگا اگر اس نے اپنے بدل کتابت کی مقدار مال چھوڑا تھا لیکن وارث بھی چھوڑے تھے تو اب قاتل سے قصاص نہیں لیا جائیگا۔

فائدہ ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں مکاتب کے قصاص کا حقدار کون ہے کیونکہ اگر مال چھوڑنے کے باعث یہ کہیں کہ یہ آزاد مرا ہے جیسا کہ حضرت علیؓ اور عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں تو اس صورت میں قصاص کا حقدار وارث ٹھہرتا ہے اور اگر یہ کہیں کہ یہ غلامی کی حالت میں مرا ہے کیونکہ آقا تک ابھی بدل کتابت نہیں پہنچا تھا جیسا کہ زید بن ارقمؓ کا قول ہے تو اب قصاص کا حقدار آقا ٹھہرتا ہے تو بس قصاص کے حقدار میں شبہ ہونے کے باعث قصاص ساقط ہو گیا اب قاتل سے اس مقتول کی قیمت لے کر اس کے وارثوں کو دلائی جائے گی اور جو روپیہ بدل کتابت کے لئے اس نے چھوڑا ہے وہ آقا کو بدل کتابت میں مل جائے گا۔

ترجمہ ۔ اگر کوئی مرہون غلام کو جان سے مار ڈالے تو بھی اس کے قاتل سے قصاص نہیں لیا جائیگا یہاں تک کہ راہن و مرتہن دونوں جمع ہو کر قصاص کے طالب نہ ہوں) اگر بے عقل آدمی کو کوئی مار ڈالے تو مقتول کے باپ کو اختیار ہے کہ چاہے قصاص لیلے اور چاہے مال لیکر

---

[1] یعنی قاتل کو تلوار ہی سے مارنا چاہیئے گو اس نے مقتول کو تیر بندوق کسی سے مارا ہو مگر تاہم اگر اور کسی طرح سے قصاص لے لیا گیا تو خون دینا نہیں ہوگا ہاں بدلہ لینے والا قابل سزا ہوگا۔ ۱۲ طحطاوی

صلح کرلے ہاں اگر بے عقل کو اس کے ولی نے مار دیا ہو تو اس صورت میں معاف کرنا درست نہیں ہے۔

فائدہ ۔ مثلاً ایک بے عقل کا لڑکا اپنے باپ کو مار ڈالے تو اب اس بے عقل کا باپ اپنے پوتے سے چاہے قصاص لیلے اور چاہے خونبہا کا روپیہ لیلے معاف نہ کرے۔

ترجمہ ۔ اور اس بے عقل کے حق میں قاضی کا حکم مثل باپ کے (یعنی اگر باپ نہ ہو تو قاضی کو بھی اتنا اختیار ہے کہ چاہے اس کا قصاص لیلے اور چاہے خون بہا پر صلح کرے) اگر بے عقل کا وصی فقط (باپ نہ ہو) تو وہ خون بہا پر صلح ہی کر سکتا ہے (اسے قصاص لینے یا معاف کرنے کا اختیار نہیں ہے اور نابالغ بچہ اس حکم میں مثل بے عقل کے ہے (یعنی اگر نابالغ بچہ کو اس کی ماں یا نانی مار ڈالے تو اس بچہ کا باپ چاہے تو اس سے قصاص لیلے اور چاہے خونبہا لیلے معاف نہ کرے) اگر ایک مقتول کے کئی وارث ہیں جن میں بعض بالغ ہیں بعض نابالغ ہیں تو (بالغوں کو اختیار ہے کہ نابالغوں کے بالغ ہونے سے پہلے قاتل سے قصاص لے لیں (ان کے بالغ ہونے کا انتظار نہ کریں) اگر کوئی شخص کسی کو پھاوڑے (وغیرہ) سے مار ڈالے تو اگر اس نے دھار کی طرف سے مارا ہے تو (یہ قاتل ہے) اس سے قصاص لیا جائیگا اور اگر موںڈ کی طرف سے مارا ہے تو قصاص نہ لیا جائے گا (کیونکہ موںڈ کی طرف سے مارنا ایسا ہے جیسا پتھر یا لاٹھی سے مارنا اس میں قصاص نہیں آیا کرتا خون بہا آئے گا) جیسا کہ کوئی گلا گھونٹ کر یا پانی میں ڈبو کر مار دے (کہ اس صورت میں بھی قاتل کے قبیلہ کو خونبہا ہی دینا آئے گا قاتل پر قصاص نہ آئیگا) اگر کسی نے ایک آدمی کو جان کر زخمی کر دیا تھا جس سے وہ چارپائی پر سوار ہو گیا اس سے اٹھا نہ گیا اور آخر کو وہ اسی تکلیف میں مر گیا تو اب زخمی کرنے والے سے قصاص لیا جائیگا (گو اس زخم سے اسی وقت نہیں مرا اور بظاہر اپنی موت سے مرا ہے مگر چونکہ اس کے مرنے کا سبب وہ زخم ہے لہذا اسی کے ذمہ رہے گا) اگر ایک شخص نے اپنے آپ کو زخمی کر لیا تھا اور بعد میں مثلاً زید نے بھی اس زخمی کے ایک زخم کر دیا اور زید کے بعد ایک شیر یا سانپ نے بھی اسے زخمی کر دیا اور ان سب کے زخم کھانے کے بعد وہ مر گیا تو زید کو اس کا ایک تہائی خونبہا دینا پڑیگا

فائدہ ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ شخص تین طرح کے زخموں سے مرا ہے مگر ان میں ایک زخم تو ایسا ہے کہ اس کی باز پرس نہ دنیا میں ہے نہ آخرت میں مثلاً شیر یا سانپ کا زخم کیونکہ وہ مکلف ہی نہیں ہیں جو ان سے باز پرس ہو اور ایک زخم ایسا ہے کہ اس کی باز پرس آخرت ہی میں ہو گی دنیا میں نہیں ہوتی وہ اس کا اپنے آپ کو زخمی کر لینا ہے اور ایک زخم ایسا ہے کہ اس کی باز پرس دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی ہو گی وہ یہاں زید کا زخم ہے پس اسی طرح اس

کا خون بہا ان تینوں زخموں پر بٹ گیا اور چونکہ پہلے دو زخموں کی دنیا میں باز پرس نہیں لہذا ان زخموں والے یہاں بری رہے اور زید کے زخم کی یہاں باز پرس ہونے کے باعث زید کو تہائی خون بہا دینا ہوگا۔

ترجمہ۔ اگر کوئی شخص مسلمانوں پر تلوار سونتے تو اسے (بھی مار ڈالنا ضروری ہے۔ ایسے آدمی کے مار ڈالنے سے کوئی چیز واجب نہیں ہوتی (یعنی نہ قصاص اور نہ خون بہا) اگر کسی شخص نے رات کو یا دن کو شہر میں یا شہر سے باہر دوسرے شخص کے مارنے کو تلوار اٹھائی تھی یا رات کو شہر میں یا دن کو شہر سے باہر لاٹھی مارنے کو اٹھائی تھی اتفاق سے اسی نے اس لاٹھی والے یا تلوار والے کو مار ڈالا تو اب اس کے ذمہ کچھ نہیں ہے (نہ قصاص نہ خون بہا کیونکہ اس نے اپنی جان بچانے کو مارا ہے) اگر شہر میں دن کو مثلاً زید نے عمرو پر لاٹھی اٹھائی تھی اور عمرو نے (قابو پاکر) زید کو مار ڈالا تو اب عمرو سے خون کا بدلہ لیا جائیگا[۱]۔ اگر ایک دیوانہ نے دوسرے پر (مثلاً زید پر) تلوار کھینچی تھی اور اس نے اس دیوانہ کو قصداً مار ڈالا تو اس پر دیوانہ کا خون بہا دینا واجب (اور ضروری) ہے اسی طرح اگر کسی لڑکے نے دوسرے پر تلوار سونتی تھی اور اس نے اس لڑکے کو مار ڈالا تو اس کو بھی اس لڑکے کا خون بہا دینا پڑے گا علیٰ ہذا القیاس اگر کسی کے جانور نے کسی پر حملہ کیا تھا اور اس نے اس جانور کو جان سے مار ڈالا تو اس کو اس جانور کی قیمت مالک کو دینی پڑے گی۔ اگر ایک شخص پر دوسرا شخص مثلاً زید تلوار کا ایک ہاتھ چھوڑ کے چلا گیا اور بعد میں دوسرے مثلاً عمرو نے اس غریب کا کام تمام کردیا تو اس صورت میں پہلا قاتل[۲] قتل کیا جائیگا۔ اگر کسی کے گھر میں چور گھس گیا تھا اور وہ مال چرا کے باہر لے آیا اور گھر والے نے چور کا پیچھا کر کے اس کو مار ڈالا تو اس مارنے والے (یعنی مالکِ مال) کے ذمہ کچھ نہیں ہے۔

خون اور دیگر قصوروں کا بیان

ترجمہ۔ اگر کسی نے ایک شخص کا ہاتھ پہنچے پر سے کاٹ ڈالا تو اس کاٹنے والے کا ہاتھ بھی پہنچے ہی پر سے کاٹا جائیگا اگرچہ اس کا ہاتھ اس کے ہاتھ سے لمبا ہوا ور یہی حکم پیر کا بھی ہے

---

[۱] یعنی مارنے کا ارادہ کرے تو اسی کو مار ڈالنا چاہیے ۱۲۔

[۲] یہ حکم اس صورت میں ہے کہ زید کاری زخم کرچکا تھا اور عمرو کا ایسا زخم نہیں لگا جس سے وہ مرجاتا بلکہ اس نے تو اپنے ہاتھ ناحق ہی خون میں رنگ لئے ۱۲ مترجم۔

(کہ اگر کسی نے دوسرے کا پیر گٹے پر سے کاٹ ڈالا تھا تو اس کاٹنے والے کا بھی گٹے ہی پر سے کاٹا جائے) اگر کسی نے دوسرے کی ناک کا نتھنا یا ایک کان کاٹ لیا تھا یا ایک آنکھ ایسی طرح پھوڑی کہ اس کی روشنی بالکل جاتی رہی مگر وہ نکلی نہیں اپنی جگہ ہی پر رہی تو ان تینوں صورتوں میں اس کو بھی اتنی ہی سزا دی جائیگی (اسی کا نام اعضاء کا قصاص ہے یعنی اس سے ان اعضاء کا قصاص لیا جائے گا) اگر اس کے مارنے سے آنکھ باہر نکل آئی ہے تو اب آنکھ کا قصاص[1] نہیں لیا جائیگا (بلکہ خونبہا دلایا جائے گا۔ جس کی مقدار آگے بیان ہوگی۔ اگر کوئی کسی کا دانت توڑ دے تو اس کے بدلے میں دانت ہی توڑا جاوے گا اگرچہ دونوں کے دانتوں میں چھوٹے بڑے ہونے کا فرق ہو اور جو زخم ایسا ہو کہ اس میں مماثلت ہو سکتی ہو (یعنی اسی زخم کی برابر زخمی کرنے والے کے زخم کیا جا سکتا ہو کمی زیادتی کا احتمال نہ رہتا ہو) تو اس کا قصاص لیا جائیگا (یعنی اتنا ہی زخم کر دیا جائیگا) اور دانت کے سوا اور) ہڈی کے توڑ دینے میں ایسا ہونا مشکل ہے کہ جس طرح ایک نے دوسرے کی ہڈی توڑی ہے اسی طرح اس کی بھی ہڈی توڑ دی جائے اور قصاص کا دارومدار مماثلت اور برابری پر ہے) اگر مرد عورت کا ہاتھ پیر کاٹ ڈالے یا عورت مرد کا ہاتھ یا پیر کاٹ ڈالے تو ان میں قصاص نہیں لیا جائیگا (کیونکہ مرد و عورت کے ہاتھ پیروں میں بہت فرق ہوتا ہے ان میں مماثلت نہیں ہو سکتی) اسی طرح اگر ایک آزاد آدمی نے غلام کا یا غلام نے آزاد آدمی کا یا ایک غلام نے دوسرے غلام کا ہاتھ پیر کاٹ ڈالا تو ان میں بھی (مماثلت نہ ہونے کے سبب) قصاص نہیں آسکتا۔ ہاں مسلمان اور کافر کے ہاتھ پیر برابر ہیں (ان میں اگر ایک دوسرے کا ہاتھ یا پیر کاٹ ڈالے تو اس سے قصاص لیا جائیگا) اگر کوئی کسی کا نصف کلائی پر سے ہاتھ کاٹ ڈالے تو اس سے بھی قصاص نہیں لیا جائیگا (کیونکہ اس صورت میں ہڈی ضرور ٹوٹے گی اور ہڈی کے توڑنے میں برابری کرنی مشکل ہے) اور پیٹ کا زخم اگر اچھا ہو جائے تو اس میں بھی قصاص نہیں ہے اور نہ زبان اور ذکر کے کاٹ ڈالنے میں قصاص ہے (کیونکہ یہ دونوں بھی سکڑتے پھیلتے ہیں ان میں بھی برابری کرنی مشکل ہے) ہاں اگر ذکر میں سے صرف سپاری (پوری) کاٹی ہوگی تو اس وقت بیشک کاٹنے والے سے قصاص[2] لیا جائیگا اگر کسی کا ہاتھ شل[3] ہو یا انگلیاں چھوٹی ہوں اور یہ ایک اچھے آدمی کا ہاتھ یا انگلیاں کاٹ دے تو اب اسے اختیار ہے کہ چاہے اپنے ہاتھ کے بدلے میں اس کا سوکھا ہوا ہاتھ کاٹ

---

[1] اس صورت میں قصاص نہ آنے کی یہ وجہ ہے کہ آنکھ نکل جانے کی صورت میں برابری ہونی دشوار ہے ۱۲ طحطاوی

[2] اس کی وجہ ظاہر ہے وہ یہ کہ سپاری کے کاٹنے میں برابری کر سکتے ہیں۔ ۱۲

[3] شل ہاتھ پیر کے سوکھ جانے کو کہتے ہیں۔ ۱۲۔

دے اور یا اپنے ہاتھ کاٹنے کے روپے لیلے اور یہی حکم اس صورت میں ہے کہ ایک شخص دوسرے کا سر پھوڑ دے اور پھوڑنے والے کا سر بہت بڑا ہو اور دوسرے کا چھوٹا ہو تو چاہے یہ بدلہ میں اس کا سر ہی پھوڑ دے اور چاہے اس زخم ہونے کے روپے لیلے۔

احکامِ دیت

فصل - اگر قصاص لینے والے (یعنی مقتول کے وارث) مال لینے پر راضی ہو جائیں تو قاتل کو یہ مال ابھی دینا ہوگا (تھوڑا ہو یا بہت ہو) اور قصاص ساقط ہو جائیگا۔ اگر ایک آزاد اور ایک غلام مل کر کسی کو مار ڈالیں اور پھر یہ آزاد (قاتل) اور اس غلام (قاتل) کا آقا کسی سے کہیں کہ تم ان دونوں کے خون کرنے کے عوض ایکہزار پر صلح کرا دو اور اس نے اتنے ہی پر صلح کرا دی تو یہ روپیہ دونوں کو نصفا نصفی دینا پڑیگا۔

فائدہ - یعنی پانچ روپیہ اس آزاد کو دینے ہوں گے اور پانچ سو غلام کے آقا کو کیونکہ قتل دونوں نے کیا ہے۔

ترجمہ - اگر مقتول کے چند وارث ہوں اور ان میں سے ایک اپنے حصہ کے عوض کسی قدر مال پر صلح کرے یا معاف کر دے تو اب اور وارثوں کو بھی خون بہا کا حصہ ہی ملیگا (اب وہ قصاص نہیں لے سکیں گے) اگر کئی آدمی ملکر ایک کو مار دیں تو اس کے قصاص میں وہ سب مارے جائیں گے اور اگر ایک آدمی کئی کو مار دے تو ان کے قصاص میں بھی اس اکیلے ہی کو مارنا کافی ہوگا (یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک کے قصاص میں اسے مار کر باقی مقتولین کا خونبہا اس سے دلوائیں) پس اگر اس صورت میں ان مقتولوں کے وارثوں میں سے فقط (ایک کے وارث یا) ایک وارث آیا اور اس کی درخواست پر وہ قاتل قصاص میں مار دیا گیا تو اب باقی مقتولوں کے وارثوں کا حق ساقط ہو جائیگا جیسا کہ قاتل کے مرجانے کی صورت میں ساقط ہو جاتا ہے (اور پھر قاتل کے وارثوں سے اس کا مواخذہ نہیں رہتا) اگر دو آدمیوں نے ملکر ایک آدمی کا ایک ہاتھ کاٹ دیا تھا تو اس ایک کے عوض میں ان دونوں کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں ہاں ان دونوں سے اس ہاتھ کا خونبہا لیا جائیگا۔

فائدہ - یعنی چونکہ یہ ہاتھ کا تلف ہونا ان دونوں کے فعل سے ظہور میں آیا ہے تو نصف خونبہا ان دونوں کے ذمّہ لازم ہے اب ہر ایک سے چوتھائی خونبہا لیا جائیگا اور یہ اُن کو اپنے ہی مال میں سے دینا پڑے گا کیونکہ جو قصداً قصور کرنے سے لازم ہوا ہے وہ کنبہ قبیلے کے ذمّہ نہیں ہوا کرتا ۱۲ تکمیلۃ البحر۔

ترجمہ - اگر ایک آدمی نے دو آدمیوں کے دونوں داہنے ہاتھ کاٹ ڈالے تو ان دونوں کو اختیار ہے کہ ایک ہاتھ کے عوض میں اس کا داہنا کاٹ لیں اور دوسرے ہاتھ

کا اُس سے خونبہا لے لیں اور اگر ان دونوں میں سے ایک یہاں تھا اور اُس نے دعویٰ کر کے اپنے ہاتھ کے عوض میں اُس کا ہاتھ کٹوا دیا تو اب دوسرے کو اُس کے ہاتھ کے عوض میں نصف خونبہا ملے گا۔ اگر کوئی غلام جان بوجھ کے خون کرنے کا اقرار کرلے تو اُسے قصاص میں قتل کر دیا جائے گا۔ اگر ایک آدمی نے دوسرے کے قصداً تیر مارا تھا (یا بندوق ماری تھی) اور وہ تیر ایک کے بیچ میں سے نکلکر دوسرے کے جالگا اور یہ دونوں مرگئے تو اس تیر چلانے والے (یا بندوق چلانے والے سے) پہلے آدمی کا قصاص لیا جائے گا اور دوسرے کا خونبہا۔

فائدہ - اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسرے کو اُس نے قصداً قتل نہیں کیا بلکہ وہ خطاءً قتل ہو گیا ہے یعنی اُس کے غلطی سے تیر لگ گیا ہے اور اس طرح کے قتل کرنے میں خونبہا ہی دینا پڑا کرتا ہے۔ بخلاف پہلے خون کے کہ وہ اُس نے قصداً کیا ہے اور قصداً خون کرنا قصاص لازم ہونے کا سبب ہے (از حاشیہ جمل) ومترجم۔

فصل - اگر ایک شخص نے دوسرے کا اوّل ہاتھ کاٹا اور پھر اُسے جان ہی سے مار دیا تو اس سے ان دونوں فعلوں کا مؤاخذہ کیا جائیگا برابر ہے کہ یہ دونوں حرکتیں اُس نے نادانستہ کی ہوں یا اس کی غلطی سے ہوگئی ہوں (جس کو خطاءً ہو جانا کہتے ہیں) اور یا ایک اُس نے نادانستہ کی ہو اور دوسری غلطی سے اور برابر ہے کہ ہاتھ کا زخم کھا کر وہ اچھا بھی ہو گیا ہو یا نہ ہوا ہو (غرض یہ ہے کہ ان مذکورہ سب صورتوں میں دونوں حرکتوں کا مؤاخذہ اس سے ضروری کیا جائیگا) ہاں اگر ایسا موقع ہو کہ ایک شخص کی غلطی سے دوسرے کا ہاتھ کٹ گیا تھا اور ابھی یہ ہاتھ اچھا نہیں ہوا تھا کہ غلطی ہی سے اُس نے اس کٹے ہوئے ہاتھ والے کو قتل بھی کر دیا تو اس صورت میں اس کے ذمہ بیشک ایک ہی خونبہا واجب ہوگا۔ جیسا کہ ایک شخص نے دوسرے کے سَو کوڑے مارے تھے نوّے کوڑے تو وہ سہار گیا اور تندرست رہا اور باقی دس کوڑے کھا کے مر گیا (تو اس صورت میں بھی ایک ہی خونبہا لازم ہوتا ہے) اگر ایک شخص نے دوسرے کا ہاتھ کاٹ دیا تھا پھر اُس ہاتھ کٹے ہوئے نے اپنا ہاتھ کٹنا معاف کر دیا (اور بدلہ لینے میں دست برداری ظاہر کر دی) اور اُس کے بعد اسی ہاتھ کے صدمہ سے مر گیا تو اس ہاتھ کاٹنے والے کو اس کے ہاتھ کا روپیہ بھرنا پڑے گا۔ ہاں اگر اُس نے یہ کہہ کے معاف کیا تھا کہ یہ ہاتھ کاٹنا بھی معاف کرتا ہوں اور جو کچھ اس کے بعد مجھ پر گذرے وہ بھی معاف کرتا ہوں یا یہ کہدیا تھا کہ میں اس کی اس خطا ہی سے درگذر کرتا ہوں تو اب وہ ہاتھ کاٹنے والا بیشک بَری ہوگا پس اگر ان دونوں صورتوں میں ہاتھ غلطی سے کٹ گیا تھا (اور پھر یہ معافی کی صورت پیش

آئی) تو یہ خونبہا کی معافی اس معاف کرنے والے کے تہائی مال سے متصور ہوگی۔
فائدہ۔ اگر قصداً ہاتھ کاٹا گیا تھا اور پھر یہ صورت ہوئی تو خونبہا کی معافی کل مال سے متصور ہوگی یعنی اگر معاف کرنیوالے کے پاس اتنا مال ہو کہ خطا کی صورت میں تہائی مال میں سے ایک ہاتھ کا خونبہا پورا ہو سکے تو فبہا ورنہ اس خونبہا کی کمی اس ہاتھ کاٹنے والے کے وارثوں سے لے کر پوری کی جائے گی اور اگر قصداً کاٹا تھا تو اس وقت اس مرنے والے کے کل مال سے خونبہا محسوب ہوگا اس محسوب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مرنے والے کا جسقدر مال ہے وہ سب وارثوں کا ہو گیا ہے اگر خطا کی صورت میں بھی کل ہی مال میں سے محسوب کریں تو ورثہ کی حق تلفی ہوتی ہے لہذا حتی الوسع ان کے حق کا لحاظ کیا جائیگا (از حاشیہ اصل)
ترجمہ۔ اگر ایک عورت نے ایک مرد کا ہاتھ قصداً کاٹا تھا پھر اس مرد نے اپنے ہاتھ کا تاوان اس کا مہر ٹھہرا کر اس سے نکاح کر لیا اور اس کے بعد اس ہاتھ ہی کی تکلیف سے مر گیا تو اس عورت کو (اس مرنے والے کے ترکہ میں سے) مہر مثل دلایا جائیگا اور عورت کو اپنے ہی مال میں سے اس کے ہاتھ کا تاوان یعنی خون بہا دینا ہوگا اور اگر اس عورت نے غلطی سے کاٹ دیا تھا تو اب خونبہا عورت کے کنبے قبیلہ پر پڑے گا اگر اسی مرد نے اس سے نکاح یوں کہہ کے کیا تھا کہ اس ہاتھ کے کٹنے پر اور جو صورت اس سے آئندہ پیش آئے سب کو مہر قرار دیکر نکاح کرتا ہوں یا اس عورت کی اس خطا ہی کو مہر قرار دیا اور پھر اسی تکلیف سے مر گیا تو اب[1] بھی اس عورت کو مہر مثل ملیگا اور عورت کو کچھ نہیں دینا پڑے گا (کیونکہ مہر کے قصہ کو تو وہ شوہر ہی ختم کر چکا ہے) اگر عورت نے خطاءً ہاتھ کاٹا تھا اور اس کے بعد نکاح کی بھی دو صورتیں ہوئیں جو ابھی مذکور ہوئی ہیں) تو اب عورت کے قبیلہ کے ذمہ سے مہر مثل معاف ہو جائیگا اور مرنے والے نے جو کچھ اپنے خونبہا کا حصہ چھوڑا ہوگا اس میں سے ایک تہائی بطور وصیت کے عورت کے قبیلہ کو ملے گا۔
فائدہ۔ عورت کے قبیلہ کو خونبہا کا تہائی حصہ ملنے کی وجہ یہ ہے کہ جب اس عورت کا شوہر ہاتھ ہی کی تکلیف میں مر گیا تو معلوم ہوا کہ اس عورت کے ذمہ ہاتھ کا خونبہا نہیں ہے بلکہ ایک خون کرنے کا خونبہا ہے اور خونبہا مہر ہو سکتا ہے مگر چونکہ اس کا شوہر نکاح کے وقت ہاتھ کی تکلیف میں مبتلا تھا اور یہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی مجروح یا بیمار کسی عورت سے نکاح کسی قدر روپے کے عوض میں کرتا ہے تو اس عورت کو مہر مثل ملا کرتا ہے۔ اور اگر وہ روپیہ مہر مثل سے زیادہ ہوتا ہے تو وصیت میں شمار ہوا کرتا ہے لیکن یہاں اس عورت کے حق

[1] یعنی ان دونوں صورتوں میں بھی مہر مثل ملیگا۔ ۱۲

میں وصیت بھی نہیں کہہ سکتے اس وجہ سے کہ یہ اس مرد کی قاتل ہے جس کی وصیت ہم بنانی چاہ رہے ہیں اور قاتل کے حق میں وصیت نہیں ہوا کرتی تو اس وجہ سے مجبوراً اس مرنے والے کی یہ وصیت اس عورت کے کنبہ قبیلے کے لئے ہوگی اور جب یہ وصیت ان کے لئے ٹھہر گئی تو عورت کا حق اس خونبہا میں صرف مہر مثل ہے اس وجہ سے اس کے قبیلے کے ذمے سے مہر مثل ساقط ہو جائیگا اور خونبہا کا تہائی حصہ اس کے قبیلہ کو ملے گا۔ مگر ہاں اتنا اور یاد رکھنا ضروری ہے کہ یہ تہائی اس صورت میں ہوگی کہ مہر نکالنے کے بعد جو کچھ خونبہا میں سے بچے وہ میت کے ترکہ کی تہائی ہو سکے تاکہ وصیت اس میں جاری ہو سکے (از حاشیہ اصل وغیرہ)

ترجمہ ۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کا ہاتھ کاٹ دیا تھا اس کے بدلہ میں اس کا ہاتھ بھی کاٹا گیا اور بعد میں پہلا شخص اس ہاتھ ہی کی تکلیف کی وجہ سے مر گیا تو اب یہ دوسرا بھی اس کے قصاص میں قتل کیا جائیگا (یعنی کاٹنے والے کا ایک ہاتھ کٹ جانے کے باعث اس کے ذمے سے خون کا قصاص معاف نہیں ہوگا ۔) اگر کسی[1] مقتول کا وارث قاتل کا ہاتھ کٹوا کر خون معاف کر دے تو اس وارث کو اس قاتل کے ہاتھ کی خونبہا دینی پڑے گی ۔

خون کے مقدمہ میں گواہی دینا

ترجمہ ۔ اگر کوئی خون ہو جائے اور مقتول کے دو بیٹے اس کے خون لینے کے مستحق ہوں اور ان دونوں میں سے ایک غیر حاضر ہوا اور دوسرا اس خون کے ہونے پر گواہ پیش کرے تو ابھی یہ حاضر اس قاتل سے قصاص نہیں لے سکتا (جب تک کہ اس کا بھائی نہ آجائے) اور جب وہ غیر حاضر آجائے تو اپنی طرف سے دعوی کرکے پھر نئے سرے سے گواہ پیش کرے تاکہ قاتل سے دونوں ملکر قصاص لیں اور اگر خطاسے خون ہو گیا تھا تو اس وقت خونبہا کا ثبوت دینے کے لئے دوسرے بھائی کا ہونا ضروری نہیں ہے (بلکہ اگر ایک ہی بھائی خطاً سے قتل کرنے کو گواہوں سے ثابت کر دے گا تو وہ خونبہا لینے کا مستحق ہو جائیگا) اور یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب ایسے دو بھائیوں کے باپ نے کسی پر کچھ روپیہ چھوڑا ہو ۔

فائدہ ۔ یعنی قرض کی صورت میں بھی غیر حاضر بھائی کا انتظار نہیں کیا جائیگا۔ بلکہ اگر یہ

[1] اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وارث کا حق تو قصاص ہی لینا تھا اور جب اس نے قصاص معاف کر دیا پھر اس قاتل کا ہاتھ کاٹنا اس وارث کی طرف سے زیادتی ہوئی لہذا اس کو ہاتھ کا خونبہا دینا پڑے گا ۱۲

جو موجود ہے گواہوں سے قرضہ ثابت کردے گا تو لینے کا مستحق ہو جائیگا۔ طحطاوی۔
فائدہ۔ اگر ایک قصاص لینے کے دو بھائی مستحق تھے ایک حاضر دوسرا غیر حاضر اور حاضر کے خون کا ثبوت دینے پر قاتل نے یہ ثابت کردیا کہ اس کے غیر حاضر بھائی نے اپنا حق (خون میں سے) مجھے معاف کردیا ہے تو اب اس سے قصاص نہیں لیا جائیگا یہی حکم اس صورت میں ہے کہ ایک شخص نے دو کو شریک کرکے غلام کو قتل کردیا اور ایک ساجھی غیر حاضر ہے تو ابھی یہ حاضر ساجھی قصاص نہیں لے سکتا (جب تک کہ دوسرا آکر دعوی کرکے اپنے گواہ نہ پیش کردے۔ اگر کسی مقتول کے تین وارث ہوں اور ان میں سے دو یہ گواہی دیں کہ تیسرے وارث نے اپنا حق (قاتل کو) معاف کردیا ہے تو یہ گواہی لغو ہوگی ہاں اگر ان کے ثبوت کے بعد قاتل بھی ان دونوں کی تصدیق کرے تو اب اس قاتل کو خونبہا دینا ہوگا اور وہ خونبہا[1] ان تینوں وارثوں پر تین حصہ ہوکر تقسیم ہو جائیگا اگر قاتل نے ان دونوں کو جھوٹا بتایا تو اب خونبہا میں سے ان دونوں وارثوں کو کچھ نہیں ملے گا۔ ہاں تیسرے کو خونبہا میں سے ایک تہائی حصہ ملیگا اگر دو گواہ یہ گواہی دیں کہ فلاں شخص نے زید[2] کو (قصداً) مارا تھا اور جب سے وہ چارپائی پر پڑا رہا اور آخر کو مر گیا ہے تو اب اس مارنے والے سے قصاص لیا جائیگا اگر خون کے گواہوں کا خون کرنے کے وقت میں یا جگہ میں اختلاف ہو جائے (مثلاً کہے رات کو قتل کیا ہے دوسرا کہے دن کو کیا ہے یا ایک کہے گھر کے اندر کیا ہے دوسرا کہے باہر کیا ہے) یا جس چیز سے مارا ہے اس میں اختلاف ہو جائے (مثلاً ایک کہے لاٹھی سے مارا ہے دوسرا کہے ایک ہتھیار سے مارا ہے) یا ایک کہے کہ لاٹھی سے مارا ہے اور دوسرا کہے مجھے نہیں خبر کہ کس چیز سے مارا ہے تو ان سب صورتوں میں گواہی لغو ہوگی۔ اگر دو گواہ بالاتفاق یہ بیان کریں کہ مثلاً زید نے عمرو کو مار دیا ہے اور پھر دونوں ہی یہ کہیں کہ ہمیں یہ معلوم نہیں کہ کس چیز سے مارا ہے تو اس صورت میں قاتل پر خونبہا لازم ہو جائے گا اگر ایک مقتول کی بابت دو آدمیوں میں سے ہر ایک یہ بیان کرے کہ اس کو میں نے مارا ہے اور مقتول کا وارث یہ دعوی کرے کہ تم دونوں نے ملکر مارا ہے تو اب وارث کو ان دونوں کے قتل کر دینے کا اختیار ہے۔ اور اگر اقرار کی جگہ گواہی ہو تو وہ لغو ہوگی۔
فائدہ۔ مثلاً ایک مقتول کی بابت دو گواہ یہ گواہی دیں کہ اسے اکیلے عبداللہ ہی نے مارا ہے اور دو گواہ یہ گواہی دیں کہ اسے عبدالرحمن ہی نے مارا ہے اور وارث کا دعوی یہ ہے

---

[1] یعنی خونبہا میں سے ایک ایک تہائی تینوں وارثوں کو برابر ملے گی ۱۲ مترجم۔
[2] یہ مثال کے طور پر ایک نام ہے سمجھانے کی غرض سے لکھ دیا ہے۔ ۱۲۔

کہ عبداللہ و عبدالرحمٰن دونوں نے ملکر مارا ہے تو یہ دونوں گواہیاں لغو ہو جائیں گی کیونکہ یہاں مشہود لہٗ یعنی وارث جس کی گواہی دی جا رہی ہے خود ہی گواہوں کی تکذیب کر رہا تو اب یہ گواہ قابل اعتبار کیسے ہو سکتے ہیں۔ ۱۲۔

حالتِ قتل کا بیان

ترجمہ۔ (آدمی کے مرنے میں) کمان سے تیر نکلنے کے وقت کا اعتبار کیا جاتا ہے مثلاً کسی نے ایک مسلمان پر تیر چلایا ابھی تیر اس کے لگا نہیں کہ وہ مرتد ہو گیا اور بعد میں تیر لگ کے مر گیا تو اس صورت میں تیر مارنے والے کو خونبہا دینا پڑے گا (کیونکہ کمان سے تیر نکلنے کے وقت وہ مسلمان تھا) اگر ایک کافرلہ کے تیر مارا اور تیر لگنے سے پہلے وہ مسلمان ہو گیا (بعد میں تیر لگ کے مر گیا) تو اب مارنے والے کے ذمہ کچھ نہیں (کیونکہ جو مرا ہے کمان سے تیر نکلنے کے وقت وہ کافر تھا) اگر کسی نے ایک غلام کے تیر مارا تھا اور تیر لگنے سے پہلے وہ آزاد ہو گیا (یعنی اتفاقاً اسی وقت اس کے آقا نے آزاد کر دیا) اور بعد میں تیر لگ کے مر گیا تو اب تیر مارنے والے کو اس کی قیمت دینی پڑے گی (کیونکہ غلام کو مار دینے کی صورت میں اس کی قیمت ہی دینی پڑا کرتی ہے اور تیر چلنے کے وقت یہ غلام ہی تھا) اگر کسی زانی پر سنگساری کرنے کا حکم ہونے کے بعد ایک شخص نے پتھر مارا تھا ابھی پتھر اس کے لگا بھی نہیں تھا کہ زنا کے گواہوں میں سے ایک گواہ پھر گیا اور بعد میں اس کے پتھر لگا اور اس پتھر کی زد سے وہ مر گیا تو اس پتھر مارنے والے کو اس کے خون کا تاوان دینا نہیں آئے گا۔

فائدہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس وقت اس مارنے والے نے پتھر پھینکا تھا اس وقت اس کا سنگسار کرنا واجب تھا اگرچہ زنا کے گواہوں میں سے ایک گواہ کے پھرنے کے بعد وہ سنگساری کا مستحق نہ رہا مگر چونکہ خونبہا کے آنے میں پتھر یا تیر کے پھینکنے کے وقت کا اعتبار ہوتا ہے لہذا یہ مارنے والا بری کیا جائیگا (۱۲ فتح القدیر)

ترجمہ۔ اگر ایک مسلمان نے بسم اللہ کہکر) شکار کے تیر مارا اور اس کے تیر لگنے سے پہلے وہ مرتد ہو گیا اور اب تیر لگ کے وہ شکار مر گیا تو یہ شکار حلال ہو گا (کیونکہ کمان

لہ اس کافر سے مراد دار الحرب کا کافر یا مرتد ہے کیونکہ ذمی کے مارنے پر تو گرفتاری ہوتی ہے ۱۲۔ از حاشیہ اصل

سے تیر نکلنے کے وقت وہ مسلمان تھا اور اعتبار اسی وقت کا ہوتا ہے اور اگر کافر[ل] نے تیر مارا تھا اور آگے یہی مذکورہ صورت ہوئی تو یہ شکار حلال نہیں ہوگا اسی طرح اگر کسی محرم نے شکار کے تیر مارا اور تیر لگنے سے پہلے یہ احرام سے نکل گیا اور بعد میں وہ شکار اس تیر کی زد سے مر گیا تو اس مارنے والے کو اس کی جزا دینی پڑے گی (کیونکہ اس نے احرام کی حالت میں تیر مارا تھا) ہاں اگر کسی نے تیر چلانے کے بعد احرام باندھا اور اب شکار تیر کھا کے مر گیا تو اس کی جزا دینی ہوگی (کیونکہ تیر چلانے کے وقت محرم نہ تھا)

ل یعنی تیر لگنے سے پہلے یہ کافر مسلمان ہوگیا اور اب تیر لگ کر وہ شکار مر گیا تو یہ شکار حرام ہے ۰ ۱۲
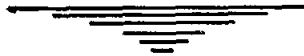
کتاب الدیات

خونبہاؤں کی مقدار

ترجمہ - شبہ عمد کے خونبہا (کی مقدار) سو اونٹ ہیں چار قسم کے بنت مخاض سے لے کر جذعہ تک -

فائدہ - اگر شبہ عمد وغیرہ میں کسی کو شبہ ہو تو ابھی کتاب الجنایات میں اس کی پوری تفصیل گزر چکی ہے وہاں دیکھ لینی چاہیئے - بنت مخاض اونٹنی کے اُس بچہ کو کہتے ہیں جو برس روز کا ہو کر دوسرے میں لگ گیا ہو تو پچیس نیچے تو اس عمر کے دینے ہونگے اور پچیس وہ کہ جو دو برس کے ہو کر تیسرے میں لگ گئے ہوں اور پچیس ایسے کہ جو تین سال کے ہو کر چوتھے میں لگ گئے ہوں اور پچیس ایسے کہ جو چار سال کے ہو کر پانچویں میں لگ گئے ہوں - چار قسموں سے یہی بچے دینے مراد ہیں اور جذعہ اس اخیر کی قسم کو کہتے ہیں - ۱۲

ترجمہ - سخت خونبہا فقط اونٹوں ہی میں ہے کیونکہ کئی قسم کے برابر دینے پڑتے ہیں - بخلاف روپوں وغیرہ کے خونبہا کے کہ ان میں آدمی ایک طرح کے دے سکتا ہے) اور خطا سے قتل کرنے کے خونبہا کے بھی سو اونٹ ہیں مگر پانچ قسم کے کہ جن میں بیس بنت مخاض ہوں بیس ابن مخاض ہوں بیس بنت لبون ہوں بیس حقے ہوں اور بیس جذعے ہوں یا ہزار دینار ہوں یا دس ہزار درم ہوں (یعنی اگر اونٹ میسر نہ ہوں تو اتنا نقد دے) اور ان دونوں (یعنی شبہ عمد اور شبہ خطا) کا کفارہ وہی ہے جو قرآن شریف میں مذکور ہے -

فائدہ - یعنی ایک مسلمان غلام یا لونڈی آزاد کرنا اگر یہ نہ ہو سکے - تو دو مہینے لگاتار روزے

---

[1] اوپر کے فائدے میں ان ہی درجوں کے معنے بیان کئے گئے ہیں ہاں بنت مخاض دوسرے سال میں لگی ہوئی مادہ کو کہتے ہیں اور ابن مخاض دوسرے سال میں لگے ہوئے اونٹ کو کہتے ہیں - ۱۲

رکھے جو پانچویں کے آخر نصف رکوع وما کان المومنین میں مذکور ہے۔ ۱۲

ترجمہ۔ قتل کے کفارے میں (ساٹھ آدمیوں کو) کھانا دینا یا ایسے بچہ کو آزاد کر دینا جو ابھی اپنی ماں ہی کے پیٹ میں ہے کافی نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر کوئی غلام ابھی دودھ پیتا ہے اور اس کے ماں باپ میں سے ایک مسلمان ہے تو اس کا آزاد کرنا کافی ہو جائیگا۔ ماں باپ میں سے کم از کم ایک کا مسلمان ہونا اس لئے ضروری ہے تاکہ اُس کے تابع کر کے اسے مسلمان قرار دیا جائے) اور عورت کا خونبہا خواہ جان کے بدلے ہو خواہ ہاتھ پاؤں وغیرہ کے بدلے ہو مرد کے خونبہا سے نصف ہے اور مسلمان اور ذمّی کا خونبہا برابر ہے۔

فصل۔ (یعنی ان صورتوں کی تفصیل کہ جن میں خونبہا پورا دینا پڑتا ہے) جان سے مارنے ناک کاٹنے۔ زبان کاٹنے۔ ذکر (یعنی عضو مخصوص کاٹنے۔ سپاری کاٹنے۔ عقل کھو دینے بہرہ کر دینے۔ اندھا کر دینے۔ سونگھنے اور چکھنے کی قوت کھو دینے اور ڈاڑھی کو اس طرح مونڈنے میں کہ پھر بال نہ جمیں اور دونوں آنکھیں پھوڑ ڈالنے۔ دونوں ہاتھ کاٹ ڈالنے دونوں ہونٹ یا دونوں بھویں[1] مونڈنے یا دونوں پیر یا دونوں کان یا دونوں خصیے یا عورت کی دونوں چھاتیاں کاٹنے میں پورا خونبہا دینا پڑے گا اور ان مذکورہ چیزوں میں سے جتنی چیزوں دو دو (مثلاً آنکھیں کان ہاتھ اور پیر وغیرہ) تو ان میں سے ایک کے کاٹنے یا پھوڑنے سے نصف دینا آئے گا اور دونوں آنکھوں کی سب پلکیں مونڈنے میں پورا خونبہا ہے اور فقط ایک پلک کے مونڈنے میں چوتھائی خونبہا ہے (کیونکہ پورا خونبہا چاروں پلکوں پر ہے تو ایک پلک پر چوتھائی ہوا) اور ہاتھوں پیروں کی انگلیوں میں سے ہر ایک انگلی کے عوض میں خونبہا کا دسواں حصہ دینا آئیگا۔ اور جس انگلی میں تین پورے ہوں اور ان میں سے ایک پور کوئی کاٹ ڈالے تو اس انگلی کا ایک تہائی خونبہا اس کے ذمہ لازم ہوگا اور جس میں دو پورے ہوں (جیسے انگوٹھے میں ہوتے ہیں) اور ان میں سے ایک پور اکوئی کاٹ ڈالے تو اس کے ذمہ انگوٹھے کا نصف خونبہا ہوگا اور ہر ایک دانت کے توڑنے میں پانچ اونٹ یا پانچ سو درم دینے پڑینگے اور جو عضو ضرب کے سبب سے بیکار ہو جائے یعنی اب آدمی اس سے نفع نہ اٹھا سکے تو ایسی ضرب پر اس عضو کا پورا خونبہا دینا ہوگا مثلاً ہاتھ میں چوٹ لگنے سے ہاتھ سوکھ جائے یا آنکھ کی بینائی جاتی رہے (تو ایسی صورتوں میں پورا خونبہا دینا ہوگی)

[1] بھووں میں شرط ہے کہ اس طرح مونڈا ہو کہ پھر بال نہ جمیں۔ ۱۲

زخموں کا خونبہا

ترجمہ - اگر کسی کے سر کسی نے ایسا مارا کہ کھوپڑی نظر آنے لگی تو مارنے والے کے ذمہ پورے خونبہا کا بیسواں حصہ لازم ہوگا اور اگر کھوپڑی پھٹ گئی ہے تو خونبہا کا دسواں حصہ دینا پڑے گا اور اگر ہڈی ٹوٹ کے اپنی جگہ سے سرک بھی گئی ہے تو خونبہا کا دسواں حصہ اور بیسواں حصہ دونوں حصے دینے پڑیں گے اور اگر سر کا زخم مغز تک پہنچ گیا ہے یا پیٹ کا زخم پیٹ کے اندر تک پہنچ گیا ہے تو مارنے والے کو تہائی خونبہا دینا پڑے گا اور اگر پیٹ کا زخم کمر تک پہنچ گیا ہے تو پورے خونبہا کا دو تہائی دینا ہوگا۔ اور جو چوٹ ایسی ہو کہ اس میں کھال اتر جائے اور خون نہ نکلے یا خون چھلک جائے اور بہے نہیں یا وہ کہ جس میں کچھ بہنے بھی لگے یا کھال کٹ جائے یا کھال کے ساتھ کچھ گوشت بھی کٹ جائے یا زخم ہڈی کی جھلی تک پہنچ جائے تو ان کی سزا میں جس قدر روپیہ ایک عادل آدمی کہدے وہی دینا ہوگا سوائے ایک سب سے پہلی قسم کے زخم کے کہ جس میں ہڈی نظر آنے لگے وہ اگر قصداً کیا ہوگا تو اس کا قصاص لیا جائیگا (یعنی اس کے عوض میں زخم کرنے والے کے بھی اتنا ہی زخم کیا جائیگا) ایک ہاتھ کی ساری انگلیاں کاٹ دینے میں نصف خونبہا ہے اگرچہ مع ہتھیلی کے کاٹ دی ہوں اگر کسی نے آدھی کلائی پر سے ہاتھ کاٹ دیا ہے تو اس کے ذمہ ساری انگلیوں کے بدلے نصف خونبہا ہوگا اور باقی نصف کلائی کے جس قدر روپے ایک عادل (سچا معتبر) آدمی کہدے وہ بھی دینے ہونگے اور اگر ہتھیلی اس طرح کاٹی ہے کہ ایک انگلی بھی الگ ہوگئی ہے تو اس میں پورے خونبہا کا دسواں حصہ دینا ہوگا۔ اور اگر ہتھیلی کے ساتھ دو انگلیاں الگ ہوئی ہیں تو پورے خونبہا کا دسواں حصہ دینا ہوگا باقی فقط ہتھیلی کے کاٹنے میں کچھ نہیں ہے اگر کوئی چھنگا[1] آدمی تھا اور اس کی وہ زائد انگلی کسی نے کاٹ دی یا بچہ کی آنکھ میں چوٹ ماردی۔ یا اس کا عضو تناسل کاٹ دیا یا زبان کاٹ دی تو پس اگر ان اعضا کے بے عیب رہنے کا حال آنکھ میں دیکھنے اور ذکر میں حرکت کرنے اور زبان میں بولنے سے کچھ معلوم نہیں ہوتا تو ان صورتوں میں جو کچھ روپیہ ایک عادل کہے وہ دینا پڑیگا اگر ایک شخص کا کسی نے سر زخمی کردیا تھا جس کی وجہ سے اس کی عقل جاتی رہی یا سر کے بال

---

[1] چھنگا اس کو کہتے ہیں جس کی پانچ انگلیوں کی جگہ چھ ہوتی ہیں ۱۲ -

بالکل اُڑ گئے اور پھر نہ جمے تو اس صورت میں زخمی کرنے والے کے ذمہ پورا خونبہا آئیگا اور اس خونبہا میں اس زخم کے تاوان کا بھی روپیہ ہوگا (یعنی اس زخم کے بدلے میں اور علیحدہ نہیں لیا جائیگا اگر ایسے زخمی کرنے سے کانوں کا سننا بند ہوگیا یا بینائی جاتی رہی یا زبان بند ہوگئی (کہ اب وہ بول نہیں سکتا) تو ان تینوں اعضاء کا تاوان اس خونبہا میں داخل نہ ہوگا (بلکہ ان کے بدلہ کا روپیہ مارنے والے کو الگ دینا پڑے گا اگر کسی کے سر میں ایسا گہرا زخم آیا کہ اُس زخم کے صدمہ میں دونوں آنکھیں جاتی رہیں یا کسی کی ایک اُنگلی کاٹ دی تھی اور اس کے کٹنے سے دوسری اُنگلی بھی سوکھ گئی یا اوپر کا پوروا کاٹا تھا اور اُس کے نیچے کی باقی اُنگلی بھی سوکھ گئی یا سارا ہاتھ ہی نکما ہوگیا یا کسی نے دوسرے کا نصف دانت توڑا تھا اُس سے باقی رہا ہوا بھی سیاہ پڑ گیا تو ان صورتوں میں اُس مجرم پر قصاص نہیں آئیگا (بلکہ ہر عضو کے کے بدلے میں خونبہا کے طور پر اُس کے ذمہ روپیہ دینا ہوگا) اگر ایک شخص نے دوسرے کا دانت اُکھاڑ دیا تھا۔ اُس کی جگہ دوسرا دانت نکل آیا تو اب اکھاڑنے والے کے ذمہ سے اُس کا تاوان معاف ہو جائیگا۔ اور اگر جس کا دانت اُکھڑا تھا اُس نے اپنے دانت کے بدلہ میں اُس کا دانت اُکھاڑ دیا تھا اور اب پہلے کا دانت جما تو اب اس دوسرے اُکھاڑنے والے کو پہلے والے کا دانت کا روپیہ بھرنا پڑے گا اگر کسی نے دوسرے کا سر زخمی کر دیا تھا پھر وہ زخم بھر گیا اور اُس کا کچھ نشان بھی نہ رہا و یسے ہی مارنے سے ایک آدمی زخمی ہوگیا تھا اور پھر اچھا ہوگیا اور اس کا نشان جاتا رہا تو ان صورتوں میں مارنے والے پر کچھ تاوان نہ آئیگا۔ اور جب تک کہ زخمی اچھا نہ ہو جائے اس کے زخم کا قصاص نہ لینا چاہیئے۔

فائدہ ۔ یہ ہمارا مذہب ہے اور امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ قصاص فی الحال ہی لینا چاہیئے۔ کیونکہ قصاص کا سبب ظاہر ہوچکا ہے اب تاخیر نہیں ہوسکتی اور ہماری دلیل امام احمد اور دارقطنی کی روایت ہے کہ اَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ نَهٰى اَنْ يُّقْتَصَّ مِنْ جَرْحٍ صَاحِبِهٖ حَتّٰى يَبْرَأَ صَاحِبُهٗ ۔ یعنی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے منع فرمایا ہے کہ زخم اچھا ہونے سے پہلے اُس زخم کرنے والے سے اس کا قصاص لیا جائے اور دوسری عقلی دلیل یہ بھی ہے کہ زخموں میں اچھے ہونے یا بڑھ جانے کا احتمال ہونے کے باعث انجام کا اعتبار ہوتا ہے اگر بڑھ کر زخمی مر گیا تو پھر خون کا بدلہ خون ہی لیا جاتا ہے اس وجہ سے تاخیر ضروری ہے۔

ترجمہ ۔ جس قتل عمد[1] کا قصاص لینا کسی شبہ کی وجہ سے جاتا رہا جیسے یہ صورت کہ باپ

---

[1] یعنی جان بوجھ کر خون کرنے کا قصاص - ۱۲ ۔

نے بیٹے کو قصدًا مار دیا ہو تو ایسے مقتول کا خونبہا خاص قاتل ہی کے مال میں سے لیا جائے گا اس قاتل کے کنبے قبیلہ کے ذمہ نہیں پڑے گا اور یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جو خونبہا بوجہ آپس میں صلح ہو جانے کے یا قاتل کے خود اقرار کر لینے سے لازم ہوا ہو یا ایسا خونبہا ہو کہ پورے خونبہا کا بیسواں حصہ بھی نہ ہو بلکہ کم ہو۔ یعنی وہ بھی قاتل ہی کے مال میں سے لیا جائیگا۔ اگر کوئی نابالغ لڑکا یا دیوانہ قصدًا خون کر دے (یا قصدًا کوئی زخم کر دے) تو وہ خطا سے کر دینے کے حکم میں ہے ان کے جرموں کا خونبہا ان کے قبیلے کو دینا پڑے گا[1] اور ان کے ذمہ کفارہ نہیں ہوتا اور نہ یہ مقتول کے ترکہ سے محروم ہونگے (یعنی انھیں اس کی طرف سے ترکہ پہنچیگا) اور اس بارے میں بے شعور بھی ایسے ہی لڑکے کے حکم میں ہے۔

پیٹ کے بچّے کا مر جانا

فائدہ - جنین اس بچہ کو کہتے ہیں جو ہنوز اپنی ماں کے پیٹ میں ہو اور جب پیدا ہو جائے تو اسے ولید کہتے ہیں اور اس کے بعد وہ رضیع کہلاتا ہے۔

فائدہ اگر کسی نے ایک حاملہ عورت کے پیٹ پر مارا تھا جس کے صدمہ سے اس کے پیٹ سے مرا ہوا بچہ گر پڑا تو اس مجرم پر ایک غرہ واجب ہوگا اور غرہ پورے خونبہا کے بیسویں حصہ کو کہتے ہیں (پس اگر لڑکا گرا ہے تو مرد کے خونبہا کا بیسواں حصہ دینا پڑے گا اور اگر لڑکی ہے تو عورت کے خونبہا کا بیسواں حصہ دینا پڑے گا) اگر ایسے موقع کی ضرب سے زندہ بچہ گر کے مر گیا تو اس وقت پورا خونبہا دینا پڑے گا اور اگر مرا ہوا بچہ گرے اور اسی وقت یہ عورت بھی مر جائے تو اس عورت کا پورا خونبہا اور بچہ کے بدلہ میں وہی خونبہا کا بیسواں حصہ دینا لازم ہوگا اگر اس ضرب سے اول عورت مر گئی اور بعد میں اس کے پیٹ سے مرا ہوا بچہ پیدا ہوا تو اب عورت کا فقط خونبہا ہی دینا لازم ہوگا اور اگر ایسے بچے کے گرنے میں جو خونبہا کا بیسواں حصہ مجرم سے لیا جاتا ہے یہ روپیہ اس بچے کے وارثوں کو پہنچے گا (یعنی گویا بچہ زندہ پیدا ہو کر پھر مر گیا ہے تو اس کے خونبہا کا جس قدر روپیہ ہوگا اس کے مستحق

[1] اگر کوئی بچہ یا دیوانہ عمدًا اپنے قریب کو قتل کر دے جس کا اس کو ترکہ بھی پہنچتا تھا تو یہ قتل کرنا خطا کرنے کے حکم میں ہوگا اور باوجودیکہ خطا سے کرنے میں کفارہ لازم ہوا کرتا ہے مگر یہ اس سے بری نہ رہیں گے اور ترکہ سے بھی محروم ہونگے۔ ۱۲

اس بچے کے وارث ہونگے) اور یہ مارنے والا بھی اگر اس بچہ کے وارثوں میں ہوگا تو اس کو اس روپے میں سے کچھ نہیں ملے گا۔ مثلاً اگر کسی نے اپنی حاملہ بیوی کے پیٹ پر مارا اور اس شخص کا لڑکا جو اس عورت کے پیٹ میں تھا مر کر نکل پڑا تو اس بچے کے بدلہ میں خونبہا کا بیسواں حصہ اس شخص کے قبیلہ پر لازم ہوگا اور باپ کو اس بچے کے اس ورثہ میں سے کچھ نہیں ملے گا اگر کسی نے حاملہ لونڈی کے پیٹ پر مارا تھا اور اس کے پیٹ سے مرا ہوا بچہ گر گیا تو اگر یہ بچہ لڑکا ہے تو اس کی قیمت کا بیسواں حصہ اس مارنے والے کے ذمہ لازم ہوگا اور اگر لڑکی ہے تو اس کی قیمت کا دسواں حصہ دینا لازم ہوگا اور قیمت وہ لگائی جائے گی جو ان کے زندہ ہونے کی حالت کی ہوگی۔

فائدہ - یعنی ہم یہ دیکھیں گے کہ اگر یہ لڑکا زندہ ہوتا تو اس کی کیا قیمت ہوتی یا یہ لڑکی زندہ ہوتی تو کس قیمت کی ہوتی۔ تو بس جو کچھ ان کی قیمت ٹھہرے گی ہر ایک کی صورت میں اسی کا نصف لیا جائیگا۔

ترجمہ - اگر ایک حاملہ لونڈی کے پیٹ پر کسی نے مار دیا تھا اور اس کے مارنے کے بعد اس لونڈی کے پیٹ کے بچہ کو اس کے آقا نے آزاد کر دیا آزادی کے بعد یہ بچہ پیدا ہوا اور اسی وقت مر گیا تو اب بھی اس مارنے والے کے ذمہ اس بچہ کی وہی قیمت آئے گی جو اس کے زندہ ہونے کی حالت کی ہوگی اور ایسے بچہ کی بابت مارنے والے کے ذمہ (ہمارے نزدیک) کفارہ لازم نہیں ہوتا بلکہ خونبہا کا وہی بیسواں حصہ دینا کافی ہو جاتا ہے۔ اگر کسی عورت نے اپنا پیٹ گرانے کی غرض سے کوئی دوا کھالی یا پی لی یا پیشاب کی جگہ کچھ رکھ لیا جس سے پیٹ گر گیا تو اگر عورت نے یہ فعل اپنے شوہر کی بلا اجازت کیا ہے تو اس کے کنبہ پر وہی خونبہا کا بیسواں حصہ دینا لازم ہوگا اور اگر اجازت سے کیا ہوگا تو کچھ دینا نہیں آئیگا۔

نئی بات کا پیدا کرنا

ترجمہ - اگر کوئی شخص شارع عام کی طرف سنڈاس بنالے یا پرنالہ اتار لے یا کوئی چبوترہ یا دکان بنالے تو ان چیزوں کے توڑ دینے کا ہر شخص کو اختیار ہے اور ایسی گلی میں کہ جو دوسری طرف کو نکل جاتی ہو تو اس میں ایسی چیزیں بنا لینی درست ہے بشرطیکہ چلنے والوں کو اس سے کچھ تکلیف نہ ہو اور سر بند کوچہ میں (یعنی جو دوسری طرف نہ نکلتا ہو) وہاں کے

رہنے والوں کی اجازت بغیر اس طرح کا تصرف کرنا ہرگز درست نہیں ہے۔ اگر کسی نے راستہ میں چبوترہ وغیرہ بنا لیا تھا اور اس سے ٹکرا کے یا اوپر گرجانے سے کوئی آدمی مرگیا تو اس مرنے والے کا خونبہا اس (چبوترے والے) کے کنبہ پر لازم ہوگا۔ جیسا کہ اگر کوئی راستہ میں کنواں کھود دے یا بھاری سی سل رکھدے اور اس کنوئیں میں گر کے یا سل سے ٹکرا کے کوئی آدمی مرجائے تو اس مرنے والے کا خونبہا بھی اس کنواں بنانے والے یا سل رکھنے والے کے کنبہ ہی کے ذمّہ لازم ہوتا ہے اور اگر ایسے کنوئیں وغیرہ کے باعث کسی کا جانور تلف ہو جائے تو اس کا تاوان اس شخص کے مال میں سے لیا جائیگا (یعنی جانور تلف ہونے کی صورت میں کنبے والے بری رہیں گے) اگر کسی شخص نے بادشاہ کی اجازت سے رستہ میں یا اپنی زمین میں پاخانہ وغیرہ کے لئے کھتہ بنا لیا یا بادشاہ کی بلا اجازت رستہ میں ایک لکڑی رکھ دے یا پل بنالے اور کوئی شخص قصداً اس لکڑی یا پل سے گزرنا چاہے اور گر کے مرجائے تو ان چاروں صورتوں میں اس شخص کے ذمّہ کچھ تاوان نہ آئیگا۔ اگر کوئی شخص رستے میں کچھ بوجھ لئے ہوئے تھا وہ بوجھ کسی پر گر پڑا اور وہ دب کر مرگیا تو اس بوجھ والے کو اس کا خمیازہ بھرنا پڑیگا اگر کوئی چادر (وغیرہ) اوڑھے جاتا تھا وہ ایک آدمی پر گرگئی (اور اتفاقاً وہ اس چادر ہی کے صدمہ سے مرگیا) تو چادر والے سے اس کا مواخذہ نہیں ہوگا۔ ایک محلّہ کی ایک مسجد ہے کہ اس میں محلہ والوں ہی میں سے ایک شخص نے قندیل لٹکادی یا بوریے ڈالدیے یا بجری بچھادی اور اس سے (اتفاقاً) کوئی آدمی مرگیا تو اس قندیل وغیرہ والے سے مؤاخذہ نہیں ہوگا۔ ہاں اگر ان کاموں کا کرنے والا محلّہ کا نہ ہو غیر ہو تو وہ اس خون کا ضامن ہوگا (صاحبینؒ کا قول یہ ہے کہ وہ بھی ضامن نہیں ہوگا اسی پر فتویٰ ہے) اگر مسجد کے محلّہ والوں میں سے کوئی مسجد میں بیٹھا تھا کہ اس کے نیچے دب کر کوئی آدمی مرگیا) تو وہ ضامن ہوگا۔ بشرطیکہ محلہ والا نماز میں نہ ہو اور اگر نماز میں تھا اور اس کے نیچے کوئی دب کر مرگیا تو ضامن نہیں ہوگا۔

جھکی ہوئی دیوار کے بارے میں احکام

ترجمہ۔ اگر کسی کی دیوار شارع عام کی طرف جھکی ہوئی تھی اور کسی مسلمان یا ذمّی نے اس دیوار والے سے کہدیا تھا کہ اس کا بندوبست کردو ورنہ آپ کے حق میں اچھا نہ

ہوگا اور اس آگاہی کے بعد اتنے دن گذر گئے کہ اگر وہ بنوانا چاہتا تو بنوا سکتا تھا مگر اس نے نہ بنوائی تو اب اگر اس دیوار کے نیچے دب کر کوئی آدمی مر گیا یا کسی کا مالی نقصان ہوگیا تو دونوں صورتوں میں دیوار والے کے ذمہ تاوان دینا لازم ہوگا۔ اگر کسی نے پہلے ہی سے جھکی ہوئی دیوار بنوائی تھی تو اب اس میں کسی کے آگاہ کرنے کی بھی ضرورت نہیں اس دیوار کے گرنے سے جس کا نقصان ہوگا وہ دیوار والے کو بھرنا پڑے گا اگر کوئی دیوار کسی کے مکان کی طرف جھک گئی تو اب اس کے توڑ ڈالنے کی درخواست اس مکان والے کے ذمہ ہے اگر یہ اس دیوار والے کو مہلت دیدے یا اس کی زد سے بری الذمہ ہی کر دے تو یہ درست ہے بخلاف شارع کیطرف دیوار جھک جانے کے (کہ اس صورت میں کسی آدمی کے مہلت دینے یا بری الذمہ کر دینے سے اس دیوار والے سے مؤاخذہ برابر رہے گا) اگر ایک دیوار پانچ آدمیوں کی ملک ہے اور ان میں سے ایک سے کسی نے دو چار آدمیوں کے سامنے یہ کہدیا کہ میاں اس دیوار کو تڑوا ڈالو ورنہ تم نقصان اٹھاؤ گے) پھر وہ دیوار گر گئی اور ایک آدمی اس کے نیچے دب کے مر گیا تو جس سے اس کے توڑنے کو کہدیا گیا تھا اس پر اس کے خونبہا کا پانچواں حصہ لازم ہوگا۔ اگر ایک گھر میں تین آدمی شریک ہیں ان میں سے ایک نے اپنے ساجھیوں کی بلا اجازت اس گھر میں کنواں کھودوا لیا یا کوئی دیوار بنوا لی اور اس کنوئیں یا دیوار سے کوئی آدمی تلف ہوگیا تو اس شخص کو دو تہائی خونبہا دینا آئے گا۔

فائدہ ۔ دو تہائی خونبہا لازم آنے کی یہ وجہ یہ ہے کہ اپنے حصہ میں ایسی چیزوں کی بناء سے کچھ نہیں دینا پڑتا مگر چونکہ اس نے اپنے ساجھیوں کا خیال نہیں کیا اور ان کے حصہ میں تصرف کیا ہے تو گویا اس نے یہ غصب کے طور پر کیا ہے اس وجہ سے ان کے عوض میں خونبہا کا دو تہائی اسے دینا ہوگا۔

انسان اور حیوان کا ایکدوسرے کو نقصان پہنچانا

ترجمہ ۔ اگر کسی سوار کی سواری کا جانور اپنی ٹانگوں سے آدمی کو یا کسی چیز کو

لہ درست ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اگر اس مہلت میں یا بری الذمہ کرنے کے بعد اس مالک مکان کو اس دیوار سے نقصان ہو جائے تو دیوار والا اس سے بری الذمہ رہے گا۔ ۱۲ مترجم۔

کچل دے یا ٹکر مارے یا کاٹ لے یا ٹاپ مار دے تو سب صورتوں میں سوار پر ضمان آئیگا۔ ہاں اگر لات مار کے یا دُم مار کے کسی کو نقصان کر دے تو اس کا ضمان نہیں آئیگا۔ اگر سوار نے سواری رستہ میں کھڑی کر دی تھی (اور پھر اُس نے لات مار کے یا دُم مار کے کسی کا نقصان کر دیا تو اس صورت میں بھی سوار کو نقصان بھرنا پڑے گا) اگر کسی کی سواری کے اگلے یا پچھلے پیروں سے کوئی کنکر یا گٹھلی اُچٹی یا سواری نے غبار یا چھوٹے ڈھیلے اُڑائے اور ان میں سے کوئی چیز کسی کی آنکھ میں لگ گئی اور آنکھ پھوٹ گئی تو اُس کا ضمان سوار پر نہیں لئے گا اگر سواری نے بڑے ڈھیلے اُڑائے (اور وہ کسی کے لگ گئے) تو سوار پر ضمان آئے گا (کیونکہ یہ ان سے بچ سکتا تھا کہ سواری کو ایسی جگہ نہ لیجاتا) اگر کسی کی سواری نے رستہ میں لید یا پیشاب کر دیا تھا (اور اس پیشاب وغیرہ سے کوئی آدمی تلف ہو گیا) تو اس سوار پر ضمان نہ ہو گا اگرچہ سوار نے اس کے واسطے سواری کھڑی بھی کر دی ہو ہاں اگر سوار نے اور کسی مطلب کے واسطے سواری کھڑی کی تھی اور اُس نے وہاں پیشاب وغیرہ کر دیا اور اس سے آدمی تلف ہو گیا تو اب سوار پر ضمان آئے گا اور (مذکورہ صورتوں میں سے جن جن صورتوں میں سوار پر ضمان آتا ہے اُن ہی صورتوں میں ہانکنے والے اور رسا پکڑ کے آگے چلنے والے پر بھی ضمان آتا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ اگر کوئی جان سے مرجائے تو سوار کو اُس کا کفارہ بھی دینا پڑتا ہے اور ان دونوں کے ذمہ کفارہ نہیں ہوتا (یعنی نہ لیجانے والے پر اور نہ ہانکنے والے پر) اگر دو سوار یا دو پیادے آپس میں ٹکرا کے ایک دوسرے کے دھکے سے مرجائیں تو ان دونوں میں سے ہر ایک کا خونبہا اُس کے کنبے کے آدمیوں پر ہو گا۔ اگر کسی نے اپنے گھوڑے کو پیچھے سے ہانکا تھا اور (اتفاقاً) اُس کی کاٹھی وغیرہ) کسی کے اوپر گر گئی جس کے صدمے سے وہ آدمی مر گیا تو ہانکنے والا ضامن ہو گا اگر کوئی اونٹوں کی نکیل تھامے آگے آگے جا رہا تھا کہ ایک اونٹ کے پیر تلے ایک آدمی کچلا گیا اور وہیں مر گیا تو اُس مرنے والے کا خونبہا اس لیجانے والے کے کنبے کو بھرنا پڑے گا۔ اور اگر اس کے ساتھ کوئی آدمی پیچھے سے ہانکنے والا بھی تھا تو اس صورت میں خونبہا دونوں کے ذمے ہو گا اور اگر اسی صورت میں کسی نے اپنا اونٹ قطار میں باندھ دیا تھا اور پھر خون ہونے پر کنبے سے لیجانے والے کے کنبہ کو خونبہا دینا پڑے گا تو وہ اس اونٹ باندھنے والے کے کنبے سے وصول کریں اگر کسی نے اپنا گھوڑا وغیرہ اس طرح بھگایا کہ اُسے پیچھے سے ہانک دیا اور اُس کے بھاگتے ہی آدمی مر گیا یا کسی کا کچھ مالی نقصان

لہ اس کی وجہ یہ ہے کہ سواری کے چلنے کے وقت ان امور سے سوار کا بچنا نہایت مشکل ہے کیونکہ سواری کا چلنا ان امور سے خالی نہیں ہوتا ہے ۱۲ من التکملہ ۱۲

ہوگیا تو دونوں صورتوں میں اس بھگانے والے کو یہ نقصان بھرنا پڑے گا اگر کسی نے ایک پرندجانور (مثلاً باز وغیرہ) یا کتا وغیرہ چھوڑا اور پیچھے سے نہیں مارا یا کوئی جانور خود بخود ہی بھاگ پڑا۔ اور اُن سے کسی کی جان یا مال کا نقصان ہوگیا خواہ رات ہو یا دن ہو تو یہ جانور والا ضامن نہ ہوگا۔ اگر کسی نے ایک قصائی کی بکری کی آنکھ نکال لی تو اُس سے بکری کی قیمت میں جس قدر کمی آئے گی وہ ان سے بھری جائے گی اگر کسی نے قربانی کے اُونٹ یا گائے وغیرہ کی آنکھ نکال لی تو اس کے بدلے میں اسی قیمت کا اونٹ یا گائے وغیرہ دینی پڑیگی اگر کسی کے گھوڑے یا گدھے کی آنکھ پھوڑ دی تو اس گھوڑے گدھے کی چوتھائی قیمت دینی پڑے گی۔

ایک دوسرے کو نقصان پہنچانا

ترجمہ۔ اگر کسی لونڈی غلام نے بہت سے نقصان کر دئے ہوں تو اُس کے آقا کو فقط ایک دفعہ ان نقصان والوں کے حوالے کر دینا واجب ہے بشرطیکہ اس میں حوالے کرنے کی قابلیت ہو (یعنی ان نقصانوں کے بعد اُسے آزاد نہ کر دیا ہو) اور اگر اب وہ اس قابل نہیں ہے (یعنی آقا نے اُسے آزاد کر دیا ہے تو وہ فقط ایک دفعہ اس کی قیمت نقصان والوں کو دیدے (یعنی ہر ہر نقصان والے کو اُس کی پوری پوری قیمت دینی اس کے ذمہ نہیں ہے ایک دفعہ کے دینے سے یہ بَری ہو جائیگا) اگر کسی کے غلام سے خطاً کوئی خون ہو گیا تھا اور آقا نے وہ غلام بدلہ میں دے دیا تو مقتول کے وارث اس غلام کے مالک ہو جائیں گے اب اگر آقا چاہے تو خون کا عوض دے کر اپنے غلام کو واپس لے سکتا ہے۔ اگر آقا نے روپیہ دے کر غلام واپس لے لیا تھا اور اُس نے پھر کوئی خون کر دیا تو اس کا حکم پہلے خون کی طرح ہے (کہ چاہے آقا غلام دیدے اور بعد میں چاہے تو واپس لے یا پہلے ہی سے روپیہ بھر دے) اگر کسی کے غلام نے ایک دفعہ دو نقصان کر دیے تو اب اُس کے آقا کو اختیار ہے کہ چاہے دونوں نقصانوں کے عوض میں غلام دیدے اور چاہے دونوں کا روپیہ بھر دے۔ اگر آقا کو اپنے غلام کے نقصان کر دینے کی خبر نہیں تھی اُس نے آزاد کر دیا تو غلام کی قیمت اور نقصان کے تاوان میں سے جونسی رقم کم ہوگی وہ اس آقا

لہ اس موقع پر عربی کنز میں بدنہ کا لفظ ہے جو اونٹ گائے بھینس پر بولا جاتا ہے بکری بھیڑ وغیرہ پر اس لفظ کا اطلاق نہیں ہوتا۔ ۱۲ مترجم

کو بھرنی ہوگی اور اگر نقصان کرنے کی خبر تھی اور پھر آزاد کر دیا تو اب نقصان کا تاوان بھرنا ہوگا جیسا کہ بھیجنے کی صورت میں ہوتا ہے (کہ اگر غلام کے نقصان ہونے کی خبر ہونے پر اس کو بھیج ڈالا تو اب آقا کو تاوان ہی دینا پڑا کرتا ہے) اور اگر آقا نے اپنے غلام کی آزادی کو کسی شخص کے مار ڈالنے یا کسی کے تیر مارنے یا کسی کے زخمی کرنے پر معلق کر دیا تھا۔ یعنی یہ کہدیا تھا کہ اگر تو ایسا کر دے تو آزاد ہے) اور غلام مذکور نے ان میں سے کوئی فعل کر دیا تو غلام آزاد ہو جائے گا اور ان قصوروں کا تاوان آقا ہی کو بھرنا پڑیگا۔ اگر کسی غلام نے ایک آزاد آدمی کا ہاتھ قصداً کاٹ دیا تھا اور ہاتھ کے بدلے میں یہ غلام آزاد کو دیدیا گیا اور اُس نے آزاد کر دیا اور پھر اپنے ہاتھ کی تکلیف سے مر گیا تو یہ غلام اُس قصور کے عوض میں صلح ہے (یعنی اب اس آزاد کے مرنے پر غلام کے ذمہ کچھ نہیں آئیگا) اور اُس نے آزاد نہیں کیا تھا اور ہاتھ کی تکلیف سے مر گیا تو اس کے وارث اس غلام کو آقا کی طرف واپس کر دیں اور پھر اس غلام کو قصاص میں قتل کریں اگر قرضدار ماذون[1] غلام سے خطاً کوئی خون ہو گیا تھا آقا کو اُس کی خبر نہ ہوئی اُس نے غلام کو آزاد کر دیا اب آقا کو اس غلام کی دوہری قیمت بھرنی پڑے گی۔ ایک قیمت قرض خواہوں کے لئے اور ایک مقتول کے وارثوں کے لئے۔ اگر کسی ماذونہ قرضدار لونڈی کے اولاد ہو (اور قرض کے ادا ہونے کی کوئی صورت نہ ہو) تو قرض ادا کرنے کی غرض سے وہ لونڈی معہ بچے کے فروخت کر دی جائے اور اگر ایسی لونڈی خون کر دے اور بعد میں اُس کے بچہ پیدا ہو تو خون کے بدلے میں یہ بچہ نہ دیا جائے (یعنی مقتول کے وارثوں کو صرف لونڈی ہی ملے گی) اگر غلام سے کسی نے یہ بیان کیا کہ تیرے آقا نے تجھے آزاد کر دیا ہے اس کے بعد اس کہنے والے کے کسی مورث کو اس غلام نے خطاً قتل کر دیا تو اب یہ بیان کرنے والا اس غلام سے کچھ نہیں لے سکتا (کیونکہ اُس کے خیال میں جب یہ غلام آزاد ہے تو اب آقا سے اس کا مواخذہ نہ رہا اور چونکہ درحقیقت یہ غلام ہے تو اس کے کنبہ والوں سے بھی خون بہا کا مواخذہ نہیں ہو سکتا) اگر آزاد شدہ غلام نے کسی سے یہ کہا کہ میں نے تیرے بھائی کو اپنی غلامی کی حالت میں قتل کیا تھا۔ اُس نے کہا نہیں تو نے آزاد ہونے کے بعد کیا ہے تو اس صورت میں (دیا تو مقتول کا بھائی گواہوں سے ثابت کر دے ورنہ بالاجماع غلام کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا۔ اگر کسی نے اپنی آزاد کردہ لونڈی سے کہا کہ میں نے تیرا ہاتھ اس وقت کاٹا تھا کہ جب تو میری ملک میں تھی۔ وہ بولی نہیں تو نے تو آزاد ہونیکے بعد

---

[1] ماذون غلام اُس غلام کو کہتے ہیں کہ جس کو آقا نے تجارت وغیرہ کرنے کی اجازت دیدی ہو۔ ۱۲

کاٹا ہے تو دیا تو کہنے والا اپنے دعوٰی کو گواہوں سے ثابت کرے ورنہ لونڈی کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا اور اُن سب چیزوں کا یہی حکم ہے کہ جو آقا نے اپنی آزاد کردہ لونڈی سے لی ہوں (اور لونڈی کہے کہ تو نے مجھے آزاد کرنے کے بعد لی ہے اور وہ دعوٰی کرے کہ پہلے لی ہے تو یا یہ اپنے دعوٰی پر گواہ لائے ورنہ لونڈی کا اعتبار کیا جائیگا) سوائے صحبت کرنے اور محنت مزدوری کے روپے کے (کہ ان دونوں میں اگر اختلاف ہو تو آقا ہی کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا) اگر مجحور[1] غلام نے کسی آزاد لڑکے سے ایک آدمی کے مار ڈالنے کو کہا اور لڑکے نے اُسے مار ڈالا تو اس مقتول کا خونبہا لڑکے کے کنبہ والوں پر ہوگا اور یہی حکم اس صورت میں ہے کہ ایک مجحور غلام سے کہہ کر ایسا کرادیا ہو (تو اب اس قاتل غلام کے آقا کو یا خونبہا بھرنا پڑے گا اور یا غلام دینا پڑے گا) اگر ایک غلام نے دو آدمیوں کو قصداً مار ڈالا اور دونوں مقتولوں کے دو دو وارث ہیں لیکن دونوں کے وارثوں میں سے ایک ایک نے اپنا حق اس غلام کو معاف کر دیا تو اب اس غلام کا آقا باقی کے دونوں وارثوں کو یا تو نصف غلام دیدے (اور نصف اپنی ملک میں رکھے) اور یا ان دونوں کو پورا خونبہا دیدے۔ اگر غلام نے دو خون کئے تھے ایک قصداً کیا تھا اور دوسرا خطاءً اور جو قصداً مقتول تھا اُس کے دو وارثوں میں سے ایک نے اپنا حق معاف کر دیا تو اب آقا کو اختیار ہے کہ چاہے خطاءً مقتول کے دونوں وارثوں کو پورا خونبہا دیدے اور نصف خونبہا قصداً مقتول کے دونوں وارثوں میں سے ایک کو دیدے (یعنی جس نے اپنا حق معاف نہیں کیا) اور چاہے ان تینوں کو غلام کے حوالے کر دے کہ تینوں تین حصہ کرلیں (یعنی خود بیچ کے اس کی قیمت کے تین حصہ کر کے لے لیں) اگر ایک غلام دو آدمیوں کا تھا اُس نے ان دونوں کے رشتہ دار کو مار ڈالا اور اُن میں سے ایک نے یہ خون اس کو معاف کر دیا تو اب مقتول کا سب خون مفت ہی گیا (یعنی دوسرا وارث اس معاف کرنے والے سے اب کچھ مؤاخذہ نہیں کرسکتا) یہ مذہب امام صاحب کا ہے اور صاحبین اس کے خلاف ہیں۔

غلام کو قتل کرنا

فصل ۔ اگر کسی نے ایک غلام خطاءً مار ڈالا تو اس قاتل سے اس کے آقا کو اس غلام کی قیمت دلائی جائیگی اگر وہ دس ہزار درم کا یا اس سے بھی زیادہ قیمت کا تھا۔ تو ایک ہزار سے دس درم کم دلائے جائیں گے (کیونکہ دس ہزار درم تو آزاد آدمی کا خونبہا ہوتا ہے لہذا غلام اس صورت میں آزاد سے نہیں بڑھ سکتا) اگر کوئی لونڈی کو مار ڈالے اور وہ پانچ ہزار درم کی ہو تو اس کی قیمت

[1] مجحور اس غلام کو کہتے ہیں جس سے آقا نے تجارت وغیرہ کی اجازت نہ دے رکھی ہو ۱۲ -

میں سے بھی دس درہم کم دلائے جائیں گے ہاں مغصوب[1] کی صورت میں قیمت کتنی ہی ہو بہرصورت پوری ہی دینی پڑے گی۔ آزاد آدمی کے اعضاء کا نقصان کرنے پر جو مقدار اس کے خونبہا میں سے لی جاتی ہے اسی حساب سے غلام کے اعضاء میں نقصان کرنے پر اس کی قیمت کا حصہ لیا جائیگا مثلاً اگر کسی نے ایک غلام کا ہاتھ کاٹ دیا تھا تو اس کاٹنے والے سے اس غلام کی نصف قیمت لیجائے گی (خواہ کتنی ہی ہو) اگر ایک غلام کا کسی نے ہاتھ کاٹ دیا تھا۔ آقا نے اس غلام کو آزاد کر دیا اور اب یہ غلام اس ہاتھ کی تکلیف سے مرگیا اور آقا کے سوا اس کے اور وارث بھی ہیں تو اس صورت میں اس غلام کا قصاص نہیں لیا جائیگا (کیونکہ اب یہ تعیین نہ رہی کہ یہ قصاص آقا لے یا وارث لیں) اگر آقا کے سوا اور کوئی وارث نہ تھا تو اب ہاتھ کاٹنے والے سے قصاص لیا جائیگا (کیونکہ اس صورت میں قصاص لینے کا مستحق آقا ہی ہے) اگر ایک شخص کے دو غلام ہیں اس نے دونوں سے یہ کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہے پھر کسی نے ان دونوں کے سر پھوڑ دیے اور اب آقا نے یہ بیان کیا کہ میں نے فلاں غلام کے آزاد کرنے کی نیت کی تھی تو اس صورت میں دونوں کے زخموں کا تاوان اس آقا ہی کو ملے گا۔ اگر ایک غلام کی کسی نے دونوں آنکھیں پھوڑ دیں تو اب اس غلام کے آقا کو اختیار ہے کہ چاہے یہ اندھا غلام اسے دیدے اور آپ اس کی پوری قیمت لیلے اور یا (صبر کرلے اور) اس اندھے ہی کو رکھ لے اور اس شخص سے نقصان کا عوض کچھ نہ لے اگر کوئی مدبر یا ام ولد خون وغیرہ کر دے تو ان کی قیمت اور نقصان کے تاوان میں جونسی قم کم ہوگی وہی ان کے آقا کو بھرنی پڑے گی۔ پس اگر آقا نے حاکم کے حکم سے ایک قصور میں قیمت بھر دی تھی اور اس نے اب دوسرا قصور اور کر دیا تو یہ دوسرا نقصان والا بھی پہلے ہی نقصان والے کے شریک ہو جائے (یعنی اس مدبر وغیرہ کے آقا نے جو پہلے نقصان والے کو قیمت بھری ہے اسی میں سے یہ بھی حصہ بٹوالے اگر آقا نے حاکم کے فیصلہ بغیر قیمت دیدی تھی تو اب دوسرے نقصان والے کو اختیار ہے کہ چاہے اپنے نقصان کا مواخذہ اس کے آقا سے کرے اور چاہے پہلے نقصان والے سے کرے۔

---

[1] یعنی اگر کسی نے غلام غصب کر لیا تھا اور غاصب کے پاس وہ غلام مرگیا تو غاصب کے ذمہ اس غلام کی پوری ہی قیمت ہوگی ہزار سے کتنی ہی زیادہ ہو۔ ۱۲ مترجم۔

غلام - مُدبر اور لڑکے کو غصب کرنا

ترجمہ - اگر ایک غلام کا کسی نے ہاتھ کاٹ دیا تھا پھر اس ہاتھ کٹے کو کسی نے غصب[1] کرلیا اور غاصب کے ہاں یہ اسی ہاتھ کی تکلیف سے مرگیا تو اب اس غاصب کو ہاتھ کٹے غلام کی قیمت اس کے آقا کو دینی پڑے گی - اگر کسی نے ایک غلام غصب کرلیا تھا اور دوسرے شخص نے اس غاصب کے ہاں اس کا ہاتھ کاٹ دیا اور اس کی تکلیف سے وہ غلام مرگیا تو یہ غاصب اس غلام سے بری ہوگیا (کیونکہ اب اس غلام کا سب تاوان وہی دے گا جس نے اس کا ہاتھ کاٹا ہے) اگر ایک مجور غلام نے اپنے ہی جیسا غلام غصب کر لیا اور اس کے پاس وہ آکے وہ مرگیا تو وہ ضامن ہے (یعنی اس مجور کو اس کی قیمت بھرنی پڑے گی - مگر چونکہ مجور ہے اس لئے اس کے آزاد ہونے کے بعد قیمت دینی ہوگی - اگر کسی نے ایک مدبر غلام غصب کرلیا تھا اور اس مُدبر نے غاصب کے ہاں کوئی خون کردیا بعد میں وہ مدبر اپنے آقا کے ہاں آگیا اور آقا کے ہاں آکے اور خون کردیا تو اول تو یہ آقا اس مدبر کی قیمت ان دونوں مقتولوں کے وارثوں کو دیدے اور پھر اس کی نصف قیمت غاصب سے وصول کرے (کیونکہ ایک خون اس نے غاصب کے ہاں بھی کیا تھا اس کا تاوان غاصب ہی کے ذمہ ہے) اور یہ نصف قیمت بھی پہلے ہی مقتول کے وارثوں کو دیدے (کیونکہ پہلے وہی تمام قیمت کے مستحق ہوئے تھے - دوسرے مقتول کے وارث اس وقت اس کے مزاحم اور شریک نہ تھے تو ان کے حق میں کمی کیسے کیجائے) اور اس کے بعد جو نصف قیمت اس آقا نے اپنے پاس سے دی ہے یہ بھی غاصب سے وصول کرلے (اور یہ اپنے پاس رکھے اور غاصب سے تمام قیمت لئے جانے کی یہ وجہ ہے کہ جب اس کے یہاں خون ہوا تو تمام قیمت کا دیندار وہ ہوچکا تھا مگر چونکہ مدبر پھر اپنے آقا کے ہاں آگیا تھا اس وجہ سے قیمت کے یہ ٹکڑے کرنے پڑے) اور اس صورت کے عکس میں دوبارہ نصف قیمت جو غاصب سے لیجاتی ہے وہ اس سے نہیں لی جائے گی -

فائدہ - اس صورت کا عکس یہ ہے کہ مثلاً ایک مدبر نے اول اپنے آقا کے ہاں خون

[1] غصب کے معنی زبردستی چھین لینے کے ہیں اس کو یاد رکھنا چاہیے آئندہ کام آئیں گے ۱۲ مترجم -

کر دیا تھا بعد میں اسے کسی نے غصب کر لیا اور غاصب کے ہاں اس نے خون کر دیا تو اس صورت میں غاصب سے فقط نصف ہی قیمت لیجائیگی جو دوسرے مقتول کے وارثوں کو دی جائے گی اور آقا پوری قیمت کا تاوان پہلے مقتول کے وارثوں کو بھرے گا۔

ترجمہ۔ اس حکم میں غلام مدبر کی طرح ہے کہ غلام کی صورت میں آقا کو یہ غلام ہی مقتول کے وارثوں کو حوالے کرنا پڑتا ہے اور مدبر کی صورت میں اس کی قیمت دینی پڑتی ہے۔ اگر ایک مدبر نے اپنے غاصب کے ہاں کوئی خون کر دیا پھر غاصب نے وہ مدبر اس کے آقا کو دیدیا اور دیگر پھر غصب کر لیا اور اس نے دوبارہ اس کے ہاں اور خون کر دیا تو اس صورت میں آقا کے ذمہ یہ بات لازم ہے کہ مدبر کی قیمت ان دونوں مقتولوں کے وارثوں کو دیدے اور دینے کے بعد اس مدبر کی پوری قیمت غاصب سے لے اور اس قیمت میں سے بھی آدھی قیمت پہلے مقتول کے وارثوں کو دے دکیونکہ وہ مستحق کل قیمت کے تھے اور پہنچی ان کو آدھی ہی تھی اور بعد اس کے یہ آدھی بھی دی ہوئی اسی غاصب سے وصول کرے کیونکہ مدبر نے دونوں خون اسی کے ہاں کئے تھے اس لئے دونوں کا خمیازہ اسی اکیلے کو بھگتنا پڑے گا) اگر کسی نے ایک آزاد لڑکا غصب کر لیا جو اس کے ہاں آکے ناگہاں بخار سے مرگیا تو غاصب پر اس کا ضمان نہ آئیگا دکیونکہ ضمان تو مال کا آیا کرتا ہے اور آزاد مال نہیں ہوتا۔ دوسرے یہ کہ اس کے مرجانے میں غاصب کی کوئی خطا[1] نہیں ہے) اگر اس لڑکے پر بجلی گر گئی یا سانپ نے ڈس لیا اور مر گیا تو اس کا خونبہا غاصب کے کنبے قبیلہ کے ذمہ ہوگا۔ جیساکہ کوئی غلام بطور امانت کے کسی لڑکے کے سپرد کر دیا جائے اور وہ لڑکا کسی صورت سے اس غلام کو مار دے دتو اس غلام کی قیمت بھی اس لڑکے کے کنبے قبیلے ہی کے ذمہ ہوا کرتی ہے) اگر کوئی نابالغ لڑکے کے پاس بطور امانت کے کھانا رکھدے اور وہ لڑکا اسے کھا پی لے تو لڑکے پر ضمان نہیں آتا۔

---

[1] یعنے غاصب اس کے مرجانے کا سبب نہیں بلکہ وہ اپنی موت سے مرا ہے ہاں اگر غاصب سبب بن جاتے مثلاً لڑکے کو ایسی جگہ لیجائے کہ جہاں بخار یا دبا کی کثرت ہو تو اس پر ضمان آئیگا۔ ۱۲ مترجم عفی عنہ۔

کتاب القسامۃ

خون کے مقدمہ میں اہلِ محلہ کا قسم کھانا

ترجمہ ۔ اگر کسی محلہ میں کوئی مقتول ہے اور اس کے قاتل کا پتہ نہ چلے تو محلہ والوں میں سے پچاس آدمیوں سے جنھیں مقتول کا وارث چھانٹ لے قسم لی جائے وہ سب کے سب اس طرح قسم کھائیں کہ اللہ کی قسم ہمنے اسے قتل نہیں کیا اور نہ ہمیں اس کے قاتل کی خبر ہے اگر وہ پچاس کے پچاس اس طرح قسم کھالیں تو پھر تمام محلہ والوں کے ذمے اس مقتول کا خونبہا ہوگا اور اگر مقتول کا وارث بھی وہیں رہتا ہو یا اور کہیں رہتا ہو تو دونوں صورتوں میں (اُس) کو قسم نہیں دی جائے گی اگر ان پچاس میں سے کوئی قسم کھانے سے انکار کرے تو اسے فوراً جیل خانے میں بھیجدیا جائے جب تک کہ وہ قسم نہ کھائے وہیں رہے اور اگر محلہ کے قسم کھانے والے پچاس نہ ہوں تو ان ہی کو دوبارہ قسمیں دے کر پوری پچاس قسمیں کر لیجائیں (مثلاً اگر پچیس ہوں تو ان سب کو دو دفعہ قسم دی جائے اور اگر دس ہی ہوں تو سب کو پانچ پانچ دفعہ اور اگر چالیس ہوں تو فقط دس آدمیوں کو دو دفعہ قسم دیں گے) لڑکے۔ دیوانے۔ عورت اور غلام پر یہ قسم نہیں آسکتی (یعنی ایسے مقدمہ میں انھیں قسم دینی نہیں چاہیئے) اگر کسی محلہ میں سے کوئی ایسی میّت ملے کہ جس کے بدن پر زخم کا یا مار کا نشان نہ ہو یا اُس کی ناک سے یا مُنھ سے یا پاخانہ کی جگہ سے خون جاری ہو تو اس صورت میں نہ محلہ والوں پر قسم ہے اور نہ اُن کے ذمے[1] خونبہا ہے ہاں اگر آنکھوں سے یا کانوں سے خون جاری ہو تو (اُس وقت قسم وغیرہ لی جائے گی۔ کیونکہ ان دونوں اعضاء سے خون بدون

[1] کیونکہ ان تینوں جگہ سے خون جاری ہونے کی صورت میں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیاری سے مرا ہے پس خون کرنا یقیناً ثابت نہ ہوا تو اس لیے خونبہا نہیں آسکتی ۱۲ مترجم عفی عنہ ۱۲

ضرب شدید کے نہیں بہا کرتا) اگر کوئی مقتول کسی گھوڑے وغیرہ پر لدا ہوا ملے اور اس سواری کو کوئی آگے سے پکڑے لئے جاتا ہو یا پیچھے سے ہانکتا ہو یا اوپر سوار ہو تو تینوں صورتوں میں اس مقتول کا خونبہا اس ساتھ والے کے کنبے کے ذمہ ہوگا۔ اگر کوئی گھوڑا وغیرہ جس پر مقتول لدا ہوا ہو دو گاؤں کے درمیان میں پکڑا جائے اور اس کے ساتھ کوئی نہ ہو) تو جو گاؤں وہاں سے زیادہ قریب ہوگا وہاں کے رہنے والوں پر قسم اور خونبہا لازم ہوگا (اور اگر دونوں برابر فاصلے پر ہیں تو دونوں کے ذمہ ہوگا) اگر کوئی مقتول کسی کے مکان میں سے ملے (اور صاحب مکان اس خون سے بالکل لاعلمی ظاہر کرے) تو صاحب مکان کو پچاس قسمیں کھانی ہونگی اور خونبہا اس کے کنبے قبیلے کے ذمہ ہوگا اور اول قسامہ جاگیرداروں پر واجب ہوتی ہے نہ کہ رہنے والوں اور خریدنیوالوں پر۔

فائدہ۔ یعنی اگر کسی گاؤں والوں سے خون کی بابت قسم لینے کی ضرورت ہوگی تو جن لوگوں کو بادشاہ نے وہ گاؤں جاگیر کے طور پر دیا ہوگا یعنی جو وہاں کے اصلی زمیندار ہونگے اُن سے لیجائے گی نہ کہ اُن لوگوں سے کہ جو رعیت کے طور پر یہاں رہتے ہوں یا جنہوں نے یہ گاؤں اب خرید لیا ہو۔ مترجم۔

ترجمہ۔ اگر اُن جاگیرداروں میں سے کوئی نہ رہا تو اب خریدنے والوں پر قسم آئیگی اگر کوئی مقتول کسی مشترک حویلی میں سے ملے اور اس کے شرکاء برابر کے حصہ دار نہ ہوں۔ (بلکہ کسی کا آدھا ہو کسی کا تہائی یا چوتھائی) تو خونبہا اور قسامت اُن کی گنتی پر ہوگی (اور اُن کے حصّوں کا کچھ لحاظ نہیں کیا جائیگا) اگر کسی نے ایک مکان بیع کر دیا تھا اور خریدنے والے نے ابھی اس پر قبضہ نہیں کیا تھا کہ وہاں سے ایک لاش مل گئی تو اس خونبہا (وغیرہ) بیعنامہ کرنے والے کے کنبے کے ذمہ ہوگا اگر مکان وغیرہ کی بیع اختیار کے ساتھ ہوئی تھی (یعنی بائع مشتری میں سے کسی نے واپس کر دینے کا اختیار لے لیا اور اس اختیار ہی کی مدت میں وہاں سے لاش مل گئی) تو یہ مکان وغیرہ جس کے قبضہ میں ہوگا اس کا خونبہا اسی کے کنبے کے ذمہ ہوگا مگر ہاں قابض کے کنبہ والے ابھی خونبہا دا نکریں جب تک کہ اس بات کے گواہ نہ گزر جائیں کہ یہ مکان اسی کا ہے جس کے قبضے میں ہے۔ اگر کشتی میں سے کوئی لاش ملے تو اس کا خونبہا وغیرہ جو اس میں سوار ہوں یا ملاح وغیرہ ان سب ہی کے ذمہ ہوگا اور اگر محلہ کی مسجد میں سے ملے تو اس محلہ والوں کے ذمہ ہوگا اگر جامع مسجد میں سے یا شارع عام میں سے ملے تو اس صورت میں قسامت نہ ہوگی۔ ہاں بیت المال سے اس کا خونبہا دیا جائے گا اگر جنگل میں سے یا دریا کے بیچ میں سے کوئی لاش ملے تو اس کی کچھ بازپرس نہ کیجائے گی

اور اگر دریا کے کنارے پر اٹکی ہوئی ملے تو جو گاؤں اس طرف سے زیادہ قریب ہوگا وہیں کے باشندوں سے بازپرس ہوگی۔ اگر کوئی مقتول محلہ میں سے ملا تھا اور اس مقتول کے وارث نے اس محلہ والوں کے سوا اور کسی پر خون کا دعویٰ کر دیا تو ان محلہ والوں کے ذمہ سے قسامت جاتی رہے گی اگر محلہ والوں ہی میں سے کسی ایک شخص پر دعویٰ کیا ہے تو اب ان سے قسامت نہیں لیجائے گی۔ اگر ایک قوم میں تلواروں سے مٹھ بھیڑ ہوئی اور بعد میں ایک مقتول کو چھوڑ کے سب چلے گئے۔ تو جس محلہ میں یہ تکرار ہوئی ہو اس مقتول کی قسامت اور خونبہا اسی محلہ والوں پر ہوگی ہاں اگر مقتول کا وارث اُن ہی لوگوں پر دعویٰ کرے کہ جو تلواریں لے کر چڑھے تھے یا اُن میں سے ایک خاص آدمی پر دعویٰ کرے تو اب محلہ والوں پر قسامت نہیں آئے گی۔ جن محلہ والوں سے قسم لی جارہی ہے اگر ان میں سے کوئی یہ بیان کرے کہ یہ خون تو (مثلاً) زید ہی نے کیا ہے تو (اس دعویٰ پر) اسے اس طرح قسم دیجائے گی کہ خدا کی قسم یہ خون میں نے نہیں کیا اور نہ مجھے اس کے قاتل کی خبر ہے۔ سوائے زید کے اگر کسی محلہ پر قسامت آنے کے بعد اس کے محلہ والے یہ گواہی دیں کہ یہ خون تو دوسرے محلہ والے نے کیا ہے یا اپنے میں سے ایک خاص شخص کا نام لینے لگیں تو ان کی یہ گواہی اور بیان قابل سماعت نہ ہوگا۔ (کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ انھوں نے دوسرے کا نام اپنی جان بچانے اور اپنے ذمہ سے الزام رفع کرنے کیلئے لیا ہو۔

کتاب المعاقل

خونبہا ادا کرنے والے

ترجمہ - معاقل معقلہ کی جمع ہے اور معقلہ خونبہا کو کہتے ہیں جو خونبہا محض خون کر دینے پر آئے وہ قاتل کے عاقلہ کے ذمہ ہوتا ہے۔

فائدہ - محض خون کر دینے کی قید سے وہ خونبہا نکل گیا جو صلح کرنے کے باعث لازم آتا ہو یا شبہتہً دینا پڑا ہو مثلاً باپ نے بیٹے کو قصداً مار دیا ہو تو ان دونوں صورتوں میں خونبہا خاص قاتل ہی کے مال میں سے دیا جاتا ہے کنبہ والوں سے نہیں لیا جاتا۔

ترجمہ - اگر قاتل کسی دفتر میں ملازم ہے تو اس کے عاقلہ اسی دفتر کے ملازمین ہونگے ان سب دفتریوں کی تنخواہوں میں سے یہ خونبہا تین سال میں (قسط وار) وصول کر لیا جائے اور اُن کی تنخواہیں تین برس سے زیادہ میں یا کم میں وصول ہوں تو اُسی وقت مجرا کر لیا جائے (یعنی تین برس سے کم میں وصول ہوں تو اسی وقت وصول کر لو ورنہ بعد میں جب وصول ہوں جب ہی مجرا کرنا) اگر قاتل دفتر والوں میں سے نہیں ہے تو اس کے عاقلہ اُس کے خاندان کے لوگ ہیں (یعنی برادری میں جو اُس کے قریبی رشتہ دار ہوں) اُن سے خونبہا تین برس میں قسط وار وصول کیا جائے۔ یعنی ہر سال میں فی کس ایک درم یا ایک درم اور تہائی درم لیا جائے اس حساب سے تین سال میں ہر آدمی سے چار درم سے زیادہ نہیں لئے جائیں گے (بلکہ یا تو تین ہی درم وصول ہوں گے اور یا زیادہ سے زیادہ چار ہونگے اگر اس قبیلے کے آدمی اتنے نہ ہوں کہ انہیں تمام خونبہا کا روپیہ اس حساب سے وصول ہو سکے (بلکہ آدمی کم ہونے کے باعث روپیہ باقی رہ جاتا ہے) تو ان میں عصبات کی ترتیب[1] سے ان ہی

[1] عصبات کی ترتیب سے مراد یہ ہے کہ اوّل اس قبیلہ کے آدمیوں کے بھائیوں کو ملائیں گے پھر بھتیجوں کو اگر ان سے بھی حسنا پورا نہ ہو تو پھر ان کے چچاؤں کو اور اُن سے بھی نہ ہو تو پھر چچاؤں کے بیٹوں کو۔ ۱۲ مترجم عفی عنہ ۱۲

ہی کا قریبی رشتہ دار قبیلے اور ملائے جائیں گے۔ اور قاتل بھی عاقلہ کے ایک آدمی جیسا شمار کیا جائیگا (یعنی جیسے عاقلہ میں فی کس تین درم یا چار درم وصول ہوا کرتے ہیں اسی طرح اس قاتل سے بھی وہی تین یا چار درم وصول کئے جائیں گے اس سے زیادہ کچھ نہیں لیا جائیگا) آزاد کردہ غلام کے عاقلہ اس کے آزاد کرنے والے کی برادری کے لوگ ہوں گے اور مولیٰ موالات کا عاقلہ ایک تو وہی شخص ہے جس کے ہاتھ پر اس نے عقد موالات کی ہے اور اس کے علاوہ اس شخص کی برادری کے لوگ ہوں گے۔

فائدہ ۔ مولیٰ موالات کی تفصیل پیچھے مذکور ہو چکی ہے یعنی اُسے کہتے ہیں کہ ایک پردیسی کسی شہر وغیرہ میں آکر رہنے لگے اور وہاں کے کسی باشندے کے ہاتھ دیکر یہ معاہدہ کرلے کہ میں تیرے نفع و نقصان کا شریک ہوں اور تو میرے نفع و نقصان کا شریک ہے یعنی اگر مجھ سے کوئی خطا قصور سرزد ہو کر کہیں جرمانہ وغیرہ دینا آجائے تو وہ بھی تمھیں دینا ہو گا اور اگر میں مرجاؤں تو جو کچھ میرے پاس ہے اس کے بھی مالک تم ہی ہو گے دونوں طرف سے جب یہ معاہدہ طے ہو جائے تو اس کا نام عقد موالات ہے۔

ترجمہ اور غلام کے خون وغیرہ کرنے کا تاوان (یعنی خونبہا وغیرہ) عاقلہ کے ذمے نہیں ہوتا اور نہ اس خون کا کہ جو کسی نے قصداً کیا ہو (بلکہ ایسی صورت میں قاتل سے قصاص لیا جاتا ہے) اور جو روپیہ مدعا علیہ کو صلح ہونے پر دینا پڑے یا مدعا علیہ کے اقرار کرلینے کے باعث دینا آئے تو یہ بھی عاقلہ کے ذمے نہیں ہوتا (بلکہ یہ روپیہ مدعا علیہ ہی کے ذمے ہوتا ہے) ہاں اگر مدعا علیہ کے اقرار کرنے پر عاقلہ بھی اس کی تصدیق کرلیں تو اب عاقلہ کو دینا ہوگا۔ اگر کوئی آزاد آدمی خطاً کسی غلام کا کچھ نقصان کردے تو اس کا تاوان جس قدر بھی ہو، آزاد کے عاقلہ کو بھرنا پڑے گا۔

فائدہ ۔ اس مسئلہ سے یہ صاف معلوم ہو گیا کہ خطاً جو بھی تاوان دینا آئیگا وہ مجرم کے عاقلہ کو بھرنا پڑے گا برابر ہے کہ مدعی غلام ہو یا آزاد آدمی ہو اس سے کچھ تاوان میں فرق نہیں آتا۔

کتاب الوصایا

وصیّتوں کا بیان

ترجمہ ۔ وصیّت اُسے کہتے ہیں کہ آدمی مرنے سے پہلے یہ کہے کہ میرے مرنے کے بعد یہ چیز فلاں شخص کو مل جائے اور وصیت کرنا مستحب ہے ۔

فائدہ ۔ جاننا چاہیئے کہ جو شخص وصیت کرے اُسے موصی یعنی وصیت کرنے والا کہتے ہیں اور جس کے لیے وصیت کرے اسے موصیٰ لہٗ اور جس کو اس وصیت کی تعمیل کے لئے مقرر کرے اُسے وصی کہتے ہیں ۔

ترجمہ ۔ موصی کو اپنے تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کرنی درست نہیں ہے (یعنی مثلاً تین سو روپیہ میں سے ایک سو روپیہ یا اس سے کم کسی کو دینے کی وصیت کر دے تو یہ درست ہے اور اس تہائی سے زیادہ کی وصیت درست نہیں ہے اور نہ اپنے قاتل کے لئے درست ہے اور نہ اپنے کسی خاص وارث کے لئے (مگر ان تینوں صورتوں میں ناجائز ہونا اس شرط پر ہے کہ اگر اور ورثہ اس وصیت کو ناجائز رکھتے ہوں اور اگر سب خوشی سے اس کی تعمیل کی اجازت دیدیں تو پھر منع نہیں ہے) اگر کوئی مسلمان کسی ذمی کے لئے وصیت کرے یا ذمی کسی مسلمان کے لئے وصیت کرے تو یہ دونوں وصیتیں درست ہیں ۔ اور موصیٰ لہٗ کیطرف سے وصیّت قبول کرنے کا اعتبار موصی کے مرنے کے بعد ہوتا ہے اور اس کی زندگی میں قبول کرنا یا نہ کرنا دونوں بیکار ہیں (یہاں تک کہ اگر اس کی زندگی میں یوں کہدیا تھا کہ اس کی وصیت کا روپیہ لینا ہمیں منظور نہیں ہے اور اس کے مرنے کے بعد کہدیا کہ میں لیتا ہوں تو اس کا یہ قبول کرنا درست ہوگا اور روپیہ اس کو ملے گا) مستحب یہ ہے کہ آدمی تہائی مال سے کم ہی کی وصیت کرے جب وصیت کی چیز موصیٰ لہٗ قبول کرے تو وہ چیز اُس کی ملکیت ہو جاتی ہے (برابر ہے کہ اُس کے

حصہ میں آئی ہو یا نہ آئی ہو، ہاں اگر موصی یعنی وصیت کرنیوالے کے مرتے ہی یہ موصی لہ بھی مرجائے اور اسے قبول کرنے تک بھی مہلت نہ ملے تو ایسی صورت میں اس کے قبول کئے بغیر ہی وہ چیز اس کی ملک ہوجاتی ہے۔ اگر کسی کے ذمے اتنا قرض ہو کہ جس قدر مال اس کے پاس ہے وہ سب قرضہ ہی میں چلا جاوے گا تو ایسے قرضدار کی وصیت درست نہیں ہے اسی طرح اگر کوئی لڑکا نابالغ، یا مکاتب کچھ وصیت کرنے لگے تو بھی درست نہیں ہے اور حمل کے لئے وصیت کرنی درست ہے (مثلاً کوئی یہ کہے کہ اس عورت کے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کو میرے روپیہ میں سے اتنا دیدینا) اور کسی کے حق میں حمل کی وصیت کرنی بھی درست ہے (مثلاً کوئی یہ کہے کہ میری لونڈی کے پیٹ سے جو بچہ پیدا ہو وہ فلاں شخص کو دیدینا یہ تو یہ بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ وصیت کے وقت سے لے کر چھ مہینے سے کم میں اس لونڈی کے بچہ ہوجائے (اور اگر چھ مہینے میں یا زیادہ میں ہوگا تو وصیت بیکار ہوگی۔ کیونکہ وصیت کے وقت حمل ہونے کا یقین نہ رہیگا اور حمل کے واسطے کوئی چیز ہبہ کرنی درست نہیں ہے (کیونکہ ہبہ میں جس کے لئے ہبہ کیا جائے اس کا قبضہ ہونا شرط ہے اور حمل میں قبضہ نہیں کرسکتا) اگر کسی نے اپنی لونڈی کی کسی کے لئے وصیت کی اور اس کے حمل کو مستثنیٰ کر دیا (مثلاً یہ کہا کہ میری یہ لونڈی فلاں شخص کو دینا مگر اس کے پیٹ میں جو بچہ ہے یہ نہ دینا) تو یہ وصیت اور استثنا دونوں درست ہے (یعنی اس موصی لہ کو یہ لونڈی ہی ملے گی اور اس کا بچہ نہیں ملے گا) اور وصیت کرنے والے کو اپنی وصیت سے پھرنا جائز ہے خواہ زبانی کہہ کر پھر جائے (کہ میں نے جو وصیت کی تھی وہ میں واپس لیتا ہوں) یا کوئی فعل ایسا کرے کہ جو وصیت سے پھرنے کی دلیل ہو مثلاً جس چیز کی وصیت کی ہو وہ کسی کے ہاتھ بیع کردے یا ہبہ کردے۔ یا کپڑے کی وصیت کی پھر اسے بیونت لے یا بکری کی وصیت کرکے پھر اسے ذبح کرلے) اور فقط وصیت کا انکار کردینے سے پھرنا ثابت نہیں ہونے کا۔

تہائی مال کی وصیت کرنا

ترجمہ۔ اگر کسی نے ایک تہائی مال کی ایک شخص کے لئے وصیت کی تھی اور دوسری

لہ اگر وصیت کرنیکے بعد یوں نہ کہے میں نے تو وصیت نہیں کی اور جس کے لئے کی تھی وہ وصیت کو گواہوں سے ثابت کرتا ہے تو وصیت کی چیز اس کو ضرور پہنچے گی اسی پر فتوی ہے ۱۲ طحطاوی مترجم عفی عنہ۔

تہائی کی دوسرے شخص کے لئے اور وارث اس دو تہائی مال کی وصیت پر رضامند نہیں تو ایک ہی تہائی مال ان دونوں کو برابر تقسیم کردیں گے اگر ایک کے لئے ایک تہائی کی وصیت کر کے دوسرے کے لئے ایک چھٹے حصہ کی کردی (اس صورت میں دونوں وصیتیں نصف مال کی ہوئیں اور ورثہ نصف دینے پر بھی رضامند نہ ہوئے) تو اب ایک تہائی مال ان دونوں میں تقسیم کردیں گے کہ اس تہائی میں سے دو حصے پہلے شخص کے اور ایک حصہ دوسرے کا (غرض کہ اس تہائی کے پھر تین حصہ کرلئے جائیں گے) اگر اول ایک شخص کے لئے اپنے تمام مال کی وصیت کی پھر دوسرے کے لئے تہائی مال کی اور ورثہ نے اس وصیت کو منظور نہ کیا تو (امام صاحب کے نزدیک) اس کا تہائی مال ان دونوں کو نصفا نصف دیا جائیگا۔ موصیٰ لہ کا حصہ تہائی سے زیادہ نہ ٹھیرایا جائے سوائے تین صورتوں محابات۔ سعایہ اور دراہم مرسلہ کے۔

فائدہ محابات کے معنی بیع میں رعایت کردینے کے ہیں مثلاً سوا سو کی قیمت کی چیز کوئی سو روپے میں دیدے وصیت میں محابات کی یہ صورت ہوگی کہ مثلاً موصی کے دو غلام تھے ایک گیارہ سو روپیہ کی قیمت کا اور دوسرا چھ سو کی قیمت کا موصی نے مرتے وقت یہ وصیت کی کہ میرا گیارہ سو والا غلام تو سنو میں زید کو دیدینا اور چھ سو والا سنو میں عمرو کو دیدینا اور ان غلاموں کے سوا اور کچھ مال اُس کے پاس نہیں ہے اور ورثہ اس وصیت کو منظور نہیں کرتے تو چونکہ اس وصیت میں زید کے لئے ایک ہزار کی رعایت ہوئی ہے تو گویا اس ہزار کی موصی نے اُس کے لئے وصیت کی ہے علیٰ ہذا القیاس عمرو کے لئے چونکہ پانچ سو کی رعایت ہوئی ہے تو گویا اس ہزار کی موصی نے اُس کے لئے بھی پانچ سو کی وصیت کی ہے۔ پس اگر اس کو ورثہ منظور کرلیتے تو کچھ جھگڑا ہی نہ تھا لیکن اب بھی ان دونوں کی یہ محابات برابر جاری ہوگی۔ زید کو جو ایک ہزار کی محابات ہوئی تھی تو اُس کو ایک ہزار دیے جائیں گے اور عمرو کیلئے پانچ سو کی محابات ہوئی تھی اُسے پانچ سو ملیں گے۔ پس اگر یہ مثل اور وصیتوں کے ہوتی تو زید کو پانچ سو چھتیس اور ایک درم کی دو تہائی سے زیادہ نہ ملتا۔ مگر محابات کی وجہ سے یہاں وہ وصیت کا قاعدہ جاری نہ ہوگا۔ سعایہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے دو غلاموں کو آزاد کرنے کی وصیت کی جن میں ایک ہزار کا تھا اور دوسرا دو ہزار کا اور ان کے سوا اور اُس کے پاس مال بھی نہیں ہے پس اگر ورثہ اسے منظور کرلیں تو یہ دونوں آزاد ہوجائیں گے اور اگر وہ منظور نہ کریں تو ایک تہائی سے آزاد ہونگے۔ اور مال کی تہائی ایک ہزار روپیہ ہے تو جس کی قیمت ایک ہزار تھی اُس کا تہائی حصہ تو مفت آزاد ہوجائیگا جو تین سو تینتیس اور ایک روپیہ کا ایک تہائی حصہ ہوتا ہے اور باقی اپنی دو تہائی قیمت اسے کما کر دینی پڑے گی۔ اور جس

کی قیمت دو ہزار ہے وہ اس سے دُگنا کما کر دے گا یعنی چھ سو چھیاسٹھ روپے اور ایک روپیہ کی دو تہائی اور ایک تہائی حصہ اس کی قیمت کا بھی مفت آزاد ہو جائیگا دراہم مرسلہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے لئے ہزار کی وصیت کی اور دوسرے کے لئے دو ہزار کی اور ان کے سوا اور کچھ مال اس کے پاس نہیں ہے اور ورثہ نے یہ وصیت منظور نہیں کی تو اب تمام مال کا ایک تہائی حصہ یعنی ایک ہزار ان دونوں میں تین حصہ ہو کر بٹ جائیگا۔ جسے ایک ہزار کی وصیت تھی اُسے ہزار کی تہائی یعنی تین سو تینتیس ۳۳۳ اور ایک روپیہ کی تہائی ملے گی اور جس کے لیے دو ہزار کی وصیت تھی اُسے اُس کا دُگنا (عینی)

ترجمہ۔ اگر کسی نے یہ وصیت کی کہ فلاں شخص کو میرے بیٹے کا حصہ دیدینا تو یہ وصیت باطل ہے (کیونکہ بیٹے کا حصہ اور کسی کو نہیں پہنچ سکتا مگر یہ جب ہے کہ جب اس کے بیٹا نہ ہوگا تو یہ صحیح ہو جائے گی) اگر کوئی یہ وصیت کرے کہ فلاں شخص کو میرے بیٹے کے حصہ کے برابر دے دینا تو یہ وصیت صحیح ہے اب اگر اُس کے دو بیٹے ہوں تو اس موصی لہٗ کو ایک تہائی مال ملے گا (اور دو تہائی اُن دونوں کو) اگر یہ وصیت کرے کہ میرے مال کا ایک سہام ایک جز فلاں شخص کو دیدینا تو اس کا بیان کرنا ورثہ کے اختیار میں ہے (کہ وہ جو کچھ چاہیں دیدیں) اگر کسی نے وصیت میں یہ کہا کہ میرے مال کا ایک چھٹا حصہ فلاں کا ہے پھر کہا کہ اُس کے لئے میرے مال کا تہائی حصہ ہے تو اس موصیٰ لہٗ کو تہائی حصہ ملیگا۔ اگر ایک چھٹے حصہ کی دو دفعہ وصیت کی (مثلاً یوں) کہا کہ میرے مال کا ایک چھٹا حصہ فلاں کا ہے پھر کہا کہ میرے مال کا چھٹا حصہ فلاں کا ہے تو اس موصیٰ لہٗ کو ایک ہی چھٹا حصہ ملیگا اگر کسی نے یہ وصیت کی کہ میرے روپوں میں سے ایک تہائی فلاں کو دینا یا بکریوں میں سے ایک تہائی فلاں کو دینا اور (اتفاقاً اُس کی وصیت کے بعد) دو تہائی روپیہ یا دو تہائی بکریاں تلف ہوگئیں تو جو روپیہ باقی ہے یا جو بکریاں باقی ہیں۔ یہ حق موصیٰ لہٗ ہی کا ہے۔ اگر کسی نے غلاموں یا کپڑوں یا مکانوں کی نسبت یہ وصیت کی تھی کہ ان کا ایک ایک تہائی فلاں کو دیدینا اور اس کی وصیت کے بعد دو تہائی غلام یا دو تہائی کپڑے یا دو تہائی مکان (قدرتِ الٰہی سے) تلف ہو گئے تو اب اس موصیٰ لہٗ کو اس باقی کی تہائی ملیگی (یعنی روپوں کی طرح باقی سب ہی نہیں ملیگا) اگر کسی نے ایکہزار کی وصیت کی اور اُس کا روپیہ کچھ اُس کے پاس ہے اور کچھ اُدھار میں پڑا ہے پس اگر اُس کے پاس کا روپیہ تین ہزار یا اس سے زیادہ ہے تو اسی میں سے موصیٰ لہٗ کو ایک ہزار دے کر الگ کر دیں گے اور اگر اُس کے پاس تین ہزار سے کم ہے تو اُس میں سے ایک تہائی دیدیں گے اور جتنا قرضہ وصول ہوتا رہیگا اس کی ایک تہائی یہ لیتا رہیگا یہانتک کہ اُس کے ایک ہزار روپیہ پورے ہو جائیں اگر کسی نے

اپنے تہائی مال کی وصیت زید اور عمرو دونوں کے لئے کی اور عمرو وصیت سے پہلے ہی مرچکا ہے تو یہ تمام تہائی زید کی ہے۔ اگر یہ وصیت کی کہ میرے تہائی مال میں زید اور عمرو دونوں برابر کے شریک ہیں اور عمرو مرچکا ہے تو اب زید کو اس تہائی کا نصف ملے گا۔ اگر کسی نے (اپنے مرنے سے کئی دن پہلے) اپنے تہائی مال کی وصیت کی اور وصیت کے وقت اس کے پاس ایک[1] پیسہ بھی نہیں ہے تو اس کے مرنے کے وقت جو چیز اس کی ملکیت ہوگی اس کی ایک تہائی موصی لہٗ کو ملے گی۔ اگر کسی نے اپنے تہائی مال کی وصیت اپنی ام ولدوں اور فقیروں اور مسکینوں کے لئے کی اور ام ولدین تین ہیں۔ تو اس موصی کے تہائی مال کے پانچ حصہ کریں گے ان میں سے تین حصے تینوں ام ولدوں کے اور ایک حصہ فقیروں کا اور ایک حصہ مسکینوں کا۔ اگر کسی نے یہ وصیت کی کہ میرے مال میں سے ایک تہائی زید اور مسکینوں کو دینا تو تہائی میں سے نصف زید کو دیں گے اور نصف مسکینوں کو۔ اگر ایک شخص نے ایک آدمی کے لئے سو روپیہ کی وصیت کردی اور پھر تیسرے کے لئے یہ کہدیا کہ میں نے تجھے ان دونوں کا شریک کردیا ہے تو اس تیسرے کو ان دونوں کے سو سو میں سے ایک تہائی ملیگی۔ اگر ایک شخص[2] کے لئے چار سو کی وصیت کی اور دوسرے کے لئے دو سو کی اور بعد میں تیسرے سے کہدیا کہ میں نے تجھے ان دونوں کا شریک کردیا ہے تو یہ تیسرا ان دونوں سے نصف نصف بٹوائے گا (یعنی دو سو پہلے سے لے لیگا اور سو دوسرے سے) اگر کسی نے مرتے وقت یہ کہا کہ میرے ذمے قرض ہے (اور قرض کی مقدار بیان کی) اور وارثوں نے اس کے کہنے کو مان لیا تو اب قرضخواہ سے دریافت کریں گے اور اس کا دعوی تہائی ترکہ تک منظور کیا جائیگا (اور تہائی سے زیادہ میں دعویٰ منظور نہیں کیا جائیگا) اگر کسی نے (اپنے ذمے قرض ہونے کا اقرار کرنے اور ورثہ کی تصدیق کر لینے کے بعد) بہت سی وصیتیں کیں تو اب اس موصی کے مال میں سے ایک تہائی مال وصیت والوں کے لئے اور دو تہائی وارثوں کے لئے الگ الگ کرلیا جائیگا اور پھر دونوں فریق سے یہ کہدیا جائیگا کہ قرضہ کے مدعی کا تم جس قدر روپے میں چاہو اعتبار کرلو (یعنی اس کے کہنے کو مان لو تو ہر فریق جس جس مقدار کو تسلیم کرے گا وہی مقدار اس فریق کے حصے میں سے لیکر مدعی کو دیدیں گے) اور اس کے بعد ایک تہائی میں سے جو کچھ بچے گا وہ وصیت والوں کا ہوگا (وہ بانٹ لیں گے) اور دو تہائی میں سے جو بچے گا وہ ورثہ بانٹ لیں گے) اگر کسی نے ایک اجنبی شخص اور ایک اپنے

---

[1] وہ بالکل فقیر ہے مال وغیرہ اس کے پاس کچھ نہیں ہے ۱۲ [2] تو اس صورت میں پہلے کو دو سو ملیں گے اور دوسرے کو سو اور تیسرے کو تین سو اگرچہ شرکت کا لفظ سب میں مساوات کو چاہتا ہے مگر چونکہ اس صورت میں مساوات ناممکن نہیں اور حتی الوسع اس پر عمل کرنا ضروری ہے تو اس لئے ہم اس تیسرے کو ان دونوں میں سے ہر ایک کے مساوی کردینگے (۱۲ ملا مسکین)

وارث کے لئے وصیّت کی تو اس وصیّت میں سے نصف اس اجنبی کو مل جائے گا اور وارث کے حق میں وصیّت باطل (اور بیکار) ہوگی (کیونکہ وارث کے لئے وصیت درست نہیں ہوا کرتی ان کے حقوق کلام الٰہی سے مقرر ہو چکے ہیں) اگر کسی نے مختلف[1] قسم کے تین تھانوں کی تین آدمیوں کے لئے وصیّت کی اور ان میں سے ایک تھان جاتا رہا اور یہ معلوم نہ ہوسکا کہ کون سا اور کس کے حصّہ کا گیا ہے اور اس موصی کا وارث ان تینوں میں سے ہر ایک سے کہتا ہے کہ میاں تیرے ہی حصّہ کا گیا ہے (یعنی وہ کسی کو دینے کی ہاں نہیں کرتا) تو یہ وصیّت ہی باطل ہوگی۔ ہاں اگر وارث باقی کے دونوں تھانوں کو ان تینوں کے حوالے کر دے (اور یوں کہدے کہ ان کو تم آپس میں تقسیم کرلو تو اب (ان میں تقسیم کی یہ صورت ہوگی کہ) بڑھیا والے کو بڑھیا کی دو تہائی ملیں گی اور گھٹیا کی وصیّت والے کو گھٹیا کی دو تہائی اور میانہ قسم کی وصیت والے کو دونوں میں سے ہر ایک کی ایک ایک تہائی ملے گی۔ اگر کسی نے ایک مشترک مکان میں سے کسی کے لئے ایک کوٹھری کی وصیّت کی اور موصی کے مرنے کے بعد یہ مکان تقسیم ہوا۔ اور وہ کوٹھری موصی ہی کے حصّہ میں آئی تو اب یہ موصیٰ لہٗ کی ہے اور اگر موصی کے حصّہ میں نہ آئی۔ (بلکہ کسی اور شریک کے حصّہ میں لگ گئی) تو اس کوٹھری کی زمین جس قدر بھی ہے اتنی ہی زمین اس مکان میں سے اس موصیٰ لہٗ کو دی جائے گی اور اس حکم میں اقرار مثل وصیّت کے ہے۔

فائدہ ۔ یعنی اگر کسی نے اپنے مشترک مکان میں سے ایک کوٹھری کی بابتہ کسی کے لئے اقرار کرلیا اور اقرار کے بعد وہ مکان تقسیم ہوا اب اگرچہ کوٹھری اس مقر کے حصّہ میں آگئی تو بلاشبہ اُس مقرلہٗ کو ملے گی اور اگر کسی اور کے حصّہ میں لگ گئی تو اس مقرلہٗ کو اس کوٹھری کے برابر اس مکان میں سے زمین ملے گی اور یہی وصیّت میں ہوتا تھا (من العینی)

ترجمہ ۔ اگر کسی نے دوسرے شخص کے مال میں سے ایک ہزار روپیہ معین کی وصیّت کسی کے لئے کردی اور اس موصی کے مرنے کے بعد اس مالکِ مال نے اس وصیّت کو منظور کر کے روپیہ موصیٰ لہٗ کو دیدیا تو یہ جائز ہے۔ اور اس مالکِ اوّل کو منظور کرلینے کے بعد نہ دینے کا اختیار رہتا ہے (یعنی اگر منظور کرلینے کے بعد بھی یہ نہ دے تو حاکم اس سے زبردستی نہیں دلا سکتا بلکہ دینا نہ دینا بھی اُس کی مرضی پر موقوف ہے) اگر کسی کے دو بیٹے باپ کا ترکہ تقسیم کرلیں اور بعد میں ایک بیٹا اپنے حصّہ میں سے ایک تہائی مال کی بابت باپ کی وصیّت کا اقرار کرلے[2] تو یہ اقرار درست ہے۔ اگر کسی نے اپنی لونڈی دینے کی وصیت کی اور اس موصی کے مرنے کے بعد اس لونڈی

---

[1] مختلف قسم سے مراد یہ ہے کہ ایک بہت بڑھیا اور ایک گھٹیا اور ایک میانہ ۱۲ - [2] یعنی یوں کہے کہ مجھ اپنے حصّہ میں سے ایک تہائی روپیہ فلاں شخص کو دینے کے لئے والد نے وصیّت کی تھی تو یہ اقرار درست ہے۔ ۱۲ مترجم عفی عنہٗ ۔

کے بچہ پیدا ہوگیا اور یہ دونوں ماں بیٹے اُسی موصی کے مال کی ایک تہائی میں سے دونوں نکل سکتے ہیں یعنی اُس نے بہت کچھ مال چھوڑا ہے کہ ان دونوں کی قیمت مل کر بھی اُس کے مال کی ایک تہائی حصہ کو بھی نہیں پہنچ سکتے) تو اس صورت میں یہ دونوں ماں بیٹے اُس موصیٰ لہٗ کو ملیں گے اور اگر ان دونوں کی قیمت اس کے تہائی مال کی قیمت سے زیادہ ہے تو اوّل یہ موصیٰ لہٗ اُس لونڈی کو لیلے اور اس کو تہائی ترکہ پہنچنے میں جس قدر کمی رہے وہ اس لڑکے کی قیمت سے پوری کی جائے گی۔ اگر کسی نے اپنی بیماری میں اپنے کافر بیٹے کے لئے یا ایسے بیٹے کے لئے جو دوسرے کا غلام تھا کچھ وصیت کی اور پھر (وصیت ملنے سے پہلے) وہ کافر بیٹا مسلمان ہو گیا یا جو غلام تھا وہ آزاد ہوگیا تو ان صورتوں میں یہ وصیت باطل ہے جیسا کہ اس کا ہبہ کرنا اور اقرار کرنا باطل ہوتا ہے (یعنی جیسا کہ اگر کوئی بیماری میں اپنے کافر بیٹے یا غلام بیٹے کے لئے کسی قدر روپیہ وغیرہ کا اقرار کرے یا ہبہ کردے اور یہ کافر بیٹا مسلمان ہوجائے یا غلام آزاد ہوجائے تو یہ اقرار اور ہبہ بھی باطل ہوجاتے ہیں) اور اپاہج یا فالج کا مارا ہوا یا لنجا یا سِل کی بیماری والا اگر مدت سے اس تکلیف میں مبتلا ہوا ور ان امراض سے اُس کے مرجانے کی اُمید نہ ہو (اور ایسی حالت میں یہ کچھ کسی کو ہبہ کردیں) تو ان کا ہبہ کرنا سارے مال[1] سے معتبر ہوگا اگر (ان کی حالت قابل اطمینان نہیں تھی بلکہ) ان ہی امراض سے ان کے مرجانے کا کھٹکا لگا ہوا تھا تو اُس وقت ان کا ہبہ کرنا صرف تہائی مال سے معتبر ہوگا (یعنی وصیت کی طرح فقط ایک تہائی ترکہ میں جاری ہوگا۔

مرضِ موت میں آزاد کرنا

ترجمہ ۔ کسی کا اپنے غلام کو مرض موت میں آزاد کردینا یا اپنے مال کو کم قیمت پر فروخت کرنا یا ہبہ کردینا وصیت کے حکم میں ہے (یعنی وصیت کی طرح یہ تینوں امر تہائی مال میں سے کمائے جائیں گے) اگر ایسے شخص کے مرنے کے بعد اس کے ورثہ اُس کے غلام کی آزادی کو منظور کرلیں تو اب اس غلام کو کچھ کما کر ان ورثہ کے حوالہ نہیں کرنا پڑے گا۔ اگر کسی کے دوٗ غلام تھے اُس نے اول ایک کو کم قیمت پر بیچا اور پھر دوسرے کو آزاد کردیا (بعد میں مرگیا اور ان دوٗ غلاموں کے سوا اور اُس کا مال کچھ نہیں ہے) تو بہ نسبت آزادی کے یہ کم قیمت

[1] یعنی اور بیماروں کی وصیت کی طرح تہائی مال میں معتبر نہ ہوگا اس وجہ سے کہ ایسے بیمار تندرست کے حکم میں ہوتے ہیں۔ ۱۲ (مترجم عفی عنہ)

پر بیچنا ٹھیک ہے (یعنی یہ غلام تو بیع ہو کر مشتری ہی کا ہے۔ ہاں دوسرے غلام کو جو آزاد کیا گیا تھا اپنی قیمت کا روپیہ کما کر ورثہ کو دینا چاہیئے) اگر پہلے ایک کو آزاد کیا اور پھر دوسرے کو کم قیمت پر بیچدیا تو اب یہ بیع و آزادی دونوں برابر ہیں۔

فائدہ - اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص کے دو غلام تھے ایک زید دوسرا عمرو۔ زید۔ ایک ہزار کی قیمت کا اور عمرو دو ہزار کا اس شخص نے مرتے وقت پہلے زید کو آزاد کر دیا اور بعد میں عمرو کو ایک ہزار میں فروخت کر دیا۔ اور ان دو غلاموں کے سوا اور اس کے پاس مال نہیں ہے اور ورثہ اُس کے فروخت کرنے اور آزاد کرنے کو منظور نہیں کرتے تو اس صورت میں یہ فروخت اور آزاد کرنا دونوں برابر ہیں۔ برابر ہونیکا یہ مطلب ہے کہ جو غلام آزاد کیا گیا ہے وہ اپنی نصف قیمت کما کر آقا کے وارثوں کو دے اور باقی نصف قیمت مفت آزاد رہے اور اسی طرح دو ہزار کا غلام جس نے ہزار میں لیا تھا وہ بھی اُس کو ڈیڑھ ہزار میں رکھے یعنی ہزار کے سوا پانچ سو اور آقا کے وارثوں کو دے (ملا مسکین و مترجم)

ترجمہ - اگر کسی نے یہ وصیت کی کہ (میرے) ان سو روپے کا ایک غلام خرید کر میری طرف سے آزاد کر دینا (پھر وہ مر گیا اور ان روپوں میں سے ایک روپیہ جاتا رہا تو اب یہ وصیت جاری نہ ہوگی بخلاف[1] اُس کے کہ اُن ہی معین سو روپے میں حج کرانے کی وصیت کرے (اور پھر اُن میں سے ایک آدھ روپیہ جاتا رہا تو وصیت میں کچھ نقصان نہ آئیگا بلکہ حج کی وصیت اُن ہی باقی روپوں سے پوری کی جائے گی۔ اگر کسی نے اپنا غلام آزاد کرنے کی وصیت کی اور پھر آپ مر گیا بعد میں غلام نے کچھ ایسا نقصان کیا کہ اُس نقصان ہی کے عوض میں وارثوں نے وہ غلام انھیں (زید یا جن کا نقصان کیا تھا۔ تو ایسی صورت میں وصیت باطل ہو جائے گی اور اگر اس نقصان کا عوض وارثوں نے اپنے پاس سے روپیہ دے کر بھر دیا ہو تو وصیت باطل ہو جائے گی (یہ غلام آزاد ہو جائیگا) اگر کسی نے اپنا تہائی مال زید کو (مثلاً) دینے کی وصیت کی اور ایک غلام (اور کچھ مال اور وارث) چھوڑا بعد میں زید (موصیٰ لہٗ) نے یہ دعویٰ کیا کہ اس غلام کو تو وہ اپنی تندرستی کی حالت میں آزاد کر چکا[2] ہے

---

[1] ان دونوں مسئلوں کی وجہ یہ ہے کہ پہلی صورت میں جو اس نے خاص سو روپے میں وصیت کی اب اگر ان سو روپے سے کم روپے میں وصیت پوری کی جائے تو یہ وصیت اور موصیٰ لہٗ کے حق میں ہوگا بخلاف حج کے کہ حج ایک عبادت مقصودہ ہے وہاں وہ روپیہ کم ہو جانے سے حج نہیں بدلنے کا۔ ۱۲ عینی [2] اس کا مقصود اس کہنے سے یہ ہے کہ یہ غلام تو سارا آزاد ہو چکا ہے لہٰذا میرے حصہ میں تہائی غلام نہیں آنا چاہیئے اور وارث کا مطلب یہ ہے کہ غلام بھی وصیت میں داخل ہے ۱۲

اور وارث دعوی کرتا ہے کہ اس کو مرض موت میں آزاد کیا ہے۔ تو اس صورت میں وارث
سے قسم لے کر اس کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا اور اس غلام میں سے زید کو کچھ نہیں
ملنے کا ہاں اگر ترکہ کی تہائی غلام کی قیمت سے کم زیادہ ہو یا یہ موصیٰ لہٗ اپنے دعوی پر
گواہ پیش کر دے (یعنی گواہوں سے یہ ثابت کر دے کہ موصی اپنی تندرستی میں اس غلام
کو آزاد کر چکا ہے تو اب اس کو ترکہ کی پوری تہائی ملے گی) اگر کسی نے ایک میت پر اپنا
قرض ہونے کا اور اس میت کے غلام نے اپنے آزاد ہونے کا دعوی کیا (یعنی غلام نے
یہ دعوی کیا کہ میرے آقا میت نے اپنی تندرستی میں مجھے آزاد کر دیا تھا) اور وارثوں
نے ان دونوں کی تصدیق کر لی (اور اس غلام کے سوا اور کچھ مال میت نے نہیں
چھوڑا) تو یہ غلام اپنی قیمت کما کر دیوے (اور بعد میں آزاد ہو جائے) اور یہ قیمت
قرض خواہوں کو دے دی جائے۔ اگر کسی نے یہ وصیت کی کہ (میرے ذمہ جو اللہ
کے حقوق رہیں وہ) ادا کر دینا تو اوّل فرض حقوق ادا کئے جائیں گے گو اس نے فرائض
کو پیچھے کہا ہو اور فرائض یہ ہیں مثلاً حج۔ زکوٰۃ اور کفارہ (یہ سب سے پہلے ادا کئے
جائیں گے۔ اور اگر قوۃ میں سب حقوق برابر ہوں (یعنی سب ایک طرح کے فرض ہی
ہوں یا واجبات ہی ہوں) تو ایسی صورت میں اول وہ ادا کیا جائیگا جو موصی کی زبان
سے اوّل نکلا ہوگا (اور جو پیچھے کہا ہوگا وہ پیچھے ادا کیا جائیگا) اگر کسی نے (اپنی
طرف سے فرض حج کرانے کی وصیت کی تو اب وارثوں کو چاہیئے کہ اس کی طرف سے
اور اسی کے شہر سے ایک آدمی سواری پر حج کرنے کے لئے بھیجیں اور اگر اس کے ترکہ
کا اتنا روپیہ نہیں ہے کہ اس کے شہر سے آدمی حج کرنے کے لئے جا سکتے تو جہاں سے جانے
میں وہ روپیہ کافی ہوگا وہیں سے بھیجدیں گے۔ اگر کوئی شخص حج کرنے کے ارادے اپنے
شہر سے چل دیا تھا اور راستہ میں مر گیا اور یہ وصیت کر گیا کہ میری طرف سے حج کرا دینا
تو اس کی طرف سے حج کرنے والوں کو بھی اس کے شہر ہی سے بھیجیں گے جہاں وہ مر گیا ہے
وہاں سے نہیں بھیجا جائیگا اور دوسرے کی طرف سے حج کرنے والا کا بھی یہی حکم ہے
فائدہ۔ یعنی اگر ایک شخص دوسری طرف سے حج کرنے جا رہا تھا راستہ میں مر
گیا تو اب دوبارہ جو آدمی حج کرنے کے لئے بھیجا جائیگا تو وہ اس پہلے نائب کرنے
والے یعنی وصیت کرنے والے ہی کے شہر سے بھیجا جائیگا جہاں یہ نائب مرا ہے وہاں
سے نہیں بھیجا جائیگا (تکملۃ البحر)

رشتہ داروں کیلئے وصیت کرنا

ترجمہ۔ موصی (اگر اپنے ہمسایہ کے لئے وصیت کرے تو اس) کے ہمسائے وہ ہونگے جن کے گھر اس کے گھر سے ملے ہوئے ہوں اور سسرال کے لئے کوئی وصیت کرے تو) اس کے سسرالی وہ ہونگے جو اس کی بیوی کے ذی رحم محرم ہوں (یعنی اس کی بیوی کے وہ رشتہ دار کہ جن کا نکاح[1] اس کی بیوی سے ہمیشہ کے لئے حرام ہو (اگر کسی نے اپنے دامادوں کے لئے وصیت کی تو) اس کے دامادوں سے ان عورتوں کے شوہر مراد ہونگے جن سے اسے نکاح کرنا حرام ہو اور اہل سے مراد اس کی بیوی ہوگی۔ اور آل سے مراد اس کے گھر کے آدمی اور جنس سے اس کے باپ کے گھر کے آدمی۔ اگر کسی نے اپنے رشتہ داروں[2] کے لئے یا قرابت داروں کے لئے یا ذوی الارحام کے لئے یا اپنے خاندانوں کے لئے وصیت کی تو سب سے اول وصیت کے مستحق وہ ہونگے جو اس موصی کے سب سے زیادہ قریب کے رشتہ دار ہوں) اگر وہ نہ ہوں تو جن کا درجہ قریب ہونے میں ان کے بعد ہو (اگر وہ بھی نہ ہوں تو جو قریب ہونے میں ان کے بعد ہوں اور اسی ترتیب سے) اور اس موصی کے) ماں باپ اور اولاد اور وارث اس وصیت میں داخل نہیں ہونگے (کیونکہ وارثوں کے لئے وصیت نہیں ہوا کرتی) اور یہ وصیت دو کے لئے یا دو سے زیادہ کے لئے ہوگی (کیونکہ موصی نے جمع کے الفاظ بولے ہیں جو ایک پر نہیں بولے جایا کرتے) پس اگر اس وصیت کرنے والے کے (مثلاً دو چچا اور دو ماموں ہوں تو مذکورہ وصیت دونوں چچاؤں کے لئے ہوگی (کیونکہ رشتہ داری میں چچاؤں کا حق ماموؤں سے مقدم ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ قریبی رشتہ دار قرار پاکر وصیت کے مستحق وہی ہونگے) اگر اس موصی کے ایک چچا اور دو ماموں ہیں تو نصف وصیت چچا کے لئے ہوگی اور نصف دونوں ماموؤں کے لئے اور (اگر ایک چچا اور) ایک پھوپھی ہے تو یہ وصیت کے مال کو آدھوں آدھ بانٹ لیں گے۔ اگر کسی نے یہ وصیت کی کہ میرے مال میں سے فلانے کی اولاد کو اتنا دینا تو اس صورت میں اس فلانے کے لڑکے اور لڑکی دونوں کو برابر دیا جائیگا

---

[1] مثلاً اس عورت کے باپ دادا بھائی چچے تائے ماموں وغیرہ ۱۲۔ طحطاوی)

[2] اس موضوع پر عربی کنز میں اول اقاربہ کا لفظ ہے اور پھر لذوی قرابتہ اگرچہ مطلب ایک ہی ہے مگر لفظوں کے فرق کے لحاظ سے ترجمہ میں یہ فرق کر دیا گیا ہے ۱۲ مترجم بڈھانوی عفی عنہٗ۔

اور اگر یہ وصیت کی کہ میرے مال میں سے فلاں شخص کے وارثوں کو اتنا دینا تو اس فلانے کے وارثوں میں مرد کو دوہرا حصہ ملے گا اور عورت کو اکہرا (کیونکہ وارثوں کو حصہ اسی طرح ملا کرتا ہے)۔

خدمت۔ سکونت اور میوے کی وصیّت کرنا

ترجمہ۔ اگر کوئی کچھ معین دنوں کے لئے یا ہمیشہ کے لئے اپنے غلام کی خدمت کی یا اپنے مکان میں رہنے کی کسی کے لئے وصیت کر دے تو یہ درست ہے پس اگر وہ غلام تہائی ترکہ سے کم قیمت کا ہے تو موصیٰ لہٗ کو دیدیا جائیگا کہ اس کی خدمت کرے اور اگر تہائی ترکہ سے زیادہ قیمت کا ہے تو یہ غلام دونوں وارثوں کی خدمت کیا کرے ایک روز وارث کی اور ایک روز موصیٰ لہٗ کی اور اس موصیٰ لہٗ کے مرجانے پر یہ غلام موصی کے وارثوں کا اپنے باغ کے پھلوں کی (کسی کے لئے) وصیت کر کے مرگیا اور باغ میں اس وقت پھل لگا ہوا ہے تو موصیٰ لہٗ کو یہی پھل ملے گا (جواب لگا ہوا ہے) اگر موصی نے وصیت میں ہمیشہ کا لفظ بھی کہا تھا تو اس صورت میں یہ پھل اور جو اس کے بعد آئے سب موصیٰ لہٗ کا ہوگا۔ جیسا کہ باغ کی آمدنی کی وصیت کر دینے کی صورت ہے (کہ اس میں بھی جو اس وقت آمدنی موجود ہوا اور جو آئندہ ہو سب موصیٰ لہٗ ہی کو ملا کرتی ہے) اگر کسی نے اپنی بکری بھیڑوں کی یا ان کے بچوں کی یا دودھ کی وصیت کی تو ان چیزوں میں سے موصی کے مرنے کے وقت جس قدر ہوگی وہی موصیٰ لہٗ کو ملے گی (اور نہیں ملے گی) لفظ ہمیشہ کہا ہو یا نہ کہا ہو۔

ذمّی کی وصیّت

ترجمہ۔ اگر کسی ذمّی نے اپنی صحت میں اپنا مکان گرجا یا یہودیوں کا مندر کر دیا تھا۔ پھر مرگیا تو یہ مکان میراث ہے (اس کے وارثوں کو مل جائیگا) اور اگر اسے (گرجا وغیرہ کر دینے) کی کسی خاص قوم کے لئے وصیت کر گیا ہے تو یہ اس کے تہائی مال میں سے

جاری ہوگی اگر کوئی ذمی اپنے مکان کو غیر معین قوم کے لئے عبادت خانہ بنانے کی وصیت کر دے تو یہ درست ہے جیسا کہ اگر کوئی کافر حربی۔ مستامن اپنے سارے مال کی کسی ذمی کے لئے وصیت کر دے تو بھی درست ہے۔

وصی کرنے کا بیان

فائدہ۔ وصی اس شخص کو کہتے ہیں کہ جسے کوئی اپنے مرنے کے بعد کے لئے اپنا کارندہ مقرر کر دے اور جو جو باتیں اسے میت کہہ مرے ان کی تعمیل کرے (مترجم عفی عنہ)

ترجمہ۔ اگر کسی نے ایک شخص کو اپنا وصی ٹھیرایا اور اس وصی نے اس کے سامنے وصی ہونے کو منظور کر لیا اور پھر اس کے سامنے ہی اس نے انکار بھی کر دیا تو یہ وصی بنانا واپس ہو جائیگا (یعنی یہ اس انکار سے اس کا وصی ہونا باقی نہیں رہے گا اگر اس کے مرنے کے بعد انکار کیا ہے تو اب وصی ہونا واپس نہ ہوگا۔ اور وصی اگر موصی کے ترکہ کو فروخت کر دے تو یہ فروخت کر دینا وصی ہونے کو منظور کر لینے کے حکم میں ہے (یعنی اس پر منظور کر لینے کا حکم ہو جائیگا۔ اگرچہ زبان سے منظور نہ کرتا ہو) اگر موصی کے مرنے کے بعد وصی یہ کہے کہ مجھے وصی ہونا منظور نہیں ہے اور یہ کہہ کر پھر منظور کر لے تو اس کی منظوری درست ہے (یعنی وہ وصی ہو جائے گا) بشرطیکہ جب اس نے یہ کہا تھا کہ مجھے وصی ہونا منظور نہیں ہے اس کہنے کے باعث قاضی نے اسے وصی ہونے سے برطرف نہ کر دیا ہو (اگر برطرف کر دیا ہوگا تو اس وقت اس کے قبول کرنے سے کچھ نہیں ہوگا) اگر کوئی شخص دوسرے کے غلام کو یا کافر کو یا فاسق کو اپنا وصی ٹھیرا کے مرجائے تو قاضی کو چاہیئے کہ اس کے بدلے میں دوسرا وصی مقرر کر دے ہاں اگر کوئی اپنے ہی غلام کو وصی کر دے اور اس کے وارث ابھی نابالغ ہوں تو یہ وصی کرنا درست ہے اگر ورثہ بالغ ہوں تو اس وقت غلام کو وصی کرنا درست نہیں ہے۔ اگر کوئی وصی وصیت کے کاموں کو انجام دینے سے عاجز ہو جائے تو قاضی اس کے ساتھ ایک اور آدمی کر دے (تاکہ یہ دونوں مل کر وصیت کی تعمیل کریں) اگر کسی کے دو وصی ہوں تو ان میں سے ایک دوسرے کی موجودگی کے بغیر کوئی کام کرنا باطل ہے ہاں موصی کے مرنے پر اس کی تجہیز و تکفین کا بندوبست کرنا کفن خریدنا۔ اس کے ننھے ننھے بچوں کے لئے ان کی ضروریات کی چیزیں خریدنا

کرلا دینا۔ اور اگر اس کو کوئی ہبتہً کچھ دے اسے لے لینا اور عین امانت کو اس کے مالک کے حوالے کرنا۔ موصی کا قرضہ ادا کرنا۔ خاص وصیت کا ادا کرنا معین غلام کو آزاد کرنا اپنے موصی میت کے حقوق کی جوابدہی کرنا (کہ ان امور کو اگر دو وصیوں میں سے ایک بلا دوسرے کے موئے کرائے گا تو یہ درست ہوں گے) اور وصی کا وصی دونوں ترکوا کا وصی ہوتا ہے۔

فائدہ - یعنی اگر کسی نے ایک شخص کو وصی کیا تھا اور اس وصی نے اپنے مرتے وقت اور کسی کو وصی کر دیا تو یہ اخیر کا وصی ان دونوں کے ترکوں کا وصی ہوگا (حاشیہ اصل از عینی)

ترجمہ - اگر وصی نے وارثوں کی عدم موجودگی میں (ان کی) طرف سے نائب ہو کر موصیٰ لہٗ سے بانٹ لیا تو اس کا بانٹ لینا درست ہے اور اس کا عکس درست نہیں ہے (یعنی اگر موصیٰ لہٗ موجود نہ ہوا اور ورثہ موجود ہوں تو ورثہ سے یہ وصی موصیٰ لہٗ کا حصہ تقسیم نہیں کرا سکتا) پس اگر اس نے موصیٰ لہٗ کی عدم موجودگی میں ورثہ سے مال تقسیم کرا کے موصیٰ لہٗ کا حصہ خود لے لیا اور وہ اس کے پاس سے تلف ہو گیا تو یہ موصیٰ لہٗ باقی مال میں سے تہائی اور لے لے۔ اگر کسی نے اپنی طرف سے حج کرانے کی کسی کو وصیت کی تھی اور اس وصی نے وارثوں میں مال تقسیم کر دیا اور حج کرانے کا خرچ اپنے پاس رکھا پھر حج کا روپیہ اس کے پاس سے جاتا رہا یا اس وصی نے اس شخص کو دیدیا تھا جو (موصی) میت کی طرف سے حج کرتا اور اس کے پاس سے وہ روپیہ جاتا رہا تو ان دونوں صورتوں میں باقی ترکہ کی تہائی میں سے موصی کی طرف سے حج کرا دے اگر موصیٰ لہٗ موجود نہ ہوا اور قاضی (ورثہ سے) مال تقسیم کرا لے اور موصیٰ لہٗ کا حصہ لے (کر اپنے پاس رکھ) لے تو یہ درست ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اگر قرضخواہ موجود نہ ہوں اور وصی (موصی کے) ترکہ میں سے ایک غلام لے کر (ان قرضخواہوں کا روپیہ ادا کرنے کے لئے) فروخت کر دے تو اس کا فروخت کرنا درست ہے اگر موصی نے اپنے غلام کو فروخت کرنے اور اس کی قیمت خیرات کرنے کے لئے کسی کو وصی کیا تھا اور وصی نے وصیت کے مطابق غلام کو بیع کیا اس کی قیمت کا روپیہ اس کے پاس سے جاتا رہا اور یہ روپیہ جاتے رہنے کے بعد وہ غلام کسی اور کا نکلا (جس نے گواہوں وغیرہ سے ثبوت پہنچا کر مشتری سے غلام لے بھی لیا) تو اب اس وصی کو مشتری سے لی ہوئی قیمت اپنے پاس سے دینی پڑیگی ہاں دینے کے بعد پھر موصی کے ترکہ میں سے لیلے اگر موصی کا ایک نابالغ لڑکا ہوا اور اس

لڑکے کے حصہ کا غلام یہ وصی بیچڈالے اور اس کی قیمت کا روپیہ وصی کے پاس سے جاتا رہے اور اب وہ غلام اور کا نکلے (جو ثبوت پہنچا کر غلام کو بھی لے بھی لے) تو اب جو وصی کو مشتری کی قیمت واپس کرنی پڑے گی تو یہ قیمت واپس کرنے کے لئے یہ روپیہ لڑکے ہی کے مال میں سے لے (اپنے پاس سے نہ دے کیونکہ اس نے لڑکے ہی کے فائدے کے لئے بیچا تھا وہی اس کا نقصان بھریگا) پھر یہ لڑکا وہی دام وارثوں سے لیلے (یعنی جو اس کے حصہ میں سے لیکر وصی نے مشتری کو دیے ہیں کیونکہ اس کے حصہ میں اتنی کمی آگئی ہے) اگر اس لڑکے کا مال کسی کے ذمہ ہو اور قرضدار کسی کے حوالے کرے۔ (یعنی دوسرے کو تبلائے کہ تم اس سے لے لینا اور وہ دینے والا بھی منظور کرتا ہے) تو (لڑکے کے حق میں اگر اس حوالہ کے قبول کرنے میں کچھ بہتری ہو تو وصی کو اس کا قبول کرلینا درست ہے اگر یہ وصی اس لڑکے کے مال سے خرید و فروخت کرے تو اتنے نقصان تک کہ جتنا ایسی چیزوں کے خریدنے میں تاجروں کو ہو جایا کرتا ہو اس کی خرید و فروخت جائز ہے (اور اگر اس سے زیادہ نقصان ہوگا تو اس صورت میں اس کی خرید و فروخت درست نہیں ہوگی) اگر بالغ وارثوں کی عدم موجودگی میں اس کی کوئی چیز وصی بیچ ڈالے تو یہ درست ہے سوائے زمین اور مکانوں کے (کہ ان کا بیع کرنا درست نہ ہوگا) وصی اپنے موصی کے بچوں کے مال میں سے (اپنے فائدے کے لئے) تجارت نہ کرے (کیونکہ اسے یہ مال صرف حفاظت کی غرض سے سونپا گیا ہے نہ کہ تجارت کے لئے) ایک لڑکے کے مال میں تصرف کرنے کا اس لڑکے کے باپ کے وصی کو اس لڑکے کے دادا سے بہ نسبت زیادہ استحقاق ہوتا ہے (یعنی باپ کے وصی کے موجود ہوتے ہوئے دادا کو اپنے پوتے کے مال میں تصرف کرنے کا استحقاق کم ہوتا ہے) اگر باپ نے کسی کو وصی نہ بنایا ہو تو پھر دادا بمنزلہ باپ کے ہو جاتا ہے (یعنی جو اختیارات باپ کے لئے ہوتے ہیں باپ کے نہ ہونے پر وہی اختیارات دادا کیلئے ثابت ہو جاتے ہیں

وصیوں کا گواہی دینا

فائدہ ۔ اگر دو وصی یہ گواہی دیں کہ میت نے (ایک تیسرے شخص مثلاً) زید کو بھی ہمارے ساتھ وصی کیا تھا تو یہ گواہی لغو ہوگی ہاں اگر زید بھی اپنے وصی ہونے کا دعویٰ کرے (اور پھر یہ دونوں گواہی دیں تو بیشک اس کا وصی ہونا ثابت ہو جائیگا) اور

یہی حکم (میت کے) دو بیٹوں کا ہے۔

فائدہ - یعنی یہ کہ اگر میت کے دو بیٹے یہ گواہی دیں کہ ہمارے باپ نے زید کو اپنا وصی کیا تھا اور زید وصی ہونے سے منکر ہو تو اُن کی گواہی لغو ہوگی ہاں اگر زید اپنے وصی ہونے کا دعویٰ کرے اور پھر یہ دونوں بیٹے گواہی دیں تو اُن کی گواہی مسموع ہو کر اس کا وصی ہونا ثابت ہو جائیگا۔ (عینی)

ترجمہ - اسی طرح اگر دو وصی کسی مال کی بابت یہ گواہی دیں کہ یہ ہمارے موصی کے صغیر سن وارث کا ہے یا یہ وصیت کا مال اس کے بالغ وارث کا ہے تو ان دونوں صورتوں میں بھی گواہی لغو ہوگی۔ اگر دو آدمی (مثلاً زید و عمرو) یہ گواہی دیں کہ (مثلاً بکر اور خالد) دو آدمیوں کا ایک ہزار روپیہ میّت کے ذمہ قرض ہے اور وہ دونوں یعنی بکر اور خالد یہ گواہی دیں کہ اِن پہلے دونوں گواہوں (زید اور عمرو) کا ایک ہزار روپیہ میت کے ذمّہ ہے تو یہ دونوں گواہیاں مقبول ہونگی اور اگر ان میں سے ہر فریق کی گواہی دوسرے کے حق میں ایک ہزار کی وصیت کی ہو تو وہ مقبول نہ ہوگی

فائدہ - مثلاً زید و عمرو یہ گواہی دیں کہ بکر اور خالد کے لئے میت نے ایکہزار کی وصیت کی ہے اور پھر بکر اور خالد یہ گواہی دیں کہ میّت نے زید اور عمرو کے لئے بھی ایک ہزار کی وصیت کی تھی تو یہ دونوں گواہیاں لغو ہونگی کیونکہ اس میں شرکت ثابت اور تہمت ہے (فتح القدیر)

کتابُ الخنثیٰ

خنثیٰ کا بیان

فائدہ - خُنثیٰ فعلیٰ کے وزن پر ف کے پیش سے تخنث سے مشتق ہے جس کے معنی نرمی اور تکسر کے ہیں اور یہ نام اس شخص کا اسی لئے رکھا گیا ہے کہ وہ اپنے بدن کو عورتوں کی طرح نرم اور نزاکت کی صورت پر رکھتا ہے اور شرع میں خنثیٰ اسے کہتے ہیں جو آگے مؤلف بیان فرماتے ہیں (حاشیہ اصل)

ترجمہ - (شرع میں) خنثیٰ اسے کہتے ہیں کہ جس کے ذکر اور فرج دونوں ہوں[1] پس اگر وہ ذکر سے پیشاب کرے تو لڑکا ہے اور اگر فرج سے کرے تو لڑکی ہے اور اگر کسی کو دونوں مقام سے پیشاب آتا ہے تو جس مقام سے اول آتا ہوگا اسی کے حکم میں ہوگا (مثلاً اگر ذکر[2] سے اول نکلتا ہے تو وہ لڑکے کے حکم میں ہے اور اگر فرج سے پہلے نکلتا ہے تو لڑکی کے حکم میں ہے) اگر دونوں مقاموں سے برابر ایک دفعہ ہی نکلتا ہے تو وہ خنثیٰ مشکل ہے (کہ نہ ایسے پر مرد کا حکم لگا سکتے ہیں اور نہ عورت کا اور اس بارے میں زیادہ پیشاب آنے کا کچھ لحاظ نہیں (یعنی اگر ایک مقام سے پیشاب کم نکلے اور دوسرے سے زیادہ نکلے تو اس کمی زیادتی سے لڑکے ہونے یا لڑکی ہونے کا ثبوت نہ ہوگا اور یہ علامتیں بالغ ہونے سے پہلے کی ہیں) پس اگر ایسے خنثیٰ کے بالغ ہونے پر ڈاڑھی نکل آئی یا اُس نے کسی عورت سے صحبت کرلی تو وہ مرد ہے۔ اور اگر اس کی چھاتیاں اُبھریں یا چھاتیوں

---

[1] یعنی مرد اور عورت دونوں کی علامتیں ہوں کیونکہ ذکر مرد کے پیشاب کے مقام کو کہتے ہیں اور فرج عورت کی پیشاب گاہ کو۔ ۱۲

[2] یعنے اس پر لڑکا ہونے کے احکام جاری ہونگے علیٰ ہٰذا القیاس دوسرے پر لڑکی ہونے کے۔ ۱۲

میں دودھ اُتر آیا یا اُسے حیض آنے لگا یا حمل رہ گیا۔ یا اب اس کی پیشاب گاہ ایسی ہو گئی ہے کہ مرد اس سے صحبت کر سکتا ہے تو وہ عورت ہے اور اگر ان میں سے کوئی علامت ظاہر نہ ہوئی (نہ مرد کی علامتوں میں سے کوئی علامت اور نہ عورت کی علامتوں میں سے کوئی علامت) یا دونوں طرح کی علامتیں ظاہر ہوگئیں تو اب بھی یہ خنثیٰ مشکل ہوگا۔ اس کا حکم نماز کی بابت یہ ہے کہ مردوں اور عورتوں کی صفوں کے بیچ میں کھڑا ہوا کرے (یعنی مردوں کی صف سے پیچھے کھڑا ہوا کرے اور عورتوں کی صف سے آگے) اور اس کے لئے اسی کے روپے سے ایک لونڈی خرید دی جائے تاکہ وہ اس کی ختنہ کر دے اور اگر اس کے پاس روپیہ نہ ہو تو پھر بیت المال سے روپیہ لے کر خرید دیں) اور ختنہ سے فراغت ہونے کے بعد لونڈی کو بیچ کر روپیہ واپس بیت المال میں دیدیا جائے اور میراث میں اس کا حصہ بیٹے بیٹی دونوں سے کم ہوتا ہے مثلاً اگر اس خنثیٰ مشکل کا باپ مر جائے اور وہ اس کے سوا ایک بیٹا بھی چھوڑے تو اس بیٹے کو دو حصہ ملیں گے اور اس خنثیٰ کو ایک حصہ۔

متفرق مسائل

ترجمہ ۔ وصیت ۔ نکاح ۔ طلاق ۔ خرید ۔ فروخت ۔ اور قصاص کے بارے میں گونگے کا اشارہ کرنا اور لکھدینا زبان سے بیان کر دینے کے حکم میں ہے سوائے حد کے[1] کہ اس میں لکھنے اور اشارہ کرنے سے کچھ ثابت نہیں ہو سکتا بخلاف اس شخص کے کہ جس کی زبان گویا ہونے کے بعد بیماری سے رہ گئی ہو کہ اس کا لکھدینا اور اشارہ کرنا زبان سے بیان کرنے کے برابر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ گویائی کا آلہ موجود ہے اور اس کا گونگا ہونا ایک عارضی امر ہے لہذا یہاں زبانی بیان کے ترک کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے ہاں اگر اس کی زبان بند ہوئے ایک عرصۂ دراز گذر جائے تو اس وقت یہ بھی گونگے کے حکم میں ہو جاتا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

[1] یعنے اگر گونگا اشارے یا تحریر کے ذریعے سے قصداً خون کرنے کا اقرار کرے تو اس سے قصاص لیا جائیگا اور علیٰ ہذا القیاس اگر ان ہی سے کسی کو زنا وغیرہ کی جھوٹی تہمت لگا دے تو اس پر حد نہیں آئے گی کیونکہ حد شبہ سے جاتی رہا کرتی ہے اور اس میں شبہ یقیناً ہے ۱۲ مترجم۔

ترجمہ ۔ اگر کہیں ذبح کی ہوئی اور مری ہوئی بکریاں ملجائیں (اور اتفاق امر سے یہ معلوم نہ ہو کہ ان میں کونسی مذبوحہ ہیں اور کونسی مُردار ہیں) پس اگر زیادہ تر ان میں مذبوحہ ہیں (اور مُردار کم ہیں) تو آدمی اٹکل کرلے (جو مذبوحہ خیال میں آئے اُسے کھالے اور اگر مذبوحہ کم ہیں اور ویسے مری ہوئی (مُردار) زیادہ ہیں تو ان میں سے بالکل نہ کھائے۔ اگر کوئی بھیگا ہوا ناپاک کپڑا دوسرے سوکھے ہوئے پاک کپڑے میں لپیٹ دیا گیا اور ناپاکی کی تراوٹ اس پاک کپڑے میں ایسی آگئی کہ اگر یہ نچوڑا جائے تو ناپاکی ٹپکتی نہیں ہے تو ایسی تری سے یہ پاک کپڑا ناپاک نہ ہوگا اگر بکری کی سری خون میں لتھڑی ہوئی آگ میں رکھدی جس سے کچھ کھال جل کر خون اس پر سے جاتا رہا اور پھر (بلا دھوئے) اسے شوربے دار پکا لیا تو اس کا کھانا درست ہے اور نجاست دُور کرنے کے لئے جلا دینا پانی سے دھوڈالنے کی طرح ہے۔ اگر بادشاہ زمین کا محصول زمیندار کو معاف کردے (اور نہ لیا کرے) تو یہ درست ہے، اگر عشری زمین کا عُشر کسی زمیندار کو معاف کردے تو یہ معافی درست نہ ہوگی

فائدہ ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زمین کا محصول تو بادشاہ ہی کا حق ہوتا ہے لہذا بادشاہ کا اسے معاف کردینا اور نہ لینا درست ہے بخلاف عُشر کے کہ وہ حق فقرا اور مساکین کا ہے اس کی معافی کا بادشاہ کو اختیار نہیں ہے ۔ کذا فی الفتح مختصراً ۱۲ ۔

ترجمہ ۔ اگر رمضان شریف کی قضا کا روزہ رکھا اور یہ نیت نہ کی کہ فلاں خاص روزے کی قضا ہے تو اُس کا یہ روزہ قضا میں محسوب ہو جائیگا ۔ اگر ایک روزہ قضا رکھنے میں دو رمضانوں کے دو قضا روزے رکھنے کی نیت کی تو یہ نیت[ا] بھی درست ہے (مگر روزہ ایک ہی رمضان کے ایک روزے میں محسوب ہوگا) جیسا قضا نماز پڑھنے میں (کہ کسی کے ذمہ کئی نمازیں تھیں اُس نے ایک نماز قضا پڑھی) اگرچہ یہ نیت نہ کی کہ شروع نماز کی قضا ہے یا پچھلی نماز کی قضا ہے تو یہ نماز بھی درست ہو جاتی ہے اگر کسی (روزے دار) نے دوسرے کا تھوک نگل لیا تو جس کا تھوک نگلا ہے اگر وہ اُس کا محبوب (اور معشوق) ہے تو اس نگلنے والے کو روزے کا کفارہ دینا پڑے گا ۔ اور اگر وہ محبوب نہیں تھا تو کفارہ نہیں آئیگا (فقط قضا آئے گی) اگر (مکہ جاتے ہوئے رستہ میں) بعض حاجی جان سے مارے جائیں تو یہ (اس سال) حج کو نہ جانے کے بارے میں (لوگوں کے لئے) عذر ہے (کیونکہ رستہ میں امن نہ رہا جو حج کو جانے کی شرائط میں سے ایک شرط ہے) اگر کسی نے ایک غیر عورت سے یہ

---

[۱] یہی حکم اور جانوروں کا بھی ہے ۱۲ [۲] یہ قول بعض فقہاء کا ہے اور اصح مذہب یہ ہے کہ نمازیں اور دو رمضانوں میں تعیین ہونی ضروری ہے ۱۲ ۔

کہا کہ تو زن من شدی ۔ یعنی تو میری بیوی ہوئی اُس نے جواب دیا شدم ہوئی تو اس سے نکاح نہ ہوگا ۔ اگر کسی نے ایک عورت سے یہ کہا کہ خویشتن را زن من گردانیدی یعنی تو نے اپنے آپ کو میری بیوی کر دیا اُس نے جواب دیا گردانیدم یعنی کر دیا اور اس پر اس مرد نے کہا کہ پذیرفتم میں نے قبول کیا تو اس سے نکاح ہو جائیگا ۔ اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ دختر خویش را بہ پسر من ارزانی داشتی ۔ یعنی تم نے اپنی بیٹی میرے بیٹے کو دی اُس نے جواب دیا داشتم ۔ دی ۔ تو اس سے نکاح نہیں ہوگا ۔ اگر کسی عورت نے اپنے شوہر کو اپنے پاس آنے سے منع کیا حالانکہ یہ شوہر پہلے سے اسی کے پاس اسی کے مکان میں رہتا تھا تو یہ منع کرنا اس عورت کی نافرمانی میں داخل ہے (یعنی اب اِس عورت کا نان و نفقہ اس شوہر کے ذمّے واجب نہیں رہے گا ۔ کیونکہ نافرمان بیوی کا نان و نفقہ شوہر کے ذمّہ نہیں رہا کرتا) اگر شوہر نے کسی کا مکان غصب کر رکھا تھا اور اُس (غصب کے مکان میں یہ رہتا تھا اور اس وقت عورت اُس کے پاس آنے سے رُکی تو اب یہ نافرمان شمار نہیں ہوگی (یعنی ایسی عورت کا نان و نفقہ شوہر کے ذمّہ برابر رہے گا) اگر کوئی عورت شوہر سے کہے کہ میں تیری لونڈی کے ساتھ نہیں رہتی اور میں علیحدہ مکان چاہتی ہوں تو عورت کو ایسا کہنا نہیں چاہیئے (کیونکہ شوہر کو خادم کی ضرورت ہوتی ہے وہ اُس کے کہنے سے لونڈی کو الگ نہیں کر سکتا) اگر ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مرا طلاق دہ ۔ یعنی مجھے طلاق دیدے اُس نے جواب دیا دادہ گیر یا کہا کردہ گیر یا کہا دادہ باد یا کہا کردہ باد (یعنی دی ہوئی لیلے یا کی ہوئی لیلے یا دی ہوئی ہوجیو یا کی ہوئی ہوجیو تو اگر ان چاروں الفاظ سے اُس نے طلاق دینے کی نیت کر لی ہے تو طلاق پڑجائیگی (اور اگر نیت نہیں کی یونہی زبان سے نکال دیے ہیں تو طلاق نہیں ہوگی) اگر شوہر نے اس کے جواب میں دادہ است یا کردہ است یعنی دیدی یا کر دی ہے کہدیا ہے تو فوراً طلاق پڑجائے گی خواہ نیت کی ہو یا نہ کی ہو اور اگر کہا دادہ انگار یا کہا کردہ انگار (یعنی دی ہوئی جان یا کی ہوئی جان تو ان سے طلاق نہیں پڑے گی گو طلاق کی نیت بھی کرے ۔ اگر شوہر نے اپنی بیوی کی بابت یہ کہا کہ یہ مجھے قیامت تک یا عمر بھر نہیں چاہیئے تو اس کہنے سے بغیر طلاق کی نیت کیے طلاق نہیں پڑیگی اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ تو عورتوں کا حیلہ کر تو یہ کہنا تین طلاق دینے کا اقرار ہے اور اگر یہ کہا کہ تو اپنا حیلہ کر تو یہ تین طلاقوں کا اقرار نہیں ہے ۔ اگر کسی عورت نے شوہر سے کہا کہ میں نے تجھے مہر بخشا اب تو مجھے لڑائی جھگڑے سے نجات دے تو اگر اس کے جواب میں شوہر نے اُسے طلاق دیدی تو (طلاق پڑجائے گی اور مہر ساقط ہو جائیگا ورنہ نہ ہوگا (کیونکہ عورت

گویا مہر پر خلع کرنا چاہتی تھی یا مہر کے عوض طلاق لینی چاہتی تھی۔ جب اُسے طلاق نہ ملی تو اُس کا مہر ساقط ہونے کی بھی کوئی وجہ نہ رہی) اگر آقا اپنے غلام سے یہ کہدے کہ اے میرے مالک یا اپنی لونڈی سے کہدے کہ میں تیرا غلام ہوں تو اس کہنے سے یہ غلام لونڈی آزاد نہ ہونگے اگر کسی نے یہ کہا کہ مجھ پر قسم ہے میں یہ کام نہ کروں گا تو یہ کہنا اللہ تعالیٰ کی قسم کھا لینے کا اقرار ہے اگر کسی نے یہ کہا کہ مجھکو طلاق کی قسم ہے میں یہ کام نہ کروں گا تو یہ قسم اُس کے ذمہ ہو جائیگی یہانتک کہ اگر اُس نے بعد میں وہ کام کر لیا تو اس کی بیوی پر طلاق پڑ جائیگی۔ اگر بعد میں یہ کہنے لگے کہ میں نے تو یہ جھوٹ کہا تھا تو اس کہنے کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔ اگر کسی نے یہ کہا کہ مجھے گھر کی قسم ہے میں یہ کام کروں گا تو یہ طلاق کی قسم کا اقرار ہے۔ اگر مشتری نے بائع سے کہا کہ قیمت ہٹا دے بائع نے جواب دیا کہ ہٹاتا ہوں تو دونوں کے اس کہنے سے بیع فسخ ہو گئی۔ اگر کسی نے یہ کہا کہ میں بخارا میں یا (دہلی میں) جبتک ہوں اگر فلانا کام کروں تو میری بیوی پر طلاق ہے پھر یہ بخارا سے (یا دہلی سے چلا گیا اور دوبارہ آکر اُس کام کو کیا تو اس کی بیوی پر طلاق نہیں پڑے گی۔ اگر کسی نے ایک گدھی بیچی (جس کے ساتھ اُس کا بچہ بھی تھا تو اُس کا بچہ بیع میں داخل نہیں ہوگا۔ متنازع فیہ زمین قابض کے قبضہ سے نہیں نکالی جا سکتی جب تک کہ مدعی اس بات کے (سچے) گواہ نہ گذار دے کہ یہ زمین میری ملک ہے۔ جو زمین ایک قاضی کے زیر حکومت نہ ہو اُس کی بابت اُس قاضی کا حکم درست نہیں ہے۔ اگر کسی مقدمہ میں گواہوں کے ثابت ہونے پر قاضی کچھ حکم لگا دے اور پھر یہ کہے کہ میں اپنا یہ حکم واپس لیتا ہوں یا کہے کہ مجھکو اپنے فیصلہ کے خلاف ثابت ہوا ہے یا یہ کہے کہ میں گواہوں کے دام میں آگیا تھا یا ایسی ہی کوئی بات اور کہے تو اُس کے اس کہنے کا کوئی اعتبار نہ ہوگا اور جو حکم پہلے دیچکا ہے وہی بحال رہیگا۔ بشرطیکہ دعویٰ حق اور گواہ ٹھیک ٹھیک ہوں۔ اگر کسی نے کچھ لوگوں کو ایک کمرے میں چھپا لیا اور پھر ایک آدمی سے (جو مدعا علیہ تھا) ایک چیز کا سوال کیا (کہ میری فلاں چیز تمھارے پاس ہے یا نہیں) اس نے اُس کا اقرار کر لیا اور یہ کمرے میں بند ہوئے لوگ اسے دیکھ رہے اور اُس کے اقرار وغیرہ کو سن رہے اور یہ اقرار کرنے والا انھیں نہیں دیکھتا تھا۔ تو اس اقرار پر ان لوگوں کی گواہی درست ہوگی۔ اور اگر وہ اس کی باتیں سنتے تھے اور یہ نظر نہیں آتا تھا تو اب اُن کی گواہی مقبول نہ ہوگی (کیونکہ آواز تو ایک دوسرے کی مشابہ ہو جاتی ہے لہذا فقط آواز سننے پر گواہی کا اعتبار نہیں ہو سکتا) اگر ایک شخص نے ایک زمین بیع کی اور اس کا ایک رشتہ دار وہیں (عدالت میں اس وقت موجود تھا جسے اس بیع کی اچھی طرح خبر تھی۔ اب اگر یہ رشتہ دار اس زمین پر دعوے کرنے لگے کہ یہ میری ہے تو اس کا دعویٰ

بے کار ہوگا۔ اگر ایک عورت نے اپنا مہر اپنے شوہر کو بخشدیا اور عورت مرگئی اس کے بعد اس کے وارثوں نے شوہر سے مہر کا مطالبہ کیا اور (مہر بخشنے کی بابت) انھوں نے یہ کہا کہ اس نے مرض الموت میں بخشا تھا۔ اور شوہر کہتا ہے صحت کی حالت میں بخشا تھا۔ تو (یا ورثہ اپنے دعوے پر گواہ پیش کریں ورنہ) شوہر کے قول کا اعتبار کیا جائیگا۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کے قرض وغیرہ کا اقرار کرلیا پھر کہا میں نے تو یہ جھوٹا اقرار کیا ہے تو اب مقرلہ کو (جس کے لئے اقرار کیا تھا اس طرح قسم دی جائیگی کہ (اللہ کی قسم) یہ مقر اپنے اقرار میں جھوٹا نہیں ہے اور نہ میں اپنے دعوے میں جھوٹا ہوں اقرار کرنا ملک کا سبب نہیں ہوسکتا۔

فائدہ - یعنی مثلاً اگر زید نے عمرو کے لئے کچھ روپے کا اقرار کرلیا جو واقعہ میں زید کے ذمے نہ تھا تو یہ اقرار عمرو کے لئے اس روپے کے مالک ہونے کا سبب نہیں بن سکتا بلکہ باعتبار اس عہد کے جو عمرو کے اور خدا کے درمیان میں ہے عمرو کو اس مال کو لینا درست نہیں ہے اگرچہ اس کے دعوی کر دینے پر حاکم اسے ضرور دلوا دے گا۔ مگر یہ حکم دنیوی ہے اللہ سے دوسرے عالم میں پھر معاملہ پڑنا ہے ہاں اگر زید اپنی خوشی سے دیدے اور یہ دینا از سرنو مالک کرنا ہے یہ اس اقرار کے سبب سے کرنا نہ ہوگا۔

ترجمہ - اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میں نے یہ چیز بیچنے کے لئے وکیل کردیا ہے وہ خاموش رہا اور (ہاں نہ کا کوئی جواب نہیں دیا) تو یہ وکیل ہوجائیگا۔ اگر ایک شخص نے اپنی بیوی کو وکیل کیا کہ تو اپنے آپ کو طلاق دے لے تو اب شوہر اس عورت کو (وکالت سے) معزول نہیں کرسکتا۔ اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میں نے اس کام کے لئے تجھے وکیل کردیا ہے اس شرط پر کہ جب میں تجھے معزول کروں تو تو میرا وکیل ہے تو اگر بعد میں یہ مؤکل اسے معزول کرنا چاہے تو دو مرتبہ اس طرح کہے کہ میں نے تجھے معزول کیا اور پھر معزول کیا۔ اگر اس مؤکل نے (وکیل کرتے وقت) یہ کہا تھا کہ جتنی دفعہ میں تجھے معزول کردوں اتنی ہی دفعہ تو میرا وکیل ہے تو ایسے وکیل کو اگر مؤکل معزول کرنا چاہے تو یہ کہے کہ میں نے جو وکالت (مشروطا اور) معلق کی تھی اس سے میں نے رجوع کرلیا اور اب جو وکالت ہے اس سے میں نے تجھے معزول کیا۔ اگر کسی کے ذمہ کچھ روپیہ قرض ہوا اور اس قرض[۱] کے عوض قرض ہی دینے پر صلح ہو تو صلح کے اس (بدلہ پر یہیں بیٹھے قبضہ ہوجانا اس صلح کے

---

[۱] قرض کے بدلے قرض ہی پر صلح ہونے کی صورت یہ ہے کہ مثلاً محمود کے احمد کے ذمے تیس روپے تھے احمد نے انکار کردیا اور محمود کے گواہ پیش کرنے کے بعد بیس روپے دو مہینے بعد دینے پر صلح ہوئی تو اگر یہ بیس روپے ابھی دیدئے گئے تو یہ صلح درست ہوجائیگی ورنہ درست نہ ہوگی۔ ۱۲۔

درست ہونے کی شرط ہے اگر قرض کے بدلے قرض پر صلح ہونے کی یہ صورت نہیں ہے تو اس مجلس میں قبضہ ہونا بھی شرط نہیں ہے۔ اگر ایک شخص نے نابالغ بچے پر ایک مکان کا دعویٰ کیا اور اس بچہ کے باپ نے اس کے مال میں سے کچھ دیکر مدعی سے صلح کرلی۔ تو اگر مدعی نے اپنے دعوے کا ثبوت گواہوں سے دیدیا تھا اور اس کے باپ نے روپیہ بھی مکان کی قیمت کے برابر ہی دیا ہے یا اتنا زیادہ دیا ہے کہ جتنا لوگ قیمتوں میں زیادہ دیدیتے ہوں تو یہ صلح درست ہوجائے گی۔ اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہ تھے یا گواہ تھے مگر وہ گواہی کے قابل یعنے عادل نہ تھے تو وہ صلح درست نہ ہوگی۔ اگر مدعی نے اول یہ بیان کیا کہ میرے پاس گواہ نہیں ہیں پھر گواہ پیش کردیے۔ یا (دو آدمیوں نے یہ کہا تھا کہ (فلاں آدمی کے اس دعوے میں) ہماری گواہی نہیں ہے اور پھر گواہی دی تو وہ گواہ اور یہ گواہی مقبول ہوگی۔ جس امام (حاکم) کو خود بادشاہ نے عہدہ دیا ہو اسے اختیار ہے کہ شارع عام میں سے کسی شخص کو کوئی قطعہ زمین دیدے بشرطیکہ چلنے والوں کو تکلیف نہ ہو جس شخص پر بادشاہ نے جرمانہ کردیا ہو اور یہ معین نہ کیا ہو کہ وہ اپنا مال بیچ کر ادا کرے (بلکہ اس سے ایک مقدار معین کا مطالبہ ہو) تو جرمانہ کے سبب سے اس کو اپنا مال بیچدینا درست ہے (اگر بادشاہ نے یہ حکم لگادیا تھا کہ تو اپنا مال بیچکر جرمانہ ادا کر تو اس صورت میں اس کا بیچنا درست نہ ہوگا کیونکہ یہ زبردستی کا بیچنا ہے اس کی خوشی سے بیچنا نہیں ہے ہاں اگر اب بھی یہ اپنی خوشی سے قیمت لیلے تو بیع درست ہوجائے گی۔ اگر کسی نے اپنی بیوی کو مار سے ڈرایا (تاکہ وہ اسے مہر بخشدے) چنانچہ اُسنے ڈر کے مارے بخشدیا تو اگر یہ شوہر اس کو مار سکتا تھا تو اس عورت کا بخشنا درست نہیں (اور اگر مار نہیں سکتا تھا محض ڈراوا ہی تھا اور پھر عورت نے مہر بخشدیا تو یہ بخشنا درست ہوگا۔ کیونکہ اس صورت میں زبردستی ثابت نہ ہوئی جو نادرست ہونے کا سبب تھی) اگر شوہر نے بیوی سے زبردستی (اُسے مجبور کرکے) خلع کرایا تو اس خلع سے طلاق پڑجائے گی اور (بدل خلع یعنی وہ مال) جو شوہر کے ذمہ ہے ساقط نہ ہوگا (بلکہ شوہر کو اس عورت کے حوالے کرنا پڑے گا) اگر ایک عورت کے ذمہ کچھ قرض تھا وہ قرض اس عورت نے اپنے مہر کے عوض (اپنے شوہر کے ذمہ کردیا پھر مہر شوہر کو بخشدیا تو اس کا یہ بخشنا درست نہ ہوگا (کیونکہ اس کے ساتھ دوسرے کا حق متعلق ہوگیا ہے۔ اب عورت کو اس کا اختیار نہیں رہا) اگر کسی نے اپنی ملک میں ایک کنواں یا پلیدی کا کھتہ بنایا تھا۔ اس سے اس کے ہمسایہ کی دیوار کو تری پہنچی اور ہمسایہ نے اس سے درخواست کی کہ تم یہ کنواں یا کھتہ پاٹ دو (مجھے نقصان پہنچتا ہے)۔ تو کنویں

والا پاٹ دینے پر مجبور نہ کیا جائیگا۔ اگر اس تری سے ہمسایہ کی دیوار گر بھی پڑے گی تو کنوئیں یا کھیت والے کو بدلہ نہیں دینا پڑے گا۔ اگر شوہر نے اپنی بیوی کے مکان میں اس کے اپنے روپیہ سے ایک بیٹھک وغیرہ بنالی تو یہ عمارت اسُ کی بیوی کی ہوگی اور جو کچھ اسُ پر خرچ ہوا ہوگا وہ اس عورت کے ذمہ ہوگا اور اگر اسُ نے بلا اجازت لینے ہی سے بنائی تھی تو اب عمارت شوہر ہی کی ہوگی اور اگر بیوی کے لئے اس کی اجازت کے بغیر بنا دی تھی تو عمارت اِس عورت کی ہوگی۔ اور جو کچھ اسُ پر خرچ ہوا ہوگا وہ سلوک کرنے کے طور پر ہوگا (گویا اتنے روپے کا اسُ نے عورت کے ساتھ سلوک کر دیا ہے جو اسُے دینا نہیں پڑے گا کیونکہ یہ قرض نہیں ہے) اگر کسی نے اپنے قرضدار کو پکڑ لیا تھا ایک اور شخص نے آکر اسُ کے ہاتھ سے قرضدار کو چھڑا دیا تو چھڑانے والے کے ذمہ یہ قرض نہ ہوگا ایک شخص کے پاس دوسرے آدمی کا مال تھا جس کے پاس تھا اسُ سے بادشاہ نے کہا کہ یہ تو مجھے دیدے ورنہ میں (تجھے چوری کے جرم میں رکھکر) تیرا ہاتھ کٹوا ڈالوں گا یا تیرے بچاس کوڑے لگواؤں گا۔ اسُ نے ڈر کے مارے وہ مال بادشاہ کو دیدیا تو اب اسے اسُ مال کا تاوان نہیں دینا پڑے گا (کیونکہ اس سے وہ مال مجبور کر کے زبردستی لیا گیا ہے) ایک شکاری نے جنگل میں بسم اللہ اکبر کہہ کر گورخر (وغیرہ) کا شکار کرنے کی غرض سے درانتی[1] گاڑ دی تھی اور دوسرے دن آیا تو ایک گورخر (وغیرہ) زخمی مرا ہوا وہاں پڑا پایا تو اس کا کھانا درست نہیں ہے۔ بکری (وغیرہ حلال جانوروں میں سے ان اعضاء کا کھانا مکروہ تحریمی ہے۔ اولؔ پیشاب کا مقام۔ دوسرےؔ کپورے۔ تیسرےؔ غدود چوتھے پھکنا۔ پانچویں پتا۔ چھٹے جاری خون۔ ساتویںؔ آلہ تناسل۔ آٹھویںؔ حرام مغز۔

فائدہ ۔ غائب شخص اور نابالغ لڑکے اور پائے ہوئے لڑکے کے مال کا قاضی کو اتنا اختیار ہے کہ جسے چاہے قرض کے طور پر دیدے (کیونکہ قاضی بلا جلدی ہتھکڑی لگائے پھر وصول کر سکتا ہے اور اوروں کو یہ اختیار نہیں ہے کیونکہ ان کے لئے بلا خرچ کئے وصول کرنا مشکل ہے۔

ترجمہ ۔ اگر کسی لڑکے کی سپاری اتنی کھلی ہوئی ہے کہ اگر کوئی آدمی دیکھے تو اسُے ختنہ کیا ہوا خیال کرے اور اب اس کے ذکر کی کھال مشکل سے کٹتی معلوم ہو تو

---

[1] کنز عربی میں اس موقعہ پر لفظ منجل میم کے زیر سے ہے صراح میں اس کے معنے درانتی کے لکھے ہیں اس کے علاوہ بین السطور میں بھی اس کے معنی مایحصد بہ الزرع کے ہیں وہ درانتی ہی ہوتی کیونکہ کھیتی درانتی سے کٹتی ہے کنز کے بعض مترجموں نے جو اس کے معنے برچھی کے لکھے ہیں پتہ نہیں کہ یہ معنی کیسے کئے گئے۔ ۱۲

اسے بے ختنہ ہی کئے رہنے دیا جائے جیسا کہ اگر کوئی بڈھا مسلمان ہوا ور تجربہ کار جراح یہ کہیں کہ اس میں ختنہ کی طاقت نہیں ہے (اور لسے ختنہ ہونے سے سخت تکلیف اٹھانی پڑے گی تو اس کی ختنہ بھی نہیں کی جائیگی ختنہ کرانے کے لئے مستحب وقت ساتواں سال ہے۔ گھوڑ دوڑ کرنی اور اونٹوں کو آپس میں دوڑانا یا پیادہ دوڑنا کہ دیکھیں کون آگے نکلے اور تیر اندازی (یا بندوق چلانی) سیکھنا (جہاد کی غرض سے) جائز ہے اور دونوں طرف سے شرط بدنی حرام ہے اور ایک طرف سے شرط ہونی (استحساناً) حرام نہیں ہے۔

فائدہ - دونوں طرف سے شرط بدنے کی صورت یہ ہے مثلاً احمد و محمود گھوڑ دوڑ کریں اور یہ شرط ٹھیرالیں اگر احمد کا گھوڑا آگے نکل جائے تو محمود سو روپے دے اور اگر محمود کا نکل جائے تو احمد دو سو روپے دے تو یہ حرام ہے۔ اور ایک طرفہ شرط کی صورت یہ ہے کہ اگر احمد کا گھوڑا آگے نکل جائے تو محمود سو روپے دے اور محمود کا آگے نکل جائے تو احمد کچھ نہیں دے گا۔ یہ درست ہے۔

ترجمہ - پیغمبروں اور فرشتوں کے سوا اور لوگوں کے نام پر درود و سلام نہ بھیجنا چاہیئے (مثلاً کوئی یہ کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی فُلَانٍ۔[1] اس طرح کہنا ناجائز ہے) ہاں پیغمبروں اور فرشتوں کے ساتھ میں تبعیت کے طور پر جائز ہے (مثلاً کوئی یہ کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی فُلَانٍ[2] تو یہ جائز ہے۔

فائدہ - صحابہؓ کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہنا اور تابعین اور ان کے بعد سلف صالحین کے ناموں کے بعد رحمہم اللہ کہنا مستحب ہے اور راجح مذہب یہ ہے کہ اس کا عکس بھی درست ہے یعنی صحابہؓ کے ناموں کے بعد رحمہم اللہ کہنا اور تابعین اور ان کے بعد کے سلف صالحین کے ناموں کے بعد رضی اللہ عنہم کہنا بھی درست ہے۔

ترجمہ - کافروں کے تیوہاروں کے نام پر مثلاً نوروز (جو بیساکھ کے پہلے دن کا نام ہے) اور مہرگان (جو کاتک کے پہلے دن کا نام ہے) خیرات کرنی جائز نہیں ہے (اور اسی حکم میں دیوالی اور ہولی وغیرہ ہیں کیونکہ یہ بھی کافروں کے تیوہار ہیں) گوشہ دار ٹوپیوں کے اوڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے (گوشہ دار سے مراد کلاہ ہے اونی ہو

---

[1] ترجمہ الٰہی فلاں شخص پر درود اور سلام بھیج۔ ۱۲

[2] الٰہی اپنے حبیب پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فلاں شخص پر درود اور سلام بھیج یہ درست ہے۔ ۱۲ مترجم عفی عنہ

یا سوتی ہو مگر ریشمی یا سونے چاندی کے زیادہ کام کی نہ ہو) سیاہ کپڑے[عہ] پہننا اور عمامہ کا شملہ دونوں مونڈھوں کے درمیان آدھی کمر تک نیچا رکھنا مستحب ہے۔ بوڑھے آدمی جاہل سے جوان آدمی عالم (با عمل) کو آگے بڑھکر چلنا جائز ہے۔ حافظ قرآن کو چاہیئے کہ (رمضان میں سنانے کے علاوہ) ایک قرآن شریف چالیس[عہ] روز میں ختم کیا کرے (تاکہ پڑھنے میں جلدی اور گڑبڑ نہ ہو)
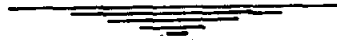
عہ سیاہ کپڑوں کا استحباب کسی حدیث سے ثابت نہیں حضور سرور عالم[ؐ] سے فتح مکہ کے روز صرف سیاہ عمامہ باندھنا ثابت ہے۔ اور موجودہ دور میں چونکہ یہ شیعوں کا لباس ہے جو ماتم کے وقت پہنا جاتا ہے۔ اسی طرح عیسائی بھی ماتم کے وقت سیاہ لباس پہنتے ہیں۔ اس باعث ان کی مشابہت سے اجتناب ضروری ہے۔ حبیب

عہ چالیس روز کی قید بلا دلیل ہے۔ بلکہ حضور نے حضرت عبد اللہ بن عمرو کو ایک ماہ میں ختم کرنے کا حکم دیا تھا اور یہ زیادہ سے زیادہ مدت ہے اور کم از کم مدت تین دن ہیں۔ حبیب

کتاب الفرائض

میّت کے وُرثاء کا حصّہ

فائدہ - میت کے مال سے تجہیز و تکفین کے بعد اول اس کے ذمہ کا وہ قرض ادا کرنا چاہیئے جس کے عوض اس میت کی کوئی چیز گرو ہوا ور اس کے بعد اس کا ترکہ اس حساب سے تقسیم ہوگا جو آگے خود مؤلف بیان فرماتے ہیں۔

ترجمہ - میت کے ترکہ میں سے اول اس کے کفن و دفن کا انتظام کیا جائے پھر جو کچھ بچے اس سے اس کا قرض ادا کیا جائے پھر اس سے جو کچھ بچے اس میں سے اس کی وصیت پوری کی جائے پھر جو کچھ بچے اسے میت کے وارثوں میں (حصہ رسد) تقسیم کر دینا چاہیئے۔

فائدہ - میت کے وارث تین طرح کے ہوتے ہیں اول ذوی الفروض۔ دوسرے عصبی تیسرے ذوی الارحام۔

ترجمہ - ورثہ اول ذوی الفروض ہیں یعنی وہ حصہ والے کہ جن کا حصہ قرآن مجید یا حدیث رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم سے) معین ہو چکا ہے (اور وہ بارہ آدمی ہیں ان میں سے اول میت کا باپ ہے) پس باپ کے لئے میت کے بیٹے یا بیٹے کے بیٹے وغیرہ کے ہوتے ہوئے چھٹا حصہ ہے (اور اگر باپ کے ساتھ میت کی بیٹی یا پوتی یا پڑپوتی وغیرہ مونث اولاد ہو تو باپ کو چھٹا حصہ بھی ملے گا اور جو ان ذوی الفروض کے حصے ہو کر بچیگا وہ بھی باپ ہی کو ملیگا۔ اگر میت کے لڑکا لڑکی کچھ نہ ہوا ور باپ ہو تو تمام مال باپ ہی کو ملتا ہے کیونکہ باپ عصبہ بھی ہے ان میں سے دوسرا میت کا دادا ہے) اور دادا[1] (میت کا باپ زندہ نہ ہونے کی صورت میں) باپ کے حکم میں ہے

[1] بشرطیکہ تہائی مال سے زائد نہ ہو جیسے یعنی دادا ہو عربی میں دادے اور نانے کو جد کہتے ہیں مگر دادے کو جد صحیح اور نانے کو جد فاسد اسی واسطے عربی میں ان کی تعریف کرنے کی ضرورت پڑتی ہے ورنہ ہماری زبان میں دادا نانا کہنے سے فرق معلوم ہو جاتا ہے - ۱۲ مترجم عفی عنہ۔

اگر اس کے اور میت کے ناتے میں میت کی ماں نہ آتی ہو (جیسے باپ کا باپ یا دادے کا باپ یا اوراوپر تک) مگر ہاں دو مسئلوں میں باپ اور دادا کے درمیان فرق ہے ایک تو یہ کہ جب میت ماں باپ اور مثلاً بیوی یا شوہر چھوڑے تو باپ کے موجود ہونے کے باعث شوہر یا بیوی کا حصہ دے کر جو بچتا ہے ماں کو اس بچے ہوئے کی تہائی ملتی ہے۔

فائدہ - اسی صورت میں اگر باپ کی جگہ دادا ہو تو اس وقت ماں کو کل مال کی تہائی ملتی ہے مثلاً ایک شخص مرا اور اس نے ایک بیوی اور ماں باپ چھوڑے تو اس صورت میں بیوی کو چوتھائی ترکہ پہنچیگا کیونکہ میت کے اولاد نہیں ہے اور چوتھائی نکلنے کے بعد جو بچے گا اس میں سے تہائی ماں کو اور باقی باپ کو ملے گا اگر باپ کی جگہ دادا زندہ ہو تو ماں کو کل مال کی تہائی ملتی اور جو باقی بچتا اس میں سے ایک چوتھائی بیوی کو ملکر باقی سب دادا کو ملتا یہی صورت بیوی کی جگہ شوہر ہونے پر ہوگی۔

ترجمہ - دوسرا فرق یہ ہے کہ میت کے دادے کے ہوتے ہوئے باپ کی ماں یعنی میت کی دادی اپنے حصہ سے محروم ہوجاتی ہے اور میت کے دادے کے ہوتے ہوئے باپ کی ماں (ان دو حکموں کے سوا باپ اور دادا ہر حکم میں دونوں برابر ہیں) چنانچہ (میت کے) بھائی اور بہنیں دادا کے ہوتے ہوئے محروم ہوتے ہیں ذوی الفروض میں سے تیسری (میت کی ماں ہے) جس کے لئے تہائی ہے۔ اگر میت کے کچھ اولاد ہو یا اولاد کی اولاد ہو اگرچہ کتنے ہی نیچے کی ہو (اور لڑکے ہوں یا لڑکیاں ہوں) یا دو یا دو سے زیادہ بہن بھائی ہوں (برابر ہے کہ حقیقی ہوں یا علاتی ہوں یا اخیافی ہوں) تو ان کے ہوتے ہوئے ماں کا چھٹا حصہ ہے باقی بہن کی اولاد اگر ہو تو (اس صورت میں یہ حکم نہیں ہے (ذوی الفروض میں سے چوتھی میت کی جدہ صحیحہ ہے) اور (جدہ صحیحہ وہ ہے کہ اس کا ناتا میت تک بیان کرنے میں جد فاسد نہ آئے (چنانچہ دادی اور نانی یا پڑدادی اور پڑنانی سب جدہ صحیحہ ہیں کیونکہ ان کے ناتے میں جد فاسد یعنی نانا نہیں آتا ہاں نانے کی ماں یا نانے کی دادی جدہ فاسدہ ہوگی کیونکہ نانا بیچ میں ہے) اور (جدات کے لئے خواہ کتنی ہی ہوں (یعنی ایک ہو یا کئی ہوں) چھٹا حصہ ہے اور جس جدہ کے میت سے دو رشتے ہوں اور جس کا صرف ایک ہی ہو حصہ ملنے میں یہ دونوں برابر ہونگی۔

لہ یعنی فرائض میں دادے کے بھی باپ نہ ہونے کی صورت میں وہی تین احوال ہوتے ہیں جو باپ میں ابھی مذکور ہوئے ہیں۔ ۱۲ لہ یعنی اس وقت کہ میت کے اولاد ہو ورنہ اولاد کی اولاد ہو کیونکہ ان کے ہوتے ہوئے ماں کو چھٹا حصہ ملتا ہے چنانچہ آگے آرہا ہے۔ ۱۲ من التکملہ۔

فائدہ۔ دو رشتے اس طرح ہو سکتے ہیں کہ مثلاً ایک عورت کے ایک پوتا اور ایک نواسی ہے اور ان دونوں کا آپس میں نکاح ہوگیا پھر ان کے اولاد ہوئی تو ان کی اولاد کی یہ عورت دو رشتوں سے جدّہ ہوگی یعنی ان کی ماں کی طرف سے یہ نانی بنے گی اور باپ کی طرف سے یہ دادی ہوگی اور ایک رشتہ سے نانی اور دادی ہونا تو صاف ظاہر ہے۔

ترجمہ۔ قریب کے ناتے کی جدّہ ہوتے ہوئے دُور کے ناتے کی جدّہ محروم ہو جاتی ہے اور ماں کے ہوتے ہوئے سب ہی جدّات محروم ہو جاتی ہیں (قریب کی ہوں یا دُور کی ہوں) ذوی الفروض میں پانچواں شوہر ہے) اور شوہر کے لئے (بیوی کے ترکہ میں اولاد نہ ہونے کی صورت میں) نصف ہے اور اگر اولاد ہو یا بیٹے کی اولاد ہو خواہ کتنے ہی نیچے کی ہو چوتھائی ہوتا ہے (ذوی الفروض میں چھٹی میت کی بیوی ہے) اور بیوی کے لئے (شوہر کے ترکہ میں سے) چوتھائی ہے (بشرطیکہ اولاد یا اولاد کی اولاد نہ ہو) اور اولاد کے ہوتے ہوئے یا بیٹے کی اولاد کے ہوتے ہوئے اگرچہ کتنے ہی نیچے کی ہو آٹھواں حصہ ہے (خواہ بیوی ایک ہو یا دو یا تین یا چار ہوں ان کا حصہ چوتھائی یہ آٹھویں سے نہیں بڑھ سکتا یعنی چوتھائی شوہر کے اولاد نہ ہونے کی صورت میں اور آٹھواں اولاد ہونے کی صورت میں بس۔ ساتویں ذوی الفروض میں سے میت کی بیٹی ہے) اور (میت کی) بیٹی کے لئے اگر ایک ہے تو ترکہ کا نصف ہے اور اگر دو یا دو سے زیادہ ہیں تو ترکہ کی دو تہائی ہیں اور (اگر وارث بیٹا بیٹی دونوں ہیں تو) بیٹا بیٹی کو عصبہ کر دیتا ہے (یعنی اس وقت یہ دونوں عصبہ ہو جاتے ہیں) اور عصبہ ہونے کی صورت میں ایک بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہوتا ہے۔ اور میت کا بیٹا (زندہ) نہ ہونے کی صورت میں پوتا بمنزلہ بیٹے کے ہوتا ہے (یعنی پوتے کا حق وہی ہو جاتا ہے جو بیٹے کا ہوتا ہے) اور اگر میت کی بیٹی کے ساتھ میت کا پوتا بھی ہو تو بیٹی کو ترکہ کا نصف دیکر باقی نصف پوتے کو ملیگا ذوی الفروض میں سے آٹھویں میت کی پوتی ہے اور پوتی کو (خواہ ایک ہو یا کئی ہوں میت کی ایک بیٹی کے ہوتے ہوئے) ایک چھٹا حصہ ملتا ہے تاکہ دو تہائی پورے ہو جائیں۔ کیونکہ پوتی بمنزلہ بیٹی کے ہے اسلئے دو تہائی جو بیٹیوں کا حق ہے ان میں پوری کر دی جائیں گی مگر ان میں فرق مراتب ہونیکی وجہ سے بیٹی کو نصف ملے گا اور باقی کو چھٹا) اگر بیٹیاں دو ہوں یا دو سے زیادہ ہوں تو اس صورت میں پوتیاں محروم ہو جاتی ہیں ہاں اگر ان کے ساتھ کوئی لڑکا ہو (یعنی ان کا بھائی ہو) یا ان سے نیچے کے درجے میں ہو (یعنی ان کے کوئی بھتیجہ ہو) تو وہ اپنے ساتھ والیوں اور

لہ یعنے کسی میت کے فقط یہی دو وارث ہوں ایک بیٹی اور ایک پوتا تو اُس وقت ترکہ کی تقسیم یوں ہوگی۔ ۱۲ مترجم۔

اوپر والیوں کو فرض والیوں کے سوا عصبہ بنا دیتا ہے اور جو ان سے نیچے کے درجے میں پوتیاں ہوں انھیں محروم کر دیتا ہے۔

فائدہ - مثلاً ایک میت کی تین یا دو بیٹیاں اور ایک پوتی اور ایک پڑ وتا اور ایک پڑ وتی اور ایک پوتی کی پوتی یعنی میت کی سڑوتی ہے تو اس صورت میں دو بیٹیوں کو دو تہائی ملے گی اور ایک تہائی جو بچے گی وہ پڑ وتی کے سبب سے پوتی، پڑوتی اور پڑوتے تینوں میں تقسیم ہو جائے گی ہاں پڑوتے کو ان لڑکیوں سے دونا ملے گا۔ اور میت کی سڑوتی جو پڑوتے سے نیچے درجے میں ہے وہ محروم رہے گی۔

ترجمہ - ذوی الفروض میں سے نویں میت کی حقیقی بہنیں ہیں اور حقیقی بہنیں بیٹیاں (اور پوتیاں) نہ ہونے کی صورت میں بیٹیوں کے حکم میں ہے (پس اگر ایک بہن ہے) تو نصف ترکہ ملیگا کیونکہ ایک بیٹی ہو تو اُسے نصف ملتا ہے اگر دو یا دو سے زیادہ بہنیں ہوں تو انہیں دو تہائی ملے گا کیونکہ دو اور دو سے زیادہ بیٹیوں کو دو تہائی ملا کرتی ہے) ذوی الفروض میں سے دسویں علاتی بہنیں ہیں یہ) حقیقی بہنوں کے ساتھ ایسی ہیں کہ جیسے پوتیاں بیٹیوں کے ساتھ (اور بیٹیوں پوتیوں کی نسبت ابھی مذکور ہو چکی ہے) بہنیں خواہ حقیقی ہوں خواہ علاتی ہوں ان کے بھائی انھیں عصبہ کر دیتے ہیں (یعنی وہ تو عصبہ ہوتے ہی ہیں اُن کی وجہ سے یہ بھی عصبہ ہو جاتی ہیں) اسی طرح میت کی بیٹی اور پوتی بھی میت کی بہنوں کو عصبہ کر دیتی ہیں (یعنی یہ سب مل کر عصبہ ہو جاتی ہیں) ذوی الفروض سے بچا ہوا ترکہ سب یہی لے لیتی ہیں (ذوی الفروض میں سے گیارہویں اور بارہویں) اخیافی (بہنیں اور بھائی ہیں اُن) بہنوں اور بھائیوں کے لئے ایک ہو تو چھٹا حصہ ہے اور اگر زیادہ ہوں تو ایک تہائی ہے ان میں مرد اور عورت دونوں کا حصہ برابر ہے (یعنی یہ حقیقی اور علاتی بہنوں کی طرح نہیں ہیں کہ مرد کو عورت سے دوہرا حصہ ملے) اور (بہن بھائی (خواہ کیسے ہی ہوں حقیقی ہوں یا علاتی ہوں یا اخیافی ہوں) میت کے بیٹے اور پوتے پڑوتے وغیرہ نرینہ اولاد اور باپ دادا کے ہوتے ہوتے سب محروم ہو جاتے ہیں اور میت کی سگی بیٹی اور پوتی اخیافی بہن بھائیوں ہی کو محروم کرتی ہے اور بس (یعنی حقیقی اور علاتیوں کو یہ محروم نہیں کرتیں۔ وارثوں کی دوسری قسم عصبہ ہیں) عصبہ وہ وارث ہے کہ اگر اکیلا ہو (یعنی ذوی الفروض نہ ہوں) تو سارا مال اسی کو ملے اور اگر ذوی الفروض کے ساتھ ہو تو ان سے بچا ہوا اُس کو ملے۔

فائدہ - عصبہ دو قسم پر ہے ایک عصبہ نسبی دوسرا سببی۔ عصبہ نسبی اسے کہتے ہیں جو نسب کے ذریعہ سے ہو اور عصبہ سببی مولیٰ عتاقہ یعنی میت کے آزاد کرنے والے کو کہتے

ہیں میراث میں عصبہ نسبی مقدم ہوتا ہے اس کی پوری تفصیل سراجی وغیرہ سے معلوم ہو سکتی ہے
ترجمہ۔ عصبہ کی ترتیب یہ ہے کہ سب سے اول درجے کا عصبہ میت کا بیٹا ہے پھر پوتا پھر پڑپوتا۔ اسی طرح آگے خواہ کتنے ہی نیچے تک ہو اگر اس سلسلے میں کوئی نہ ہو تو پھر میت کا باپ باپ نہ ہو تو دادا یہ نہ ہو تو پڑدادا اگرچہ کتنے ہی اوپر کا ہو (اگر اس سلسلہ میں کوئی نہ ہو تو) پھر (میت کا) سگا بھائی (اور اگر سگا بھائی بھی نہ ہو تو) پھر علاتی (یعنی باپ شریک) بھائی (اگر یہ بھی نہ ہو تو) پھر علاتی بھائی کا بیٹا (اگر یہ بھی نہ ہو تو) پھر میت کے چچا تائے (اگر یہ بھی نہ ہوں تو) پھر باپ کے چچا تائے (یہ بھی نہ ہوں تو) پھر (میت کے) دادا کے چچا تائے اور اسی مذکورہ ترتیب کے ساتھ (یعنی ان سب میں سگے علاتیوں پر مقدم رہیں گے سگوں کے ہوتے ہوئے چچا علاتیوں کو حق نہیں پہنچے گا) ان سب نسبی عصبوں کے بعد میت کے آزاد کرنے والے کا درجہ ہے (جسے مولیٰ العتاقہ اور عصبۂ سببی کہتے ہیں اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر اس کے عصبوں کو اسی مذکورہ ترتیب سے پہنچیگا (جو عصبۂ نسبی میں بیان کی گئی ہے) جن عورتوں کا حصہ نصف یا دو تہائی ہوتا ہے (جیسے بیٹیاں پوتیاں اور حقیقی اور علاتی بہنیں) تو وہ بھائیوں کے ساتھ عصبہ نہیں ہوتیں اور جس شخص کی میت سے قرابت کسی کے ذریعے سے ہو تو اس ذریعے کے موجود ہوتے ہوئے وہ شخص محروم رہے گا (مثلاً دادا کی قرابت میت کے باپ کے ذریعے سے ہوتی ہے اور پوتے کی قرابت میت کے بیٹے کے ذریعے سے تو باپ کے موجود ہوتے ہوئے دادا اور بیٹے کے موجود ہوتے ہوئے پوتا محروم رہیگا) سوائے اخیافی بہن بھائیوں کے کہ ان کی قرابت ماں کے ذریعہ سے ہوتی ہے لیکن وہ اس قاعدے سے خارج ہیں۔ لہٰذا وہ ماں کے ہوتے ہوئے محروم نہیں ہوتے) جو وارث کسی قریب رشتہ دار کی وجہ سے (ترکہ سے) محجوب (یعنی محروم) ہو جاتا ہے وہ اوروں کو محجوب کر سکتا ہے۔ مثلاً ایک میت نے دو بھائی یا دو بہنیں اور ماں اور باپ چار وارث چھوڑے تو اس صورت میں یہ دو بھائی یا دو بہنیں ماں کے حصے کو تہائی سے چھٹے کیطرف محجوب کر دیں گی (یعنی میت کا باپ زندہ ہونے کے باعث اگرچہ یہ دونوں بھائی یا دونوں بہنیں محروم ہی رہیں گی۔ لیکن تاہم انکی وجہ سے ماں کو چھٹا حصہ ملیگا اگر یہ نہ ہوتے تو ماں کو تہائی ملتا۔ ہاں جو شخص غلام ہونیکے باعث یا مورث کو اپنے ہاتھ سے قتل کرنیکے باعث یا دین[1] مختلف

[1] دین کے مختلف ہونے سے مراد یہ ہے کہ مثلاً باپ مسلمان ہے اور اس کا بیٹا کافر ہے اور ملک مختلف ہونا یہ ہے کہ مثلاً میت اسلامی سلطنت میں ہے اور بیٹا کفار کی سلطنت میں تو ایسا بیٹا میت کے اور وارثوں یعنی ماں بہنوں وغیرہ کو محروم نہیں کر سکتا۔ ۱۲ مترجم عفی عنہٗ۔

ہونے کے باعث یا ملک مختلف ہونے کے باعث ترکہ سے محروم رہا ہو تو وہ کسی کو محروم نہیں کرسکتا۔ جس طرح مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں اسی طرح کافر بھی آپس میں نسب اور سبب دونوں ذریعوں سے ایکدوسرے کے وارث ہوتے ہیں۔

فائدہ ۔ ذریعہ نسب سے مراد یہ ہے کہ مثلاً آپس میں باپ بیٹے یا بہن بھائی ہوں اور ذریعہ سبب یہ کہ مثلاً آپس میں میاں بیوی ہوں یا ایک دوسرے کا آزاد کردہ ہو ایک شخص دو بیبیوں سے بھی وارث ہوسکتا ہے مثلاً ایک شخص نے کسی کی لونڈی سے نکاح کر رکھا تھا پھر اُسے خرید کر آزاد کر دیا تو اس لونڈی کا یہ شخص شوہر ہونے کے سبب سے بھی وارث ہوگا اور آزاد کرنے کے سبب سے بھی (عینی بہ زیادہ)

ترجمہ ۔ اگر کسی کافر میں ایسی دو قرابتیں جمع ہوں کہ ایک کے اعتبار سے وہ محجوب ہوتا ہے اور دوسری کے اعتبار سے حاجب تو فقط حاجب ہونے کے اعتبار سے اسے میراث ملیگی (مثلاً ایک آتش پرست نے اپنی ماں سے نکاح کر لیا تھا اُس سے اس کے ایک لڑکا ہوا تو یہ لڑکا اس عورت کا لڑکا بھی ہے اور پوتا بھی ہے۔ اب جس وقت یہ عورت مرے گی تو اس لڑکے کو اس عورت کے بیٹا ہونے کے اعتبار سے میراث ملے گی۔ کیونکہ پوتا تو بیٹے کے ہوتے ہوئے محروم یعنی بیٹے سے محجوب ہوتا ہے) اور اپنی محرم کے نکاح کرنے کے باعث کسی کافر کو میراث نہیں مل سکتی (مثلاً کوئی کافر اپنی بیٹی یا ماں سے نکاح کرلے بعد میں یہ مرجائے تو اس کافر کو شوہر ہونے کے اعتبار سے اس عورت کا ورثہ نہیں مل سکتا) اور حرام کی اولاد اور وہ بچہ جس کے سبب سے میاں بیوی میں لعان ہوا ہو اپنی ماں ہی کے وارث ہوا کرتے ہیں اور باپ کے ترکہ کے وارث نہیں ہوسکتے کیونکہ باپ سے تو ان کا رشتہ پہلے ہی ٹوٹ چکا ہے) اور حمل کے واسطے ایک بیٹے کے حصہ کی مقدار ترکہ روک لینا چاہیئے (یعنی اگر میت کی بیوی حاملہ ہو اور ورثہ ترکہ تقسیم کرانا چاہیں تو حمل کے لئے اُس ترکہ میں سے ایک بیٹے کا حصہ علیحدہ کر کے باقی مال تقسیم کردیں گے) پھر اگر تھوڑا ہی سا نکل کر مرگیا تو یہ (اس حصہ کا وارث[1] نہ ہوگا اگر چند رشتہ دار ڈوب کر یا جل کر مرجائیں تو ان میں ایک دوسرے کا وارث نہیں ہوسکتا۔ ہاں اگر مرنے والوں کی ترتیب معلوم ہوجائے (کہ فلاں شخص پہلے مرا ہے اور فلاں پیچھے تو اُس وقت ان میں پچھلا پہلے کا وارث ہوگا (تیسری قسم کے وارث ذوی الارحام ہیں) اور ذو رحم رشتہ دار کو کہتے ہیں کہ جو نہ ذوی الفروض

---

[1] یعنی پھر وہ حصہ اس کا ترکہ سمجھ کر اس کے وارثوں میں تقسیم کردیا جائیگا۔ ۱۲ مترجم عفی عنہ ۱۲

ہو (یعنی نہ اُس کا شریعت سے حصہ معین ہو) اور نہ وہ عصبہ ہو۔ اور ذو رحم ذوی الفروض یا عصبہ کے ہوتے ہوئے وارث نہیں ہوسکتا سوائے میاں یا بیوی کے کہ ان کے ساتھ (یاد جود ان کے ذوی الفروض بھی ہونے کے) ذو رحم کو حصہ پہنچ جاتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ (میراث میں) ان دونوں پر رد نہیں ہوا کرتا۔

فائدہ۔ یعنی بچا ہوا مال میاں بیوی کو دوبارہ نہیں دیتے بخلاف اور ذوی الفروض کے کہ اگر ان کے حصوں سے کچھ مال بچتا ہے تو وہ پھر انہی کو حصہ رسد دیدیا جاتا ہے پس جب میاں بیوی کو دے کر کچھ بچے اور قانون شرعی کے باعث وہ اُن کو دوبارہ نہ دیا جائے اور ان کے سوا اور کوئی ذوی الفروض یا عصبہ نہ ہو تو اب اس مال کا وارث سوائے ذی رحم کے اور کوئی نہیں ہے اس وجہ سے ذی رحم ان کے ہوتے ہوئے وارث ہوتا ہے۔

ترجمہ۔ ذوی الارحام کی ترتیب عصبات کی ترتیب کی طرح ہے (یعنی اول میت کے فروع مثلاً اُس کی بیٹیوں پوتیوں کی اولاد وارث ہوگی اگرچہ کتنے ہی نیچے کی ہوں پھر اگر فروع نہ ہوں تو میت کے اصول مثلاً جد فاسد اور جدات فاسدہ اگرچہ کتنے ہی اوپر کی ہوں اور اگر یہ بھی نہ ہوں تو پھر میت کے ماں باپ کی فروع یعنی اخیانی یا علاتی بہن بھائیوں کی اولاد اور علیٰ ہذا القیاس (یعنی بزیادہ)

ترجمہ۔ (ذوی الارحام میں درجے کے قرب سے (آپس میں) ترجیح ہوتی ہے (مثلاً میت کی نواسی ورثہ میں میت کی نواسی کی بیٹی سے اور پوتی کی بیٹی سے مقدم ہوگی اور (اگر درجہ میں فرق نہ ہو تو) پھر اصل کے وارث ہونے سے ترجیح ہوتی ہے۔

فائدہ۔ یعنی اگر ذوی الارحام میں سب برابر ہوں تو پھر وارث کی اولاد کو ترجیح ہوگی برابر ہے کہ وہ عصبہ کی اولاد ہو یا ذوی الفروض کی اولاد ہو مثلاً پوتی کی بیٹی نواسی کی بیٹی سے مقدم ہوگی اور پوتی کا بیٹا نواسی کے بیٹے سے مقدم ہوگا کیونکہ ان دونوں قسموں میں یہ دونوں وارث میت کے قرب کے لحاظ سے اگرچہ درجے میں برابر ہیں لیکن پہلی صورت میں پوتی کی بیٹی کی اصل یعنی پوتا اور دوسری صورت میں پوتی کے بیٹے کی اصل یعنی وہی پوتا وارث ہوتا ہے تو اس اعتبار سے ان کو ترجیح ہوگی)

ترجمہ۔ ذوی الارحام کی جہت قرابت اگر میت سے مختلف ہو (یعنی ایک میت کے باپ کی طرف سے قرابت رکھتا ہو اور دوسرا میت کی ماں کی طرف سے) تو باپ کی طرف سے قرابت والے کو دُگنا ملیگا اُس سے جس کی قرابت میت سے میت کی ماں کی طرف سے ہو (مثلاً ایک بوڑھا میت کا نانا ہو اور دوسرا میت کی ماں کا دادا ہو تو پہلے کا دوہرا حصہ ملے گا اور دوسرے

کو دو اکہرا) اور ذوی الارحام کے اصول اگر (مرد و عورت ہونے میں) برابر ہوں تو ترکہ انکے بدنوں پر تقسیم کیا جائیگا۔

فائدہ۔ مثلاً میت کی ایک بہن یا دو بہنوں کی اولاد ہے پس اگر یہ لڑکے ہی ہیں تو انھیں حصہ برابر ملیگا اور اگر سب لڑکیاں ہی ہیں تب بھی برابر ہی ملیگا اور اگر لڑکے لڑکیاں ہوں تو چونکہ اُن کے اصول یعنی مائیں میت کی بہن ہونے میں برابر ہیں تو اس صورت میں ترکہ اُن کے بدنوں پر تقسیم ہوگا۔ یعنی لڑکے کو دوہرا حصہ ملیگا اور لڑکی کو اکہرا۔

ترجمہ۔ اگر ان کے اصول مختلف ہوں تو ترکہ ان کی گنتی پر تقسیم ہوگا اور جس بطن (اور درجہ) میں یہ اختلاف ہوا ہو اس میں وصف کا (یعنی مرد و عورت کا ہونے کا فرق) لحاظ کر لیا جائیگا (مثلاً میت کی ایک نواسی کی بیٹی اور ایک نواسے کی بیٹی زندہ ہوں تو اس صورت میں پہلی کو ایک تہائی ملیگا اور دوسری کو دو تہائی کیونکہ جہاں سے اُن کے بطن یعنی درجہ کا اختلاف ہوا ہے وہاں ایک طرف نواسا ہے اور ایکطرف نواسی' نواسی کو نواسے کے اعتبار سے دو تہائی ملے گا اور نواسی کے اعتبار سے ایک تہائی) اور جو حصے (قرآن مجید میں مقرر ہوئے ہیں چھ ہیں یعنی) آدھا۔ چوتھائی۔ آٹھواں۔ دو تہائی اور چھٹا ہیں اور ان حصوں کے مخرج (یعنے ایسے عدد جن سے یہ حصے نکل سکیں) یہ (سات) ہیں آدھے کے لئے دو کا عدد (یعنی اگر آدھا ترکہ دینا ہے تو چاہیئے کہ کل ترکہ کے دو حصے کر لئے جائیں اوا ور علی ہذا القیاس) چوتھائی کے لئے چار کا عدد ہے اور آٹھویں کے لئے آٹھ کا عدد ہے اور دو تہائی اور تہائی کیلئے تین کا عدد ہے (یعنی اگر کسی وارث کو دو تہائی یا تہائی ترکہ دینا ہے تو کل ترکہ کے تین حصہ کر لئے جائیں حساب برابر ہو جائیگا) اور چھٹے حصے کے لئے چھ کا عدد ہے (اور ان دونوں قسموں میں پچھلے عدد سے پہلے حصے بھی نکل سکتے ہیں مثلاً آدھا دو سے نکلتا ہے چار سے اور آٹھ سے بھی نکل سکتا ہے چوتھائی آٹھ سے نکل سکتا ہے اور جیسے تین سے تہائی اور دو تہائی نکلتی تھیں ایسے ہی چھ سے بھی نکل سکتی ہیں اگر ایک قسم کے حصے دوسری قسم کے حصوں سے مل جائیں (یعنی اگر دونوں قسموں کے حصوں کے لینے والے وارث جمع ہو جائیں) تو اُس وقت مخرج بارہ اور چوبیس ہوتا ہے (مثلاً ایک وارث چوتھائی کا لینے والا ہو اور دوسرا تہائی یا دو تہائی وغیرہ کا لینے والا تو اس صورت میں دونوں کے حصے نکالنے کے لئے مخرج بارہ ہوگا اگر ایک وارث آٹھویں کا مستحق ہو اور دوسرا تہائی وغیرہ کا تو اس صورت میں مخرج چوبیس ہوگا مگر اسی سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اگر ایک وارث آدھے کا مستحق ہو

لہ یعنی دونوں قسم کے مل کر چھ ہیں تین ایک قسم کے اور تین دوسری قسم کے۔ ۱۲

اور دوسرا تہائی ذخیرہ کا تو اس صورت میں مخرج چھ ہوگا اس حساب سے اختلاط کے مخرج تین ہوئے) اور ان مخارج کے حصے بڑھانے سے یہ مخارج عول ہو جاتے ہیں ۔

عول کا بیان

فائدہ ۔ فرائض کے بعض مسئلہ میں ایسی صورت پیش آجاتی ہے کہ مخرج کے حصوں کا عدد کم ہوتا ہے اور اس کے حصہ ملکر زیادہ ہو جاتے ہیں تو وہاں مخرج کو ذرا بڑھا دیتے ہیں تاکہ سب وارثوں کو ان کے حصے پہنچ جائیں اور اس بڑھانے کو علم فرائض میں عول کہتے ہیں اور یہ بڑھنا انہی تین مخرجوں میں ہوتا ہے۔ جو دونوں قسموں کے حصہ ملنے سے پیدا ہوتے ہیں ۔

ترجمہ پس چھ کا عدد دس تک عول ہو جاتا ہے طاق اور جفت دونوں (یعنی چھ کے سات اور نو بھی ہو سکتے ہیں اور آٹھ اور دس بھی) اور بارہ کا عول سترہ تک ہوتا ہے مگر طاق ہی ہوتا ہے جفت نہیں ہوتا یعنے بارہ کے تیرہ پندرہ اور سترہ ہو سکتے ہیں چودہ اور سولہ نہیں ہوتے) چوبیس کا عول صرف ایک ستائیس ہوتا ہے (یعنی نہ پچیس نہ چھبیس ہوتا ہے اور نہ ستائیس سے بڑھتا ہے) اگر وارثوں کے ایک فریق کا حصہ ان پر پورا تقسیم نہ ہو (مثلاً چار حصے ہوں اور ان کے لینے والے چھ ہوں تو اب (دیکھنا چاہیئے کہ) اگر حصوں اور لینے والوں کے عدد کے درمیان توافق کی نسبت ہے تو وارثوں کے عدد کا وفق لیکر اصل مسئلے میں (یعنی جو سب حصوں کا مخرج بنایا گیا تھا) ضرب دیدیں گے (مثلاً اوپر بریکٹ والی مثال ہے چھ اور چار میں توافق ہی کی نسبت ہے یعنی دونوں نصف ہو سکتے ہیں تو چھ کے وفق تین کو اصل مسئلہ میں ضرب دیدیں گے) اگر حصوں اور ان کے لینے والوں کے عدد کے درمیان توافق کی نسبت نہ ہو بلکہ تباین ہو جیسے چار اور تین میں پانچ اور چھ میں) تو اس صورت میں سارا عدد ہی اصل مسئلہ کے عدد میں ضرب دیا جائیگا اور جو حاصل ضرب ہوگا اس سے پھر سب حصے تقسیم کئے جائیں گے (یعنے اس حساب سے سب کو اپنا اپنا حصہ پورا پہنچ جائیگا) اگر کسر کئی جگہ ہو (یعنی وارثوں کے کئی فریق ہوں اور ہر فریق کے حصہ ان پر پورا نہ بٹ سکیں ۔ بلکہ سب میں کسر آتی ہو) اور فریقوں کے آپس میں تماثل ہو (یعنی شمار میں سب برابر ہوں) تو ان میں سے ایک فریق کے عدد کو اصل مسئلہ کے عدد میں ضرب دے لینا چاہیئے اور اگر وارثوں کے عدد کے فریق آپس میں متداخل ہوں (یعنی ایسے ہوں کہ ان میں سے بڑا عدد چھوٹے پر پورا بٹ جائے کسر نہ پڑے) تو جس فریق کے آدمی زیادہ ہوں اُن کے عدد کو اصل مسئلہ کے عدد میں ضرب دے لیں اگر ان میں توافق کی نسبت ہو (یعنی وہ ایسے عدد ہوں کہ ان کو ایک تیسرا عدد ایک کے سوا فنا کر سکتا ہو

جیسے آٹھ اور بیس کو چار کا عدد فنا کر سکتا ہے) تو اس صورت میں ایک عدد کے وفق کو دوسرے
پورے عدد میں ضرب دیدیں گے (اور حاصل ضرب پھر اصل مسئلہ کے عدد میں ضرب دیا جائے گا)
اگر سب فریقوں کے عدد آپس میں متباین ہوں تو ایک فریق کے عدد کو دوسرے فریق کے
عدد میں اور پھر حاصل ضرب کو تیسرے فریق کے عدد میں اور پھر آخر کے حاصل ضرب کو اس
مسئلہ کے عدد میں اور اگر مسئلہ عولیہ ہو تو عول میں ضرب دینا چاہیئے (اور ذوی الفروض
کے حصہ دے کر) جو مال بچ جائے تو وہ ذوی الفروض ہی کو ان کے حصوں کے موافق دے
دینا چاہیئے سوائے میاں یا بیوی کے (کہ اگرچہ ذوی الفروض میں ہیں) مگر) ان کو اس بچے
ہوئے میں سے کچھ نہیں ملا کرتا پس (یہ بچا ہوا مال دوبارہ اس طرح دیا جاتا ہے کہ (جن
وارثوں پر رد[1] ہو سکتا ہے (یعنی جن کو دوبارہ دیا جا سکتا ہے) اگر وہ ایک جنس کے ہیں
تو اس کے حصے ان کے شمار کے موافق کر لیں گے مثلاً (ایک میت کی وارث (صرف) دو
بیٹیاں یا دو بہنیں ہیں۔ اگر جن وارثوں پر رد ہو سکتا ہے وہ کئی جنس کے ہوں تو اب مسئلہ
ان کے حصوں کی گنتی سے ہوگا (یعنی پہلے اصل مسئلہ میں سے جس قدر حصے انکو پہنچے ہوں ان
جمع کر لیا جائے اور جو حاصل جمع ہو وہ اصل مسئلہ کا عدد قرار دیا جائے) مثلاً اگر دو چھٹے
حصے والے جمع ہوں (جیسے میت کی جدہ اور ایک اخیافی بہن) تو اس صورت میں مسئلہ دو سے
کیا جائیگا اگر تہائی اور چھٹے حصہ والے جمع ہوں (جیسے ایک جدہ اور دو اخیافی بہنیں ہوں)
تو اس صورت میں مسئلہ تین سے ہوگا۔ اگر آدھے اور چھٹے کے لینے والے جمع ہوں (جیسے ایک
بیٹی اور ایک پوتی ہو) تو اب مسئلہ چار سے ہوگا اگر دو تہائی اور چھٹے حصے (کے لینے والے
جمع ہوں (جیسے میت کی دو بیٹیاں اور ایک ماں ہو) یا آدھے اور دو چھٹے (حصوں کے لینے
والے) جمع ہوں (مثلاً ایک حقیقی بہن اور ایک اخیافی بہن ہو) یا آدھے اور ایک تہائی (کے لینے
والے) جمع ہوں۔ تو ان تینوں صورتوں میں مسئلہ پانچ سے کیا جائیگا اگر وارث ایک جنس
کے ہوں اور ان کے ساتھ کوئی ایسا وارث بھی ہو جس پر رد نہیں ہو سکتا (مثلاً ان کے
ساتھ میت کا شوہر ہو یا بیوی ہو) تو اس صورت میں شوہر یا بیوی کے حصہ کا سب سے
کم مخرج نکال کر اس میں سے اس کا حصہ دیدیا جائے اور باقی ان ایک جنس کے وارثوں
پر تقسیم کر دیا جائے مثلاً (ایک عورت مرے اور) ایک شوہر اور تین بیٹیاں وارث ہوں اگر
باقی حصے ان ایک جنس کے وارثوں پر پورے طور پر تقسیم نہ ہو سکیں اور ان کے عدد میں اور
ان حصوں میں توافق کی نسبت ہو تو ان کے عدد کا وفق نکال کر اس کو اس وارث کے حصہ

[1] اس دوبارہ دینے کو اس علم میں رد کہتے ہیں۔ ۱۲ مترجم عفی عنہ۔

کے مخرج میں ضرب دیدیں جس پر رد نہیں ہو سکتا یعنی شوہر یا بیوی کے حصہ کے مخرج میں) مثلاً ایک عورت کے وارث) ایک شوہر اور چھ بیٹیاں ہوں اور ان میں توافق کی نسبت نہ ہو (بلکہ تباین کی ہو) تو وارثوں کے کل عدد کو اُن ہی شوہر یا بیوی کے حصہ کے مخرج میں ضرب دینا چاہیئے مثلاً (ایک عورت مرے اور اس کے) ایک شوہر اور پانچ بیٹیاں (وارث) ہوں اگر شوہر یا بیوی کے ساتھ دو جنس کے وہ وارث ہوں جن پر رد ہو سکتا ہے تو اُن کا مسئلہ نکال لینا چاہیئے بعد میں شوہر یا بیوی کو مخرج سے اُن کا حصہ دے کر باقی کو اس مسئلہ کے عدد پر تقسیم کر دینا چاہیئے (اگر تقسیم ہو سکے) مثلاً ایک میت کے وارث ایک بیوی اور چار جدات اور چھ اخیافی بہنیں ہوں اگر مخرج سے شوہر یا بیوی کا حصہ دینے کے بعد باقی بچا ہوا ان وارثانِ مختلف کے حصوں پر پورا تقسیم نہ ہو سکے تو جن پر رد ہو سکتا ہے اُن کے حصوں کو شوہر یا بیوی کے فرض کے مخرج میں ضرب دینا چاہیئے مثلاً میت کے وارث چار بیویاں اور نو بیٹیاں اور چھ جدات ہوں اس کے بعد اُن ورثاء کے سہام کو کہ جن پر رد نہیں ہو سکتا اُن ورثاء کے اصل مسئلہ کے عدد میں ضرب دینا چاہیئے کہ جن پر رد ہو سکتا ہے۔ پھر ان کے سہام کو اُس عدد میں ضرب دو جو رد نہ ہو سکنے والے ورثاء کے مخرج سے باقی رہا ہے اب اگر اس تقسیم میں کسر پڑے (یعنی حصوں کا عدد ورثاء کے عدد پر پورا تقسیم نہ ہو) تو موافق قواعد مذکورہ کے اس کی تصحیح کر لی جائے۔ اگر ترکہ تقسیم ہونے سے پہلے کوئی وارث مرجائے تو اس وقت پر تقسیم ترکہ کی صورت یہ ہوگی کہ (اول پہلے میت کے (اصل) مسئلہ کی تصحیح کر لو اور ہر وارث کا جس قدر حصہ بیٹھے اُسے دیدے (یعنی معین کر دو) اس کے بعد دوسری میت کے اصل مسئلہ کی (اُس کے وارثوں کے عدد پر) تصحیح کر لو اور اب دیکھو کہ اس دوسری میت کو جو پہلی تصحیح سے حصہ پہنچا ہے اُس کے عدد میں اور دوسری تصحیح (کے عدد میں) تین نسبتوں[2] میں سے ایک نسبت ضرور ہوگی۔ پس اگر اس دوسری میت کو پہلی تصحیح سے جو (سہام کا) عدد پہنچا ہے وہ دوسری تصحیح پر پورا تقسیم ہو سکتا ہے (اور کسر نہیں پڑتی) تو اب ضرب کی ضرورت نہیں پہلی ہی میت تصحیح (کے عدد) سے یہ دونوں مسئلے ٹھیک ہو جائیں گے اور اگر وہ پورا تقسیم نہ ہو تو اب (غور کرو کہ ان دونوں میں (یعنی میت ثانی کے حصہ کے عدد اور دوسری تصحیح میں) کونسی نسبت ہے) اگر توافق کی نسبت ہے تو دوسری تصحیح کے (وفق کو پہلی تصحیح کے کل (عدد) میں ضرب دو (اب جو انتہائی عدد نکلیگا وہی دونوں مسئلوں کا صحیح مخرج بن

[1] یعنی ان دونوں میں جونسا ہو ۱۲۔

[2] ان تین نسبتوں سے مراد توافق تباین اور استقامت ہیں جو پہلے مذکور ہو چکے ہیں اور آگے انکی تفصیل شروع ہوتی ہے۔ ۱۲

جائیگا) اگر ان دونوں میں تباین کی نسبت ہو تو اُس وقت دوسری تصحیح کے انتہائی عدد کو پہلی تصحیح میں ضرب دینا چاہیئے اس ضرب سے جو انتہائی عدد نکلیگا وہ دونوں مسئلوں کا مخرج ہوگا (یعنی اس عدد سے ان دونوں میتوں کے وارثوں کے حصہ پر پوری تقسیم ہو جائے گی اور دونوں میتوں کے وارثوں میں سے ہر واحد کا حصہ معلوم کرنا چاہو تو (پہلی میت کے وارثوں کے سہام کو دوسری تصحیح کے عدد میں یا اُس کے وفق میں ضرب دو اور دوسری میت کے وارثوں کے سہام کو دوسری میت کے حصہ میں) یا اس کے وفق میں ضرب دو اور تصحیح میں ہر فریق کا حصہ اس طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ ہر فریق کو جو (عدد) اصل مسئلہ سے ملا ہے اس کو اس میں ضرب دو جس کا اصل مسئلہ میں ضرب دیا تھا اور فریق ورثا میں سے ہر ایک کا حصہ اس طرح بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ اول یہ دیکھنا چاہیئے کہ ہر فریق کو جو اصل مسئلہ (کے عدد) سے سہام ملے ہیں اُن کو اس فریق کے رؤس کے عدد سے الگ الگ کیا نسبت ہے جب یہ نسبت معلوم ہو جائے تو پھر مضروب میں سے اسی نسبت کے موافق راس فریق کے ہر واحد کو دیدیا جائے اگر (میت کے) وارثوں اور قرضخواہوں میں ترکہ تقسیم کرنا چاہو تو (اس کی صورت یہ ہے کہ اول ہر وارث کو یا ہر قرضخواہ کو) جو سہام تصحیح سے ملے ہیں اُن کو ترکہ کے انتہائی عدد میں ضرب دو پھر ضرب سے جو عدد حاصل ہو اس کو تصحیح پر تقسیم کر دو اگر وارثوں میں سے ایک وارث (اپنے حصہ کے عوض) کچھ روپیہ وغیرہ لے کر صلح کرے تو اب تقسیم ترکہ کے وقت) اس کو ایسا سمجھو کہ گویا ہے ہی نہیں۔ اور بقیہ ترکہ کو اور باقی ورثاء کے سہام پر تقسیم کر دو۔ باقی واللہ اعلم۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ خَیْرِ خَلْقِہٖ وَاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ۔

تمّت

لہ یعنی میت اول اور میت ثانی دونوں کے مسئلوں کا مخرج ہوگا۔ ۱۲

رياض الصالحين

من كلام سيد المرسلين

الإمام الحافظ شيخ الإسلام

محيي الدين أبي زكريا يحيى بن شرف النووي
المتوفى ٦٧٦ هجرية

الناشر
ايج-ايم سعيد كمپنی
ادب منزل-پاکستان چوک-کراتشی